خطباء، واعظین، طلباء، مقررین اور نقباء کے لیے احوال سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور واقعات کرب و بلا پر مشتمل منظوم و منثور بہترین تحفہ

آئینۂ کربلا

حضرت علامہ مولانا
مُحمّد عبد الغنی سالک
قادری رضوی مراد آبادی

مکتبہ حنفیہ
گنج بخش روڈ، لاہور

Marfat.com

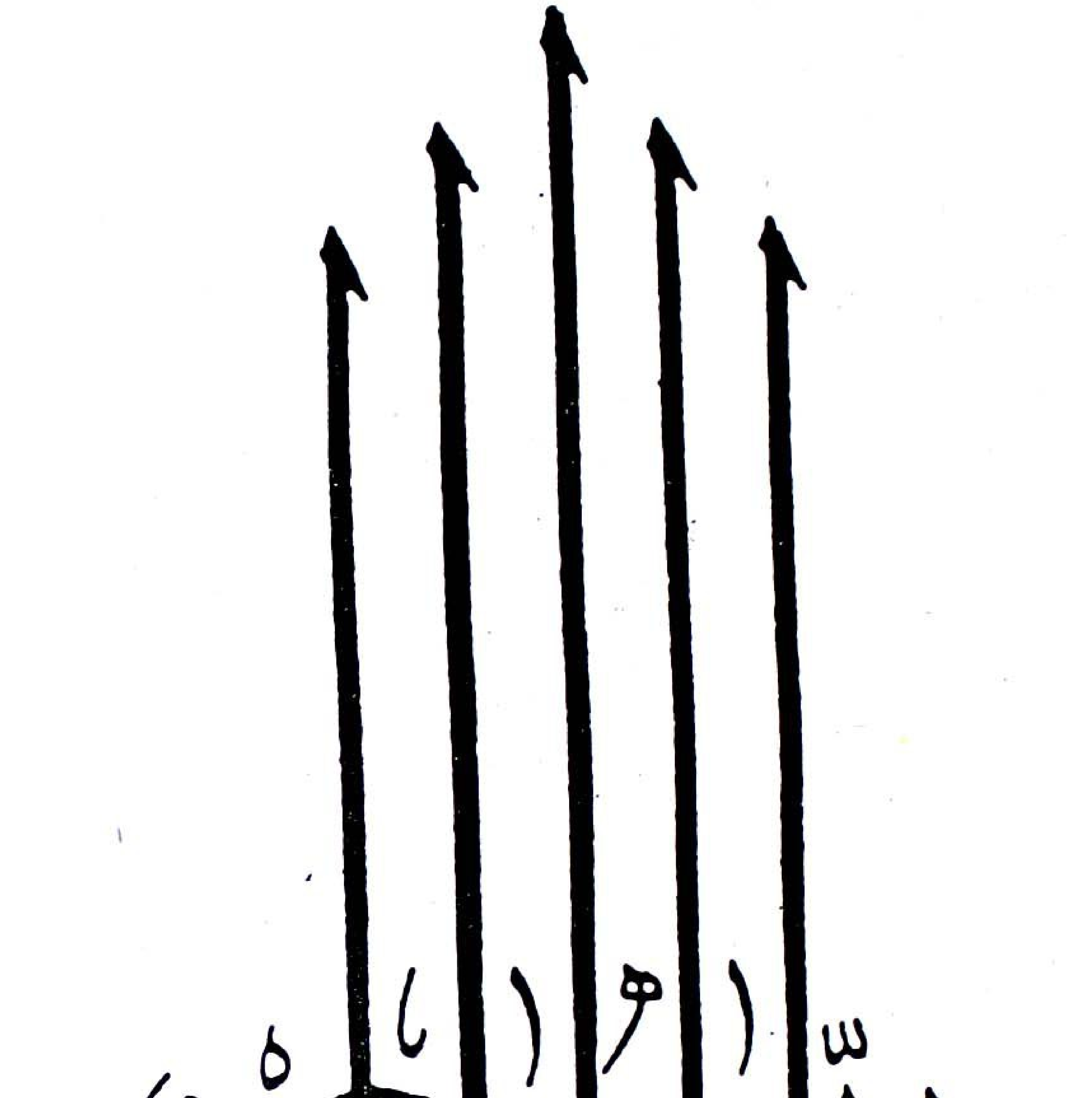

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

لا اله الا الله محمد رسول الله

الصلوٰة والسلام عليك يا رسول الله

وعلىٰ آلك واصحابك يا حبيب الله

صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّم دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیبِکَ خَیرِ الخَلقِ کُلِّهِمِ

هُوَ الحَبِیبُ الَّذِی تُرجٰی شَفَاعَتُهُ — لِکُلِّ هَولٍ مِّنَ الاَهوَالِ مُقتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الکَونَینِ وَالثَّقَلَینِ — وَالفَرِیقَینِ مِن عُرُبٍ وَّمِن عَجَمِ

فَاِنَّ مِن جُودِکَ الدُّنیَا وَضَرَّتَهَا — وَمِن عُلُومِکَ عِلمَ اللَّوحِ وَالقَلَمِ

مکتبہ حنفیہ ● قادری رضوی کتب خانہ لاہور

Marfat.com

خطبا، واعظین، طلبا، مقررین اور نقبا کے لیے احوال سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور واقعات کرب و بلا پر مشتمل منظوم و منثور بہترین تحفہ

آئینۂ کربلا

از قلم معجز رقم

یادگار سلف افتخار خلف عمدۃ الواعظین

حضرت علامہ مولانا محمد عبد الغنی سالک

قادری رضوی مراد آبادی

مکتبہ حنفیہ
گنج بخش روڈ۔ لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

98362

نام کتاب .... آئینۂ کربلا

مصنف .... حضرت علامہ عبدالغنی سالک قادری

تقدیم .... محقق العصر مفتی محمد خان قادری

میزانِ حروف .... ملک محبوب الرسول قادری

0321/0300-9429027

mahboobqadri787@gmail.com

سرورق .... فیضی گرافکس، دربار مارکیٹ لاہور

زیرنگرانی .... چوہدری محمد خلیل قادری

صفحات 408

اشاعت اوّل 2009ء

کمپوزنگ .... ہجویری کمپوزرز اینڈ ڈیزائنرز

تحریک .... چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر .... چوہدری عبدالمجید قادری

قیمت .... 250 روپے

.... ملنے کا پتہ ....

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

Marfat.com

حسن ترتیب

تقریظ............محقق العصر مفتی محمد خان قادری	19
میزانِ حروف.............ملک محبوب الرسول قادری	21
میدانِ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا آخری خطبہ	32
حمد باری تعالیٰ جل جلالہ	33
نعتِ آقا صلی اللہ علیہ وسلم	35
دُعائے یوم عاشورہ	36
باب نمبر 1	37
خاتونِ جنت	37
حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی بیٹی کا عقد	37
جہیز و رخصت	38
رخصت کی تیاری	38
باب نمبر۲	42
ولادت باسعادت حضرت حسن امام عالی مقام علیہ السلام	42
جمالِ حسن	43
ولادت سید الشہداء علیہ السلام	44
مرقعۂ شہادت	60
باب نمبر 3	62
کوفے والوں کا اصلی خط	62

Marfat.com

اہلِ بصرہ کے تخیلات	62
مسلم بن عقیل کے بارے میں مخبری	68
فاطمی شیر کبھی باطل کے سامنے نہ جھکے گا	70
امام مسلمؓ کے مبارک چہرہ پر ہاشمی جلال	72
رَضِینَا بِالْقَضَا:	74
شہادت فرزندانِ مسلم	75
فرزندان مسلم کی گرفتاری کے لئے حربے	78
سیدنا امام حسین علیہ السلام کی تیاری	79
ابن زیاد بدنہاد کا جاسوسی پلان	81
امامِ عالی مقام کے سفرِ کربلا میں ہمراہ	82
کعبے سے رخصت	83
سیدنا امام حسین علیہ السلام کا مکہ مکرمہ سے رخصت ہونا	83
امام مسلمؑ اور ان کے فرزندوں کی شہادت کی اطلاع	88
ابھی سفر جاری ہے	89
حر بارگاہ حسین علیہ السلام میں	91
ارشاد امام حق	92
ایک پیچیدہ صورتِ حال	93
باب نمبر 4	96
آخری منزل	96
شیروں کا عمرو بن سعد کو مشورہ	99
دعائے زمین کربلا	100
دوسرا دن	102

Marfat.com

شامی فوجوں کی کربلا آمد	103
نامہ و پیام	104
عمرو بن سعد کی باتیں	106
نظم نہرِ فرات اور فوج یزید	107
باب نمبر 5	109
بندشِ آب کا ہولناک منظر	109
ابن سعد اور ابن زیاد کی باہمی مراسلت	111
اشتباہِ جنگ شمر کا حکم نامہ لے کر آنا	113
جب صلح کی کوئی امید نہ رہی	115
باب نمبر 6	118
امام عالی مقام علیہ السلام کا اپنے رفقاء میں خطبہ	118
نوجوانانِ اہل بیتِ مصطفےٰ ﷺ کی آخری رات	119
عاشورۂ محرم اور یزیدی فوجیں	122
تم جانتے ہو میں کون ہوں؟	124
ماں بیٹے کا مثالی ایثار	128
یزیدی لشکر کی بزدلی بڑھتی ہے	132
باب نمبر 7	137
حُر کی باتیں اور ردِ عمل	137
حُر کی بارگاہ حسینی میں حاضری	139
حُر کے سر پر دستِ شفقت	140
امام عالی مقام علیہ السلام کی مزید شفقت	143
امام عالی مقام علیہ السلام کا جواب	144

Marfat.com

دوسرا حملہ خیمہ پاک پر غرزہ بن قیس	147
حبیب ابنِ مظاہر کی شہادت	149
حبیب ابن مظاہر کا مظاہرہ	150
باب نمبر 8	153
جوانوں کی میدان میں آمد	153
حضرت علی اکبرؓ کا میدان میں اترنے کی خواہش	157
علی اکبر کی اجازت طلب	158
دعا	159
شمر لعین کے حربے	161
ابن سعد کی مکارانہ جدوجہد	162
جلالِ ہاشمی پر جوش	165
حضرت عثمانؓ بن علیؓ میدانِ کربلا میں	166
افواجِ شام کی بدحواسی	167
عون ومحمد اپنی والدہ حضرت زینبؑ کی خدمت میں	170
حضرت قاسم بن حسن علیہ السلام	175
چچا بھتیجے کی باہم گفتگو	176
حضرت علی اصغر علیہ السلام کی پیاس	177
اک نور کا پتلا گود میں ہے	178
باب نمبر 9	182
حضرت قاسم علیہ السلام کو اجازت	182
فاتح خیبر کی ادا سے کون آتا ہے	183
ابن سعد کی گواہی	184

Marfat.com

حضرت قاسم کے ہاتھوں ارزق کے چاروں بیٹوں کی موت	187
غازی عباس فرات سے مشکیزہ بھرتے ہیں	190
حضرت عباس علیہ السلام سے یزیدی لشکر کی گفتگو	191
شہزادہ رسول علیہ السلام کربلا میں اکیلا ہے	193
باب نمبر 10	196
سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام سے چند باتیں	196
امام عالی مقام علیہ السلام کی اپنے حرم میں باتیں	197
حق وصداقت کا آفتاب خیمۂ اہل بیت سے طلوع ہوا	199
ملائکہ آپ علیہ السلام کی دلیری وشجاعت دیکھ کر حیران ہیں	201
جب لشکرِ شام میدان چھوڑ کر بھاگ گیا	202
الوداعِ امام عالی مقام	204
کاروان اہلبیت سے رخصت	205
میدانِ کربلا میں گھمسان جنگ	207
محرم کی دس تاریخ اور جمعہ کا دن	209
امام حسینؑ میدانِ کربلا میں سربسجود	211
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور تسلی	213
مرثیہ	214
باب نمبر 11	216
دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہلبیت	216
میدانِ کربلا میں جنازے اور تدفین	217
ابن زیاد بدنہاد کی ذلالت	220
کوفیوں کو پسینہ آ گیا	221

Marfat.com

سیّدہ زینب کے خطبہ سے سناٹا	222
حضرت سجاد کی خاموشی اور ابنِ زید	223
دعائے مسلم	226
سلام	228
بابُ نمبر 12	230
کربلا کو اس پہلو سے بھی دیکھیے	230
دربار مصطفیٰ ﷺ	235
اہل بصرہ کے تخیلات	240
روایت ہے کہ وقت رخصت	249
امام مسلم کی شہادت	250
شہادت محمد اور ابراہیم فرزندان مسلم	251
کوفے کو چلنے کی تیاری	253
ارشاد امام عالی مقام	254
سفرِ شہادت گاہ	257
باب نمبر 13	259
پہلی منزل	259
دوسری منزل مقام سفاح میں	259
تیسری منزل	260
چوتھی منزل	261
پانچویں منزل	262
چھٹی منزل	263
ساتویں منزل	264

Marfat.com

باب نمبر 14	265
معروضۂ حُر خدمت امام میں	265
پہلی رات، دوسری رات و تیسری رات	266
آٹھویں منزل	266
آخری منزل	266
میدان کربلا	267
دس محرم تک	267
عمرو بن سعد اور جلاد ابن زیاد کی گفتگو	268
دوسرا دن	270
نامہ پیام	271
عمرو بن سعد کا ابنِ زیاد کو خط لکھنا	272
قاصد کا دربار میں جانا اور ابنِ زیاد کو درخواست مضمون سنانا	272
بندش آب، محرم	273
نہر فرات اور فوج یزید	273
اہلِ بیت مصطفیٰ کی تشنگی	273
ملاقات امام حق اور ابن سعد	275
باب نمبر 15	276
تاثرات ابنِ زیاد	276
ابنِ زیاد کا جوش استبداد	277
اشتباہ جنگ شمر کا حکم نامہ لے کر آنا	278
شمر العین کا آنا اور حکم نامہ عمر کو دینا	279
آثار جنگ	280

Marfat.com

باب نمبر 16	281
خطبہ امام عالی مقام	281
خلاصہ نظم	282
خطیب کوفہ مسلم بن عوسجہ کی تقریر	283
شب عاشورہ	285
بریر ابن خضیر کی ابنِ سعد سے ملاقات	286
بریر ابن خضیر کا ابنِ سعد کو جواب دینا	287
تقریر زہیز ابن قیس	289
آغاز جنگ	290
نظم دربان	290
فرمانبردار بیٹے کا بے چین ہو کر والدہ سے بے قراری کا سبب پوچھنا	291
وہب میدان جنگ میں	292
سوال و جواب	292
عبداللہ کلبی اور میدان جنگ	294
دعائے زمین کربلا	295
باب نمبر 17	297
کربلا میں امام عالی مقام کی کرامات	297
بریر ابن خضیر کی شہادت میدان کربلا میں	298
شہادت عمر بن قرظہ	299
مکالمہ حُر اور ابن سعد	300
ابن سعد کو حُر کا جواب دینا	300
حُر خدمت امام میں	301

Marfat.com

حضرت حُر کی جانبازی	301
حضرت حُر عرصہ گاہ جنگ میں	302
حضرت حُر کی شہادت	304
عمر بن حجاج کی بکواس کا جواب	305
پہلا حملہ عمر بن حجاج کا خیمہ پر...... خیمہ اہل بیت پر یورش	306
مسلم بن عوسجہ کی شہادت	306
دوسرا حملہ خیمہ پاک پر عُرزہ بن قیس کا	307
تیسرا حملہ خیمے پر شمر کرتا ہے	307
چوتھا حملہ ابنِ سعد کا خیمہ اطہر پر	308
ابتدائے جنگ مغلوبہ نماز جمعہ کا اہتمام	309
شہادتِ حبیب ابنِ مظاہر	309
امام عالی مقام حبیب کے بائیں پر	310
شہادت زہیر ابنِ قیس	311
جنگ گھمسان	311
جلال غازی	312
ایک دم دو تلوار	312
امام عالی مقام آواز سن کر	313
شہادت نافع بن ہلالی مُرادی	313
ابنِ سعد کا غضبناک ہو کر قتل کا حکم دینا	314
شہزادگان اہل بیت میدان کارزار میں	314
حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی قربانی کی تکمیل	315
حضرت علی اکبر کی میدان جنگ کے لیے اجازت طلبی	316

Marfat.com

دعائے امامِ عالی مقام	316
حضرت علی اکبر میدانِ جنگ میں	317
لشکر کی پشیمانی اور یزیدی انعام	318
عثمان ابنِ علی کی شہادت	319
عثمان ابنِ علیؓ میدانِ جنگ میں	320
عبدالرحمٰن بن عقیل کی شہادت	321
شہادت جعفر بن عقیل	321
شہادت محمد ابنِ علی	321
شہادت ابوبکر ابن علی	322
شہادت عبداللہ ابنِ مسلم	322
دشمن کا تعاقب میدان جنگ میں	323
شہادت حضرت عونؓ و محمدؓ	324
عون و محمد میدانِ جنگ میں	325
شہادت ابوبکر عبداللہ ابنِ حسن	326
حضرت ابوبکر عبداللہؓ کا فوجِ شام پر حملہ	326
فروزان اور بختری کی جنگ	327
شہادت اسد فروزان کی	328
عبداللہ کا عزمِ میدان	328
حضرت عبداللہ درِ جنت پر	329
حضرت قاسم معروضات و اجازت طلبی	329
حضرت علی اصغر کی شہادت	330
حضرت علی اصغر میدانِ جنگ میں	330

Marfat.com

حضرت قاسم کی دوبارہ اجازت طلبی	331
مضمونِ خط اور قاسم	331
حضرتِ قاسم کا تیسری بار میدانِ جنگ میں جانے کی امام عالی مقام سے اجازت طلب کرنا، امامِ حق کا انکار کرنا قاسم کا خط دینا	332
حضرت قاسم کی میدان داری اور افواج شام کی خواری	333
ارزق شامی اور قاسم کی لڑائی	334
ابنِ سعد کا ارزق کی خوشامد کرنا	334
ارزق کا دوسرا بیٹا میدان میں	336
ارزق میدانِ جنگ میں	337
ارزق کا قتل	337
حضرت قاسم کی شہادت	338
ابنِ سعد کی عیاری	338
امام عالی مقام کا عزمِ جہاد اور حضرت عباس کی میدان داری	339
حضرت عباس نہرِ فرات پر	340
فرقِ مراتب انسانی وحیوانی	342
حضرت عباس کی فرات سے واپسی	343
حضرتِ عباس پر یورشِ لشکر	343
منظرِ یاس والم	344
امام عالی مقام کا زین العابدین کو ضبط کی تلقین فرمانا	346
امام عالی مقام کا عزمِ میدان	347
معروضاتِ شہربانو خدمتِ امام میں	347
حضرت زینب کی فریاد خدمتِ امام میں	348

Marfat.com

امام عالی مقام اور عزمِ جہاد	350
خطبہِ امام عالی مقام	351
نظم بجوابِ سوال	351
ابنِ قحطبہ شامی پہلوان کا میدان میں آنا	352
آخری دیدارِ حسین	353
الوداعِ امام عالی مقام	354
قیامت خیز منظر	355
امام عالی مقام کی شہادت	355
امام عالی مقام کا پھر فوج پر حملہ	357
امام عالی مقام کی شہادت کے واقعات	358
امام عالی مقام کی آخری نماز	359
آسمان سے خون کی بارش	360
شہادتِ عظمٰی	361
مرثیہ	362
غارت گری	363
لاشوں کا دفن	364
شہداء کی لاشوں کی تلاش	364
سر مبارک اور ابنِ زیاد	365
اظہارِ حقیقت	365
دربار کی حالت	366
زید ابن ارقم کی تقریر	367
حضرت زینب و ابنِ زیاد	368

Marfat.com

مثنوی	368
ابنِ زیاد اور عابد کی گفتگو	369
سجاد کی خاموشی اور ابنِ زیاد	370
کلام عابد	370
خطبہ ابن زیاد	371
حضرت عبداللہ ابن حفیف کی شہادت	372
سرہائے شہدا اور اسیرانِ اہلبیت کی روانگی	373
یہودی کا مسلمان ہونا	374
مقامِ موصل و اسیرانِ کربلا	374
عزیز بن ہارون امیر حلب	375
ابوالخنوق سپاہی	376
نظم مثنوی	377
ابوالخنوق کی گستاخی	378
بحرِ تویل	378
گرجے کا پادری	379
پادری کا مسلمان ہونا	380
ڈھول باجے کی ایجاد اور خوشی	381
سراہائے شہدا اور اسیرن کربلا کا دمشق میں داخلہ	381
مثنوی	381
اسیران حرم کا دربار یزید میں داخلہ	382
زحر بن قیس کی تقریر	383
تاثرات یزید	383

Marfat.com

دربار عام	384
حضرت ثمرہ ابن جُندب کا جوش	385
یہودی تاجر کا جواب	386
مستورات اطہار کی طلبی	387
یزید کی شرمندگی	388
حضرت کلثوم کا یزید سے کلام	389
جواب یزید کو کلثوم کا	389
یزید اور سجاد کا مکالمہ	389
نقارۂ یزید	392
ارشاد سجاد	392
جستجوئے قاتل امام	393
یزید اور سجاد کی دوبارہ گفتگو	395
باب نمبر 18	397
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا خطبہ	397
جامع مسجد دمشق میں ہل چل	398
یزیدِ شام کی گھبراہٹ	399
نماز جمعہ اور سیاست یزید	400
یزید کی عیاری	402
روانگی کاروان اہل بیت کی مدینے منورہ کو	403
اہل بیت کے قافلے کو کوچ	404
اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم درِ مصطفیٰ پر	405
مثنوی نظم	405

Marfat.com

نشانِ منزل

محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری

نواسۂ رسول جگر گوشۂ حضرت سیّدہ بتول سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آغوشِ نبوت کے تربیت یافتہ اور جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں آپ کے منصب و مقام سمجھنے کے لئے بہت کافی ہیں شجاعت و عدالت جیسی خوبیاں آپ کو ورثہ میں ودیعت ہوئیں اور دین کے لئے قربانیاں دینے کا جذبہ آپ کی طبیعت کا حصہ تھا۔ گذشتہ تیرہ صدیاں اس بات پر گواہ ہیں کہ ہمیشہ اہل اسلام نے آپ کے تذکار سے اپنی وادئ ایمان میں بہار پائی۔ ٹوٹے دلوں کو تقویت ملی۔ آپ کی جرأت، حق گوئی اور استقامت تاریخِ عالم کی منفرد مثال ہے اور کمال تو یہ ہے کہ آپ کا ذکر خیر ہی انقلاب آفرین ہے۔

ہر عہد میں اہل اسلام محرم الحرام میں آپ کی یاد منا کر اپنا ایمان تازہ کرتے ہیں۔ آپ کے ذکر شریف کی برکت سے حوصلوں کو تقویت نصیب ہوتی ہے۔ علما، واعظین، شعرا، دانشور، مصنفین، اہل قلم و قرطاس کی طرف سے خراجِ عقیدت کا یہ سفر صدیوں پر محیط ہے کتنے اہل علم و فضل گزرے ہیں جنہیں آپ کے ذکرِ خیر کی برکت سے دارین کی سعادتیں نصیب ہوئیں۔

دنیا کے ہر خطے، ہر زبان اور ہر زمانے میں خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کو نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے اور اس خراج عقیدت کے ذریعے اکتسابِ فیض حاصل کیا جاتا ہے۔ ماضی قریب میں خطیب پاکستان مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو 'واقعاتِ کربلا' کے بیان کرنے میں جو ملکہ تھا اور دسترس حاصل تھی وہ انہی کا حصہ ہے اس موضوع پر وہ تقریر و تحریر میں بہت معروف ہوئے ماشاء اللہ ان کی سعی مقبول ہوئی اور عوام و خواص میں انہیں بے حد پذیرائی حاصل ہوئی۔

اس وقت اسی موضوع پر حضرت علامہ مولانا عبدالغنی سالک قادری رضوی مراد

Marfat.com

آبادی کی کتاب ''آئینۂ کربلا'' ہمارے پیش نظر ہے۔مولانا موصوف عزیز گرامی ملک محبوب الرسول قادری کی دریافت ہیں مولانا موصوف نے موضوع کو خوب نبھایا ہے ان کی پیشِ نظر اس کتاب میں نظم ونثر دونوں موجود ہیں جو ان کی عقیدت ومحبت کے ساتھ ساتھ لیاقت و قابلیت پر بھی دلالت کرتی ہے یہ کتاب واعظین کے لئے ارمغانِ محبت کا درجہ رکھتی ہے اور عوام کے لئے بہترین تحفہ ہے اس کے مطالعہ سے اہل بیت اطہار اور خصوصاً شہدا کربلا کے ذکر خیر کی برکات نصیب ہوں گی اور خاندانِ نبوت سے محبت میں اضافہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ فاضل مصنف، ناشر اور محرک کو جزائے خیر سے نوازے اور دارین کی سعادتیں عطا کرے۔آمین

اسلام کا ادنیٰ خادم

۲ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

(مفتی) محمد خان قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

Marfat.com

میزانِ حروف

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ محرم، رجب، ذیقعد اور ذوالحجہ یہ چار مہینے ہیں جن کے بارے میں قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا...... بارہ مہینوں میں یہ چار مہینے حرمت (بزرگی) والے ہیں دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہوا......''ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم مت کرو......'' اس حکم ربی سے مراد یہ ہے کہ ان چار مہینوں کے دوران خصوصیت کے ساتھ گناہوں سے بچو کیونکہ ان ایام میں گناہ کرنے والا ایک تو ان کی برکتوں سے محروم رہے گا دوسرے ان مہینوں کی بے حرمتی کر کے زیادہ سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ محرم الحرام کو شہر اللہ اور شہر الانبیاء کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ اس مہینے کی دسویں تاریخ کو ''یوم عاشورہ'' کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ خداوند تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو عاشورہ کے روز پیدا فرمایا۔ زمین پر سب سے پہلے اسی روز بارش ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالنے جانے کے بعد ایک طویل مدت آہ وزاری کرتے رہے تو اسی روز ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی روز نوح علیہ السلام کی کشتی کو طوفان سے نجات ملی۔ ادریس علیہ السلام کے مراتب اور درجات میں اسی روز بلندی عطا کی گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اسی روز نمرود کی آگ گلزار بنائی گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کو اسی روز تورات عطا کی گئی اور اسی روز اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی روز لشکر فرعون پر فتح نصیب ہوئی اور فرعون دریائے نیل میں غرق ہوا اور پھر ساری کائنات میں سب سے انوکھا، عجیب، منفرد اور نہ بھلایا جانے والا واقعہ ''سانحہ کربلا'' بھی اسی روز رونما ہوا۔ ہجرت کے بعد جناب مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ طیبہ کے یہودیوں سے پوچھا کہ تم عاشورہ کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ اس روز فرعون غرق ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات ملی تو جناب موسیٰ علیہ السلام نے اظہار تشکر کے طور پر روزہ رکھا۔ سو ہم بھی روزہ، شکرانہ کے طور پر رکھتے ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث کے مطابق یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''تمہاری نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہم زیادہ حق دار ہیں۔'' چنانچہ حضور ﷺ نے اس دن روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔

مسلم شریف میں موجود ہے کہ جب ۱۰ھ میں حضور ﷺ نے عاشورہ کا روزہ رکھا تو

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یہ وہ دن ہے جس کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں تو جناب مصطفےٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آئندہ سال میں تمہارے درمیان موجود رہا تو محرم کی نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھوں گا۔ اگرچہ اگلے سال سے پہلے جناب مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جہان فانی سے پردہ فرمالیا لیکن پھر بھی حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے (۹) نو محرم کو بھی روزہ رکھنا ثابت ہوا۔ محرم کا لفظ سنتے ہی اہل ایمان سید الشہداء حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام اور ان کے جانثار ساتھیوں کی بے مثالی قربانی اور ان کی عظمت و رفعت مقام کے ساتھ عقیدت و احترام کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے اسلام دشمن قوتیں بھی اسی ماہ مقدس کے دوران، ملت اسلامیہ میں انتشار و خلفشار کی یلغار کو تیز کر دیتی ہیں۔ الحمد للہ مسلمانوں کے تقریباً تمام مکاتیب فکر اور مسلم برادری کی غالب اکثریت صرف حضرت امام حسین علیہ السلام کی عظمت کی معترف ہی نہیں بلکہ ان کی محبت و اطاعت میں ہی ایمان کی تکمیل یقین کرتی ہے۔ کیونکہ خدا کے محبوب اور ساری کائنات کی مطلوب حضور سید عالم و عالمیان ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ابن ماجہ اور المستدرک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ''جس نے حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کو محبوب رکھا اس نے درحقیقت مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔'' اور حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ کو محبوب رکھا اس کو اللہ نے جنت میں داخل کیا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا اور جس نے اللہ سے بغض رکھا اللہ نے اس کو جہنم میں داخل کیا۔''

ایک مرتبہ فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اے اہل بیت رسول! تم سے محبت رکھنا اللہ نے قرآن میں فرض قرار دیا ہے تمہاری عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود شریف نہیں پڑھا اس کی نماز ہی نہیں۔ جن جاہلوں نے مجھ کو کہا کہ تم رافضی ہو گیا ہے تو میں نے جواب دیا کہ حاشا! میرا دین اور میرا عقیدہ رافضیوں جیسا نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ میں بہتر امام اور بہتر ہادی کے ساتھ دوستی و محبت رکھتا ہوں اور اگر آل محمد (ﷺ) کی محبت ہی کا نام رفض ہے تو دونوں جہان گواہ رہیں، بے شک میں رافضی ہوں۔'' اور امام حسین علیہ السلام وہی تو ہیں جنہوں نے ایک فاسق، فاجر، ملعون، اسلام دشمن، شیطان صفت شخص یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا اگر بیعت کر لیتے تو دنیا جہاں کی کون سی نعمت

98362

Marfat.com

تھی جو انہیں نہیں مل سکتی تھی مگر آپ نے

سرداد، نہ داد دست در دستِ یزید حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

کی عملی تفسیر پیش فرمادی۔ صد حیف! اس قوم پر جو اپنے اتنے عظیم راہنما کی بے مثال قربانی کو نظر انداز کر کے انہیں وجہ نزاع بنا رہی ہے۔ قابل رحم ہے وہ قوم جو اپنے عظیم محسن کے کارناموں پر خراج عقیدت پیش کرنے اور ان کے طریقہ مقدسہ پر عمل درآمد کرنے کے بجائے انہیں اختلافات کی بنیاد بنانے پر تلی ہوئی ہے۔ بے شک یہ درست ہے کہ یہ سب کچھ طاغوتی طاقتوں کے اشاروں پر ہوتا ہے مگر باوقار قومیں اپنے دین سے تو غداری کا ارتکاب نہیں کرتیں۔ ورنہ قدرت کا دستور ہے کہ بڑے سے بڑے گناہ گار کو بخش دیا جاتا ہے مگر غدار کے لئے معافی نہیں ہوتی۔ ہمارے ملک کے موجودہ حالات فرقہ وارانہ فسادات کے ہرگز متحمل نہیں ہیں۔ ملک کے اندرونی اور بیرونی ابتر صورت حال کسی بھی ذی شعور سے مخفی نہیں۔ عالمی سطح پر مسلمانوں کی مظلومیت تو ضرب المثل بن چکی ہے۔ عالمی دہشت گردوں نے اتحاد کے نام پر امت مسلمہ میں فساد کی کوششیں تیز کر رکھی ہیں۔ ایسے حالات کا تقاضا ہے کہ ملت اسلامیہ کا ہر فرد دیانت داری اور نیک نیتی سے اپنے عقیدے پر کاربند ہو جائے اور تمام مکاتب فکر کے دانشور تعمیری زاویہ نگار سے اپنی جدوجہد کو تیز کریں۔ عوام ''اپنا عقیدہ مت چھوڑو اور دوسروں کا عقیدہ مت چھیڑو'' کی پالیسی پر سختی سے عمل درآمد کریں۔ کافر کافر، فلاں کافر کی گردان کو بھلایا جائے خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھاما جائے باہمی تفرقہ باقی کا خاتمہ کیا جائے۔ محبت رسول کی بنیاد پر پوری امت متحد ہو جائے تو اسی میں دنیا اور آخرت کی بہتری ہے۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے محفوظ رہیں اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ خدا ہمیں ارشادات نبوی ﷺ پر عمل کی توفیق عطا کرے تا کہ ہم اسوۂ نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے حسینی پرچم کو سربلند رکھیں تا کہ طاغوتی قوتیں سرنگوں ہو جائیں اور یزیدیت کے خاتمہ کے ساتھ ہی چار سو حسینی صداقت کے اجالے پھیل جائیں۔

مشن حسینی کے فروغ کے لیے افکار حسینی سے آگاہی و شناسائی ضروری ہے۔

خطیب کربلا شہزادۂ گل گوں قباء، راکب دوشِ رسول، جگر گوشہ سیدہ زہرا بتول حضرت امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام نے میدان کربلا میں یزیدیوں سے چند خطبات بھی ارشاد فرمائے جو حسن معانی اور حسن ادائیگی میں اپنی مثال آپ اور امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس ارشادِ گرامی کے مطابق تھے جس میں مولائے کائنات نے ارشاد فرمایا جس کلام کو تو اچھا سمجھتا

Marfat.com

ہے اس کو مختصر کر دے کہ یہ تیرے حق میں نہایت بہتر اور تیرے فضل وکمال کی نشانی ہوگی۔ آپ اپنے پدر بزرگوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح دنیائے خطابت میں بہت بلند مقام کے حامل تھے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ ایوان خطابت کے ایک روشن ترین چراغ، دانش وبینش کا مجسمہ اور مواعظ حسنہ کا ناقابل فراموش کردار ہیں، آج حضرت امام حسین عالی مقام علیہ السلام کی ان ایمان افروز باتوں کی خوشبو سے اپنے قلوب و اذہان کو منور اور ایمان کو معطر و تازہ کرنے کی ضرورت ہے جو آپ نے کارزار کربلا میں اپنے خطبات میں ارشاد فرمائیں کیونکہ امام حسین علیہ السلام ایک فرد ہی نہیں بلکہ الحمد للہ ایک نظریئے کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے ان کے ارشادات سے آگاہی از بس ضروری ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب عامل مدینہ ولید بن عتبہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یزید کی بیعت لینا چاہی، آپ نے ارشاد فرمایا بیعت کسی مخفی امر کا نام نہیں جب تمام لوگوں کو بیعت کے لئے بلانا اس وقت مجھے بھی بلا لینا۔ یہ بات سنتے ہی ولید بن عتبہ کے پاس بیٹھے ہوئے مروان بن حکم نے کہا کہ اگر حسین رضی اللہ عنہ اس وقت چلے گئے تو پھر انتہائی خونریزی کے بغیر نہیں ملیں گے، اس لئے ابھی بیعت لے لو ورنہ میرا مشورہ یہ ہے کہ امام کو قتل کر دو یہ بات سن کر امام عالی مقام مولا حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہم اہل بیت نبوت ہیں، رسالت کا معدن اور مہبط ملائکہ ہیں۔ ہمی سے ابتدا ہوئی اور ہمی پر انتہا ہوگی۔ یزید فاسق و فاجر ہے شراب خور ہے اور ناحق خون بہانے والا ہے، لہٰذا مجھ جیسا (انسان) اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا، اس کے بعد امام عالی مقام دارالامارہ سے باہر تشریف لے آئے اگر دیکھا جائے تو یہ ایک جملہ ہی آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے کہ...... مجھ جیسا تجھ جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا...... یعنی کوئی حسینی کسی یزیدی کی بیعت نہیں کر سکتا، قادسیہ کے مقام پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''اے لوگو! میں تمہارے پاس از خود نہیں آیا بلکہ میرے پاس تمہارے خطوط پہنچے اور تم نے اپنے قاصدوں کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ ہمارا کوئی امام نہیں، شاید آپ کے ذریعے سے اللہ ہمیں ہدایت اور حق پر مجتمع کر دے، اب میں آگیا ہوں، اگر تم عہد و میثاق کر کے مجھے پورا اطمینان دلا دو، تو میں تمہارے شہر چلوں، لیکن اگر تم لوگ ایسا نہیں کرتے اور میرا آنا تمہیں ناگوار ہے تو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں لوٹ جاؤں گا۔'' اس خطبے کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا، اقامت پڑھی گئی۔ مولا حسین رضی اللہ عنہ کی امامت میں دوست دشمن سبھی مقتدی تھے، نماز عصر ادا ہوئی اور امام نے پھر خطبہ دیا۔ ارشاد فرمایا اے لوگو! اگر تم تقویٰ پر ہو اور حق دار کا حق پہچانو، تو یہ خدا کی خوشنودی کا موجب ہوگا۔ ہم اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان مدعیوں سے زیادہ حکومت کے حق دار ہیں۔ ان لوگوں کا کوئی حق نہیں یہ تم پر ظلم و جور سے حکومت کرتے ہیں لیکن اگر تم ہی پسند نہ کرو، ہمارا حق نہ پہچانو اور

Marfat.com

اب تمہاری رائے اس کے خلاف ہوگئی ہو جو تم نے خطوں میں لکھی اور قاصدوں کی زبانی پہنچائی تھی تو میں واپس چلے جانے کے لئے بخوشی تیار ہوں۔ (طبری جلد ۷ ص ۲۹۷۔ ۲۹۸)

مقام بیضا پر دیا جانے والا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا تاریخ ساز خطبہ اسلامی تاریخ میں اہم ترین مقام کا حامل ہے، آپ نے فرمایا اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے ظالم، محرمات الٰہی کو حلال کرنے والے، اللہ کے عہد کو توڑنے والے، رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مخالفت کرنے والے اور اللہ کے بندوں پر گناہ اور زیادتی سے حکومت کرنے والے بادشاہ کو دیکھا اور اس نے اپنے فعل یا قول کے ذریعے سے غیرت کا اظہار نہ کیا تو اللہ کو حق ہے کہ اسے اسی بادشاہ کے ساتھ دوزخ میں داخل کرے۔ لوگو! خبردار ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کی ہے اور رحمان کی اطاعت ترک کر دی ہے۔ انہوں نے ملک میں فتنہ و فساد پھیلا دیا ہے اور حدود الٰہی کو معطل کر دیا ہے، مال غنیمت میں یہ لوگ اپنا حصہ زیادہ لیتے ہیں، اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام، اس لئے مجھے غیرت آنے کا زیادہ حق ہے۔ میرے پاس تمہارے خطوط آئے اور قاصد پہنچے کہ تم نے بیعت کر لی ہے اور تم مجھے بے یار و مددگار نہیں چھوڑو گے۔ اگر تم اپنی بیعت پوری کرو گے تو راہ راست پر پہنچو گے، میں حسین ابن علی اور ابن فاطمہ بنت رسول ﷺ ہوں۔ میری شخصیت تم لوگوں کے لئے نمونہ ہے اور اگر تم ایسا کرو گے اور اپنا عہد اور میری بیعت توڑ دو گے تو واللہ یہ بھی تمہاری ذات سے بیعت اور تعجب انگیز عمل نہیں ہوگا تم اس سے پہلے میرے باپ، میرے بھائی اور میرے ابن عم مسلم کے ساتھ ایسا ہی کر چکے ہو۔ وہ شخص فریب خوردہ ہے جو تمہارے دھوکے میں آ گیا۔ تم نے اپنے فعل سے بہت بری مثال قائم کی۔ جو شخص عہد کو توڑتا ہے وہ اپنے ہاتھ سے اپنا نقصان کرتا ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ مجھے، تمہاری امداد سے بے نیاز کر دے گا والسلام (بحوالہ۔ ابن اثیر جلد ۴ تاریخ الامم الملوک جلد ششم)

اس خطبے میں آپ نے ارشاد فرمایا ''اگر تم مجھے موت سے خوفزدہ کرنا چاہتے ہو تو میں اس کے جواب میں وہی بات کہوں گا جو رسول ﷺ کے ایک صحابی نے اپنے چچا زاد بھائی سے کہی تھی جو اس صحابی کو یہ کہہ کر رسول ﷺ کی امداد سے باز رکھنا چاہتا تھا کہ اگر تم محمد ﷺ کی حمایت میں لڑنے نکلے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے، صحابی نے اس کے جواب میں یہ اشعار پڑھے تھے (ترجمہ) میں جلد ہی روانہ ہو جاؤں گا اور جب مرد کی نیت نیک ہو اور مسلمان کی مانند جہاد کرے اور نیکوں پر جان نثار کرتا ہو اور مجرموں سے علیحدہ رہتا ہو تو اسے مرنے میں کوئی عار نہیں ہو سکتی اگر میں زندہ رہا تو شرمندگی نہ ہوگی اور اگر مارا گیا تو ملامت نہ ہوگی مگر خوار و زبوں ہو کر زندہ رہنے میں تو بڑی ذلت

Marfat.com

ہے۔'' ایک موقع پر آپ نے اللہ کے حضور مناجات کے بعد یہ خطبہ ارشاد فرمایا کہ لوگو! میرا حسب و نسب یاد کرو، سوچو میں کون ہوں؟ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو اور اپنے ضمیر کا محاسبہ کرو، خوب غور کرو کیا تمہارے لئے میرا قتل کرنا اور میری حرمت کا رشتہ توڑنا روا ہے؟ کیا میں تمہارے نبی ﷺ کی بیٹی کا بیٹا! اس کے وصی اور عم زاد کا جگر گوشہ نہیں جنہوں نے سب سے پہلے اللہ کی آواز پر لبیک کہی اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے؟ کیا سید الشہداء حمزہ میرے باپ کے چچا نہیں؟ کیا جعفر طیار میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ مشہور قول نہیں سنا کہ آپ ﷺ میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرماتے ہیں جنت میں نوجوانوں کے سردار اور اگر یہ بیان سچا ہے اور ضرور سچا ہے کیونکہ واللہ میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد سے لے کر آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا، تو بتاؤ، کیا تمہیں برہنہ تلواروں سے میرا استقبال کرنا چاہئے؟ اگر میری بات کا یقین نہیں کرتے تو تم میں اس وقت بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن سے تصدیق کرسکتے ہو (یا پھر اصحابی) جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھو، ابوسعید خدری سے پوچھو، سہل بن ساعدی سے پوچھو، زید بن ارقم سے پوچھو، انس بن مالک سے پوچھو، وہ تمہیں بتائیں گے کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے یا نہیں؟ کیا یہ بات بھی تمہیں میرا خون بہانے سے نہیں روک سکتی؟ واللہ اس وقت روئے زمین پر میرے سوا کسی نبی کا کوئی نواسہ موجود نہیں۔ میں تمہارے نبی کا بلاواسطہ نواسہ ہوں؟ کیا تم مجھے اس لئے ہلاک کرنا چاہتے ہو کہ میں نے کسی کی جان لی ہے، کسی کا خون بہایا ہے، کسی کا مال چھینا ہے؟ کہو کیا بات ہے؟ آخر میرا قصور کیا ہے؟؟

روز عاشور نماز فجر کے بعد اتمام حجت کے لئے آپ نے شامی فوج سے خطاب کیا اور فرمایا لوگو! جلدی نہ کرو پہلے میرا کہنا سن لو پھر اس کے بعد تمہیں اختیار ہے کہ اگر میرا عذر قبول کرلو گے میرا کہنا سچ مانو گے اور انصاف سے کام لو گے تو خوش قسمت ہوگے اور تمہارے لئے میری مخالفت کی کوئی سبیل باقی نہ رہے گی اور اگر تم نے میرا عذر قبول نہ کیا اور انصاف سے کام نہ لیا تو پس تم اور تمہارے شریک سب مل کر اپنی ایک بات ٹھہرالو تاکہ تمہاری وہ بات تم میں سے کسی ایک کے اوپر مخفی نہ رہے، تم میرے ساتھ جو کرنا چاہتے ہو کر ڈالو اور مجھے مہلت نہ دو، اللہ میرا مددگار ہے جس نے کتاب (قرآن) نازل کی اور وہی صالحین کا ولی ہوتا ہے۔ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ معاملے کی جو صورت ہوگئی ہے تم اسے دیکھ رہے ہو، دنیا نے رنگ بدل دیا، منہ پھیر لیا۔ نیکی سے خالی ہوگئی ذرا سی تلچھٹ باقی ہے حقیر سی زندگی رہ گئی ہے، ہولناکی نے احاطہ کرلیا ہے، افسوس تم نہیں دیکھتے کہ حق پس پشت ڈال دیا گیا ہے باطل پر اعلانیہ عمل کیا جارہا ہے کوئی نہیں جو

Marfat.com

اس کا ہاتھ پکڑے، وقت آ گیا ہے کہ مومن حق کی راہ میں بقائے الٰہی کی خواہش کرے۔ میں شہادت ہی کی موت چاہتا ہوں، ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا بجائے خود ایک جرم ہے، جب امام میدان میں اکیلے رہ گئے تو تلوار چلاتے ہوئے بھی ارشاد فرمارہے تھے، آج تم لوگ میرے قتل کے لئے جمع ہوئے ہو، خدا کی قسم میرے بعد کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کرو گے جس کا قتل میرے قتل سے زیادہ خدا کی ناراضی کا موجب ہوگا، خدا تم کو ذلیل کر کے مجھے اعزاز بخشے گا اور تم سے اس طرح بدلہ لے گا۔ کہ تمہیں خبر تک نہ ہوگی۔ خدا کی قسم! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو خدا تم پر سخت عذاب نازل کرے گا۔

یہ تو خطیب کربلا کے خطبات مبارکہ کا ایک حسینی عکس تھا اگر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی کی گراں قدر عالی خدمات کا احاطہ کیا جائے تو ان کی عظمت اور بزرگی مزید اجاگر ہوتی ہے کیونکہ بنت زہرا و علی خاتون کربلا حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا وہ محسنہ اسلام ہیں جنہوں نے میدان کربلا میں حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام کے حوصلے بڑھائے اور سانحہ کربلا کے بعد یہ خاندان نبوت کی سرپرستی فرمائی شجاعت و بہادری تو انہیں ورثے میں ملی تھی اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تاریخ انسانی میں ان جیسی شجاع اور بہادر خاتون پیدا ہی نہیں ہوئی ان کے علم و فضل، زہد تقویٰ، جرأت و حق گوئی اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ شان خطابت کا اعتراف اپنوں اور بیگانوں سبھی نے کیا کیوں نہ ہو وہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی، امام زمن شاہ خیر شکن، مرحب فگن، شیر خدا، خیبر کشاء، سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ کی لخت جگر، سیدۃ النساء العالمین خاتون جنت حضرت فاطمہ الزاہرا کی نور نظر سید الشہداء شہید کرب و بلا امام حسین علیٰ جدّہٖ وعلیہ السلام کی بہن اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی پھر ان تمام عالی نسبتوں کا یہ اثر تھا کہ انہوں نے دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سربلندی اور بالا دستی کے لئے سب سے پہلے اپنے دو صاحبزادے عون و محمد (رضی اللہ عنہم) قربان کئے اور اس جذبۂ ایثار کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی تھی کہ انہوں نے جس پرنور ماحول میں پرورش پائی وہ ماحول فہم و فراست، علم و معرفت، بصیرت و صداقت، صبر و تحمل اور ایثار قربانی کی عالی اقتدار سے مستنیر تھا روز عاشور، کربلا کے تپتے ریگزار میں دوپہر کے وقت جب حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے اور عابد بیمار کو امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں جہاد کی اجازت مرحمت نہ فرمائی بلکہ خود تیاری کرنے لگے تو سیدہ زینت نے خیمے میں موجود نورانی لباس نکالا جو شب معراج حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے زیب تن فرمایا تھا سیّد الشہداء نے سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ اپنے سر مقدس پر سجایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبا پہنی سیدہ خاتون جنت بنت رسول اللہ فاطمہ الزہرا

Marfat.com

رضی اللہ عنہا کے مبارک ہاتھوں کا سلا ہوا رومال لیا اور پھر سیدہ زینب نے اپنے عظیم بھائی حسین رضی اللہ عنہ کا سر چوم کر رخصت کیا بھائی کی جرات وشجاعت کی تعریف کی اور فرمایا" آج تو شہادت ہی میں نام ہے......" پھر زار قطار رونا شروع کر دیا۔ امام عالی مقام علیہ السلام نے دیکھا تو فرمایا کہ" بہن صبر کرو۔ ذرا سوچو! سیدۃ النساء العالمین فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے امت کے لئے کیسی کیسی سختیاں برداشت کیں" پھر امام عالی مقام اپنی بیوی حضرت شہر بانو کے پاس گئے انہیں تسلی دی کہ" ذرا دیکھو، زینب کو دیکھو، وہ چاروں طرف سے پریشانیوں میں گھری ہوئی ہیں لیکن ان کا حوصلہ کتنا بلند ہے اماں بھی نہیں حضرت علی بھی شہید ہو چکے دونوں بیٹے بھی راہ خدا میں کام آگئے عباس کی شہادت کا صدمہ بھی برداشت کیا اور اب مجھے کس صبر اور حوصلے سے رخصت کر رہی ہیں" جب امام عالی مقام رضی اللہ عنہ میدان کارزار میں انتہائی بے دردی سے شہید کر دیئے گئے تو سیّدہ نے خیمے سے باہر آکر فرمایا......" اے دشمنو! یہ تو بتاؤ بھلا تم کیا جواب دو گے؟ اس ہادی برحق کو جب وہ (خدا کا رسول) تم سے سوال کرے گا کہ تم نے (جو آخری امت ہو) میرے اہل بیت کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تم نے میری اولاد پر کیوں کر ظلم ڈھائے؟ کہ ان میں کچھ تو قیدی ہیں اور کچھ کی قبائیں خون سے لالہ زار ہیں یہ خون شہادت سے رنگین قبائیں تم سے سوال کرتی ہیں کہ کیا یہی میرے دعوت وتبلیغ اور درس محبت و اخوت کی جزا ہے؟ یہ تو بہت برا بدلہ ہے جو تم نے میری محبت کا مجھے دیا تو تم نے میرے ہی دل کے ٹکڑے کر دیئے اور میرا (اپنے رسول محترم کا) جگر چھلنی کر دیا......اُف......تم نے میرے ساتھ ہی بے وفائی کی نہ اپنے دین کی حرمت رکھی اور نہ ہی امت کی آبرو......"

اس کے بعد اپنے مختصر قافلے کے ہمراہ جب سیدہ کوفہ کے بازار سے گزر رہی تھیں اور آپ کے ہمراہ اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت شہر بانو، اپنی چھوٹی بہن حضرت ام کلثوم، حضرت امام حسین کی بیٹی اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی بیوی کبریٰ، حضرت امام عالی مقام کی چھوٹی بیٹی حضرت سکینہ، امام حسین مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی بیوہ اور حضرت قاسم کی والدہ ماجدہ حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا، حضرت عباس کی بیوی حضرت ذکیہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی کنیز فضہ اور حضرت شہر بانو کی کنیز شیرین بھی تھیں۔ سیّد الساجدین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ شدید بیمار تھے جب اہل کوفہ نے شور وغوغا کیا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا اس خطبے کے مندرجات کے مطالعہ میں الفاظ کے انتخاب، جذبات کی ترجمانی، حق کے اظہار کی قوت، تعلیمات قرآنیہ سے اکتساب اور عام فہم مثالوں پر خوب غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے یہ خطبہ مبارکہ خواتین کے لئے ایک روشن چراغ ہے وہ انہیں ارشادات کی روشنی میں کامیاب زندگی کی

Marfat.com

راہیں متعین کر سکتی ہیں سیّدہ کا خطبہ یہ تھا............ ''............ساری تعریف اور ساری حمد وثنا اسی رب العالمین کو زیبا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور درود وسلام ہو خاتم الانبیاء والمرسلین پر! اے کوفہ والو! کیا تم رو رہے ہو؟ خدا کرے تمہارے آنسو کبھی خشک نہ ہوں۔ نہ تمہاری نالہ وشیون کی صدائیں خاموش ہوں تمہاری مثال تو قرآن کی روشنی میں اس بڑھیا کی سی ہے جس نے اپنا محنت سے کاتا ہوا سوت خود تار تار کر دیا تم وعدہ خلافی کے مجرم ہو، تم نے اپنے رسول ﷺ سے بے وفائی کی، تم نے اسلام کی بے حرمتی کی اور خدا کا خوف نہ کیا خبردار رہو کہ تم نے قیامت کے لئے بڑا بوجھ اٹھا لیا ہے۔ ہاں! خدا کی قسم تم کو ضرور رونا چاہئے خوب آنسو بہانا چاہیے اور کم سے کم ہنسنا چاہیے تم نے اپنے دامن کو جس پاک خون سے رنگین کیا ہے اس کو تم ان اشکوں سے نہیں دھو سکتے تم نے آخرت تک کی رسوائی خرید لی ہے تم اپنے دامن سے سبط پیغمبر کا خون کیسے دھو سکو گے؟ تم نے آبروئے رسالت لوٹ لی۔ تم نے اپنے ہی سردار کا سر کاٹ لیا وہ تو تمہارے کلمہ کی بنیاد تھا تمہارے ایمان کا بزو تھا جس کو تم نے خاک وخون میں تڑپایا اور جس کا سر نیزے پر چڑھایا اور تمہیں خدا کا خوف نہ آیا اور نہ رسول سے حجاب...... وہ تو جوانان جنت کا سردار ہے تمہیں خدا سمجھے کوفہ والو! تمہارے نفس نے تمہیں بڑا فریب دیا اور تم نے خدا کے غضب کو للکارا ہے تمہیں اس کے عذاب سے کون بچائے گا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ تم نے کس کے جگر کے ٹکڑے کیے؟ کسی کا خون بہایا ہے کسی کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے؟ تم نے بہت بڑی جسارت کی ہے اور وہ جرم کیا ہے کہ اگر آسمان ٹوٹ پڑے زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں تو کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی...... ''............

بچ جاؤ گے کہاں؟ قہرِ خدا، راہ میں ہے　　فیصلہ داورِ محشر کا کمیں گاہ میں ہے

شدت غم میں اس فصیح وبلیغ خطبے کو سننے والوں میں مشہور عرب نقاد بشیر بن خزیم اسدی بھی تھا اس نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خطاب کے بعد یہ تاریخی الفاظ کہے کہ...... '' ...... میں نے کبھی ایک پردہ نشین خاتون کو اس طرح پرزور تقریر کرتے ہوئے نہیں سنا تھا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی زبان سے آپ کے والد بزرگوار سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بول رہے ہیں آپ کی اس دل ہلا دینے والی تقریر کے دوران میرے گردو پیش تمام سامعین دانتوں میں انگلیاں دبائے رو رہے تھے...... ''........

اور ہی رنگ تھا اس طرزِ سخن میں گویا　　تھی زبان باپ کی بیٹی کے دہن میں گویا

اسی طرح جب اسیران کربلا کا مختصر قافلہ یزیدی لشکر کے ساتھ کوفہ روانگی کے وقت ۱۲ محرم ۶۱ ہجری کو میدان کربلا میں بے گور وکفن تشریف فرما لاشوں سے گزرا تو اس وقت خاتون کربلا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے تاریخی خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا کہ...... '' ...... اے محمد مصطفےٰ ﷺ،

Marfat.com

آیئے! دیکھیئے آپ کے حسین کا خون آلود لاشہ، خون آلود چٹیل میدان میں ہے اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہے آپ کے گھرانے کی بچیاں رسیوں سے جکڑی ہوئی ہیں آپ کی ذریت قتل کر کے ریت پر بچھادی گئی ہے اور اس پر خاک اڑ رہی ہے۔ اے میرے نانا جان! یہ آپ کی اولاد ہے جسے ہانک کر لے جایا جارہا ہے ذرا حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھیئے اس کا سر کاٹ لیا گیا ہے اور اس کا عمامہ اور چادر چھین لی گئی ہے......"

ابن زیاد بدنہاد کے دربار میں سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا جو ایک کونے میں کھڑی تھیں آپ نے نہایت جرات مندانہ خطاب فرمایا اور یزیدیوں کی خوب سرزنش فرمائی اس پر ابن زیاد بدنہاد بپھر گیا اور کہنے لگا کہ "خدا نے باغی اور سرکش (امام حسین علیہ السلام) کے قتل سے میرے دل کو شفا بخشی۔ سیدہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ..........خدا کی قسم! تو نے میرے ادھیڑ لوگوں کو شہید کیا میرے اہل کو بے پردہ کیا میری شاخوں کو قطع کیا اور میرے جڑوں کو اکھیڑ ڈالا اگر یہ باتیں تیرے لئے شفا ہیں تو بے شک شفا ہیں......ابن زیاد نے سن کر کہا کہ..........یہ عورت بہت فصیح و بلیغ ہے اس کا باپ بھی شاعر تھا اس لئے اسے بھی شاعری اور فصاحت و بلاغت میں کمال حاصل ہے جو میرے لئے حیرت اور تعجب کا سبب نہیں......سیّدہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ............" یہ شاعری نہیں اور نہ ہی خطابت، بلکہ صداقت ہے......"............ان واقعات و خطبات کو ابن اثیر وغیرہ کے علاوہ امام عالی مقام علیہ السلام کے مختلف سوانح نگاروں نے نقل کیا ہے اسی طرح یزید کے دربار میں حضرت سیدہ نے نہایت جرأت مندانہ خطبہ ارشاد فرمایا کہ..........."شرم کر یزید! تجھے غیرت نہیں آتی کہ تیری بیویاں اور لونڈیاں تو پردے میں رہیں اور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو (حرم رسالت) پر تیرے درباریوں کی نگاہیں پڑتی رہیں تو اس گھمنڈ میں نہ رہنا کہ تجھے فتح اور ہمیں شکست ہوئی فتح تو حق کا مقدر اور شکست باطل کی قسمت ہے کیا تو نے سوچا کہ تو روزِ محشر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کو کیا منہ دکھائے گا؟ اس وقت جب ظالموں کو ان کے ظلم کا بدلہ انصاف کے ساتھ دیا جائے گا اے یزید سن! تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود وسلام ہو میرے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد پر جو انسانیت کی ہدایت کے لئے آخری نبی بن کر تشریف لائے............یہ خطاب سن کر یزید کوئی جواب نہ دے سکا جب اسی سفر میں کچھ خواتین نے اسیران کربلا کے بچوں کو چند کھجوریں دینا چاہیں تو سیدہ نے فیصلہ کن انداز میں فرمایا کہ......"میرے بچو! یہ نہ کھانا صدقہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام ہے......"......

سچ ہے کہ صبح قیامت تک ہماری تاریخ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی جرأت و شجاعت اور صبر وحوصلہ کی مثال قائم رہے گی خدا ان کے درجات مزید بلند فرمائے۔

Marfat.com

اس وقت یادگارِ سلف افتخار خلف حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغنی سالکؔ قادری رضوی مرادآبادی کی کتاب ''آئینۂ کربلا'' اپنے قارئین کو پیش کرتے ہوئے ہم بے حد خوشی و مسرت محسوس کر رہے ہیں۔ حضرت علامہ صاحب قبلہ کی تحریریں، تقریریں، نظم ونثر ان کے اخلاصِ دروں کا آئینہ دار ہیں۔ دل سے نکلنے والے الفاظ تاثیر کی قوت سے لیس ہوتے ہیں اور حضرت جنید رضی اللہ عنہ کے بقول تو پاکانِ امت کے الفاظ خدا کی فوج کے لشکری ہوتے ہیں۔ بالکل ایسا ہی معاملہ حضرت کی زیرِنظر کتاب کا ہے۔

مبارکباد اور حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں محترمی چوہدری محمد خلیل قادری، جناب چوہدری محمد ممتاز احمد قادری اور عزیز گرامی چوہدری عبدالمجید قادری، جنہوں نے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اور خاندانِ نبوت کے ساتھ محبت کا علمی مظاہرہ کرتے ہوئے اس روح پرور کتاب کی شایانِ شان اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ خدا کرے کہ یہ کتاب ان کے لئے دونوں جہانوں میں نفع اور خیر و برکت کا باعث بنے اور وہ یوم حشر حضور رحمت کائنات سیّدنا محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت و کرم نوازی سے سرفراز ہوں۔ آمین بجاہ سیدہ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

۲ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

ملک محبوب الرسول قادری
چیئرمین انٹرنیشنل غوثیہ فورم
اسلامک میڈیا سنٹر 27/A شیخ ہندی سٹریٹ
داتا دربار مارکیٹ، لاہور
0321/0300-9429027
mahboobqadri787@gmail.com

Marfat.com

میدانِ کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا آخری خطبہ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے دشمن کی فوجوں سے مخاطب ہو کر آخری خطبہ ارشاد فرمایا...... ''اے لوگو! میری بات سنو، جلدی نہ کرو۔ مجھے نصیحت کر لینے دو، اپنی آمد کی وجہ بیان کر لینے دو، اگر میرا عذر معقول ہو اور تم اسے قبول کر سکو تو یہ تمہارے لئے خوش نصیبی کا باعث ہوگا اور تم میری مخالفت سے باز آ جاؤ گے لیکن اگر یہ سننے کے بعد بھی تم میرا عذر قبول نہ کرو اور انصاف کرنے سے انکار کر دو تو پھر مجھے کسی بات سے بھی انکار نہیں ہے۔''......

''تم اور تمہارے ساتھی ایکا کر لو، مجھ پر ٹوٹ پڑو، مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو، میرا اعتماد ہر حال میں صرف پروردگارِ عالم پر ہے اور وہ نیکوکاروں کا حامی ہے۔''

لوگو! میرا حسب نسب یاد کرو، سوچو، میں کون ہوں؟ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو اور اپنے ضمیروں کا محاسبہ کرو، خوب غور کرو، کیا تمہارے لئے میرا قتل کران اور میری حرمت کا رشتہ توڑنا روا ہے؟

کیا میں تمہارے نبی ﷺ کی بیٹی کا بیٹا نہیں ہوں؟

کیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ میرے باپ کے چچا نہیں تھے؟

کیا ذوالجناحین جعفر رضی اللہ عنہ میرے چچا نہیں تھے؟

کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا جو آپ ﷺ میرے اور میرے بھائی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ''یہ جنت میں نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

اگر میری باتیں سچی ہیں اور ضرور سچی ہیں کیونکہ واللہ! میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد سے اب تک کبھی جھوٹ نہیں بولا، تو بتاؤ کیا تمہیں تلواروں سے میرا استقبال کرنا چاہیے؟

اگر تم میری بات کا یقین نہیں کرتے تو تم برہنہ تصدیق کر سکتے ہو، جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھو، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھو، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھو، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھو، وہ تمہیں بتائیں گے کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی (حضرت حسن رضی اللہ عنہ) کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے یا نہیں؟

کیا یہ بات بھی تمہیں میرا خون بہانے سے نہیں روک سکتی؟

واللہ! اس وقت بجز میرے روئے زمین پر کسی نبی کی صاحبزادی کا بیٹا موجود نہیں۔ میں تمہارے نبی ﷺ کا بلاواسطہ نواسہ ہوں۔''

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

عالم تمام نور ہے رب کے جمال کا
جلوہ ہے ہر مکین و مکاں ذوالجلال کا

وصف ترا بیان کرے کس طرح بشر
محتاج ہر کمال ہے تیرے کمال کا

سمجھے جو تری ذاتِ مکرم کی شان کو
یہ کام عقل کا ہے نہ فکر و خیال کا

عاجز ہے تیری راہ میں رفتار عقل کی
بیکار مدعا ہے یہاں قیل و قال کا

آدم کو خلق کر دیا بے مادر و پدر
ہر کام بے مثال ہے اُس بے مثال کا

ہستی ہماری کیا ہے یہ ملجائے کائنات
ادنیٰ گر ظہور ہوا اُس کے جلال کا

جیسا کہ ذات پاک ہے اُس کی زوال سے
ایسا ہی پاک وصف ہے اُس باکمال کا

تخلیق اُس نے ہی کیے جسم و گمان و دل
خالق وہی ہے فہم کا وہی خیال کا

عیسیٰ کا بے پدر کے اُسی نے کیا ظہور
ادراک عقل کیا کرے اُس کے کمال کا

ہر کام کر رہا ہو توکل پہ اُس کے جو
کیا غم ہو اُس کو پھر کسی کارِ محال کا

Marfat.com

باغِ جہاں کی کلیوں میں خوشبو اُسی کی ہے
پھولوں میں رنگ و روپ ہے اُس کے جمال کا

قادر ہے غم کو چاہے خوشی میں بدل دے وہ
چاہے سبب بنا دے خوشی کو ملال کا

سالکؔ کہاں تو اور کہاں حمدِ خدائے پاک
لکھنا ہے حمد کام بڑے باکمال کا

☆☆☆

ادب سے سر کو سجدے میں جھکا کر اے قلم پہلے
خدائے لم یزل کی حمد کر کچھ تُو رقم پہلے

کیا اک لفظِ کُن سے جس نے پیدا دونوں عالم کو
سبھی خلقت میں فرمایا مکرم جس نے آدم کو

کرم سے اپنے بخشی ایسی اُس نے خاک کو عزت
کہ رشک کرنے لگا افلاک اُس کی دیکھ کر عظمت

یہاں تک اِس زمیں پر اُس نے فرمایا کرم اپنا
زمیں کے دوش پر پہلے بنایا خود حرم اپنا

کیا اس سرزمین کی خاک سے انسان کو پیدا
کیا پھر جسمِ انسانی پہ اُس نے جان کو شیدا

ہدایت کے لیے انسان کی بھیجا رسولوں کو
کہ بتلائیں وہ آ کر اُس کے پاکیزہ اصولوں کو

سجایا اس نے ہی فرشِ زمیں کو گلزاروں سے
کری زینت عطا چرخِ بریں کو چاند تاروں سے

جسے خورد و کلاں کہتے ہیں خلاقِ جہاں سالکؔ
دو عالم کی ہر اک شے کا حقیقی ہے وہی مالک

Marfat.com

نعتِ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کہاں میں اور کہاں نعتِ حبیبِ خالقِ باری
مجھے معلوم ہیں اپنے فہم کی خامیاں ساری

خدا کے نور سے تخلیقِ خلقت ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی
خدا ہی جانتا ہے جو حقیقت ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی

ثنا گو ہے خدا خود جبکہ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی فضیلت کا
بیاں پھر ہو بشر سے کس طرح احمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی عظمت کا

بِنائے دونوں عالم ہے رسولِ پاک (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ہستی
ہوئی آباد اُن کے ہی سبب کونین کی بستی

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وہ ہیں جن کے جسمِ اطہر کا نہیں سایا
خدائے پاک نے قرآں میں ان کو نور فرمایا

ربوبیت ہے جیسے عام اُس خلاقِ اکبر کی
ہے رحمت ایسی ہی کونین میں شاہِ پیمبر کی

خدا کی نعمتیں ساری وہی تقسیم کرتے ہیں
بشر ہی کیا ملک بھی اُن کی سب تعظیم کرتے ہیں

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وہ ہیں روح جن کا خود اللہ تعالیٰ ہے
محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وہ ہیں جن کا لامکاں تک بول بالا ہے

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وہ ہیں سالکِ مُلک جن کی کل زمانہ ہے
محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وہ ہیں عرشِ پاک جن کا آستانہ ہے

Marfat.com

دعائے عاشورہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تین مرتبہ پڑھیں۔ يَا قَابِلَ تَوْبَةِ اٰدَمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا فَارِجَ كَرْبِ ذِي النُّوْنِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا جَامِعَ شَمْلِ يَعْقُوْبَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا سَامِعَ دَعْوَةِ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا مُغِيْثَ اِبْرَاهِيْمَ مِنَ النَّارِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا رَافِعَ اِدْرِيْسَ اِلَى السَّمَآءِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ صَالِحٍ فِي النَّاقَةِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا نَاصِرَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاقْضِ حَاجَاتِنَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَطِلْ عُمْرَنَا فِي طَاعَتِكَ وَمَحَبَّتِكَ وَرِضَاكَ وَاَحْيِنَا حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّتَوَفَّنَا عَلَى الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ بِعِزِّ الْحَسَنِ وَاَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَجَدِّهٖ وَبَنِيْهِ فَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ

پھر سات بار پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ الْمِيْزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضٰى وَزِنَةَ الْعَرْشِ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ وَعَدَدَ كَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ كُلِّهَا نَسْئَلُكَ السَّلَامَةَ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ عَدَدَ ذَرَّاتِ الْوُجُوْدِ وَعَدَدَ مَعْلُوْمَاتِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلَاءَ الْمِيْزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَةَ الْعَرْشِ وَلَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ وَعَدَدَ الْكَلِمَاتِ التَّآمَّاتِ وَاَسْئَالُهُ السَّلَامَةَ بِرَحْمَتِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

گلِ نایاب گلِ از ابوالبرکات صاحبزادہ پیر سیّد مسعود احمد رضوی اشرفی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ اشرفیہ

Marfat.com

باب نمبر1

خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاڈلی بیٹی کا عقد

سیدہ جنت خاتون کا عقد 2ھ رجب المرجب کے مہینے میں ہوا۔ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا عمر میں سب سے چھوٹی تھیں۔ حضرت زینب و حضرت رقیہ و حضرت امِ کلثوم ان سے بڑی تھیں۔ یہ چاروں بیٹیاں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطنِ مبارک سے تولد ہوئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو عزیز رکھتے تھے۔ اہلبیت اطہار کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ خالقِ کائنات نے اُن کی تعریف قرآن پاک میں فرمائی ہے۔ القصہ جب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عمر شریف سولہ سال کی ہوئی تو بحکمِ رب العٰلمین، رحمت للعٰلمین نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ' کو اپنے پاس بلایا اور ارشاد فرمایا کہ اے علی میں تمہارے ساتھ اپنی لاڈلی بیٹی فاطمہ کا عقد کرنا چاہتا ہوں تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کچھ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ زرہ کیا ہوئی جو جنگِ بدر میں مالِ غنیمت میں تمہارے ہاتھ آئی۔ حضرت علی نے عرض کی وہ تو ہے۔ حضور نے فرمایا کافی ہے۔ الغرض تمام صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں جمع فرما کر خود نکاح کا خطبہ پڑھا اور نکاح کے پانچ ماہ بعد ذوالحجہ کے مہینے میں جنگِ بدر کے بعد رخصت کیا۔ شہنشاہِ کونین نے جو شہزادیٔ دارین کو جہیز دیا وہ دنیا کے لیے درسِ عبرت ہے۔

Marfat.com

جہیز و رخصت

جہیز اللہ اکبر وہ دیا حضرت نے زہراؓ کو
وہ بہرِ خانہ داری تھا مکمل درسِ دنیا کو

بچھونے دو یمانی چادریں دو ایک کملی تھی
پلنگ تھا چار گدے ایک تکیہ ایک چکی تھی

کٹورہ ایک خالی ایک مشکیزہ تھا پانی کا
یہ ساماں مختصر سا تھا اثاثہ زندگانی کا

طلائی ہار گردن میں نہ پیشانی پہ جھومر تھے
فقط چاندی کے بازو بند دو از قسم زیور تھے

شہنشاہِ دوعالم تھے اگر چاہتے میرے آقا
عطا سامانِ شاہی سب ہی فرماتے مرے آقا

مگر یہ سادگی کا درس دینا تھا زمانے کو
وگرنہ مال سے بھر دیتے حیدرؓ کے گھرانے کو

مگر اُمت کا اُن کی آج یہ عالم نظر آیا
جہیز ہستی سے بھی بڑھ کر سو گنا پیہم نظر آیا

رخصت کی تیاری

حضرت سیدہ کا نکاح رخصت سے پانچ ماہ پہلے رجب کے مہینے میں ہو گیا تھا۔ رخصت ذوالحجہ کے مہینے میں ہوئی۔ اے امتِ مصطفیٰ ﷺ تو نے دیکھا شہنشاہِ کونین نے اپنی لاڈلی نورِ نظر اپنی پیاری لختِ جگر کو شہنشاہِ کونین ہوتے ہوئے کیا جہیز دیا۔ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا مہر نکاح چار سو مثقال چاندی جس کا وزن ڈیڑھ سو تولہ ہوتا ہے۔ روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ مہر چالیس دینار باندھی گئی تھی۔ القصہ رخصت کے وقت نہ تو کوئی سواری تھی نہ کسی قسم

Marfat.com

کی کوئی دھوم دھام تھی۔ رحمتِ عالم ﷺ نے اپنی لختِ جگر سے فرمایا کہ اے مری پیاری نورِ نظر میں اگر چاہوں تو ابھی میرا پروردگار تری سواری کے لیے جنت سے براق بھیج دے مگر میں یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ مرے کسی امتی غریب کی بیٹی کو سواری میسر نہ ہو اور وہ اپنے خاوند کے گھر پیدل جائے۔ مری لاڈلی بیٹی میری امت کی غریب بیٹیوں کا خیال کر کے حضرت علیؓ کے گھر پیدل چلی جاؤ۔ سرورِ کونین کی امت کے غم میں چشمِ نورانی پُرنم تھی اور سیدہؓ سے ارشاد فرما رہے تھے کہ اے زہرأ!

گئی شوہر کے گھر پیدل جو کوئی اُمتی دختر
مری زہرأ نہ دیکھا جائے گا مجھ سے تو وہ منظر
میری رحمت کو یہ ہرگز گوارا ہو نہیں سکتا
بجز مرے کوئی اُس کا سہارا ہو نہیں سکتا

یہ کہتے کہتے چشمِ نور سے آنسو ہوئے جاری
لگے رونے غمِ امت میں پھر وہ رحمتِ باری

اے مسلمانو! غور کرنے کا مقام ہے کہ شہنشاہِ کونین کو امت کی غریبی کا اتنا خیال اور امت کی دختروں کی وجہ سے جنت کی مالک اپنی لختِ جگر کو پیدل شوہر کے گھر بھیجا گیا کسی امتی کو کبھی یہ خیال ہوا کہ ہمارے آقا نے ہماری دختروں کو اپنی نورِ نظر کی شادی کے وقت کس قدر کرم سے نوازا ہے۔ کیا کسی نے اب فاطمہؓ کے اُس جہیز کو اور شوہر کے گھر پیدل جانے کو مدِنظر رکھا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ قرض لے کر دنیا کی شہرت حاصل کرنے کو جانے کیا کیا کر گذرتے ہیں۔ ہاں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے ہر کام میں اپنے آقا و مولا کی اداؤں کو مدنظر رکھتے تھے اور ہر کام اللہ اور اس کے محبوب کی رضامندی کے لیے کیا کرتے تھے۔ میں معتبر کُتب کے حوالے سے عرض کرتا مگر اس رسالے میں اتنی جگہ نہیں ہے مجھے اس میں صرف کربلا کے واقعات مدنظر ہیں۔ میں اُن کو اس انداز میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ پڑھنے سننے والے کو ایک نیا کیف حاصل ہو اور اسلام کا جذبہ دل میں بیدار ہو جائے۔ اللہ اپنے حبیب کے صدقے مجھے توفیق عطا فرمائے۔ ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ سرورِ دوعالم نے مالکِ دوجہاں ہوکر بھی کتنی سادگی سے کام لیا۔ امیروں اور غریبوں کو

Marfat.com

یکساں درس دیا۔ عقلِ عالم رحمتِ عالم پر قربان۔

شاہزادی سرورِ کونین کی — بے سواری مرتضٰی کے گھر گئی
صاحبِ لولاک پر لاکھوں سلام — اُس جہیزِ پاک پر لاکھوں سلام
واسطے جن کے بنے دونوں جہاں — اُن کے گھر تھیں سیدھی سادھی شادیاں

سالک اُن کی راہ جو کوئی چلے
دین و دنیا کی اُسے نعمت ملے

علامہ ہادی جامع المعجزات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھتی تھیں۔ زبان سے قرآنِ پاک پڑھتی تھیں اور دل سے تفسیر کرتی تھیں۔ پیر مبارک سے حسنین کو جھولا جھلاتی تھیں اور آنکھوں سے خدا کی یاد میں روتی تھیں اور آج کل کی عورتیں ہاتھ سے ڈھولک بجاتی ہیں زبان سے خلافِ شرع گانے گاتی ہیں، غیبت کرتی ہیں، دل سے دنیا کو چاہتی ہیں، آنکھوں سے بے شرمی کا مظاہرہ کرتی ہیں اور پیروں سے ناچتی ہیں۔ پھر یہ کیسے جنت میں جا سکتی ہیں۔ پروردگارِ عالم سب مسلمان عورتوں کو سیدہ رضی اللہ عنہا کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاڈلی نورِ نظر بے سواری مرتضٰی کے گھر تشریف لے گئیں۔ ساتھ میں امِ ایمن بھی گئی تھیں۔

آئیں جب خاتونِ جنت اپنے گھر
پڑ گئے سب کام ان کی ذات پر
کام سے کپڑے بھی کالے پڑ گئے
ہاتھ میں چکی سے چھالے پڑ گئے
کام میں کٹتا تھا یومِ زندگی
رات بھر کرتیں خدا کی بندگی

جب سیدہؓ اسداللہ کے گھر گئیں اور شام کا وقت قریب آ گیا تو شہنشاہِ کونین سیدہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پانی طلب کیا۔ جب فاطمہ پانی لے کر حاضرِ خدمت ہوئیں سرکار نے پانی پر دم کیا۔

Marfat.com

دیئے پانی کے چھینٹے بطنِ زہراؓ پشتِ حیدر پر
دعا مانگی کہ اے ربِ دو عالم خالقِ اکبر
محبت اور شفقت سے بٹھا کر پاس دونوں کو
کہا ربِ جہاں یہ عقد آئے راس دونوں کو
عطا اولاد ہو وہ فاطمہؓ کو رحمتِ باری
قیامت تک رہے جس کا مبارک سلسلہ جاری
نبوت کا چمن پھولا پھلا گلہائے زہراؓ سے
بہار گلشنِ دیں ہے ہرا گلہائے زہراؓ سے

جب شادی کو ایک سال ہو گیا اور حضور اکرم ﷺ نے جو دعائیں زہرا رضی اللہ عنہا اور حیدر رضی اللہ عنہ کو فرمائی تھیں۔

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر 2

ولادت باسعادت حضرت حسن امام عالی مقام علیہ السلام

آپ کی ولادت مبارک 15 رمضان مبارک 3ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضور سید عالم ﷺ نے آپ کا نام مبارک حسن رکھا۔ حضرت امام ابو محمد حسنؑ بن علیؑ۔ آپ آئمہ اثنا عشر میں امامِ دوئم ہین۔ آپ کی کنیت ابو محمد، لقب تقی و سید، عرف سبطِ رسول اللہ ﷺ اور سبطِ اکبر ہے۔ آپ کو ریحانۃ الرسول اور آخر الخلق، آخر الخلفاء بالنص بھی کہتے ہیں۔ ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا اور سر مبارک کے بال جدا کیے گئے اور سرکار نے حضرت علی کو حکم دیا کہ بالوں کے برابر وزن کر کے چاندی صدقہ کرو۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ اسما بنت عمیس نے بارگاہِ رسالت میں حضرت حسنؑ کی ولادت کی خبر پہنچائی تو حضور تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ اسما میرے فرزند کو مرے پاس لاؤ۔ اسما ایک کپڑے میں لپیٹ کر حضور ﷺ کے پاس لائیں۔ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر فرمائی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا کہ تم نے اس فرزند کا کیا نام رکھا ہے۔ حضرت علیؑ نے عرض کی کہ مری کیا مجال ہے جو بغیر آپ کے اِذن کے نام رکھتا۔ پھر معلوم کرنے پر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حرب نام رکھا جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عربی میں حرب کی لغت کیا ہے۔ اسد اللہ نے عرض کیا کہ جنگ۔ بس حضور ﷺ نے حسن نام رکھا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے انتظار فرمایا یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کی بارگاہ میں وہ شرف حاصل ہے جو کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو درگاہِ موسیٰ علیہ السلام میں تھا۔ تو ان کا نام ہارون کے فرزند کے نام پر رکھا جائے۔ حضور ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے معلوم کیا کہ ہارون کے فرزند کا کیا نام تھا۔ جبریل نے عرض کیا کہ شبر۔ حضور ﷺ نے جبریل سے ارشاد فرمایا کہ شبر کی عربی میں کیا لغت ہے۔

Marfat.com

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ حسن۔ بس آپ کا نام حسن رکھا گیا۔ امام حسن حُسن میں حضور سے بہت مشابہ تھے۔

جمالِ حسن

بالہامِ خداوندی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نام شبر کا
وفورِ تہنیت جوشِ مسرت سے حسن رکھا

عرب میں شور تھا جنت کا مہ یار اُتر آیا
کہ گھر میں فاطمہ کے عرش تارا اُتر آیا

حسن کا حُسن صورت حُسنِ صورت گر کا مظہر تھا
بالفاظِ دگر آئینۂ شکلِ پیمبر تھا

حسن اک نو شگفتہ پھول تھے گلزارِ جنت کے
نظر آتے تھے اک روشن مرقع نور قدرت کے

حسن کی شکل آئینہ تھی شکل خسروِ خوباں
حسن کے چاند سے رُخ سے عیاں تھا جلوۂ یزداں

حسن سر تا پا نورِ مجسم ماہِ طلعت تھے
عرب کے چاند تھے محبوبِ حق تھے خوبصورت تھے

حسن امامِ عالی مقام علیہ السلام کے فضائل و مناقب حدیث کی کتابوں میں بے شمار مرقوم ہیں۔ بخاری و مسلم نے حضرت براء ابنِ عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے روحِ مجسم جانِ مصور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو میں نے دیکھا شہزادۂ بلند اقبال باکمال باجمال امام عالی مقام علیہ السلام کو حضور کے دوشِ نورانی پر جلوہ گر دیکھا اور حضور کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! میں حسن رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی حسن رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھ۔ امام بخاری نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ممبر پر جلوہ افروز تھے اور حسن امام عالی مقام آپ کے پہلو میں تشریف فرما تھے تو حضور ایک مرتبہ لوگوں کی طرف نظر فرماتے اور ایک مرتبہ اُس فرزندِ جمیل کو دیکھتے۔ میں

Marfat.com

نے سنا حضور نے ارشاد فرمایا کہ پروردگارِ عالم! میرے اس فرزند سید کی بدولت مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ بخاری و مسلم، ترمذی عبداللہ ابن زبیر سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا حضور سجدے میں تھے اور حسن رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی گردن مبارک پر تشریف فرما تھے یا پشت مبارک پر جلوہ گر ہوئے تو جب تک حضور ﷺ سجدے سے سرِ نورانی کو نہ اٹھاتے جب تک کہ شاہزادۂ جنت اتر نہ جاتے اور یہ بھی دیکھا جب رکوع یا قیام میں ہوتے اور حسن آپ کی نورانی پنڈلیوں کے درمیان سے نکلنا چاہتے تو حضور ﷺ قدومِ نورانی کو کشادہ فرما دیتے۔

بیاں کوئی کرے سرکار کے کن کن فضائل کو
سخی ایسے کہ بخشے لاکھ درہم ایک سائل کو

خدا کی راہ میں خیرات کی دوبار سب دولت
نہ رکھا پاس اک جُبہ پئے آسائش و راحت

دکھائے تین بار اسے سخا و جود کے منظر
کیا قربان راہِ حق میں اپنا سارا مال و زر

غنی دل تھا بہت جوشِ عطا دستِ تونگر میں
خدا کی دی ہوئی دولت لٹا دیتے تھے دم بھر میں

گدا جو در پہ آتا تھا غنی وہ بن کے جاتا تھا
حسن کے در سے وہ ساری مرادیں دل کی پاتا تھا

ولادت سید الشہداء علیہ السلام

امام عالی مقام کی ولادت 5 شعبان 4 ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضور پرنور شافعِ یوم النشور نے آپ کا نام حسین اور شبیر رکھا۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور لقب سبطِ رسول اللہ اور اپنا فرزند اور ریحانۂ رسول اور آپ کے برادرِ معظم کی طرح آپ کو بھی جنتی جوانوں کا سردار فرمایا۔ حضور کو آپ کے ساتھ کمال رغبت و محبت تھی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس نے ان دونوں امام حسن امام حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان

Marfat.com

سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی۔ جنتی جوانوں کا سردار فرمانے سے یہ مراد ہے کہ جو لوگ جوانی کے عالم میں جنت میں پہنچے یا جائیں گے یہ دونوں اُن کے سردار ہیں۔

جناب امام عالی مام علیہ السلام کی ولادت کے عجیب وغریب امور ظہور پذیر ہوئے۔ چنانچہ جامع المعجزات میں حضرت ابنِ عباس سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارک تھی کہ فجر کی نماز کے بعد چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند سے بڑھ کر چمکتا دمکتا تھا جو مصیبت زدہ یا غم زدہ دیکھ پاتا اُس کی سب تکلیف دور ہو جاتی۔ اتفاق سے ایک روز ایسا نہ کیا اور حضرت علیؓ کو ہمراہ لے کر بیرونِ مسجد تشریف فرما ہوئے۔ سب شمع رسالت کے پروانے اصحاب دیکھ رہے تھے مگر مسجد سے نکلنے کا سبب معلوم نہ تھا۔ آپ زہراؓ بتول کے گھر تشریف فرما ہوئے اور حضرت علیؓ کو دروازے پر کھڑا کیا اور تاکید فرمائی کہ کوئی اندر نہ آنے پائے کیونکہ امام حسین کی ولادت باسعادت ہونی ہے اور فرشتے مبارک باد دینے کے لیے آسمان سے آ رہے ہیں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے گھر میں داخل ہوئے۔ اسی اثناء میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صبر نہ ہو سکا اور حضور کے نقشِ قدم پر حضرت علیؓ کے گھر تشریف لا کر استفسار کیا کہ رحمت، عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں جلوہ گر ہیں جو ملائکہ گھر میں ہیں۔ اذن طلب کیا گیا تو کہا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مشغول ہیں۔ صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ میں دیدار کے لیے بیتاب ہوں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ امام حسینؓ کی ولادت ہوئی ہے اور چار لاکھ چوبیس ہزار فرشتے مبارک باد دینے کے لیے آئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے متعجب ہوئے اور دروازے میں بیٹھ گئے۔ بعد ازاں حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی تشریف لے آئے اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے ہم کو وہی جواب دیا جو صدیق اکبر کو دیا تھا۔ اتنے میں شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے پاس تشریف لائے اور سب کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ سب سے پہلے صدیق اکبرؓ اندر تشریف فرما ہوئے اور حضور سے حضرت علی کی گفتگو کا ذکر کیا۔ سرکار نے فرمایا: اے علی! تم کو فرشتوں کی تعداد کس نے بتائی؟ حیدر کرار نے عرض کیا کہ فرشتوں کے غول کے غول آتے تھے اور آپس میں باتیں کرتے تھے کہ ہم اتنے ہیں ہم اتنے ہیں۔ حضور نے فرمایا: اے علی! تم کو اس سے زیادہ تعجب کی بات سناؤں۔ لو سنو وہ یہ کہ جب ملائکہ آئے تو ان کے ہمراہ ایک ایسا فرشتہ بھی تھا

Marfat.com

جس کے بازو ٹوٹے ہوئے تھے۔ میں نے اس سے کہا کہ تو کون ہے اور ترا کیا قصہ ہے۔ فرشتے نے عرض کیا کہ میں ایک مقرب فرشتہ تھا۔ ایک دن میں آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا تو مجھے ایک ایسا آدمی نظر آیا جس کے ہاتھ پاؤں نہیں تھے۔ میں نے دل مین خیال کیا کہ اس حالت میں اس کا زندہ رہنا اچھا نہیں بے کار ہے بلکہ مر جانا بہتر ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میری یہ حالت کر دی جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے زمین پر ڈال دیا۔ سات سو سال سے میں فلاں جزیرے میں ہوں۔ جب ملائکہ مبارک بادی کے لیے اترے تو مجھے اپنے ہمراہ لے آئے کیونکہ وہ پہچانتے تھے۔ صدقے حسین کے حضور مری شفاعت فرمائیں۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی فوراً جبریل امین حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی دعا اس فرشتے کے حق میں قبول ہو گئی۔ حضور پرنور نے حسین کا داہنا ہاتھ فرشتے کے بدن پر پھیرا تو فرشتے کو اُسی وقت شفا حاصل ہو گئی تو اس نے گریہ وزاری شروع کر دی۔ سرکار نے اُسے فرمایا کہ تو کیوں روتا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ اپنی جان کے لیے نہیں روتا بلکہ اس کے لیے روتا ہوں جس کے ولادت کے لیے زمین و آسمان والوں کو بشارت دی گئی میں اُس کے قتل کے لیے روتا ہوں۔ حضور نے فرمایا: اے فرشتے اس کو کون قتل کرے گا؟ اس نے عرض کیا کہ یہ خبر آپ کو جبریل امین دیں گے کہ اس کو کون قتل کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبریل کیا یہ بات صحیح ہے۔ جبریل امین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے حسین کی ولادت سے ایک ہزار سال پہلے پیدا کیا اور یہ ان کی ولادت سے شہادت تک اور پھر امام حسین کی شہادت کے بعد ان کی قبر کی حفاظت کرے گا اس کے بعد وہ فرشتہ آسمان کو عروج کر گیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہادت کی خبر پہلے سے ہی مشہور ہو چکی تھی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضور پرنور شافع روز نشور ﷺ ایک روز ام سلمہ ام المومنین کے گھر جلوہ فرماتے کہ جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔ اس وقت امام عالی مقام کی عمر شریفہ تقریباً ساڑھے چار سال کی تھی۔ جبریل نے خدمت میں آکر یہ عرض کی حضور ﷺ کچھ خاص باتیں کرنی ہیں۔ تخلیئے کی ضرورت ہے یعنی تنہائی کی۔ حضور ﷺ نے ام سلمہ کو فرمایا کہ تم دروازے کے پاس رہو کوئی اندر نہ آنے پائے۔ ام سلمہ ام المومنین نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور

Marfat.com

دروازے پر جا کر کھڑی ہوگئیں۔ جبریل امین حضور اکرم ﷺ کو تخلیہ میں لے گئے اور حضور ﷺ سے آبدیدہ ہو کر عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ میں جو آج خبر لایا ہوں مری زبان اس کے ظاہر کرنے کی تاب نہیں رکھتی۔ دل کے غم سے ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں مگر حکمِ ربی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جبریل جلدی بیان کرو کہ ایسی کیا خبر ہے کہ تم آبدیدہ ہو اور تم غمگین ہو۔ جبریل علیہ السلام نے یہ سن کر آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے اس طرح سے عرض کیا۔ اُدھر اُم سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا دروازے پر پہرے دار بن کر تشریف فرما ہیں کوئی اندر نہ آنے پائے اِدھر حضور اکرم، رسولِ معظم، رحمتِ عالم، نورِ مجسم ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام تخلیے میں حاضر ہیں۔ اتنے میں حسین امام عالی مقام علیہ السلام کہیں سے کھیل کر تشریف لاتے ہیں اور ام سلمہ سے فرماتے ہیں کہ مرے نانا جان کہاں ہیں؟ ام سلمہ نے فرمایا کہ سرورِ کونین، شہنشاہِ دارین ﷺ اندر تشریف فرما ہیں اور منع کر دیا ہے کوئی میری اجازت کے بغیر اندر نہ آنے پائے کیونکہ جبریل کچھ خاص پیغام لائے ہیں۔ آپ نے سن کر اس طرح فرمایا۔

حسینؓ آنکھوں میں آنسو بھر کے بولے اُمِ سلمہ سے
مجھے بھی کیا منع فرما دیا ہے مرے نانا نے

سُنی آواز جب محبوبِ حق نے اپنے پیارے کی
علی کے لاڈلے اور فاطمہ کے ماہ پارے کی

کہا سلمہ سے حجرے میں انہیں جلدی سے آنے دو
میری خلوت میں آنے سے نہ سلمہ ان کو تم روکو

حسینؓ ابنِ علیؓ یہ اپنے نانا کی صدا سن کر
گئے ہنستے ہوئے حجرے کے وہ فوراً ہی بس اندر

وہاں پہنچے جہاں جبریل اور سرکار تھے دونوں
سرِ خلوت سرِ جلوت پئے گفتار تھے دونوں

کہا جبریل نے پھر رو کے یہ محبوبِ یزداں سے
محبت آپ کو ہے جس قدر شاہِ شہیداں سے

Marfat.com

بجا ہے ٹھیک ہے لیکن ازل سے ان کی قسمت میں
یہ لکھا ہے کہ اُن کا امتحاں ہو دشتِ غربت میں

امیں نے کہہ کے یہ شیشی نکالی خاک تھی جس میں
نہاں آمیزشِ خونِ شہہِ لولاک تھی جس میں

حسین پاک اور جبریل جس دم ہو گئے رخصت
یہ دیکھی ام سلمہ نے شہہِ کونین کی حالت

رخِ پرنور پر آثار رنج و غم کے طاری تھے
طبیعت مضطرب تھی اشکِ غم آنکھوں سے جاری تھے

گذارش کی یہ اُم المومنین نے شاہِ والا سے
میرے ماں باپ صدقے میں تصدق ماجرا کہیئے

کہا باچشم نم ارشاد سلطانِ دو عالم نے
رُلایا ہے مجھے اے اُمِ سلمہ آج اِس غم نے

یہ مٹی جو مرے ہاتھوں میں ہے جبریل نے دی ہے
یہ خوں آمیز مٹی آہ دشتِ کربلا کی ہے

کیا جائے گا جس جا قتل یہ فرزند زہراؑ کا
بہے گا اُف لہو جس خاک پر دلبندِ زہراؑ کا

یہ مٹی ہے وہی اے اُمِ سلمہ تم اسے رکھو
لہو ہو جائے جب یہ خاک تو اُس وقت تم سمجھو

حسینؑ ابنِ علیؑ کو دشمنوں نے قتل کر ڈالا
مکرر اتنا کہہ کے رو دیئے پھر سرورِ والا

تعا تھا یہ علم سلطانِ رسالت کا
نظر کے سامنے تھا واقعہ سارا شہادت کا

معلم تھا خدا روح الامیں تھے مخبرِ صادق
عیاں تھا آپ پر منظرِ مستقل و سابق

Marfat.com

یہی وہ علم ہے علمِ لدنّی جس کو کہتے ہیں
یہ ہے وہ علم علمِ غیب سُنّی جس کو کہتے ہیں

الغرض حسین وحسن کی تمام روداد حضور کے مدنظر تھی مگر صبر کا یہ عالم تھا کہ کبھی شکوے کا لفظ زبانِ مبارک پر نہ آیا۔ شہادت کی آپ کے والدین کو بھی حضور کے بتانے سے پوری پوری خبر تھی مگر نہ تو حضرت علیؓ نے کبھی حرفِ شکوہ زبان سے کہا اور نہ فاطمہ زہراؓ نے کہا۔

اب میں کچھ یزید پلید کے حالات نقل کرتا ہوں۔ یزید ابنِ معاویہؓ وہ بدنصیب شخص ہے کہ جس کی پیشانی پر اہلبیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے۔ جس پر ہر قرن میں دنیا ملامت کرتی ہے اور تا قیامت اُس کا نام تحقیر سے لیا جائے گا۔ یہ بدباطن 25ھ کو امیر معاویہؓ کے گھر میسون بنت نجدل کلبیہ کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ نہایت موٹا بدنما تھا۔ بڑا ہو کر اس نے فسق وفجور پر کمر باندھی۔ مگر ان یزید کی بدکاریوں کا حضرت معاویہؓ کو کوئی علم نہ تھا۔ 41ھ میں جب امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح کی اور یہ شرط صلح نامہ پر لکھی گئی کہ امیر معاویہؓ کے خلافت جس کی طرف رجوع کرے گی اور تمام قرض حسن امیر معاویہ ادا کریں گے اور اسّی ہزار دینار جزیہ خدمتِ حسن میں پیش کیا کریں گے۔ امیر معاویہؓ حسنؓ کی بہت عزت کرتے اور صلح کے خود مدائن میں امام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور جو شرائط اس پر تحریر ہو چکی ہیں انہی شرائط پر صلح ہوگئی۔ مگر یزید بدباطن دنیا کا کتا تھا اس نے سوچا کہ اگر امیر معاویہؓ کے وصال کے بعد امام حسن علیہ السلام زندہ رہے تو خلافت ان کی طرف لوٹ جائے گی۔ میں بادشاہت سے محروم رہ جاؤں گا اور تمام عرب والے حسن کے حق میں اپنی اپنی رائے دیں گے۔ مجھے کوئی نہ پوچھے گا یہ خیال دل میں ٹھہرا کر یزید دنیا کا کتا امام حسن عالی مقام علیہ السلام کا جانی دشمن بن گیا۔

دل تو مرا یہ چاہتا تھا کہ جو امیر معاویہؓ پر شک یا اعتراض ہیں ان سب کا مدلل ومفصل جواب لکھوں مگر اس مختصر کتاب میں اتنی گنجائش نہیں۔ ہاں اتنا سمجھ لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ کے قاتل کو پہلے دوزخی فرمایا تھا اور وہ صحابی تھا مگر صحیح حدیث کی کتابوں میں امیر معاویہؓ کی شان کے خلاف کوئی لفظ نہیں ملتا۔ کیونکہ بخاری شریف کی حدیث حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک دن منبر پر تشریف فرما کر عشا کی نماز کے وقت تک جو کچھ بھی قیامت تک دنیا میں ہونے والا ہے سب کی خبر دے دی تھی۔ بس ثابت ہو گیا کہ امیر معاویہؓ ان تمام اعتراضوں سے بری الذمہ ہیں۔ اگر اہلِ شیعہ کے باطل خیال کے مطابق آپ ہوتے تو حضور کی خبروں میں ان کی بھی خبر ہوتی۔ اب میں پھر اپنے مطلب کی طرف لوٹتا ہوں اور یزید پلید کی زندگی کا کچھ حال نظم کرتا ہوں۔

یزید زیشت خو آمادۂ بیداد تھا پیہم
خلافت کے نہ ملنے کا اُسے رہتا تھا غم ہر دم

سمجھتا تھا کہ بعد مرگِ فرزندِ ابوسفیاں
رہے زندہ اگر سبطِ نبی (ﷺ) ابنِ شہر مرداں

حکومت شام کی ہرگز مجھے ملنے نہ پائے گی
حسن کے حق میں شرطِ عہدنامہ رنگ لائے گی

صلح نامے کی پڑھ رکھیں تھیں اس نے ساری تحریریں
حسن کے قتل کی کرنے لگا دن رات تدبیریں

بشوقِ مُلک و گری و حکومت کلبیہ زادہ
ہوا قتلِ حسن پر دیدۂ دانستہ آمادہ

بلائی ایک دلالہ جو تھی ابلیس کی خالہ
اُسے انعام اور اکرام کے سانچے میں لا ڈھالا

دیا زہر ہلاہل اُس کو اور تاکید فرمائی
بخوبی کام یہ میرا جو تو دل سے بجا لائی

خزانے شام کے سب ڈال دوں گا ترے قدموں پر
حسن کو زہر دے دے یہ کسی تدبیر سے جا کر

دیئے پیغام جعدہ بنتِ اشعث کو پسِ پردہ
یزید اس شرط پر اے دُختِ اشعث ہے تیرا بُردہ

Marfat.com

جہانِ حُسن میں عورت عجب نافہم ہوتی ہے
خود اپنی آبرو شوہر کا اپنے جان کھوتی ہے

یزید نے اُس دلالہ کو زہر دے کر مدینے بھیجا اور جعدہ بنتِ اشعت کو اپنے نکاح میں لانے کا لالچ دیا اور شرط یہ مقرر کی کہ اپنے شوہر حسن کو زہر دے دے۔ اُس عیار عورت نے آ کر مدینے میں جعدہ بنتِ اشعث سے راہ و رسم پیدا کیا چند روز میں جعدہ بنت اشعث کو اپنی عیاری کے جال میں پھانس لیا اور بڑی چالاکی سے۔

پلایا زہر نانہجار نے سبطِ پیمبر کو
کیا واصل بحق سلطانِ دیں زہرا کے دلبر کو

غضب کا زہر تھا جس نے غضب تاثیر دکھلائی
نہ ہرگز اُس کی تدبیر شفا کچھ عقل میں آئی

جگر کٹ کر دہن کی راہ سے باہر نکلتا تھا
خدا کا نور عرش اللہ سے باہر نکلتا تھا

ہوئی محسن بے چینی جو شاہِ عشقِ یزداں کو
نئے جلوے نظر آنے لگے نوشاہِ خوباں کو

حسینؑ ابنِ علی تشریف فرما تھے جو بائیں پر
لگے کہنے کہ اے جانِ برادر مظہرِ سرور

یہ بے چینی ہے کیوں یہ اضطرابِ روح فرسا ہے
یہ جوشِ ناشکیبائی کا آخر مدعا کیا ہے

مبارک ہو تمہیں تم مصطفیٰ کے پاس جاتے ہو
خدیجہؑ، فاطمہؑ و مرتضیٰؑ کے پاس جاتے ہو

وہاں جاتے ہوئے اس درجہ حیرانی کا کیا باعث
میں قرباں کچھ تو کہیے سوزِ پنہائی کا کیا باعث

حسنؑ نے سن کے یہ سب بات ماں جائے سے فرمایا
کہوں کیا تم سے جو منظر مجھے اس دم نظر آیا

Marfat.com

مرے پیشِ نظر اس وقت ایک صحرا ہے
کہ جس میں دشمنوں نے ہر طرف سے تم کو گھیرا ہے

کیا بے چین مجھ کو بھائی اُس خوں خوار منظر نے
مگر ہوگا وہی لکھا ہے جو بھی ربِ اکبر نے

خدا کو سونپتا تم کو تم ثابت قدم رہنا
مصائب جھیلنا صدمے اٹھانا رنج و غم کہنا

خدا کے واسطے جینا خدا کے واسطے مرنا
سرِ مشکل مرے ماں جائے تم شکرِ خدا کرنا

یہ کہہ کر نعمتیں جو بھی وہ نانا جان سے پائیں
سپرد حضرتِ شاہِ شہیداں شہہ نے فرمائیں

کیا رُخ سوئے قبلہ ہو گئے واصل بحق حضرت
شہادت نے جبیں چومی ہوئی رُخ پر فدا رحمت

حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے روز ایمان لائے اور جنگِ حنین میں شامل ہوئے۔ آپ کی فضیلت میں بہت احادیث ہیں لیکن پائے اعتبار کو بہت کم پہنچتی ہیں۔ چنانچہ ترمذی کی صحیح حدیث حضرت عبدالرحمٰن بن ابوعمیر صحابی سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہؓ کو دعا دی کہ اے اللہ! امیر معاویہؓ کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت پانے والا کر دے۔ نیز طبرانی کبیر میں عبدالملک بن عمیر سے روایت ہے کہ خود حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ مجھے خلافت کی تب سے بہت امید ہو گئی تھی جب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! امیر معاویہؓ کو برا نہ کہو تم دیکھو گے جب وہ دنیا سے اٹھ جائیں گے تو بہت سے سر بے گناہ تن سے جدا کیے جائیں گے، ظلم وستم کا بازار گرم ہو جائے گا۔ حرام حلال میں امتیاز نہ رہے گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ماہِ رجب 60ھ میں انتقال فرمایا۔ ان کے بعد یزید تختِ سلطنت پر بیٹھا۔

معاویہؓ کی رحلت ہو گئی جب ساٹھ ہجری کو
ہوئے مصروف شامی سلطنت کی خیر خواہی کو

Marfat.com

بٹھایا تخت پر سب نے یزید کینہ پرور کو
سمجھتا تھا جو پہلے ہی دشمن آلِ حیدرؓ کو

یزید ناخلف کو مل گیا جب تختِ سلطانی
خلافِ دین کرنے لگ گیا وہ اپنی من مانی

سگے بھائی بہن کا عقد جائز کر دیا اُس نے
زمینِ شام کو ظلم و ستم سے بھر دیا اُس نے

رہا باقی نہ ذرہ بھر اُسے پاس مسلمانی
کھلے بندوں بدلنے لگ گیا احکامِ قرآنی

شراب، حسد، غسق، جوئے کی تھی ہر جا گرم بازاری
شریعت کے خلاف اس نے کری ہر رسم تھی جاری

مگر رہتا تھا اس کے دل میں ہر دم خوف شبیرؓ کا
کہ تھا معلوم اس کو حوصلہ سب ابنِ حیدر کا

سمجھتا تھا مرے کردار بد پر سبط پیغمبر
نکل آئیں گے وہ میدان میں سینہ سپر ہو کر

اس اندیشے کو رکھ کے سامنے بدکار بد اختر
اتر آیا حسینؓ ابنِ علیؓ کی وہ عداوت پر

کیے قاصد روانہ شام سے مکے مدینے کو
لکھا فرماں کہ حاکم مان لیں سب اس کمینے کو

ابی سفیان کا پوتا مدینے میں گورنر تھا
بظاہر سخت درپردہ خلاف فتنہ و شر تھا

ولید اُس نیک دل کا نام تھا عتبہ کا بیٹا تھا
سفیر شام جب آیا تو وہ بستر پہ لیٹا تھا

دیا قاصد نے خط مضمونِ خط اس نے پڑھا سارا
چچا کی موت کا تھا سامنے آنکھوں کے نظارا

Marfat.com

الغرض حاملِ مدینہ نے خط پڑھ کر مروان کو بلایا اور وہ خط مروان کو دکھایا اس میں لکھا تھا کہ تمام اہلِ مدینہ سے میری بیعت لی جائے۔ سب سے پہلے حسینؓ ابنِ علیؓ ابن زبیرؓ سے میری بیعت لینا۔ اگر انکار کریں تو ان کو قتل کر کے ان کے دارالحکومت میں روانہ کر دینا۔ کیونکہ یہ تینوں شامی حکومت کے خلاف ہیں۔ ان کو فوراً بیعت میں داخل کیا جائے۔ مروان نے تمام خط پڑھ کر مشورہ دیا کہ اِن تینوں یعنی حسینؓ ابن علیؓ، ابنِ عمرؓ، ابنِ زبیرؓ کو فوراً دربار میں بلایا جائے اور انہیں غور وفکر کا بالکل موقعہ نہ دیا جائے کیونکہ۔

کہا مروان نے فوراً بلایا جائے تینوں کو
ملے موقعہ تدبر کا نہ ان انجام بینوں کو

بلانے کو انہیں بھیجا سپاہی ایک عامل نے
کہا تینوں کو جلدی لا بلا کر دیکھ عامل نے

سپاہی مسجد نبوی میں ان کو ڈھونڈتا آیا
حسینؓ پاک و عبداللہؓ زبیرؓ کو وہیں پایا

کہا عامل بلاتا ہے چلو جلدی سے تینوں کو
سرِ دربار لاؤ حکم یہ ہے پاک بینوں کو

الغرض عبداللہ ابنِ عمرؓ اور ابن زبیرؓ نے سپاہی سے کہا کہ ہم تیرے پیچھے آتے ہیں مگر امام عالی مقام نے کوئی بہانہ نہ کیا بلکہ بے خوف وخطر اپنے ساتھ کچھ سوار لے کر عامل کے دربار میں پہنچے کیونکہ ولید امام عالی مقام کی عزت کا قائل تھا جب آپ دربار میں پہنچے تو ولید نے اٹھ کر استقبال کیا اور یزید رومیہ کا خط امام عالی مقام علیہ السلام کو دیا۔ آپ نے خط کا تمام مضمون پڑھا اور پڑھ کر آپ نے بے خوف وخطر یزید کی بیعت سے صاف انکار کر دیا کہ میں فاسق و فاجر کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ کبھی نہ دوں گا۔ مجھے کب روا ہے کہ ایک فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت ہوں۔ یزید کے ہاتھ پر بیعت کر کے میں اپنے نانا جان کے دین کی بے حرمتی نہیں کر سکتا۔ یہ فرما کر آپ نے چلنے کا ارادہ کیا تو فوراً مروان نے کہا کہ اے عامل اگر یہ بیعت نہ کریں تو ان کو زندہ نہ جانے دینا۔ مروان نہایت غضبناک ہو کر یہ عامل سے کہہ رہا تھا۔ امام نے مروان کو جلال سے دیکھا اور فرمایا۔

Marfat.com

حسینؓ ابنِ علیؓ نے ڈانٹ کر فی الفور فرمایا
غلط ہے قتل تو مجھ کو کرے مروان بے پایا

نہیں تنہا یہاں میں اے ولید اے عامل طیبہ
محافظ مرا فا اللہ خیرٌ حافظ واللہ

مکاں سے کہہ کے یہ تشریف باہر آپ لے آئے
مگر امکان رہنے کے مدینے میں نہ اب پائے

گئے ابن عمرؓ دربار میں ہی نہ ابنِ زبیرؓ اس جا
مدینے سے کیا عزمِ سفر فی الفور مکے کا

اس دن رات کو دونوں ہی وہ اک دم مدینے سے
روانہ ہو گئے مکے کو چھپ چھپ کر قرینے سے

مدینہ چھوڑ مکے کی جانب بے قرار آئے
خدا کے گھر میں محبوب خدا کے جانثار آئے

ابنِ عمرؓ اور ابنِ زبیرؓ تو مکے شریف روانہ ہو گئے ادھر امام عالی مقامؓ نے مکے جانے کا ارادہ کیا کہ مکے میں مسلمان سے قتال جدال منع ہے۔ آپ نے سارا دن سفر کی تیاری میں کاٹا۔ جس وقت شام کا وقت آیا تو آپ دربارِ رسول اللہ میں حاضر ہوئے۔

مزارِ مصطفیٰ پر شام ہوتے ہی امام آئے
اجازت کی غرض سے آخری کرنے سلام آئے

کہا رو کر سلام اے تاجدارِ عالم امکاں
سلام اے سید عالم سلام اے سرورِ ذی شاں

ذرا دیکھو تو چہرے سے اٹھا کر گوشۂ داماں
حسینؓ ابنِ علیؓ پر تنگ ہیں طیبہ کی اب گلیاں

ذرا حجرے سے نکلو اے مکینِ گنبدِ خضرا
ذرا دیکھو تو اہلبیت پر ہیں سختیاں کیا کیا

Marfat.com

یزیدی دور ہے اسلام ہے سرکار خطرے میں
نواسہ آپ کا اس وقت ہے دشمن کے نرغے میں

اسے ضد ہے حسینؓ اس کی اطاعت پر ہو آمادہ
مگر توہینِ مذہب کیوں روا رکھے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) زادہ

یزیدِ فاسق و فاجر مخالف ہے شریعت کا
نہیں اس کو ہے کچھ احساس آقا دین و ملت کا

شہِ عالم ہے بس کردار اُس کا جس قرینے کا
نہیں پوشیدہ تم سے حال کچھ بھی اس کمینے کا

حقیقت اس کی ہے جو بھی وہ سب ہے آپ پر روشن
امیِ شام ہے آقا مرے اسلام کا دشمن

میں قربان اے مجھے ناز و نعم سے پالنے والے
مصائب آنے والے دم زدن میں ٹالنے والے

دُہائی آپ کی اے داد رس اپنے نواسوں کے
دہائی آپ کی اے آسرا بھوکے پیاسوں کے

مدد اے التجائیں سننے والے آلِ اطہر کی
مدد اے آرزو بر لانے والے ہر گداگر کی

حبیبِ کبریا مشکل کشا ساری خدائی کے
مرے دن آ گئے ہیں آقا اب تم سے جدائی کے

مراقب ہو گئے یہ کہہ کے فرزندِ رسول اللہ
بشارت دی کہا آقا نے دلبندِ رسول اللہ

طلب کی تھی تمہارے جد سے جو خالق نے قربانی
ملے لختِ جگر آنکھوں کی ٹھنڈک اے مرے جانی

تمہیں پوری وہ قربانیِ اسمٰعیل کرنی ہے
بہا کر اپنا خوں اُس کی تمہیں تکمیل کرنی ہے

Marfat.com

تمہیں تو ہر گھڑی صبر و رضا سے کام لینا ہے
تہہِ شمشیر بھی ربِ جہاں کا نام لینا ہے

نہ تم گھبرا کے بیٹا ظلم سے ہرگز گلہ کرنا
مصیبت لاکھ آئے پیش تم شکرِ خدا کرنا

رضا و صبر کی سرکار نے تلقین فرما کر
کہا سجدے سے اے بیٹا تم اب اٹھاؤ سر

امامِ دوسرا نے سن کے ارشادِ رسول اللہ
اٹھایا سر کو سجدے سے زباں سے کہہ کے بسم اللہ

نگاہِ یاس و حسرت سے در و دیوار کو دیکھا
بچشمِ اشک افشاں روضۂ سرکار کو دیکھا

کری یہ التجا رو رو کے کہ اے رحمتِ عالم
تمہارے پاک قدموں سے ہوں جس دم دور نا تا ہم

ہماری بے کس درماندگی کی لاج رکھ لینا
ہمیں نظروں میں اپنی صاحبِ معراج رکھ لینا

کہیں پیدا نہ ہو جب تک ٹھکانہ بے ٹھکانوں کا
نہ ہو پرساں کوئی جب تک ضعیفوں ناتوانوں کا

بلانے والے بن کر دوست جب بن جائیں بیگانے
گذر جائیں ستم اور ظلم کے جب حد سے افسانے

ہمیں جب کربلا میں سامنا کرب و بلا کا ہو
ہمیں جب تیرِ بیدادِ اجل کے پلکے تا کا ہو

سپاہِ شام جب محصور کرے ہم غریبوں کو
کہیں امن و اماں حاصل نہ ہو جب غم نصیبوں کو

ہوں خیمے جا کے اہل بیت کے جب نسب ریتی پر
تصرف جب خزاں کا ہو بہارِ باغِ گیتی پر

Marfat.com

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) زادے علیؓ زادے ہوں جب تلوار کی زد پر
یزیدی ہنستے ہوں جب کشتگانِ حق کے مشہد پر

عدو کے ہاتھ سے جب قتل ہو لشکر نواسوں کا
بیاباں میں لٹے جب قافلہ بھوکے پیاسوں کا

تمہاری آل پر سرکار جس دم بند ہو پانی
حسینؓ تشنہ لب پر ہوتی ہو جب تیر بارانی

ہو خاتونانِ اہلبیت جب پابندِ نامحرم
ہوں جب دشمن کے ہاتھوں پابجولاں عابد پرغم

پئے تسکین مرے سرکار تم اس وقت آ جانا
سکون و صبر کی تلقین غمگینوں کو فرمانا

گزارش کی لگا کر قبرِ نورانی کو سینے سے
تمہارا لاڈلا جاتا ہے اب آقا مدینے سے

مصیبت اس سے بڑھ کر اور ہو سکتی ہے کیا آقا
کہ میں ہوتا ہوں جیتے جی مدینے سے جدا آقا

سلام اے اپنے مظلوموں کے وارث رحمتِ عالم
سلام اے بے کسوں کے دل کی ڈھارس شافعِ اعظم

بس اب اے قبلۂ دیں مجھ کو جانے کی اجازت دو
لبِ اطہر سے فرما دو حسین اب جاؤ رخصت ہو

ہائے وہ سماں کیسا غمناک سا ہوگا جب امام عالی مقامؓ سبز گنبد کی نورانی جالیوں کو تھام کر اپنے نانا جان سے رخصت طلب کر رہے ہوں گے۔ جدِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور کی جدائی کا غم حضرت امام عالی مقام کے دل پر مصیبت کے پہاڑ توڑ رہا ہوگا۔ اہلِ مدینہ کی مصیبت کا اندازہ بھی عقل نہیں لگا سکتی۔ دیدارِ حبیب کے فدائی اس فرزند کی زیارت سے اپنے قلبِ مجروح کو تسکین دیتے تھے۔ امام عالی مقام کا دیدار اُن کے دل کا قرار تھا آنکھوں کو امام عالی مقام کی نورانی صورت میں رحمتِ عالم نورِ مجسم رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوے نظر آتے تھے۔

Marfat.com

آج عشاقانِ مصطفیٰ کے دلوں کا سہارا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کا تارا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا مدینے سے جدا ہو رہا ہے۔ الغرض امام عالی مقام پھر اپنی مادرِ مہربان کے مزار انور پر اشکبار حاضر ہوتے ہیں اور اس طرح عرض کرتے ہیں۔

شہِ کربل گئے پھر فاطمہ زہراؓ کے روضہ پر
لپٹ کر قبرِ مادر سے کہا شاہ نے یہ رو رو کر

مجھے خونِ جگر اپنا پلا کر پالنے والی
مرے سر پہ قبائے رحمتِ حق ڈالنے والی

محبت سے مجھے ناز و نعم سے تم نے پالا تھا
مرا ارمانِ دل مادر ہر اک تم نے نکالا تھا

اجازت لے کے نانا سے تمہارے پاس آیا ہوں
وداع کر دو مجھے تم یہ تمنا لایا ہوں

الغرض امام عالی مقام اپنی مشفق مادر کی قبر انور سے لپٹ کر زار و قطار رو رہے ہیں اور قبر میں روحِ مادر کی حالت بیان سے باہر ہیں۔

روحِ مادر قبر میں بے چین تھی — جو زبان حال سے گویا ہوئی
گویا یہ مرقد سے پھر آئی ندا — ترے غم میں دل تڑپتا ہے میرا
لعل مرے کیسے میں دیکھوں تجھے — کس طرح سینے سے چمٹا لوں تجھے
اے مرے لختِ جگر نورِ نظر — حکمِ رب پر دل میں اپنے صبر کر

پھر امام عالی مقام بھائی کے مزارِ پاک پر تشریف لے گئے اور رو رو کر بھائی سے رخصت طلب کرنے لگے۔ مدینہ میں کہرام برپا ہے ہر چھوٹا بڑا حسینؓ کے غم میں اشکبار ہے۔ ہر محبِ محبوبِ رب کا دل بے قرار ہے۔

غرض ہر اک صحابی کے مزارِ پاک پر جا کر
ہوئے رخصت شہہِ کربل ہر اک مرقد سے رو رو کر

نگاہیں سبز گنبد کی طرف مُڑ مُڑ کے جاتی تھیں
مدینے کی فضائیں قلب و جاں تڑپائے جاتی تھیں

Marfat.com

مدینے سے شہہ کونین کا نورِ نظر نکلا
وطن سے بے وطن ہو کر وطن کا تاجور نکلا

امام عالی مقام مدینے سے مکے کی طرف سفر کرتے ہیں۔ گنبدِ سرکار کو مڑ مڑ دیکھتے جاتے ہیں۔ آنکھیں اشکِ غم سے پرنم ہیں۔ نظر کے سامنے سنہری جالیوں کا منظر رقص کر رہا ہے۔ قلب و جاں بیقرار ہو رہے ہیں۔ مدینے سے خورد و کلاں امام کی مفارقت میں زار و قطار رو رہے ہیں۔ اپنی جانیں کھو رہے ہیں۔ آنسوؤں سے داغِ غمِ فرقت کو دھو رہے ہیں۔ اُدھر امام عالی مقام مدینے کی حد سے نکل کر مکے شریف کی حد میں داخل ہوئے۔ مکے والوں کو عید جیسی خوشی ہے۔ اُدھر جب یہ خبر یزید پلید کو پہنچی ہے تو ولید ابن عتبہ کو معزول کر کے ان کی جگہ دوسرا عامل مقرر کر دیتا ہے کیونکہ انہوں نے امام عالی مقام کے مدینے سے تشریف لے جانے میں کوئی کسی قسم کی مداخلت نہیں کی تھی۔ ولید اگرچہ یزید کے چچازاد بھائی تھے مگر یزید کے کردار سے سخت نالاں تھے۔ دل میں اہلبیت کی عظمت رکھتے تھے۔ ادھر یزید مردود ہر وقت اس فکر میں لگا ہوا تھا کہ راہ میں جو امام کا وجود حائل ہے اسے کسی طرح ہٹا دیا جائے۔

مرقعِ شہادت

خبر ان واقعاتِ خاص کی جب پہنچی کوفے میں
ہوا معلوم جب شاہِ شہیداں بھی ہیں مکے میں

سلیماں کے مکاں پر مجلسِ شوریٰ ہوئی قائم
محبانِ علیؓ نے بے خیالِ لَوْمَةَ لَائِمْ

کیا یہ فیصلہ خط لکھیں ہم سبطِ پیمبر کو
بلائیں کوفے میں بہر امامت ابنِ حیدرؓ کو

حبیب ابنِ مظاہر رفاعہ اور مسیّب نے
مرتب خط کیے شیعوں کے ہر طبقے کی جانب سے

لکھا خط میں کہ ہم بیزار ہیں شامی حکومت سے
ہمیں سوئے ظن نعمان کی طرزِ سیاست سے

Marfat.com

ہیں شیدائی علیؑ ابن ابی طالب کے ہم شیعہ
ہمارا سخت دشمن یزید ابنِ معاویہ

بجز سرکار کے ہم غیر کی بیعت سے قاصر ہیں
حضور آئیں تو جان و دل سے ہم لوگ حاضر ہین

امام دوسرا کوفے میں گر تشریف لے آئیں
تو ہم نعمان سے کہہ دیں یہاں سے وہ چلے جائیں

مرتب ہو گیا مضمونِ فصا جب صورتِ محضر
گئے دو معتمد قاصد سُوئے مکہ اسے لے کر

ابھی دو دن نہ گزرے تھے کہ لوگوں میں جوش آیا
لکھا پھر دوسرا خط پھر رواں قاصد کو فرمایا

خطوں پر خط چلے آتے تھے خدمت میں شہہِ دیں کی
رقم ہوتے تھے سب الفاظ عظمت میں شہہِ دیں کی

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر 3

کوفے والوں کا اصلی خط

اِلٰی حُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍ مِنْ شِیْعَۃِ اَبِیْہِ عَلَیٌّ الْاَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ سَلَامٌ عَلَیْكَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ نَّاسٌ فَنْتَظِرُوْنَكَ وَلَا اَرٰی لَھُمْ فِیْ غَیْرُكَ الْعَجَلُ یَا ابْنِ رَسُوْلُ اللّٰہِ الْعَجَلُ۔

ترجمہ: ”یہ خط حسین ابنِ علی کے نام اور ان کے والد حضرت علی کے تمام شیعوں کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ آپ پر سلامتی ہو ہم سب آپ کے بے حد منتظر ہیں اور آپ کے سوا کسی کے متعلق خلافت کی مطلق کوئی رائے نہیں رکھتے۔ اے فرزندِ رسول اللہ آپ جلدی آئیں۔ جلدی کیجیے۔“

اہلِ بصرہ کے تخیلات

اُدھر بصرے میں جتنے شیعہ تھے انہوں نے ماریہ کے مکان پر مجلس شوریٰ قائم کی اُس میں ہر ذی فہم نے یہی رائے قائم کی کہ امام عالی مقام کو جس طرح ہو بصرے میں بلایا جائے اور امام عالی مقام کے دست اقدس پر بیعت کی جائے۔ بعض نے خط بھی تحریر کیے۔ اُن میں یزید ابنِ نبیط ایک باہمت صاحبِ دل تھا۔ اس نے کہا کہ خط لکھنے کی بجائے ہم خود امام عالی مقام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر امام عالی مقام علیہ السلام کو بصرے لے آئیں۔ یہ رائے سب کو پسند آئی اور محبانِ علیؓ نے انہی کو یعنی یزید ابنِ نبیط کو اس کارِ عظیم کو انجام دینے کے لیے مقرر فرمایا۔ یزید ابنِ نبیط نے اس کو دل و جان سے منظور کیا اور اپنے دونوں بیٹوں عبیداللہ اور عبداللہ کو بھی اپنے ساتھ لے لیا اور عازمِ مکہ ہوئے اور چند روز میں مکے شریف میں پہنچ گئے اور امامِ عالی مقام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام بصرے والوں کی عقیدت مندی سے امام عالی مقام کو آگاہ کیا اور نہایت ادب کے ساتھ عرض کی کہ سرکار بصرے تشریف لے چلیں اور بصرے والوں کو یزیدِ شام کی گمراہ کن بیعت سے نجات

Marfat.com

دلائیں۔ بصرے والے سب سرکار کے منتظر ہیں اور مشتاقِ بیعت ہیں۔ ادھر کوفے والوں نے تقریباً ڈیڑھ سو خط امام عالی مقام کی خدمت میں روانہ کیے اور امامِ دوسرا نے کوفے جانے کا ارادہ کرلیا تھا۔ مگر وہاں جانے سے پہلے امام عالی مقام نے تمام صحابہ کو جمع کیا اور کوفے جانے کے بارے مین ان سے مشورہ کیا۔ تمام صحابہ نے یہی مشورہ دیا کہ سرکار آپ کوفے جانے کا ارادہ ترک کردیں۔ کوفے جانے کا حضور نام بھی نہ لیں۔ کوفیوں کی بے وفائی آپ دیکھ چکے ہیں جو آپ کے برادرِ معظم کے ساتھ کی ہے۔ اگر حضور کو مکے شریف ہجرت ہی کرنی ہے تو بجائے کوفے کے حضور بصرے تشریف لے جائیں مگر کوفے جانے کا خیال بالکل دل سے نکال دیں۔ مگر مشیتِ خداوندی یہی تھی کہ امامِ دوسرا کوفے تشریف لے جائیں۔ الغرض یہ بات قرار پائی کہ پہلے کوفے اپنا کوئی نمائندہ روانہ کریں تاکہ کوفے والوں کے حالات کا جائزہ لے کر تمام حالات سے امامِ دوسرا کو آگاہ کردیا جائے بعد غور کرنے کے حضرت امام مسلم بن عقیل کو آپ نے مقرر فرمایا۔ اور حضرت مسلم نے کوفے جانے کی تیاری شروع کردی تاکہ کوفے جاکر صحیح حالات کا اندازہ کیا جاسکے۔ امام مسلم نے اپنے دونوں فرزندوں کو ساتھ لے جانے کے لیے تیار کیا۔ امام مسلم کو اپنے دونوں فرزند بے حد عزیز تھے یعنی محمد اور ابراہیم۔ امام عالی مقام نے کوفے والوں کو خط لکھا کہ ہم پہلے اپنے چچازاد بھائی مسلم کو تمہارے پاس روانہ کررہے ہیں۔ تمہارے لیے یہ لازم ہے کہ ہماری بیعت مسلم کے ہاتھ پر کرلو اور مسلم کو مرا جانشین تصور کرو۔ الغرض مسلم کوفے کو چل دیئے۔

نمائندہ بنے مسلم امامِ پاک طینت کے
چلے مکے سے کوفے جام پینے کو شہادت کے

جب داخل ہوئے کوفے میں گھر گھر ایک شادی تھی
یکم تاریخ تھی ذی الحجہ کی سن ساٹھ ہجری تھی

کیا اظہار اربابِ عقیدت نے مسرت کا
ہوا سامان گھر گھر خیر سے مسلم کی دعوت کا

بکثرت نزدِ مسلم لوگ آئے شادماں ہو کر
امامِ دوسرا کو خط سنائے ترجماں ہو کر

Marfat.com

ترقی رات دن ہونے لگی اہلِ عقیدت کی
ہزاروں کوفیوں نے حضرت مسلم سے بیعت کی
لکھے حالات سب مسلم نے فرزندِ پیمبر کو
بلایا جانب کوفہ بہت جلد ابنِ حیدرؓ کو
خلاصہ واقعی حالات کا تحریر فرمایا
نتیجہ اپنی تحقیقات کا تحریر فرمایا

الغرض امام مسلم رضی اللہ عنہ نے کوفے پہنچ کر مختار بن عبیداللہ کے مکان پر قیام فرمایا۔ لوگ جوق در جوق آنا شروع ہوئے اور دو تین روز کے اندر مسلمؓ کے ہاتھ پر بارہ ہزار کوفیوں نے بیعت کی اور بڑی ہی عقیدت مندی کا اظہار فرمایا۔ حضرت مسلم نے امام عالی مقام کی خدمت میں تمام حالات لکھے اور امامِ دوسرا کو بہت جلد کوفے آنے کو تحریر فرمایا اور لکھا کہ کوفے والے آپ پر مال و جان قربان کرنے کو دل سے تیار ہیں۔ اس وقت کوفے کے گورنر نعمان بن بشیر تھے جو کہ حضور کے صحابی بھیؓ تھے۔ کوفے میں جو لوگ یزید کے غلام تھے اور دنیا کے کتے تھے انہوں نے نعمان بن بشیر سے کہا کہ مسلم کی بیعت سے لوگوں کو روکو مگر نعمان بن بشیر نے بالکل مداخلت نہ کی۔ جس کی بنا پر یزید کے خوشامدیوں نے یزید کو اطلاع دی۔ یزید نے نعمان بن بشیر کو معزول کر کے عبداللہ ابنِ زیاد کو کوفے کا گورنر بنا کر بھیج دیا کیونکہ عبداللہ ابنِ زیاد بڑا ظالم و جابر اور بڑا مکار اور عیار تھا اُس نے پہلی عیاری تو یہ کی کہ کوفے میں حجاج کا لباس پہن کر داخل ہوا۔ دوسری عیاری یہ کی کہ اپنے منہ پر نقاب ڈال لیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر کوفے اپنی اصلی حالت میں داخل ہوا تو کوفے والے مجھے فوراً مار ڈالیں گے۔ تیسری عیاری اُس نے یہ کہ کی کوفے کے بڑے بڑے تمام سرداروں کو گرفتار کرا کر دارالامارت میں نظر بند کر دیا اور اعلان کرایا کہ جو مسلم کے ہاتھ پر بیعت کرے گا اُسے قتل کر دیا جائے گا جب امام مسلم رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان سنا تو حالاتِ کو مدِ نظر رکھ کر میدان میں آ کر نعرہ بلند لیا۔

نظصدائے نعرۂ تکبیر سے لشکر اُمنڈ آیا
نظر آتا تھا ہر سو تیغ اور تلوار کا سایا

Marfat.com

کسی ذی حوصلہ کو میمنے کی افسری بخشی
کسی کو میسرے کی مرحمت فرمائی سالاری

یہ لشکر یا علیؑ کہہ کر بڑھا دارالامارت میں
عبیداللہ جا کر چھپ گیا قصرِ حکومت میں

کیا محصور چاروں سمت سے دارالامارت کو
ابھارا جنگ پر ابنِ زیاد پست ہمت کو

ہر اک للکارتا تھا ابنِ مرجانا نکل باہر
اڑا دیں گے ابھی اک وار میں گردن سے تر اسر

تھے آثارِ بغاوت ہر در و دیوار سے پیدا
صدائے جنگ تھی تلوار کی جھنکار سے پیدا

گیا چاروں طرف کچھ اس دارالامارت کو
کہا مسلم سے لڑنے کی ہمیں آقا اجازت ہو

عبداللہ کی چوتھی عیاری یہ کہ جو کوفے کے بڑے بڑے چودھری گرفتار تھے۔ اُن سے کہا کہ اگر تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو دارالامارت کی سیل پر چڑھ کر حکومت کے جو لوگ مخالف ہیں انہیں ڈراؤ اور مسلم کا ساتھ چھوڑنے پر مجبور کرو ورنہ تمہاری تمام جائیداد ضبط کر لی جائے گی اور تمہاری گردن ماردی جائے گی اور تمہارے اہل وعیال کو بھی سخت عذاب کے ساتھ قتل کیا جائے گا اور تمہارے مکانات کو آگ لگا دی جائے گی۔ جلاد ابنِ زیاد کی مکاری وعیاری چل گئی اور جو لوگ گرفتار تھے وہ حکم کی تعمیل کرنے کو تیار ہو گئے۔

عبداللہ کی آخرکار اُن لوگوں پہ مکاری
گھٹا کی مثل چھائی اُن پہ اُس ظلم کی عیاری

چڑھے وہ لوگ سب دارالامارت کی فصیلوں پر
اثر دنیا کا لالچ کر گیا اُن سب ذلیلوں پر

عبداللہ کے احکام کی تعمیل سب نے کی
نہ اک پل کی بھی پھر اسلام میں تعجیل سب نے کی

Marfat.com

کہا جو دور ہو جائے گا مسلم کی اطاعت سے
وہ منہ مانگا ہر اک انعام پائے گا حکومت سے
کرے گا جو اطاعت آج احکام حکومت کی
اُسے جاگیر دی جائے گی بیش از قیمت کی

جلاد ابنِ زیاد نے شہر کے قاضی کو بھی بلایا اور اُس سے کہا کہ اس بغاوت کو روکنے میں ہماری مدد کر۔ قاضی بہت ذی علم تھا اس نے بھی دارالامارت کی سبیل پر چڑھ کر بڑی پراثر تقریر فرمائی اور لوگوں کو جنگ کی تباہ کاریوں سے ڈرایا قتل و غارت کے خطرناک نتائج سے اُس مشتعل ہجوم کو آگاہ کیا۔

وہ کوفی حضرتِ مسلم کے جو اب تک فدائی تھے
جو اب تک صبح سے آمادۂ جنگ آزمائی تھے
اشارے پر ہی مسلم کے جو تھے تیار مرنے کو
سرِ میداں جو تھے موجود قرباں جان کرنے کو
کیا جو عہد مسلم سے تھا وہ سب توڑ کر بھاگے
وہ سب میداں میں مسلم کو اکیلا چھوڑ کر بھاگے
شکستہ عہد کر کے ہو گئے روپوش میداں سے
ہوئے محروم کوفی اپنے ہاتھوں نورِ ایماں سے
غلط سب دعویٰ اہلِ وفا معلوم ہوتے تھے
مسلماں دشمنِ آلِ عبا معلوم ہوتے تھے

امام مسلم کے اُوپر جو جانیں قربان کرنے کا دعویٰ کرتے تھے وہ سب آہستہ آہستہ مسلم کا ساتھ چھوڑ کر جانے لگے اسی اثنا میں مغرب کا وقت قریب آ گیا۔ حضرت مسلم جب مسجد میں تشریف لے گئے تو صرف آپ کے ہمراہ پانچ سو شیعہ تھے اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو خود کو تنہا پایا۔ امام عالی مقام کو جو خط اُن کے بلانے کو لکھے تھے اُن کا بھیانک منظر نظر کے سامنے گردش کرنے لگا۔ دل پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اپنی تنہائی اور کوفیوں کی بے وفائی نے آپ کو بے حد پریشان بنا دیا۔ اپنی اُن تحریروں پر شرمندہ ہو رہے تھے جو کہ آپ نے امامِ عالی مقام کو

Marfat.com

کوفے بلانے کے بارے میں تحریر فرمائی تھیں۔ سبطِ پیغمبر کا غم آپ کو نڈھال کر رہا تھا اور آپ یہ کہہ کر کہ کون امام کو یہاں آنے سے روکے آنکھوں سے آنسو بہا رہے تھے۔ غم کے تیر آپ کے دل کو پارا پارا کر رہے تھے کہ آپ کو پیاس محسوس ہوئی آپ نے ایک گھر پر جا کر پانی مانگا۔

یہ گھر طوعہ کا تھا جو تھی بنی کندہ کی اک عورت
شریف و نیک سیرت باہمیت صاحبِ عزت

یکا یک گھر سے یہ خاتونِ باعزت نکل آئی
جو دیکھا سامنے مسلم کو پوچھا کون ہو بھائی

پلایا پانی بھر کے جام طوعہ نے محبت سے
پتہ پوچھا نسب پوچھا بڑے ہی پیار وشفقت سے

تمہارا نام کیا ہے گھر کہاں ہے کیوں پریشاں ہو
یہیں کی ہے سکونت یا کسی کے گھر میں مہماں ہو

کہا مسلم نے مسلم ہوں ابوطالب کا پوتا ہوں
تو جن کا کلمہ پڑھتی ہے میں اُن کا ہی نواسہ ہوں

محمد کا نواسہ ہوں علی کے بھائی کا بیٹا
میں زہرا کا بھتیجا ہوں مگر تقدیر کا ہیٹا

بلا کر مجھ کو کوفے میں دغا دی اہلِ کوفہ نے
محبت خاک میں ساری ملا دی اہلِ کوفہ نے

محبانِ علیؑ کا دم یہ سارے بھرنے والے ہیں
فقط دعویٰ محبت کا زباں سے کرنے والے ہیں

بظاہر تو نبی کی آل کے بنتے ہیں شیدائی
مگر دل میں کدورت اِن کے میں نے سربسر پائی

ہوا طوعہ کو جب معلوم یہ ہیں حضرتِ مسلم
ہوئی غمگین دیکھی غور سے پھر صورتِ مسلم

Marfat.com

محمد ابنِ اشعث کو کیا سالار لشکر کا
یہ دستہ فوج کا گنتی میں تھا دو سو تہتر کا

بڑھے خنجر بکف تیغ آزمائی کے لیے دشمن
چلے تیر و سناں لے کر لڑائی کے لیے دشمن

یہ لشکر گھر پہ طوعہ کے یکا یک آ گیا چڑھ کر
سُنا مسلم نے جب غوغا اٹھایا ہاتھ میں خنجر

مکانِ طوعہ سے نکلے کہی تکبیر مسلم نے
رضائے حق کی خاطر کھینچ لی شمشیر مسلم نے

مثالِ شیر جھپٹے کوفیوں پر حضرتِ مسلم
روانہ کر دیئے دوزخ کو اک پل میں کئی ظالم

سرِ میداں عجب جوشِ جہادِ مردِ میداں تھا
جلالِ ہاشمی زورِ یدُاللّٰہی نمایاں تھا

بڑھا خنجر بکف جب برادر زادۂ حیدر
مقابل چند ساعت بھی نہ ٹھہری فوج غارت گر

ہزیمت خوردہ کوفی گھس گئے اندر مکانوں کے
کیے اُن بزدلوں نے کام چھپ چھپ کر زنانوں کے

چھتوں پہ چڑھ کے فوراً سنگ باری تیر باری کی
نکالی یہ نئی تدبیر جنگِ اضطراری کی

مسلسل زخم کھا کر دل کو جب رنج و قلق پہنچا
تڑپ کر جست کی چھت پر زمیں سے شیرِ حق پہنچا

سنان و تیغ سے ٹکڑے اُڑائے نامرادوں کے
دکھایا جوشِ حق چھکے چھڑائے بدنہادوں کے

Marfat.com

پاس تشریف لے جائیں۔ ممکن ہے کوئی صورت امن کی نکل آئے اور ناحق مسلمانوں کا قتل و غارت نہ ہو۔ امام مسلم نے کہا کہ مجھے عبیداللہ کے پاس لے جانا بے کار ہے کیونکہ فاطمی شیر کبھی باطل کے سامنے نہ جھکے گا یہ کہہ کر آپ رونے لگے۔ ابن اشعت نے رونے کا سبب پوچھا۔

نہیں کچھ ابنِ اشعت کہا سرکار اندیشہ
کرے گا کیا بھلا ابنِ زیاد معصیت پیشہ
جواں مردوں کو ہوتی کہاں ہتھیار کی حاجت
بنی ہاشم کے شیروں کو نہیں تلوار کی حاجت
جوابِ ابن اشعت پر ہوئی مسلم کو حیرانی
رواں ہونے لگا چشمِ عتاب آنکھوں سے پانی
محمد ابنِ اشعت پر ہوئی مسلم کو حیرانی
رواں ہونے لگا چشمِ عتاب آنکھوں سے پانی
محمد ابنِ اشعت نے کہا مسلم سے یہ ہنس کر
کہ رونے کا سبب کیا ہے برادر زادۂ حیدرؓ
کہا مسلم نے میں روتا نہیں رونا تو اس کا ہے
کہ ابنِ مرتضیٰؓ کو میں نے خط لکھ کر بلایا ہے
چلا دنیا سے میں کعبے سے اب وہ چلنے والے ہیں
یہ رونا ہے کہ احکامِ قضا کب ٹلنے والے ہیں
مجھے آتا ہے رونا اُس قیامت خیز منظر پر
مصیبت آئے گی مری بدولت آلِ اطہر پر
مرے باعث علیؓ کے لعل پر ظلم و ستم ہوگا
بتا اب اُس سے بڑھ کر اور بھی کیا کوئی غم ہوگا

الغرض ابنِ اشعت مسلم سے عیاری اور مکاری کی باتیں بناتا دارالامارت کی طرف چلا اور نہایت ہمدردانہ لہجہ میں امام مسلم سے کہنے لگا کہ امام عالی مقام کا غم نہ کریں ہم انہیں خط لکھیں گے اور انہیں یہاں ہرگز نہ آنے دیں گے۔ اس طرح مسلم کو کوفی باتوں میں لگا کر

Marfat.com

دارالامارت تک لے آئے۔ ابنِ اشعت نے جنگ کی تمام روداد عامل کے سامنے بیان کر دی اور کہا کہ مسلم کو ہم اپنے ہمراہ لے کر آئے ہیں ابنِ زیاد نے کہا کہ تم کو تو یہ حکم تھا کہ مسلم کو گرفتار کر کے لانا مگر تم نے اس کے خلاف حکومت کے باغی کو اماں کے ساتھ لائے ہو تم بھی سزا کے مستحق ہو۔ اچھا اسی میں ہے کہ ابھی پابجولا کر کے دربار میں حاضر کرو۔

سرِ اجلاس مسلم کو سپاہی جا کے لے آئے
نظر ملتے ہی کچھ وعدہ شکن بدعہد شرمائے

بالآخر آپ دربار عبیداللہ میں پہنچے
شہادت کی تمنا تھی شہادت گاہ میں پہنچے

سلام اصلانہ مسلم نے کیا مغرور عامل کو
نہ سمجھا آپ نے مسلم مسلمانوں کے قاتل کو

جلالت روئے مسلمؓ سے علی الاعلان ظاہر تھی
سکون و صبر و تسلیم و رضا کی شان ظاہر تھی

امام مسلمؓ کے مبارک چہرہ پر ہاشمی جلال

امام مسلمؓ حالانکہ پابجولاں تھے مگر آپ کے استقلال میں ذرہ بھر فرق نہ آیا تھا اور چہرۂ پرنور سے ہاشمی جلال کے جلوے نمایاں ہو رہے تھے۔ جس وقت آپ دربار میں پہنچے اور ابنِ اشعت سے آپ کی نظر میں ملی اور آپ نے ابنِ اشعت سے کہا کہ تم نے میرے ساتھ جو بدسلوکی کی ہے اور قسم کھا کر عہد کو توڑا ہے خدا کو روزِ محشر کیا منہ دکھاؤ گے شافعِ عشر کی شفاعت کیسے تمہیں نصیب ہوگی امام کی یہ باتیں سن کر ابنِ اشعت چند لمحہ کے لیے شرمندہ ہوا اور آپ کو کچھ جواب نہ دے سکا اُدھر عبیداللہ ابنِ زیاد نے دیکھا کہ مسلم نے سلام بھی نہیں کیا تو نہایت غضبناک ہو کر کہنے لگا۔

عبیداللہ بولا تم کو میں اب قتل کر دوں گا
کہا مسلمؓ نے میں راہِ خدا میں اپنا سر دوں گا

Marfat.com

کہا عامل نے اب ہو جائے مرنے کو آمادہ
کہا مسلمؑ نے مدت سے شہادت کا ہوں دلدادہ

عبیداللہ بولا تم بغاوت کے ہوئے بانی
کہا مسلمؑ نے ہے یہ افترا اے دشمنِ جانی

عبیداللہ بولا تم مخالف ہو حکومت کے
کہا مسلمؑ نے ہم تابع ہیں اسلامی شریعت کے

کہا مغرور نے تم ہو یزید شام کے دشمن
کہا مسلمؑ نے ہیں ہم دشمنِ اسلام کے دشمن

کہا عامل نے کچھ پرواہ نہ کی تم نے حکومت کی
کہا مسلم نے کی توہین تم نے دین و ملت کی

کہا عامل نے تم نے بادہ نوشی کی مدینے میں
کہا مسلم نے ہے نارِ جہنم ترے سینے میں

مجھ سے نوشی کہتا ہے کمینہ فاسق و فاجر
تھا کل تک خانداں ترا شراب و خمر کا تاجر

ہمیں دیتا ہے الزامِ بغاوت اے ستم پیشہ
ہمیں تجھ سے نہ ترے جور سے کچھ ہے نہ اندیشہ

ہمیں دھوکے سے نوکر نے لیا ترے حراست میں
دغابازی بھری ہے تمہاری ہر سیاست میں

تمہاری سلطنت میں خونِ مسلم کی ہے ارزانی
ہیں تم میں قیصر و کسریٰ کے اندازِ ستم رانی

یہ سن کر جل گیا عامل اٹھایا ہاتھ میں خنجر
کہا جلاد سے فوراً کرے مسلم کو قتل آ کر

سناں بر دوش تصویرِ ہلاکت سامنے آئی
شہادت لے کے پیغامِ شہادت سامنے آئی

Marfat.com

حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں فرزندوں یعنی محمد اور ابراہیم کو شہر قاضی کے یہاں پہنچا دیا تھا۔ ادھر جب امام مسلم کے سامنے جلاد تلوار کھینچ کر آ گیا تو آپ نے عامل کوفے سے کہا کہ اگر تو اجازت دے تو میں عمر بن سعد کو کچھ وصیت کر دوں۔ عامل نے اجازت دے دی اور کہا کہ مسلم جو وصیت کرے اسے غور سے سنو۔

عمرو سے حضرتِ مسلم نے یہ رو رو کے فرمایا
حسینؓ ابنِ علیؓ کو میں نے ہے خط لکھ کے بلوایا

انہیں تم کوفیوں کی بے وفائی کی خبر کرنا
نہیں ہرگز مناسب ان کو کوفے کا سفر کرنا

خبر دینا اُنہیں بہرِ خدا میری شہادت کی
مفصل کیفیت لکھنا عبیداللہ کی نیت کی

اجازت دے اگر حاکم تو مری نعش کو لے کر
شریعت کے مطابق دفن کرنا قبر کے اندر

ہیں مجھ پر قرض اک اہلِ شرف کے سات سو درہم
ادا کرنا اُسے مری طرف سے اے میرے ہمدم

ہیں دشمن سے مخاطب پاک طینت ایسے ہوتے ہیں
عدو سے صاف ہیں معصوم فطرت ایسے ہوتے ہیں

رَضِینَا بِالْقَضَا

جب امام مسلم عمرو بن سعد کو جو وصیت کرنی تھی کر چکے تو عامل کی طرف متوجہ ہوئے اور زبانِ پاک سے یہ الفاظ ادا کیے۔ رَضِینَا بِالْقَضَا یعنی میں راضی ہوں اللہ کی مقرر کی ہوئی قضا پر۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ابنِ زیاد نے پہلے ہی سے کیواڑوں کی آڑ میں دو تلواروں والے کھڑے کر دیئے تھے۔ جب امام مسلمؓ دروازے کے اندر داخل ہوئے تو آپ کو شہید کر دیا مگر یہ روایت ضعیف ہے اتفاق اور اجماع اسی پر ہے جب مسلم عمرو بن سعد سے وصیت کر چکے تو ابنِ زیاد نے جلاد کو حکم دیا کہ مسلم کو قتل کر دے۔

Marfat.com

صدائے قتل گونجی ہر طرف ایوانِ شاہی میں
ہوئے مصروف مسلم شغلِ تسبیح الٰہی میں

سر مسلم پہ قاتل نے ادھر تلوار کو چھوڑا
ادھر دست قضا نے رشتۂ روح کو توڑا

طوافِ کعبے تک حد ہے خدائی امیدوں کی
طوافِ عرشِ اعظم کرتی ہے روحیں شہیدوں کی

شہادت فرزندانِ مسلم

جب حضرت امام مسلمؑ کو دنیا کے کتے کوفیوں نے شہید کر دیا تو اُن ظالموں کو چین نہ آیا۔ جلاد ابنِ زیاد نے جب یہ سنا کہ مسلم کے دو فرزند بھی کوفے میں موجود ہیں جو کہ مسلم کے ساتھ کوفے آئے تھے۔ ابنِ زیاد نے تمام شہر میں اعلان کرایا کہ جو مسلم کے دونوں فرزندوں کو گرفتار کر کے دربار میں پیش کرے گا اس کو بہت انعام دیا جائے گا اور جو اُن دونوں کو اپنے گھر میں چھپائے گا اس کو سخت عذاب کے ساتھ قتل کیا جائے گا اور اس کے گھر کو برباد کیا جائے گا۔ اس وقت دونوں بچے قاضی شہر کے گھر تھے۔ قاضی نے دونوں بچوں کو اپنے پاس بلایا اور زار و قطار رونے لگا۔ بچوں نے پوچھا قاضی صاحب آج اس طرح رونے کا کیا سبب ہے۔ کیا ہم دونوں یتیم ہو گئے ہیں۔ قاضی صاحب نے جبراً رونا روک کر کہا کہ اے بچو! اللہ تعالیٰ تم کو صبر عطا فرمائے۔ واقعی تم یتیم ہو گئے ہو۔ بچوں نے یہ سنا تو دونوں رونے لگے۔ وَابْتَاہُ وَ غُرْبَتَاہُ کے نعرے لگانے لگے۔

قتل کی والد کے سنتے ہی خبر
چیخ کر رونے لگے دونوں پسر
روتے روتے ہو گئے دونوں نڈھال
ہچکیاں لے لے کے کی یوں قیل و قال
ظالموں میں ہائے ہم کو چھوڑ کر
چل دیئے جنت کو تم تو اے پدر
کون اٹھائے گا ہمارے ناز اب
باپ کہہ کر کس کو دیں آواز اب
کون سینے سے لگائے گا ہمیں
کون شفقت سے بلائے گا ہمیں

Marfat.com

اس طرح دونوں کو روتا دیکھ کر
دل ہوا قاضی کا بھی زیر و زبر

القصہ قاضی نے دونوں کو صبر کی تلقین کی اور کہا کہ حکومت نے تمہاری گرفتاری کا اعلان کرا دیا ہے۔ لہٰذا تم خاموش رہو اور صبر سے کام لو کیونکہ ابنِ زیاد کے سپاہی تمہاری تلاش میں ہیں اور میں چاہتا ہوں تمہیں کسی کے ذریعے مدینہ منورہ روانہ کر دوں۔ بچے یہ بات سن کر ابنِ زیاد کے خوف سے چپ ہو گئے۔ قاضی صاحب نے اپنے لڑکے اسد سے کہا کہ آج دروازہ عراقین سے ایک قافلہ مدینے شریف کو جا رہا ہے تو ان بچوں کو کسی نیک آدمی کے پاس پہنچا کر اس کے سپرد کر آنا کہ وہ انہیں مدینے پہنچا دے۔ اسد جب اُن دونوں بچوں کو لے کر دروازہ عراقین پہنچا تو قافلہ کوچ کر چکا تھا۔ صرف منزل پہ گرد و غبار اُڑتا نظر آ رہا تھا۔ اسد نے دونوں بچوں سے کہا کہ دیکھو سامنے وہ قافلہ جا رہا ہے اس میں جا کر مل جاؤ۔ دونوں بچے یہ سن کر قافلے کی طرف دوڑے۔ مگر قافلہ دور نکل چکا تھا یہ قافلے تک نہ پہنچے۔ اسد گھر کو واپس آ چکا تھا۔ اندھیری رات تھی بچے راہ بھول گئے۔ رات بھر اِدھر اُدھر پھرتے رہے۔ صبح ہونے لگی تو ایک چشمہ نظر آیا۔ دونوں تھکے ہوئے تھے پیاس بھی لگ رہی تھی۔ پانی پی کر چشمے پر بیٹھ گئے۔ اتفاقاً ایک لونڈی چشمے پر پانی بھرنے کے لیے آئی اور ان دونوں بچوں کو حیران پریشان دیکھ کر کہنے لگی کہ تم کس کے بچے ہو۔ دونوں بچوں نے کہا کہ ہم یتیم ہیں ہمارے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا ہے۔ ابنِ زیاد نے ہمارے باپ مسلمؓ کو شہید کرا کے ہمیں یتیم بنا دیا ہے۔ جب لونڈی کو یہ معلوم ہوا کہ یہ دونوں مسلم کے نورِ نظر ہیں۔ گلشنِ ہاشمی کے ثمر مصطفیٰ کے لختِ جگر ہیں۔ دل تھام کر رونے لگی اور کہا کہ مری مالکہ اہلبیت کی فدائی ہے تم میرے ساتھ چلو تمہیں دیکھ کر مری مخدومہ بہت خوش ہوگی۔ دونوں بچے لونڈی کے ساتھ ہو لیے جب گھر پہنچے اور گھر کی مالکہ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ مسلم کے فرزند ہیں۔ فاطمہ کے دلبند ہیں۔ دوڑ کر دونوں کو سینے سے لگا لیا اور ان کے حالِ زار پر رونے لگی۔ پھر کھلا پلا کر ایک کمرے میں سُلا دیا۔ اِدھر عورت تو اتنی نیک اور خدا ترس تھی ادھر اس کا خاوند حارث نامی اتنا ہی بدبخت اور ظالم اہلبیت کا جانی دشمن تھا۔ وہ دن بھر ان دونوں بچوں کو تلاش کرتا پھرتا تھا کہ مل جائیں تو انہیں قتل کر کے ان کے سر ابنِ زیاد کے دربار میں لے جائے اور انعام حاصل کرے۔ جب

Marfat.com

شام ہوگئی اور رات تاریک ہوگئی۔ حارث گھر آیا اور کھانا کھا کر سو گیا۔ دن بھر کا تھکا ہوا تھا۔ فوراً نیند آ گئی۔ رات کے قریباً تین بجے دونوں بچے اچانک رونے لگتے ہیں اور ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ بھائی میں نے ابھی ابھی خواب میں اپنے نانا محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا جو کہ ہمارے والد سے کہہ رہے تھے کہ تم تو چلے آئے اور مرے دونوں بچوں کو ظالموں کے پھندے میں چھوڑ آئے۔ یہ سن کر ہمارے والد نے عرض کیا کہ سرکار دونوں کل آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے۔ دونوں یہ خواب آپس میں بیان کر کر کے رو رہے تھے۔ جب بچوں کے رونے کی آواز زور زور سے آنے لگی تو حارث کی آنکھ کھل گئی اور اس نے کمرے سے کان لگا کر سنا تو اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ کمرے کے اندر کس کے بچے رو رہے ہیں۔ بیوی نے جواب دیا دو بچے اپنے گھر کا پتہ بھول گئے تھے یہاں آ گئے۔ میں نے خدا کا ترس کھا کر کھانا کھلا کر کمرے میں سلا دیا۔ گھر کی یاد میں رو رہے ہیں۔ حارث نے کہا یہ مسلم کے فرزند ہیں۔ بیوی نے کہا ہاں۔

آیا حارث تو کہا تمہی ہو مسلم کے پسر
کل تمہی نے مجھے حیران کیا تھا چار پہر
خیر کل کے عوض آج لوں گا جی بھر
پھینک دی ہاتھ سے شمع ادھر تیغ ادھر
دست بیداد سے اک بھائی کا بازو کھینچا
دوسرے بھائی کا اک ہاتھ سے گیسو کھینچا
قتل کے خوف اٹھے نہ علی کے پیارے
اس توقف پہ ستم گر نے طمانچے مارے
کھینچا اس طرح کہ پرزے ہوئے کرتے سارے
منہ کے بل گر پڑے یہ برجِ شرف کے تارے
یہ حسینؑ ابن علیؑ نے بصد یاس کہا
دوسرے بھائی نے یا عباس کہا

مگر ظالم حارث کو ان معصوموں کی گریہ زاری پہ ذرا رحم نہ آیا اور ان دونوں نور کی

Marfat.com

تصویروں کو کھینچتا ہوا جنگل کی طرف لے کر چلا کبھی دونوں کے گیسو پکڑ کر کھینچتا تھا کبھی ان کے نورانی منہ پر طمانچے مارتا تھا کبھی بازو پکڑ کر اذیتیں پہنچاتا تھا کبھی تلوار میان سے نکال کر دکھاتا الغرض ان پر بڑا ظلم کر رہا تھا۔

ظلم معصوموں پہ جب ہونے لگا
ساتھ اُن کے ہر مَلک رونے لگا
رو کے حارث سے یہ دونوں نے کہا
ہم نے کیا تیرا بگاڑا ہے بتا
اس قدر کرتا ہے کیوں ہم پر ستم
کچھ سبب اس کا بتا اے بے رحم
دل میں اپنے کچھ کر خوفِ خدا
ہم یتیموں کو نہ تو اتنا ستا
دیکھ ظالم حشر میں رب کے حضور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
تجھ سے گر پوچھا گیا روزِ حساب
مصطفیٰ (ﷺ) کو اس کا کیا دے گا جواب

فرزندان مسلم کی گرفتاری کے لئے حربے

ادھر ابن زیاد نے مسلم کے فرزندوں کی گرفتاری کے لیے چاروں طرف سپاہی دوڑا رکھے تھے۔ اُدھر حارث ان دونوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہا تھا۔ جب فرات کے کنارے پہنچا تو میان سے تلوار نکال لی تو دونوں بچوں نے جان لیا کہ یہ ظالم اب ہمیں قتل کرے گا۔ تو بڑے بھائی نے اس سے کہا کہ جتنا چاہے تو ظلم کر لیکن مہربانی کر کے پہلے مجھے قتل کرتا کہ میں اپنے ننھے سے بھائی کا لاشہ تڑپتا ہوا نہ دیکھوں۔ الغرض حارث نے دونوں معصوموں کو بڑی بے دردی سے قتل کیا۔ ادھر تو کوفیوں نے مسلمؓ اور ان کے دونوں فرزندوں کو شہید کر دیا اُدھر امام عالی مقام علیہ السلام بڑی بے چینی سے مسلم کے خط کا انتظار کر رہے ہیں۔ اچانک ایک قاصد آیا۔

بہت دن ہو چکے تھے بند تھی خیر و خبر اُن کی
نویدِ خیریت لایا یکایک نامہ بر اُن کی
پڑھا معروضۂ مسلمؓ امام پاک نے سارا
فضائے کوفہ ازخود بن گئی فردوسِ نظارا

Marfat.com

لکھا تھا صاف مسلمؓ نے شہہِ دیں کے بلانے کو
کہ ہیں تیار سب تم پر یہاں قربان جانے کو
ہو جتنی جلد ممکن تم یہاں تشریف لے آؤ
مشرف اہلِ کوفہ کو بیعت سے اپنی فرماؤ
یہاں بے چین ہیں سب ہی تمہارے بیعت ہونے کو
اشارے پر تمہارے مستعد ہیں جان کھونے کو
بجز اس کے کہے کچھ حال قاصد نے زبانی بھی
اثر انداز شاید کچھ ہوئی جادو بیانی بھی
تہیہ کر لیا سرکار نے کوفے کے جانے کا
پسِ پردہ تھا حیلہ کار فرما آب و دانے کا
قضا لے کر چلی ذوقِ شہادت نے سلامی دی
درِ فردوس سے حورانِ جنت نے سلامی دی

سیدنا امام حسین علیہ السلام کی تیاری

جب امامِ عالی مقام علیہ السلام نے کوفے کے جانے کی تیاری شروع کی تو یہ خبر سارے شہرِ مکہ میں گشت کرنے لگی اور گوشے گوشے سے رنج وغم کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ مکہ معظمہ میں جتنے بھی حضور اکرم کے صحابی تھے سب جمع ہو کر امام عالی مقام کی خدمت اقدس میں آنے شروع ہوئے۔ جن میں عبداللہ ابن عمر، عبداللہ ابنِ عباس، ابن زبیر، عبداللہ ابن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔ تمام صحابہ کرام نے امام عالی مقام کی خدمت میں نہایت ادب اور بڑی عاجزی و منت سماجت سے عرض کی کہ حضور مکے شریف کو چھوڑ کر نہ جائیں۔ حضرت عبداللہؓ ابنِ عباس اور حضرت عبداللہ ابنِ زبیر نے کہا کہ حضور حجاز ہی میں رہ کر حصولِ خلافت کی کوشش کریں ہم حضور کی بیعت میں داخل ہو کر حضور کی ہر قسم کی مدد کریں گے اور ہمیشہ حضور کے فرمانبردار رہیں گے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے خدمت میں حاضر ہو کر امام عالی مقام کو سینے سے لگا لیا اور رو رو کر عرض کیا کہ اے آئینۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اے مظہرِ حبیب کبریا خدا کے

Marfat.com

لیے آپکو فے نہ جائیں اور کوفے جانے کا ارادہ بالکل ترک کر دیں۔ حضرت عبداللہ ابنِ عباس نے بھی رو رو کر گذارش کی کہ جناب آپ کوفے جانے کا ہرگز نام نہ لیں۔ حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ بھی خدمت میں حاضر ہوئے اور کوفے جانے سے منع کیا۔ الغرض تمام صحابہ نے امام عالی مقام کو کوفے جانے سے بے حد روکا اور کوفیوں کی پہلی بے وفائی جو انہوں نے حضرت علی کے ساتھ کی تھی آپ کو یاد دلائی۔ پھر دوبارہ حضرت عبداللہ ابنِ عباس حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ آپ فرزندِ رسول ہیں، جگر گوشۂ بتول ہیں، مولا علیؑ کے گلشن کے خوشبودار پھول ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ سفر دنیا کے لیے نہیں فرما رہے لیکن بظاہر اس میں، دنیا کے تمام خواہشات تمام مقاصد نظر آتے ہیں۔ ابن عمرؓ نے بھی حضور اکرم کی مثال پیش کر کے فرمایا کہ آپ ترک وطن ہی چاہتے ہیں تو بجائے کوفے کے آپ بصرے تشریف لے جائیں کیونکہ وہاں حضور کے بہت سے صحابی موجود ہیں وہ حضور کی ہر طرح کی مدد کریں گے آپ نے یہ تمام باتیں سن کر فرمایا۔

امامِ پاک نے سن کر کہا یہ کیفیت ساری
یہ سب سچ ہے مگر ہے اور ہی کچھ مرضیٔ باری

وہ پیشین گوئیاں کی ہیں جو سلطانِ رسالت نے
سنا ہے جن کو اکثر اس طلبگارِ شہادت نے

کہا ارشاد فرمایا ہے مرے جدِامجد نے
حبیبِ رب اکبر رحمت عالم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے

حرم کی ایک مینڈھے کے سبب بے حرمتی ہوگی
وہ مینڈھا خود بنوں میں یہ مری کج روی ہوگی

یہ سن کر حضرت ابن عمر بے ساختہ روئے
صحابی جتنے تھے موجود وہ سب برملا روئے

جدھر دیکھو اُدھر کہرام تھا مکے کی گلیوں میں
اداسی چھا گئی تھی گلشنِ وحدت کی کلیوں میں

Marfat.com

یہ باتیں سن کے عبداللہ ابن عباس نے رو کر
کہا جاؤ خدا حافظ تمہارا سبطِ پیغمبر
قضا کی ہر ادا تصویر احکامِ مشیت ہے
شہادت برملا تفسیر احکام مشیت ہے

ابن زیاد بدنہاد کا جاسوسی پلان

ادھر تو امام عالی مقام کوفے جانے کی تیاری کر رہے ہیں ادھر ابن زیاد نے کوفے سے لے کر مکے تک جاسوسی کے جال بچھا رکھے ہیں۔ صحابی رسول کوفے میں موجود ہیں وہ ضرور مسلم کی شہادت کی خبر امام عالی مقام تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ اگر ان کو امام مسلم کی شہادت کا علم ہو گیا تو ان کا کوفے آنا غیر ممکن ہو جائے گا۔ چنانچہ زید ابنِ ارقم رضی اللہ عنہ نے تمام حالات مسلم کے اور ان کے فرزندوں کی شہادت کے قلم بند کر کے قیس ابن اشہر رضی اللہ عنہ کو مکے شریف روانہ کر دیا۔ ادھر عبداللہ ابن زیاد کے جاسوس تمام مسافروں اور نامہ بروں کی تلاشیاں لے کر چھوڑتے۔ یکایک قیس ابن اشہر کو بکر ابن عمران تمیمی اپنے چند ساتھیوں کو لے کر قیس ابن اشہرؓ کو پکڑ لیتا ہے اور کوفے لے جا کر ابنِ زیاد کے سامنے پیش کر دیتا ہے اور جو خط ان کے پاس سے برآمد ہوا تھا وہ بھی ابنِ زیاد کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ ابنِ زیاد نے قیسؓ کو قہر کی نظر سے دیکھا اور کہنے لگا کہ اے قیس اگر اپنی سلامتی چاہتا ہے تو کوٹھے کی چھت پر چڑھ کر حسین ابن علی پر تبرا کر۔ قیس ابن اشہر اس ظالم کے کہنے سے کوٹھے کی چھت پر چڑھے اور تمام لوگوں سے اس طرح مخاطب ہوئے۔

حسینؓ ابنِ علیؓ ہیں فاطمہ کے راحتِ جاں ہیں
علیؓ شیر خدا خیبر شکن ہیں شاہ مرداں ہیں
حسینؓ ابنِ علیؓ محبوبِ خالق کے پیارے ہیں
جو ہیں ایمان والے اُن کی وہ آنکھوں کے تارے ہیں
حسینؓ ابنِ علیؓ کی خود خدا تعریف کرتا ہے
یہاں قرآں میں اُن کی جابجا توصیف کرتا ہے

Marfat.com

رسول (ﷺ) نے ان کو بڑے نازوں سے پالا ہے
بُرا اُن کو کہے گا وہی جس کا قلب کالا ہے

حسینؓ ابنِ علی ہیں باخدا سردار اُمت کے
سرِ جنت یہی کہلائیں گے مختار جنت کے

خدا کا دوست ہے جو دوست ہے سبطِ پیمبر کا
وہ دشمن ہے خدا کا ہے عدو جو ابنِ حیدر کا

خلافِ حکم عامل نے سُنے جس وقت یہ فقرے
غضب آلودہ ہو کر قیس کو گروا دیا چھت سے

جنابِ قیس نے جو ابنِ مرجانا پہ لعنت کی
خدا نے اُس کے بدلے دی اُس دولت شہادت کی

امامِ عالی مقام کے سفرِ کربلا میں ہمراہ

حضرت عباسؓ ابنِ علی، حضرت جعفرؓ ابنِ علیؓ، حضرت عبداللہؓ ابنِ علیؓ، حضرت عثمانؓ ابنِ علیؓ، حضرت محمد ابنِ علیؓ، حضرت ابوبکرؓ ابنِ علیؓ، حضرت علیؓ ابنِ حسین، حضرت عبداللہؓ ابنِ حسینؓ، حضرت زین العابدینؓ ابنِ حسینؓ، حضرت علی اکبرؓ ابنِ حسین، حضرت علیؓ اصغر ابنِ حسینؓ، حضرت ابوبکر ابنِ حسنؓ، حضرت قاسمؓ ابنِ حسنؓ، حضرت عبداللہؓ ابنِ حسن، حضرت عون بن عبداللہؓ، حضرت زینبؓ کے فرزندؓ، حضرت محمدؓ، حضرت جعفرؓ ابنِ عقیلؓ، حضرت ابنِ مسلم بن عقیل۔ یہ تمام حضرات تو اہلِ بیت مصطفیٰ تھے۔ ان کے علاوہ اکتالیس حضرات اور بھی امام عالی مقام کے ہمراہ تھے۔ چنانچہ جب امام عالی مقام مکے سے کوفے کی جانب سفر کرنے والے تھے تو ذی الحجہ کی 8 تاریخ 60ھ مطابق 9 ستمبر 681 عیسوی تھی۔ تمام مکے شہر پر اداسی کی فضا چھائی ہوئی ہے۔ کعبے کا آخری طواف امامِ حق غلافِ کعبہ کو پکڑ کر زار و قطار رو رہے ہیں۔ سورج اپنے رخ سے رات کی تاریکی کا نقاب الٹتا ہے۔

Marfat.com

کعبے سے رخصت

چلے مکے سے جب سرکار اپنی کر کے تیاری
لگی رونے جدائی میں حرم کی چار دیواری
دل و جانِ خلیل اللہ کی کعبے سے رخصت ہے
شہید فی سبیل اللہ کی کعبے سے رخصت ہے
امانت حق کی دامانِ حرم سے نکلی جاتی ہے
متاعِ دین و دنیا آج ہم سے نکلی جاتی ہے
قدومِ قبلۂ کون و مکاں کعبے سے جاتے ہیں
ہمیشہ کو امامِ دو جہاں کعبے سے جاتے ہیں
دھاڑیں مار کر خورد و کلاں مکے کے روتے تھے
ہمیشہ کے لیے اُن سے جدا شبیر ہوتے تھے
ہوا چرچہ کہ کعبے سے چلے فرزندِ پیغمبر
نبی(ﷺ) زادوں سے اب ہونے کو ہے خالی خدا کا گھر
اداسی چھائی مکے پر گھٹائیں غم کی منڈلائیں
فضائے کعبہ پہ رنج و الم کی بدلیاں چھائیں
جگر پر فرطِ غم سے سنگِ اسود نے رکھا پتھر
صفا مروا منا عرفات مزدلفہ ہوئے مضطر
مثالِ اشکِ غم دریا بہے میزابِ رحمت سے
ہر اک سجدے نے سر ٹکرایا محرابِ عبادت سے

سیدنا امام حسین علیہ السلام کا مکہ مکرمہ سے رخصت ہونا

امامِ عالی مقام علیہ السلام مکہ معظمہ سے رخصت ہو رہے ہیں تمام مکے شہر میں کہرام مچا ہوا ہے۔شیدایانِ اہلبیت کے دلوں پر جدائی کے غم کی بجلیاں ٹوٹ رہی ہیں۔ فرقت کے بادل

Marfat.com

گرج رہے ہیں۔ امام عالی مقام کعبے کا غلام پکڑ کر فرمارہے ہیں کہ اے غلافِ کعبہ آج تیرا دیدار آخری ہے۔ سنگِ اسود کو بار بار بوسہ دیتے ہیں۔ حطیم کو حسرت کی نظر سے دیکھتے ہیں جبکہ امام عالی مقام علیہ السلام کا قافلہ مکے معظمہ سے نکلا تو آپ کعبے کو مڑ مڑ کر بار بار دیکھتے ہیں اور طوافِ بیت اللہ کا تصور نظر کے سامنے منڈلا رہا ہے۔ سنگِ اسود کی کشش دل کو تڑپا رہی ہے۔ آبِ زمزم کا شیریں ذائقہ بار بار زبانِ پاک پر آتا ہے۔ صفا مروہ کے نظارے دل کو بے قرار کر رہے ہیں۔ مِنا کی لذتیں جگر کی دھجیاں اڑا رہی ہیں۔ مزدلفہ کا منظر قلب کو بے چین کیے دیتا ہے۔ الغرض ایسی حسرت و یاس کے عالم میں جب قافلہ بطنِ رملہ سے آگے بڑھا تو عبداللہ ابنِ مطیع رضی اللہ عنہ جو کہ عراق سے آرہے تھے۔ انہوں نے یہ سن لیا تھا کہ امام عالی مقام کوفے کو تشریف لے جارہے ہیں تو وہ امام عالی مقام کی راہ میں آگے کھڑے ہو گئے۔ جب امامِ حق وہاں پہنچے تو عبداللہ ابنِ مطیع نے عرض کیا کہ آپ حرم سے باہر کیوں تشریف لے آئے ہیں۔ امامِ عالی مقام نے ارشاد فرمایا مجھے والوں نے بلایا ہے۔ عبداللہ یہ سن کر ایک آہ سرد بھر کر بولے کہ آپ کوفے کا قصد نہ فرمائیں۔ وہاں آپ یقیناً شہید کر دیئے جائیں گے۔ امام عالی مقام نے ارشاد فرمایا مجھے کوفہ والوں نے بلایا ہے۔ عبداللہ یہ سن کر ایک آہ سرد بھر کر بولے کہ آپ کوفے کا قصد نہ فرمائیں۔ وہاں یقیناً شہید کر دیئے جائیں گے۔ امام عالی مقام نے جواب دیا۔ مرضیِ رب کے خلاف ہوگا یا موافق مرضیِ رب ہوگا۔ عبداللہ نے کہا کہ یہ سب کچھ خدا کی مرضی سے ہوگا اور اس کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ امامِ حق نے فرمایا کہ میں کیوں مرضیِ رب کے خلاف ارادہ کروں جبکہ خدا کا لکھا ہو کر رہے گا۔ اس سے زیادہ اور کم نہ ہوگا۔ اسی اثنا میں عمرو بن عبدالرحمٰن جو کہ کوفے کی طرف سے آرہے تھے۔ امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کوفے جارہے ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ جن لوگوں نے آپ کو بلایا ہے اور آپ کی مدد کا وعدہ کیا ہے وہی لوگ آپ کے دشمن بن کر آپ سے لڑیں گے۔ آپ نے اُن سے یہی فرمایا کہ سب کچھ ارادۂ خداوندی سے ہوگا یا اس کے خلاف ہوگا۔ عمرو بن عبدالرحمٰن نے عرض کیا کہ یہ سب کچھ تحتِ مشیتِ خداوندی ہوگا اور مشیتِ خداوندی کے خلاف ذرہ بھر نہ ہوگا۔ امام عالی مقام نے ارشاد فرمایا تو پھر ایک مسلمان کا کیا فرض ہے۔ عمرو نے کہا کہ قضا و قدر پر رضا برضا رہنا۔ یہ سن کر امام دوسرا نے فرمایا کہ

Marfat.com

پھر میں اس میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں خود نہیں جا رہا بلکہ مشیتِ خداوندی مجھے وہاں لے جا رہی ہے اور جو خبر مرے جدِ امجد ﷺ نے دی ہے کیا وہ سچی نہیں ہے۔ عمرو بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ جو حضور نے فرمایا ہے وہ رب کی وحی سے فرمایا ہے۔ امامِ حق نے فرمایا تو پھر خدا حافظ۔ (ابنِ اثیر جلد ۴)

جب یہ کاروانِ اہلِ بیت مصطفیٰ ﷺ مکے کی حد سے گذر کر زرود میں پہنچا جہاں پر زہیر ابن قیسؓ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر خیمہ زن تھے اور کوفے جا رہے تھے جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ سرکارِ دوعالم کے گھرانے والے شوقِ شہادت میں سفر کر رہے ہیں تو زہیر ابنِ قیسؓ فوراً امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساتھ چلنے کے لیے اجازت طلب کی۔ امامِ حق نے اجازت دے دی۔ زہیر کے ہمراہ زہیر کی بیوی بھی تھی۔ جس نے شوقِ شہادت میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تو زہیرِ پاک نے اسے فوراً طلاق دے دی اور امام عالی مقام کے ہمراہ ہو لیے۔ کچھ دور چلنے کے بعد ایک قافلہ ملتا ہے جس کے پاس بہت سا مال زر ہے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ یہ قافلہ یزید کو یہ مال و زر تحفہ کے طور پر دینے جاتا ہے جو کہ سرکارِ یمن نے روانہ کیا ہے۔ امام عالی مقام نے اس قافلے کو قید کر لیا اور تمام مال کو بیت المال میں جمع کر لیا اور آگے روانہ ہوئے۔ اب شام کا وقت آ چکا ہے امام عالی مقام نے دوسری منزل کا قیام فرمایا اسی اثناء میں فرزدق شاعر سے ملاقات ہوتی ہے۔ امام عالی مقامؑ نے فرزدق سے حالات معلوم کیے۔

کیا دریافت اُس سے اپنے احوال کوفے کا
کہا اُس نے کہ اے نورِ نگاہ فاطمہؓ زہرا

قلوبِ اہلِ کوفہ آپ کے ہمراہ ہیں اکثر
پئے آلِ اُمیہ وقف لیکن اُن کے ہیں خنجر

ہیں اہلبیت اگرچہ ان کی دیواروں کے سائے میں
مگر تیغِ اجل ہے اُن کی تلواروں کے سائے میں

یہیں عونؓ و محمد روکنے راہِ غلط آئے
یہ دونوں لے کے عبداللہ بن جعفر کا خط آئے

Marfat.com

لکھا تھا خط میں ہرگز عزم کوفے کا نہ فرمانا
ہو جلد ممکن راستے سے لوٹ کر آنا

وہاں ہے گرم ہنگامہ فساد و قتل و غارت کا
خلافِ آلِ حیدر ہے وہاں عامل حکومت کا

تمہارے خون کا پیاسا یزیدِ شام ہے ہر دم
ستم اور ظلم بس کرنا ہی جس کا کام ہے ہر دم

نہ پلٹے آپ تو پھر آپ کو میں لینے آتا ہوں
جو باتیں ہونے والی ہیں وہ پہلے سے بتاتا ہوں

پڑھا جب خط شہہ دیں نے کہا جو مرضیِ رب ہے
میرا یہ آنا جانا ہی ارادے سے مرے کب ہے

کہیں مردانِ حق منزل سے پیچھے ہٹ کے جاتے ہیں
جو ہیں ثابت قدم ان کے قدم کب ڈگمگاتے ہیں

امام عالی مقام کو دوسری منزل ہی کوفے کے تمام حالات کا بظاہر بھی علم ہو چکا تھا۔ باطنی علم تو آپ کو پہلے سے ہی حاصل تھا اور اس کا بھی پتہ چل گیا تھا کہ کوفیوں کی زبانیں تو ہمارے ساتھ ہیں مگر تلواریں یزید کے ساتھ ہیں اور کوفے کے آنے جانے والے آپ کو کوفے جانے کے ارادے سے روکنے کی ہر ممکن کوش کر رہے تھے مگر آپ قضا و قدر پر راضی تھے۔

نہ لکھا ابنِ جعفر کو جوابِ خط بھی سرور نے
نہ ہونے دی طبیعت مضمحل سبطِ پیمبر نے

کیا عون و محمد کو بھی ساتھ اپنے بڑھے آگے
یہاں تک چلتے چلتے منزلِ عاجز میں جا پہنچے

یہاں سے خط لکھا کوفے کے اربابِ سیاست کو
خبر دی اپنے آنے کی وہاں خواہانِ دولت کو

حسینؓ ابنِ علیؓ کے قافلے کی نقل و حرکت کا
مکمل علم رکھتا تھا عبید آمر حکومت کا

Marfat.com

لگا تھا منزلِ کوفے میں ہر جا پہرہ لشکر کا
جہاں دیکھو وہاں موجود تھا لشکر ستم گر کا

یہاں سے اک طرف خفان تک فوجوں کے پہرے تھے
لگے ہر ایک منزل پر عدو نے دیں کے ڈیرے تھے

نظر کے سامنے ایسا نہیں تھا کوئی بھی رستہ
سواروں کا نہ ہو موجود جس پر جنگجو دستہ

امام عالی مقام علیہ السلام جس منزل کی طرف نگاہِ نورانی اٹھا کر دیکھتے جا بجا فوجوں کے پہرے لگے ہوئے نظر آتے۔ کوئی منزل کوئی راستہ ایسا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جس پر یزیدی فوج کے دستے موجود نہ ہوں۔ یہ ہر منزل پر فوجوں کا موجود ہونا یہ صاف ظاہر کر رہا تھا کہ حالات بہت ہی خطرناک ہیں اور یزید واقعی اہلِ بیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کا پیاسا ہے۔ ان حالات سے اُن لوگوں کو شرمانا چاہیے جو کہ امامِ عالی مقام کے سفرِ کربلا پر طرح طرح کی ناجائز باتیں منہ سے نکالتے۔ اگر امام عالی مقام کو اگر کسی قسم کا اپنی جان یا دنیا کا خیال ہوتا تو ان خطرناک آثار کو دیکھتے ہی آپ واپس آ جاتے مگر وہاں رضائے الٰہی کے لیے دین کو بری رسموں سے بچانے کے لیے یہ سفر اختیار کیا تھا۔ ابھی چوتھی منزل سے اہلبیت کا قافلہ آگے بھی نہ بڑھا تھا کہ وہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن مطیع امام عالی مقام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے امامِ حق سے اس طرح عرض کرنے لگے۔

خدا کے واسطے باز آؤ کوفے کے ارادے سے
وہاں بوئے فساد آتی ہے ہر منزل کے جادے سے

وہاں آلِ اُمیہ کے خنجر خون میں ڈوبے
بنی ہاشم کی خونریزی کے ہر ساعت ہیں منصوبے

یزید ناخلف کی وجہ ہے ہر جا پہ استادہ
تمہارے قتل کو ہر اک ستم پرور ہے آمادہ

سنا سرکار نے جو کچھ کہا اس کہنے والے نے
بھری اک آہ خاموشی سے شاکر رہنے والے نے

Marfat.com

امام مسلمؑ اور ان کے فرزندوں کی شہادت کی اطلاع

پانچویں منزل پر جب امام عالی مقام پہنچے تو وہاں ایک نامہ بر آیا اور اس نے آ کر امام مسلم کی اور ان کے فرزندوں کی شہادت کی خبر امام عالی مقام کو دی اور تمام کوفے والوں کی بے وفائی و بے مروتی کا خلاصہ بیان کیا۔ تمام قافلے میں امام مسلم کی اور ان کے فرزندوں کی شہادت کی خبر سن کر ایک کہرام مچ گیا اور تمام مسلم کے بھائی اور بھتیجے رو کر امام عالی مقام سے کہنے لگے۔

ہیں بعدِ شہیدِ ملتِ حق لطف جینے میں
ہے جوشِ انتقامِ خونِ مسلم اپنے سینے میں

امامِ محترم نے قافلے والوں سے فرمایا
ہے دل غمگیں بہت جب سے خبر یہ نامہ بر لایا

عزیز و اقربا احباب کو مغموم پاتا ہوں
خود اپنے دل میں دردِ فرقتِ مرحوم پاتا ہوں

طبیعت بے سکوں اور مشتعل ہے قتل مسلم سے
مجھے لینا ہے بدلا خون کا عبیداللہ ظالم سے

مگر اے سرخرو شانِ وفا میں تم سے کہتا ہوں
اٹھاؤ تم نہ اس غم کو جو غم میں دل پہ سہتا ہوں

تمہیں اب واپسی کی مری جانب سے اجازت ہے
چلا جائے خوشی سے جس کو جانے کی ضرورت ہے

مرے ہمراہ رہنے میں ہے خطرہ جان و عزت کا
یقیناً عزمِ کوفہ پیشِ خیمہ ہے ہلاکت کا

کہا ہر سرفروشانِ محبت نے شہہ والا
فنا ہونا تمہارے ساتھ ہے اک منصب عالیٰ

اکیلا چھوڑ کر گر آپ کو ہم لوٹ جائیں گے
خدا و مصطفیٰ (ﷺ) کو حشر میں کیا منہ دکھائیں گے

Marfat.com

شہادت فی الحقیقت معرکہ سر کر کے ملتی ہے
حیاتِ جاوداں راہِ خدا میں مر کے ملتی ہے

ابھی سفر جاری ہے

امام عالی مقام نے تمام جانثاروں کی جذبۂ شہادت اور جذبۂ جانثاری کی گفتگو سن کر آگے کو کوچ فرمایا اور چھٹی منزل پر پہنچ کر قیام پذیر ہوئے یہاں کوفے کی سرحد ملتی تھی اور اس مقام کا نام زبالہ تھا امام عالی مقام اپنے قافلے کو وہیں ٹھہرایا یہاں پر آپ کو کوفیوں کی تمام غداریوں اور تمام مکاریوں کا علم ہو چکا تھا۔ ہر طرف ظلم و ستم کی تاریکی نظر آ رہی تھی اور یزیدی اور کوفیوں کے ارادے آپ پر آفتاب سے بڑھ کر روشن ہو گئے تھے۔ سلطانِ کربلا نے یہاں بھی اپنے تمام رفیقوں سے ارشاد فرمایا کہ میرے سبب تم لوگ مصیبتوں میں کیوں گرفتار ہوتے ہو۔ میں باخوشی تم سب کو لوٹ جانے کی اجازت دیتا ہوں اپنے اپنے گھر چلے جاؤ۔ امام عالی مقام کا یہ ارشاد سن کر عقیل کے فرزندوں نے دست بستہ ادب سے عرض کی کہ سرکار ہم ایسا ہرگز نہ کریں گے اور جان و مال سب حضور کے قدموں پر قربان کر دیں گے۔ مسلم بن عوسجہ نے نہایت جذبہ کے انداز میں سرکار سے عرض کیا کہ ہم حضور پر جان فدا کرنے کے لیے دشمنوں سے نہتے بھی لڑیں گے اور حضور پر اپنی جان نثار کریں گے۔ سعدؓ بن عبداللہؓ نے عرض کیا کہ اے کاش اگر مجھے ستر مرتبہ قتل کریں اور ہر مرتبہ مری لاش کو جلا کر خاک کر دیں تب بھی میں حضور کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ کاش مرے تمام اہل و عیال آپ پر قربان ہو جاتے اور خدا آپ کو بچالیتا۔ (طبری جلد 7 صفحہ 316، کامل ابنِ اثیر جلد 4 صفحہ 28)

اور اسی مقام پر امام عالی مقام علیہ السلام کی خدمت میں طرح ابنِ عبدالعزیزؒ حاضر ہوتے ہیں اور امامِ برحق سے عرض کرتے ہیں کہ کوفے جانے کا ارادہ بدل دیں۔ بدلہ میں امام عالی مقام علیہ السلام نے طرح کو دعا دے کر فرمایا۔

مگر میں کیا کروں قادر نہیں ہوں لوٹ چلنے پر
مجھے ہر حال میں پیشِ نظر ہے مرضیِ داور

Marfat.com

وہی ہوگا جو لکھا ہے ازل میں دست قدر نے
بڑھایا ہے ہمیں میدان میں ذوقِ شہادت نے

تمنائے شہادت کھینچ لائی ہے یہاں ہم کو
اس میں خوش ہیں رکھے جس میں وہ رب جہاں ہم کو

مصیبت ہو کہ راحت ہو نہیں لازم گلہ کرنا
بشر پہ فرض ہے ہر حال میں شکرِ خدا کرنا

نہ اپنی شان کی خاطر نہ اپنے نام کی خاطر
فقط آئے ہیں ہم میدان میں اسلام کی خاطر

ہمارا کام تو صبر و رضا سے کام لینا ہے
تہہِ خنجر بھی خلّاقِ جہاں کا نام لینا ہے

امامِ عالی مقام نے چھٹی منزل سے کوچ فرمایا اور وہاں سے چل کر مقامِ بیضہ پر پہنچے اور وہاں سے چل کر قصرِ نبی مقاتل میں تشریف فرما ہوئے۔ یہاں پہنچ کر آپ نے دیکھا کہ سامنے سے گرد و غبار آتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔ گرد و غبار کو دیکھ کر آپ نے اندازہ لگا لیا کہ شام کا لشکر ہے۔ چند ساعت کے بعد وہ لشکرِ شامی سامنے آ گیا۔ جس لشکر کا سردار حُر ابنِ رباحی جو کہ بڑا بہادر مردِ میداں تھا۔ یکا یک اس لشکر نے آ کر امام عالی مقام کے قافلے کا محاصرہ کر لیا تو امام حق نے لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم مجھے خوب اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کون ہوں اور میرے حسب نسب کو بھی خوب پہچانتے ہو کہ میں فاتحِ خیبر کا پسر ہوں۔ زہرا کا لختِ جگر ہوں، مصطفیٰ کا نورِ نظر ہوں، میری محبت خدا اور رسول کی محبت ہے۔ مری دشمنی خدا اور مصطفیٰ کی دشمنی ہے۔ میرے نانا شافعِ محشر ہیں، مرے بابا ساقیِ کوثر ہیں۔ مرے چچا عقیل و جعفر ہیں۔ مجھے محبوب ﷺ خدا نے نازوں سے پالا ہے۔ مجھے فاطمہؓ نے اپنا خونِ جگر پلا کے پالا ہے۔ مرے لیے جبریل جنت تحفہ لایا ہے۔ خدارا مری دشمنی سے باز آؤ۔ اپنے آپ کو دوزخ کی بھڑکتی آگ سے بچاؤ۔ امامِ حق کی اس تقریر نے ہنستوں کو رلا دیا۔ سننے والوں کے دل کو ہلا دیا۔ بہت سے لوگ دھاڑیں مار کر رونے لگے اور بہت سوں پر سکتے کا عالم تھا۔

Marfat.com

سنی تقریر سب یہ آپ کی جب اہلِ لشکر نے
کھڑے ہو کر کہا تعظیم سے حر سے دلاور نے
نہ ہم نے کوئی خط بھیجا نہ اصلاح نامہ بر بھیجا
دیا سرکار کو دھوکہ کسی نے خط اگر بھیجا
امامِ پاک نے وہ خط طلب فرمائے خادم سے
جواب تک مطلقاً محفوظ سب دو تھیلیوں میں تھے
کہا حر نے دغا دی کوفیوں نے آپ کو مل کر
مگر یہ حکمِ حاکم ہے ہمیں اے سبطِ پیغمبر
یہاں سے آپ کو ہم تا عبیداللہ لے جائیں
ہوئے مامور ہیں جس کام پر اس کو بجا لائیں
حُصین ابنِ نمیر اک افسر اعلیٰ ہمارا ہے
اسی کے حکم سے لشکر یہاں ہم نے اتارا ہے
یزیدِ شام کو بہتر تو یہ ہے آپ خط لکھیں
یہاں سے عاملِ کوفہ کو ہم عرضی چلا بھیجیں
اجازت دونوں درباروں سے ممکن ہے کہ آ جائے
ارادہ دوسری جانب سفر کا پھر کیا جائے

حر بارگاہ حسین علیہ السلام میں

امام عالی مقام علیہ السلام نے حُر کی تمام گفتگو کو غور سے سنا اور سن کر حُر سے ارشاد فرمایا کہ! اے بہادر حُر! تم نے جن دونوں کا نام لیا ہے یہ دونوں اِس لائق نہیں، دونوں نا اہل ہیں کیونکہ امیر شا یعنی یزید خالقِ کائنات کی اطاعت سے روگرداں ہے احکامات قرآن کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتا ہے دین وملت کا اُسے ذرہ برابر خیال نہیں ہے اور نہ ہی اُسے حرام وحلال کی کچھ تمیز ہے اور نہ اُس کی نظر میں مذہب اسلام کی کچھ عزت ہے وہ ہر وقت نفس اور شیطان کی اطاعت کرتا ہے اور شریعت پاک کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اے حُر یہ غیر ممکن ہے کہ میں اُسے

Marfat.com

اولوالامر تسلیم کرلوں مرے نزدیک وہ ایک غدار ہے خائن ہے غاصب ہے اُس کی بدکاریاں تمام دنیا میں سورج زیادہ روشن ہو چکی ہے اُس کے کردار سے اسلام کو ہر وقت خطرہ ہے حُر نے امام عالی مقام کا ارشادِ گرامی سن کر ادب سے امام عالی مقام کی خدمت میں عرض کیا کہ سرکار نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے بجا ہے اور سب درست ہے اور جذبہ دین و آزادی لازمی ہے سرکار کا ہر ہر لفظ حقیقت سر چشمہ ہے دین کی جان ہے ایمان کی روح ہے شریعت مصطفیٰ ﷺ کی زینت ہے مسلمانوں کے چمکتا ہوا آفتاب ہے گلشنِ وحدت کی بہار ہے فرمانِ خدا و رسول اکرم ﷺ کی حقیقت کا اظہار ہے قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی تفسیر ہے اِس میں ذرے کے برابر شک کرنا سراسر تقصیر مسلمانی کے خلاف ہے

کہا حُر نے ادب سے اے امامِ ملتِ برحق
یہ مانا ہے مبارک جذبۂ آزادی مطلق

مگر جنگ آزمائی ہے غلط ایسی حکومت سے
جو مائل ہو بہ استبداد ظلم و جور و قوت سے

مناسب ہی نہیں ہے ایسے ظالم سے تمہیں لڑنا
خرد مند نہیں دشمن قوی کے سامنے اڑنا

نہیں ہے آپ کے ہمراہ لڑنے کو کوئی لشکر
ہزاروں سے لڑئیں گے چند ہمراہی بھلا کیونکر

سفر ممکن نہیں ہے آپ کو جز طاعت دُشمن
سکون و امن رہنا بھی ہے اک فعلِ مستحسن

تقاضا وقت کا یہ ہے کہ اپنے نام سے حضرت
بظاہر بیعت تم کر لو یزیدِ شام سے حضرت

ارشادامام حق

امامِ دوسرا کو حُر کی باتوں پر جلال آیا
رگیں جُنبش میں آئیں خونِ حیدرؓ میں اُبال آیا

Marfat.com

کہا حُر سے میں شیر ہاشمی ہوں مردِ میداں میں
بظاہر لاکھ میں میدادن میں بے سازو ساماں ہوں

خدا کے شیر کا بیٹا ہوں یہ معلوم ہے تجھ کو
نہیں ہمت کا میں بیٹا ہوں یہ معلوم ہے تجھ کو

ابو طالب کا میں پوتا ہوں یہ بس جانتا ہے تو
محمد (ﷺ) کا نواسہ ہوں مجھے پہچانتا ہے تو

ارے نادان حُر کیا موت سے مجھ کو ڈراتا ہے
قدم راہِ جہاد حق سے میرا جگمگاتا ہے

نگاہِ قہر میں وہ ہیبت پنہاں نظر آئی
کہ حُر کو سامنے تیغ اجل عُریاں نظر آئی

غم و غصے کی حالت میں سفر کا عزم فرمایا
جلالِ ہاشمی کو دیکھ کر حُر دل میں گھبرایا

قدم راہِ جہاد حق سے اب تو ہٹ نہیں سکتا
لکھا جو دست قدرت کا ہے اب وہ کٹ نہیں سکتا

نہیں ہٹتے مجاہد جب قدم میداں میں دھرتے ہیں
خدا سے ڈرنے والے کب بھلا لشکر سے ڈرتے ہیں

ایک پیچیدہ صورتِ حال

معتبر کتابوں میں یہ بھی مرقوم ہے کہ حُر نے امام عالی مقام کی خدمت میں عرض کیا کہ بظاہر میں آپ کو کوئی حمایت نہیں کرسکتا کیونکہ ایک ہزار فوجیوں کی آنکھیں مجھے گھیرے ہوئے ہیں اتنا ضرور کر سکتا ہوں کہ اپنے لشکر کو علیحدہ قیام کرنے کو کہہ دوں گا سرکار رات کو جس طرف چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں مام عالی مقام نے حُر کی اِس بات کو مان لیا اب یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ امام عالی مقام سے چھٹی اور ساتویں منزل پر امام عالی مقام کے ہمدردوں نے ہر طرح واپس جانے کو کہا مگر آپ نے نہ مانا سفر جاری رکھا اور یہاں حُر کے

Marfat.com

کہنے سے کیوں مان لیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو شامی لشکر سے ہیبت ہوگئی تھی اگر ایسا نہیں ہے تو واپس ہونے کا ارادہ کیوں فرمایا نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں تھا بلکہ اِس کی خاص کر تین وجہ ہیں ایک تو یہ کہ آپ کو تو جو کربلا میں ہونے والا تھا اُس کا علم تھا دوسرے لوگوں کو نہ تھا اگر پہلے ہی آپ واپس ہو جاتے تو بعض لوگ آج بھی یہ کہتے امامِ حق نے لوگوں کے کہنے پر بغیر تحقیق کیے ہوئے واپسی فرمائی دوسری وجہ یہ تھی کہ کوئی یہ نہ کہے کہ امام عالی مقام نے جان بوجھ کر اپنے سر پر خود مصیبت لی کیونکہ اس سے پہلے کوئی لشکر مقابلے پر نہ آیا تھا اور خاص کر کوئی خطرہ ظاہر نہ ہوا تھا تیسری وجہ یہ تھی کہ امام عالی مقام کو مشیتِ خداوندی کو ظاہر کرنا تھا کہ مشیتِ خدا یہ ہے کہ ہم واپس ہو کر بھی واپس نہیں ہو سکتے الغرض امام عالی مقام نے حُر کے مشورے کے مطابق رات کو وہاں سے کس طرف کو چلے جائیں مگر جب دن نکلا تو خود کو اور تمام قافلے کو قصرِ بنی مقاتل پر ہی پایا اِسی طرح دوسری رات اور تیسری رات میں بھی ہوا کہ ساری ساری رات چلے مگر صبح کو خود کو وہیں پایا جہاں سے چلے تھے امام عالی مقام نے تمام قافلے والوں سے کہا کہ مرضی مولا نہیں کہ ہم یہاں سے واپس جائیں چنانچہ امام عالی مقام علیہ السلام نے آٹھویں منزل طے کی اور مقام نینوا پر پہنچے یہاں آپ کو کوفے کے چار افراد آ کر ملے اور انہوں نے آپ سے چند بار عرض کیا کہ حضور کوفے کو نہ جائیں ہمارے ساتھ کوہِ آجا کی طرف چلیں وہاں کے لوگ سب حضور سے بیعت کرلیں گے حضور ابن زیاد آپ کے خون کا پیاسا ہے

یہاں کوفے کے چار افراد حضرت سے ملے آ کر
کہے کوفے کے جو حالات تھے حضرت سے وہ اکثر
کہا کوفے کی اکثریت شہِ دیں کی مخالف ہے
عبیداللہ سے ہر اک سے ہے رنگِ بے رُخی پیدا
یہ مانا آپ کے ہمراہ ہیں اُن مونعہ کی گفتاریں
وہ لیکن ساتھ عبیداللہ کے ہیں اُن کی تلواریں
کہا حضرت سے یہ طرح نے حُسن عقیدت سے
فداکارانہ سر جوشی میں اندازِ محبت سے

Marfat.com

میرے ہمراہ چلیئے کوہِ آجا کی طرف حضرت
کمیں گاہوں کو حاصل ہے وہاں کی یہ شرف حضرت

وہاں پر فوج شامی کے بہادر اور افسر بھی
نہیں اک روز جرات کر سکے اب تک بھی حملے کی

وہاں پر فوجِ یزید فتنہ خوگر چڑھ کے جائیں گی
مقابل میں بنی طے کے یقیناً منہ کی کھائے گی

کہا سرکار نے طرّح کی یہ گفتگو سُن کر
خدا تم کو جزائے خیر دے اے مردِ خوش اختر

شہِ دیں نے یہ فرمایا کہ یہ ہے سرخیِ باری
دکھیں اپنا سفر اپنا سفر ہم جانب کوجہ ہی کو جاری

زمینِ کربلا یہ ہی ہمارا امتحان ہوگا
فنا کے بعد ظاہر حق و باطل کا نشاں ہوگا

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر 4

آخری منزل

چنانچہ امام عالی مقام نے وہاں سے سفر کا عزم فرمایا اور چلتے چلتے مقام طف پر پہنچے جس کو کربلا بھی کہتے تھے امام عالی مقام یہاں پر پہنچ کر ٹھہرے اور اپنے تمام رفیقوں سے فرمایا کہ ایک روز میں اِس مقام پر اپنے والد حضرت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ آیا تو مرے والد بزرگوار نے اس جگہ کو دیکھا اور زارو قطار روتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں مصطفیٰ ﷺ کا لہلہاتا ہوا باغ خزان کی نظر ہوگا جہاں آلِ رسول ﷺ کے خیمے آکر نسب ہوں گے جہاں ہاشمی شہزادوں کو ایک ایک بوند پانی سے ترسایا جائے گا یہ کہہ کر مجھے اپنے سینے لگایا اور فرمایا کہ اے نورِ نظر یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں تمہیں اپنا سر دین کی بقا کے لیے قربان کرنا ہوگا امام عالی مقام نے اُس جگہ خیمہ لگانے کے لیئے حکم صادر فرمایا زمین پر جس جگہ میخ گاڑی جاتی تھی اُس جگہ سے تازہ خون نکل آتا تھا اور جس درخت کی شاخ توڑی جاتی تھی اُس شاخ سے خون کا فوارا جاری ہوتا تھا یہ مقدس قافلہ ۲ محرم مطابق نو اکتوبر ۶۸۰ء نینوا کے میدان میں اقامت گزیں ہوتا ہے یہ مقدس قافلہ ہے کہ جس کی سارے عالم میں نظیر نہ تھی جس کی ہودج نشیں زہرا سردارِ نساء جنت کی بیٹیاں تھیں جس کا سالار کاروانِ شہسوار دوشِ رسول تھا جس کے عمامے کو آسمان کے تارے چوم رہے تھے اور جس کے قدموں کو صحرا کے ذرے بوسہ دے رہے تھے اپنے سفر کو ختم کر کے قیام پذیر ہوتا ہے جہاں موت کو ہمیشہ کی اور زندگی کو ہمیشہ کی فتح نصیب ہونے والی تھی امام عالی مقام نے فرمایا۔

دشمن یہاں خون ہمارا بہائیں گے
زندہ یہاں سے ہم کبھی پھر کے نہ جائیں گے

آل نبی (ﷺ) کا ہوگا اِسی جا پہ قتل عام
سب تشنہ لب یہاں پر سر اپنا کٹائیں گے

Marfat.com

ہوگا ہر اک شہید یہاں مصطفیٰ کا لعل
اور لاش قتل گاہ سے ہم سب کی لائیں گے

کرب و بلا ہے نام اِس سرزمین کا
بچے یہاں پہ پانی کا قطرہ نہ پائیں گے

اِدھر امام عالی مقام کربلا میں خیمہ زن ہوئے

....

اُدھر جلاد ابنِ زیاد کے دربار میں اس کی خبر لے کر
ایک قاصد پہنچتا ہے فرات کے کنارے پر

محبوب کبریا کے گھر والے خیمہ زن ہیں اُدھر کوفے میں ان کے خلاف طرح طرح کی سازشیں تیار ہو رہی ہیں ابنِ زیاد نے عمر بن سعد کو طلب فرمایا جو کہ ویلم کے محاذ پر جانے کی تیاری کر رہا تھا کیونکہ عمرو بن سعد کو پہلے ویلم کے محاذ پر بھیجا جا رہا تھا عمر بن سعد کو بُلا کر رے کی حکومت کا لالچ دیا جاتا ہے عمر بن سعد کے منہ میں رَے کی حکومت کے نام سے پانی بھر آتا ہے اور تاریخ کے اِس سنگین ترین جرم کے لیے تیار ہوتا ہے قیامت تک کے تمام سچے مسلمانوں کی لعنت کا حقدار بنتا ہے لشکر کی سالاری قبول کر لیتا ہے جگر گوشۂ رسول کے خون میں ہاتھ رنگنے کو آمادہ ہے تین محرم کی تاریخ ہے۔

ابھی ویلم کو ابنِ سعد جانے بھی نہ پایا تھا
ابھی فکرِ سفر ہی میں ہر اک اپنا پرایا تھا

کہ دربارِ عُبیداللہ میں قاصد خبر لایا
کہ کنبہ اہل بیت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تا کربلا آیا

بلایا ابنِ مرجانہ نے ابنِ سعد کو فوراً
کہا اے مونسِ من مخلصِ من یارِ غارِ من

نہیں ہے حاجت لشکر کشی اب جانب ویلم
حسینؓ ابنِ علیؓ سے جنگ کا ہے عزم مستحکم

Marfat.com

کرو تنظیم لشکر جلد تر اب تم نئے سِرے سے
تمہیں لڑنا پڑے گا کربلا میں ابنِ حیدرؓ سے

سُنی تقریر ابنِ سعد نے عامل کی یہ جس دم
کہا اُس نے یہ ہو کر پھر عُبید اللہ سے برہم

عمرو بن سعد بولا غصے میں اے فتنہ خو عاملِ
حسینؓ ابنِ علیؓ سے جنگ ہے بیجا ولا حاصل

حسینؓ ابنِ فرزندِ سلطان رسالت ہیں
مسلمانوں کے دینی رہنما سردارِ ملت ہیں

ہے اُن سے جنگ کرنا کب روا اے دشمن ملت
تمام امت کے وہ ہیں پیشوا اے دشمن ملت

لڑے ابنِ علی سے لعدرالا جاہ کا بیٹا
نہ ہوگا ایسا کوئی ناخلف تقدیر کا ہیٹا

عبداللہ بولا عمر یہ باتیں پُرانی ہیں
جو باتیں ہو چکیں کیا ذکر انکا وہ کہانی ہیں

ہے یہ فرزند حیدر کا امیرِ شام کا باغی
حسینؓ ابنِ علیؓ لاریب ہے اسلام کا باغی

امیرِ شام اب امت کا سردارِ مسلم ہے
اطاعت سب پہ فرض اُس کی بہ اقرار مسلم ہے

اگر لڑنا نہیں منظور تجھ کو ابنِ حیدر سے
اگر مرعوب ہے تو اقتدارِ آل اطہر سے

تو عز و شرف جاہ و منصب مسترد کر دے
ہمیں واپس ابھی رے کی حکومت کی سند کر دے

جو دیکھا منصب اقلیمِ رَے پر حرف آتا ہے
ملا تھا بے طلب جو مُلک وہ اب نکلا جاتا ہے

Marfat.com

کہا عامل سے ابنِ سعد جب دلبسار سے آیا
مشیروں کو پہنچ کر اُس نے اپنے گھر پہ بُلوایا
بلایا گھر پہ ہر دانائے اصحابِ سیاست کو
کہا ہر ذی شرف نے چھوڑ دے رَے کی حکومت کو

شیروں کا عمرو بن سعد کو مشورہ

دیا یہ مشورہ آ کر سب مشیروں نے
کہ فانی ہے حکومت یہ کیا روشن ضمیروں نے
ہے دنیا چند روزہ چار دن کی زندگانی ہے
حیات بے بقا کیا یہ حُباب بحرِ فانی ہے
عَمرو بن سعد ہے گر پاس تجھ کو دین و ملت کا
بھلا دے خیال اپنے دل سے تو رے کی حکومت کا
بتا باقی کہاں نمرود جابر کی حکومت ہے
زمیں پر اب دکھا شداد کی کس جا پہ جنت ہے
زمانے میں کہاں فرعون کی اب حُکمرانی ہے
فنا وہ ہو گئی باقی فقط اُس کی کہانی ہے
یہ میلا چار دن ہے دیکھ دنیا کی حکومت کا
رہے گا تا ابد بس اقتدار دین و ملت کا
ہوئی تسکین نہ ابن سعد کو ارباب شوریٰ سے
نہ پایا دل کو خالی حُب جاہ و حُب دنیا سے
شیروں نے دلایا خوفِ حق یاروں نے سمجھایا
مگر رنگ سیہ کاری دبانے سے اُبھر آیا

Marfat.com

نہ آئی نیند شب بھر جنگ کی اپنے مقدر سے
اٹھا وقتِ سحر گاتا ہوا یہ شعر بستر سے

سزا قتل حسینؓ پاک کی دوزخ بلا شک ہے
نہ چھوڑوں گا میں رَے کورَے مری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

اُدھر عبداللہ عمرو بن سعد کا بائیس ہزار لشکر کے سالاری دے کر میدان کربلا میں امام عالی مقام کے ساتھ لڑنے کے لیے آمادہ کرتا ہے اِدھر کربلا میں حُر ابنِ ریاحی ایک ہزار لشکر سے امام عالی مقام علیہ السلام کے قافلے کا محاصرہ کیے ہوئے ہے یکا یک حُر کے نام پیغام آتا ہے کہ حسینؓ ابنِ علیؓ کے قافلے کے ساتھ کسی قسم کی کوئی مروت نہ برتی جائے اگر تم نے اُنہیں کسی قسم کی سہولت پہنچائی تو تمہیں سخت سزا دی جائے گی تم یہ نہ سمجھنا کہ میں تمہاری حرکت سے بے خبر ہوں میں نے تمہاری نگرانی کے لیے جاسوسوں کا خفیہ دستہ مقرر کر دیا ہے جو کہ مجھے تمہارے ہر حال کی خبر ہر لمحہ آن کر دیتا رہے گا دیکھو انہیں کسی بے آب صحرا میں محصور رکھنا کیونکہ یہ شامی حکومت کے باغی ہیں اگر انہوں نے یزید شام کی بیعت قبول نہ کی تو ہمیں ان کا دنیا سے نام ونشاں مٹانا ہے کیونکہ مسلمانوں کے امیر کی مخالفت دین کی مخالفت ہے اِدھر حُر کو یہ حکم تھا۔

دعائے زمین کربلا

زمینِ کربلا نے ذاتِ باری سے دعا مانگی
اب تک آبروئے دہر حق سے برملا مانگی

بعد آہ و فغاں کی التجا اے حضرت باری
جہاں میں ہو چکی مری بہت کچھ ذلت و خواری

یہ مانا ہے کہ جہنم کو بھی نفرت نام سے میرے
ٹپکتا ہے لہو ذراتِ خوں آشام سے میرے

Marfat.com

نہ مانا ہے جہنم ذرہ ذرہ میری وادی کا
بلا شک ہوں میں مرکز دو جہاں کا نامُرادی کا

یہ مانا آتشِ نمرود مجھ میں شُعلہ افشاں ہے
بلا شک گوشۂ دامن میرا دوزخ بداماں ہے

یہ مانا باعثِ ننگِ زمانہ ہے میری ہستی ہے
بلا شک مجھ پہ ذلت اوجِ گردوں سے برستی ہے

یہ مانا میں ہوں مجموعہ جہاں بھر کی بُرائی کا
بجا ہے مجھ پہ طعنہ اے خدا تیری خدائی کا

مگر یہ ذلتیں آخر لا العٰلمین کب تک
رہے گی خوار و رُسوا کربلا کی سرزمیں کب تک

ازل سے آج تک ساری خطاؤں کی سزا دے دے
مجھے تعزیر جو مرضی ہو تری اے خدا دے دے

مجھے منظور ہر پاداش ہے اے خالقِ اکبر
مگر رحمت سے اپنی میرے مستقبل کو روشن کر

میرے تاریک ماضی کا مجھے نعم البدل دے دے
مجھے عشقِ محمد مصطفیٰ (ﷺ) اے عزوجل دے دے

نبی (ﷺ) کا عشق اہل بیت کی سچی محبت دے
الٰہی پنجتن آلِ عبا کی مجھ کو الفت دے

ترے محبوب کے محبوب کی اولاد کے دشمن
عدوئے دین و ملت سید الافراد کے دشمن

عبداللہ عمرو بن سعد کا جنگ آزما لشکر
ہلاکت آشنا لشکر خدانا آشفا لشکر

حسینؓ پاک سے بر سر پیکار ہو یا رب
پریشان جب سپاہ عزت اطہار ہو یا رب

Marfat.com

مجھے مرحمت اُس وقت وہ جوش خدا کاری
مری شعلہ فشانی سے ہو جلا کر خاک ہر ناری

اماں دے میرا ذرہ فدا کارانِ حیدرؓ کو
غبار اٹھ کر چھپا لے خیمہ ہائے آلِ اطہر کو

نثارِ آلِ اطہر کربلا کا ذرہ ذرہ ہو
قد مبوسی حسینؓ ابنِ علیؓ کی روز مرہ ہو

الٰہی اب یہ مری التجا مقبول فرما لے
دُعائے کربلا کو اے خدا مقبول فرما لے

دوسرا دن

جب صبح نے اپنی روشنی سے تمام جہاں کو گھیر لیا درختوں پر جانور خدائے لم یزل کی حمد و ثنا میں مشغول ہو مسجدوں میں گونجی، عادل افسانوں نے عدل کی تراز و سنبھال ظالموں نے ظلم وستم کے ہتھیار جسموں پر لگائے نمازیوں نے مسجدوں کی طرف پیش قدمی کی غازیوں نے باری تعالیٰ سے فتح ونصرت کی دعا مانگی سخی لوگوں نے سخاوت کے دروازے کھولے عابدوں نے اپنے رب کی عبادت کی متقی لوگوں نے تقوے کے میدان میں قدم رکھا رب سے ڈرنے والوں نے اپنے رب سے پناہ مانگی حق پرستوں نے کلمتہ الحق کا اعلان کیا باطلوں نے جھوٹ وفریب کے پردے آنکھ پر ڈالے دنیا کے دیوانوں نے بازارِ دنیا کی طرف نظر ڈالی فاسق و فاجر نسق و فجور میں مصروف ہوئے عبداللہ اُٹھا

چلا گھر سے عمرو بن سعد جب دارالامارت کو
کبھی کہتا تھا دل چھوڑ دے رَے کی حکومت کو

قیامت کا اُسے رہ رہ کے منظر یاد آتا تھا
مگر رے کی حکومت دیکھتے ہی بھول جاتا تھا

ہوا دربار میں عامل کے حاضر معذرت کر دی
کہا لڑنا حسینؓ ابنِ علیؓ سے بس ہے نامردی

Marfat.com

ہیں وہ مہمان بھی مظلوم بھی تنہا بھی آئے ہیں
عقیدت مند اُن کے ساتھ چند اپنے پرائے ہیں

اگر اُن سے لڑائی ہر طرح منظور ہے تجھ کو
فضائے امن سے نفرت ہی گر مغرور ہے تجھ کو

معافی دے مجھے مامور کر اصحاب دیگر کو
کہ شوقِ جنگ ہے اکثر شرف خواہاں لشکر کو

سُنی جب معذرت جھلا کر بولا ابنِ مرجانا
ابھی لا پھر دے رے کی جہاں بانی کا پروانہ

پنہاں تھی ملک رے کی سلطنت کی آرزو دل میں
کیا یہ عہد ابنِ سعد نے دربار عامل میں

مجھے رے کے ابنِ زیاد اتنا نہ رسوا کر
لڑوں گا میں ابنِ علی سے کربلا جا کر

عمرو نے ساتھ لے بارہ ہزار فوج کا دستہ
لیا کوفے سے دشتِ کربلا کا دفعتاً رستہ

غرض اُس فوجِ خوں آشام کو وہ ساتھ میں لایا
سرِ کربلا وہ لڑنے کو علیؓ کے لعل سے آیا

ڈبویا نام لالچ کی بدولت دین و ملت کا
بُرا ہو کیا بُرا انجام تھا رے کی حکومت کا

شامی فوجوں کی کربلا آمد

چنانچہ عمر بن سعد بارہ ہزار افواجِ شامی لے کر میدانِ کربلا میں پہنچتا ہے اور لشکر کو ہر طرح درست کر کے عمرو بن سعد امام عالی مقام کی خدمت میں ایک خط لکھتا ہے ابنِ سعد کے خط کا مطلب یہ ہے کہ کسی طرح امام عالی مقام کو یزید کی بیعت پر راضی کر لیا جائے تاکہ قتل و غارت کا دروازہ بھی بند رہے اور میرے ہاتھ سے رے کی حکومت بھی نہ نکلنے

Marfat.com

پائے اور پیشانی پر ناحق خون کا داغ بھی نہ لگے جب خط کا مضمون تمام ہوا تو ابنِ سعد نے ایک سمجھ دار قاصد کو بلایا اور اُس کو خط دے کر تاکید فرمائی کہ امام عالی مقام کی بارگاہ میں نہایت ادب و احترام کے ساتھ جانا قاصد یہ حکم سن کر امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہونے کو چلا۔

نامہ و پیام

عمرو کا ایلچی جب خدمتِ سرکار میں آیا
مراتب عزت و تعظیم کے سارے بجا لایا

عمرو کا خط دیا آ کر ادب سے سرورِ دیں کو
پڑھا سرور نے فوراً خط کے سب مضمون رنگیں کو

لکھا تھا خط میں بندہ آپ کا دل سے فدائی ہے
مگر مجبور ہے آمادہِ جنگ آزمائی ہے

ابھی موقعہ ہے جو ارشادِ والا ہو بجا لائے
کرے تعمیل اُس کی حکم جو سرکار کا پائے

کہا قاصد سے ابنِ سعد نے کہنا کہ اے بھائی
جماعت مری یہ کب عزم سے اپنے یہاں آئی

امامِ دوسرا نے پڑھ کے خط قاصد سے فرمایا
کہ لڑنے کے ارادے سے میں کربل میں نہیں آیا

بلایا جب مجھے اشرافِ کوفہ نے تو آیا ہوں
اجازت ہو اگر تو آج ہی واپس چلا جاؤں

الغرض امام عالی مقام نے قاصد سے کہا کہ عمرو بن سعد سے کہنا کہ میں اور مری جماعت لڑنے کے لیے یہاں نہیں آئی ہے میں کب چاہتا ہوں کہ بندگانِ خدا کا قتل ہو اور مسلمانانِ عالم کی جماعت میں افرتفری پھیلے اور اسلام کی تاریخ پر بدنما داغ لگے امام عالی مقام کا یہ زبانی پیام لے کر قاصد سالار لشکر کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام کیفیت امام عالی

Marfat.com

مقام کے پیام کی عمرو بن سعد کو پیش کر دی عمر بن سعد نے جلاد ابنِ زیاد کو امامِ حق کے ارادے سے کرنے کو ایک عرضی لکھی اور لکھا کہ امامِ دوسرا حسینؓ ابنِ علیؓ یہاں سے واپس جانے کو تیار ہیں بہتر ہے کہ اُن کا راستہ کھول دیا جائے تو ابھی اپنے وطن کو تشریف لے جائیں کیونکہ وہ یہاں خود نہیں آئے اُنہیں بلایا گیا جب آئے اور نہ ہی ان کا لڑنے کا ارادہ ہے اور اُن کو منت سماجت سے یہاں بلایا گیا ہے یہ انسانی اصولوں سے کوسوں دور ہے کہ اُنہیں یہاں بلا کر اُن پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جائیں مری بھی یہی رائے رہے کہ امامِ حق جب صلح پر آمادہ ہیں تو ناحق اہل بیت مصطفیٰ ﷺ کو کیوں ستایا جائے اے عاملِ کوفہ یہ موقعہ غنیمت ہے اِس سے فائدہ اٹھا اور مصطفیٰ ﷺ کی آل کے خون سے اپنے ہاتھوں کو نہ رنگ دنیا ہمیں لیا کہے گی قیامت کے دن شافعِ محشر کو کیا منہ دکھائے گا خدارا مری اِس رائے کو مان لے اور حسینؓ ابنِ علی سے صلح کر لے اپنی عاقبت کو برباد نہ کر مرنا ضرور ہے رسولِ خدا کے سامنے جانا ہے ہوش و ہواس سے کام لے خط کو قلمبند کر کے قاصد کو دیا اور کوفے کو روانہ فرمایا قاصد نے کوفے پہنچ کر ابنِ مرجانا کو خط دیا اُس نے ابنِ مرجانا کو خط دیا اُس نے خط پڑھ کر

عریضہ سُن کے ابنِ سعد کا یہ حکم لکھوایا
حسینؓ ابنِ علیؓ بیعت یزید شام کی کر لیں

اگر راضی ہوں بیعت پر تو پھر لے کر حراست میں
اُنہیں حاضر کرو فی الفورر ایوانِ حکومت میں

مگر میں جانتا ہوں ایسا ہرگز ہو نہیں سکتا
پسر حیدرؓ کا اپنے گھر کی عظمت کھو نہیں سکتا

نہ مانیں حکم گو یہ تو تم اُن پر سختیاں کرنا
ہر اک راحت کا اُن کے واسطے پابندیاں کرنا

نہ کرنا پاس مطلق اُن کے کچھ حسب ونسب کا تم
ہر اک در کھول دینا اُن پر دنیا کے غضب کا تم

سرِ میداں صفِ آل عبا پر تیغ رانی ہو
رفیقانِ حسینؓ ابنِ علی پر بند پانی ہو

Marfat.com

انہیں بھوکا پیاسا دشتِ غربت میں رکھا جائے
کوئی موقعہ نہ اطمینان کا اُن کو دیا جائے

یزید شام کو اولوالامر جب تک نہ وہ مانیں
سروں پر اُن کے جب تک رہنا تم شمشیر کو تانیں

کسر باقی نہ رکھنا کچھ بھی اُن پر ظلم ڈھانے کی
زمانہ کچھ کہے۔ پروا نہ کرنا تم زمانے کی

مُبادہ تنگ آ کر مان لیں شامی حکومت کو
بڑھا دیں ہاتھ اپنا وہ شہہ شامی کی بیعت کو

کٹے دو چار دن تو عذرو حُجت خط کتابت میں
رہے مصروف خدامِ رسالت سب عبادت میں

عمرو بن سعد کی باتیں

اِدھر تو ابنِ سعد دل میں خوش ہو رہا ہے کہ قتل و غارت سے بھی بچ گیا اور رے کی حکومت بھی ہاتھ سے نہ گئی اُدھر ابن زیاد عاملِ کوفہ نے جب عمرو بن سعد کا تمام عریضہ سن لیا تو حکم لکھوایا کہ ابنِ سعد! اگر حسینؓ ابنِ علیؓ صلح کے لیئے تیار ہیں تو ان سے کہو کہ وہ یزیدِ شام کی بیعت کرلیں اگر وہ یہ حکم نہ مانیں تو اُن کو قتل کر دیا جائے اگر مان جائیں تو حراست میں لے کر دربار میں حاضر کرو جب یہ حکم نامہ مرتب ہو گیا تو قاصد کو دیا اور زبانی یہ حکم دیا کہ حسینؓ ابنِ علیؓ اگر اس حکم کو نہ مانے تو ہمیں فوراً اطلاع دی جائے جب یہ حکم نامہ لے کر قاصد ابنِ سعد کے پاس پہنچا اُدھر عبداللہ ابنِ زیاد عرو بن حجاج کو پانچ سو افواج کے دستہ کا سالار مقرر کیا اور حکم دیا کہ جا کر فرات کو گھیر لے خبر دار حسینؓ ابن علیؓ کے قافلے میں ایک بوند پانی نہ جانے پائے یہاں تک کہ وہ تنگ آ کر یزید کی غلامی کے لیئے تیار ہو جائیں دوسری بات یہ ہے کہ اُن کو کمزور بنانا ہے کیونکہ ہاشمی شیروں سے لڑنا درحقیقت موت سے لڑنا ہے اسی لیئے یہ بندش آب کا حکم دیا گیا ہے کہ رفیقان حسینؓ دو تین دن پیاسے رہیں تا کہ اُن کی طاقت گھٹ جائے اور اُن کے حوصلے پست ہو جائیں اور میدان میں لڑنے کے قابل نہ رہیں۔

Marfat.com

نظم نہرِ فرات اور فوج یزید

بحکمِ میرِ لشکر عمرو بن حجاج کا لشکر
صف آرا ہوگیا خنجر بکف ہوئے فرات آ کر

یہ دستہ پانچ سو افراد کا تھا سخت غارت گر
کیا اُن ظالموں نے بند پانی آلِ اطہر پر

یہ کیسا پُر ستم کیسا یہ ہیبت ناک منظر ہے
ہے پانی بند اُن پر ملکِ جن کی حوضِ کوثر ہے

ہوا جب ختم پانی خیمہ ہائے آلِ اطہر کا
گھٹا دم تشنگی سے نونہالانِ پیغمبر کا

علم برادرِ اُمت حضرتِ عباسؓ بن حیدرؑ
بڑھے چالیس کس کا ساتھ لے کر مختصر لشکر

تھے بیس افراد مشکیزے لیئے خنجر بکف آگے
حفاظت کے لیئے تھے بیس اربابِ شرف آگے

کہا جب نعرۂ تکبیر مل کر سب نے میداں میں
ہزیمت چھا گئی اعدا کی افواجِ پریشاں میں

ہوا صرفِ ہزیمت عمر بن حجاج کا دستہ
ہر اک غازی نے بھر کر مشک کو گھر کا لیا رستہ

مبارک باد دی سرکار نے فوج حجازی کو
کیا اہل فلک نے مرحبا عباسؓ غازی کو

جوانانِ عرب زورِ یداللّٰہی کے پیکر تھے
پئے اعدا پیام مرگ یہ غازی دلاور تھے

ہزیمت کو آگے پیچھے کو ہٹیں حجاج کی فوجیں
نظر آنے لگیں بے پردہ نہر آپ کی موجیں

Marfat.com

چلے خیمے کی جانب بھر کے مشکیزوں میں جب پانی
عقب سے دشمنانِ دین نے کی تیر بارانی

ہوئے تیروں کی زد سے زخمی گویا بند مشکیزے
مگر محفوظ پھر بھی رہ گئے تھے چند مشکیزے

حجازی ہاشمی جب ہاتھ میں خنجر اُٹھاتے تھے
ترانے فتح و نصرت کے فرشتے مل کے گاتے تھے

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر 5

بندشِ آب کا ہولناک منظر

اِدھر امام عالی مقام کے پیشِ نظر بندشِ آب کا ہولناک منظر ہے اُدھر عمرو بن سعد کے پاس ابن زیاد کا جو حُکم نامہ آتا ہے کہ امامِ دوسرا اگر یزید کی بیعت پر راضی ہوں تو اُنہیں حراست میں لے کر دربار میں پیش کرو اگر نہ مانیں تو ان سب کو نہایت بیدردی کے ساتھ بھوکا پیاسا قتل کر دیا جائے القصہ امام عالی مقام نے جب پانی کی بندش سے اہل بیت کی پریشانی ملاحظہ فرمائی تو آپ نے ایک پیام عمر بن قرظہ کے ہاتھ ابن سعد کو بھیجا اُس پیام میں لکھا تھا کہ اے فرزندِ سعد تم آج کسی وقت رات کو مجھ سے آکر ملاقات کرلو امامِ حق کا یہ بھی سعد کو رات کے وقت اپنے پاس بلانا اِس لیئے نہیں تھا کہ آپ پیش آنے والی آفتوں سے گھبرا گئے تھے نہیں نہیں بلکہ اِس لیے تھا کہ آنے والی قومِ مسلم صلح اور امن کی راہوں سے خوب اچھی طرح واقف ہو جائے اور یہ بات آفتاب سے زیادہ زمانے میں روشن ہو جائے کہ امامِ دوسرا نے اپنی طرف سے جنگ کی کوئی صورت پیدا نہیں کی دوسری وجہ یہ تھی کہ آج کل کے جدت پسند یہ نہ کہیں کہ امام عالی مقام نے گفتگو کے ذریعے صلح واس کی کوشش نہیں کی تیسری وجہ یہ تھی کہ کوئی عذر میدانِ محشر کے لئے باقی نہ رہ جائے چوتھی وجہ یہ تھی کہ تاریخ عالم اس بات کی شاہد رہے کہ امام عالی مقام نے یزیدیوں کو ظلم وستم اور قیامت کی سختیوں اور دنیا کی رسوائیوں سے بچانے کی ہر چند کوششیں کی تاکہ کسی کو کسی قسم کی کوئی تنقید کا موقعہ نہ ملے چنانچہ امام عالی مقام کے قاصد نے ابنِ سعد کو امامِ حق کا پیغام پہنچا دیا ابنِ سعد دوسرا کا پیغام سنتے ہی فوراً چل پڑا اِدھر امام عالی مقام خیمے سے باہر ابنِ سعد کا انتظار کررہے ہیں اچانک سامنے سے ابن سعد در آتا ہوا نظر آیا تو امام عالی مقام بھی چند قدم آگے بڑھے اور حقِ استقبال ادا کیا اور دونوں میں بعد سلام کے گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا اور بہت دیر تک جنگ کے اصول پر بات چیت ہوتی رہی اور عمرو بن سعد نے امام عالی مقام کی ہر بات سے اتفاق

Marfat.com

کیااور خوشی ظاہر کی اللہ نے صلح کی راہ کو ہموار کر دیا امام عالی مقام نے فرمایا کہ میں ابھی واپس جانے کو تیار ہوں اور میں اِس کے لیے بھی تیار ہوں کہ امیر شام کو اگر یہ ڈر ہے کہ میں اُس کی بیعت کرلوں تو مجھے ایوانِ حکومت میں جانے دو میں خود بیعت کے سلسلے میں یزید سے گفتگو کرلوں گا امام عالی مقام کے اِس جملے کا بہت سے نافہم حضرات غلط مطلب نکالتے ہیں اور یہ کہتے پھرتے ہیں کہ امام عالی مقام نے محرم کی تین تاریخ ۶۱ھ کو یزید کی بیعت پر رضامندی ظاہر کر دی تھی یہ امام عالی مقام پر سراسر افترا ہے اور بہتان ہے اور سراسر عالی مقام پر تہمت لگانا ہے خدا ایسے خیالات سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے آمین یہاں بھی تمام حجت کا مسئلہ مدِ نظر ہے کیونکہ یہ بھی ممکن ہوسکتا ہے کہ یزید امامِ حق کی صورت دیکھ کر اپنی ہٹ دھرمی سے باز آجائے اور دونوں جہاں کی ذلت و رسوائی کا مرتکب نہ بنے اور یہ بھی اشتعال ختم ہو جائے جو کہ ایوان میں حاضری کے بارے میں ہوسکتا تھا چنانچہ ابن سعد نے عاملِ کوفہ کو عریضہ لکھا۔

لکھا حمد و ثنا کے بعد یہ مضمون سرِ نامہ
کہ اب شکرِ خدا کوئی نہیں ہے خوفِ ہنگامہ

نہیں اب اختلافِ رائے ہم میں اور سرور میں
ہوئی جاتی ہے ساری کشمکش یوں ختم دم بھر میں

حسینؓ ابنِ علیؓ اس بات پر ہیں صاف آمادہ
اُنہیں دارالخلافت بھیجنے کا ہم کریں وعدہ

جہاں سے وہ آئے ہیں وہاں واپس کیئے جائیں
اُنہیں طعنے نہ اُن کے جوش ملت پر دیئے جائیں

اُنہیں باہم جہاں چاہیں وہاں حکم جانے کا
نہیں اِس صلح میں موقعہ کوئی حیلہ بہانے کا

وہ ہیں تیار جانے کے لئے قصرِ خلافت میں
وہاں وہ پیش فرمائیں گے ہے جو عذر بیعت میں

Marfat.com

یہ اچھا ہے وہ ایوانِ حکومت میں چلے جائیں
امیر شام سے خود جا کے جو چاہیں وہ فرمائیں
خدا کا شکر ہے صلح کی یہ صورت نکل آئی
کہ ہو جائے گی ساری ختم اب ہنگامہ آرائی
شرائط صلح کی معقول سب معلوم ہوتی ہیں
بقائے امن اُمت کا سبب معلوم ہوتی ہیں
قبول اِس صلح نامہ کو اگر سرکار فرمائیں
بیک دم جس قدر فتنے ہیں برپا سارے مٹ جائیں

ابن سعد اور ابن زیاد کی باہمی مراسلت

چنانچہ صلح نامے کی تمام تدابیر عمرو بن سعد نے تحریر کر کے ایک قاصد کے ہاتھ دارالامارت میں ابنِ زیاد کے پاس بھیج دیں جب قاصد ابن سعد کا عریضہ لے کر ابنِ زیاد کے پاس پہنچا اور پیغامِ صلح نامہ عبیداللہ کے نام پیش کر دیا۔ ابنِ سعد نے ابنِ زیاد کے خط کو بڑے غور سے پڑھا اور پڑھ کر بہت خوش ہوا عمر بن سعد کے مدبرانہ عمل کی بہت تعریف کی اور خوش ہو کر کہنے لگا کہ مجھے یہ صلح نامہ منظور ہے کہ امام عالی مقام خود دربار میں صلح کے لیے بیعت کے سلسلے میں امیرِ شام سے گفتگو کر لیں پھر امیر شام جانیں اور امام عالی مقام جانیں ہمارے سر سے ناحق خون کے بادل چھٹ جائیں گے اور ہم ظلم و ستم ڈھانے سے بھی بچ جائیں گے اور خاندان مصطفیٰ ﷺ کے ناحق خون کا ٹیکہ بھی ہمارے ماتھے پر نہ لگے گا مگر اُس وقت دربار مین شمر ذی الجوشن موجود تھا جس کے خمیر میں اہل بیت پاک کی دشمنی کی گھٹی پڑی ہوئی تھی اُس نے ابنِ زیاد کی یہ صلح کی باتیں سن کر فوراً کہا کہ اے عاملِ کوفہ تجھے معلوم نہیں اِس میں کیا راز ہے مجھے اِس کی پوری خبر ہے ابنِ سعد راتوں کو چھپ چھپ کر امام عالی مقام سے جا جا کر ملتا ہے اور حسینؓ ابنِ علیؓ کو اپنا رہنما سمجھتا ہے تو بے عقل ہے عقل سے کام لے غور کر یہ یہاں زندہ چھوڑ دیئے گئے۔

یہاں سے ہٹتے ہی ہو جائے گی قوت اُنہیں حاصل
قلوب اُمتِ اسلام ہیں اُن کی طرف مائل

Marfat.com

خدائی اُن کے اخلاق وشمائل کی ہے گرویدہ
ہے دنیا اُن کی شکلِ پاک کی مشتاق نادیدہ

غضب ہو جائے گا اگر صلح پر دیدی رضا مندی
یہ بہتر ہے کہ فوراً بھیجئے احکام پابندی

کہی یہ بات بھی اک شمر نے کوفے کے عامل سے
اِنہیں منظور ہے گر بیعت یزید شام کی دل سے

ہیں بیعت یزید شام کا اقرار ہو جائے
کہ مخفی براز ہے جو اُس کا بھی اظہار ہو جائے

حقیقت جو چھپی ہے اِس میں وہ کھل جائے گی ساری
اب آگے تری مرضی ہے جو چاہیے حکم کر جاری

عبیداللہ پر شمرِ لعیں کا چل گیا جادو
کیئے احکام جاری ہو گیا غصے سے بے قابو

القصہ شمرِلعین کی مکاری کے جال میں ابنِ زیاد کو پھانس لیا نہایت غضبناک ہو حکم جاری کرتا ہے کہ اے ابنِ سعد تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میں امیر شام کی طرف کوفہ کا حاکمِ علیٰ ہوں اور مجھے اندرونی اور بیرونی تمام کوفے کے اختیارات حاصل ہیں اور فوج کا سارا نظام میرے ہاتھ میں ہے اور تجھ کو امیرِ شام نے میرا محکوم بنایا ہے میں امیر شام کی طرف سے ترا حاکم ہوں تجھے نینوا کی فوج کا جو افسر بنا کر کربلا میں بھیجا ہے کہ تو ڈھیل دیتا ہے اور دن بڑھاتا رہے اور حسینؓ کا وکیل بن کر حسین کی سلامتی کے لیئے کوشش کرے تجھے تو اس لیئے بھیجا ہے کہ تو حسینؓ ابنِ علیؓ کو ہر طرح کی تکالیف میں مبتلا کر کے امیرِ شام کی بیعت پر مجبور کرے تجھے جنگ کرنے کو بھیجا ہے نہ کہ صلح کا ثالث بنا کر بھیجا ہے تجھے یہ چاہیے تھا کہ تو بحثیت محکوم ہونے کے فوراً حکم کی تعمیل کرتا میں تجھے بحثیت حاکمِ اعلیٰ کے حُکم دیتا ہوں۔

سرِ میداں مرے احکام کی تعمیل ہو فوراً
حسینؓ پاک ہے باغی امیرِ شام کا دُشمن

Marfat.com

جو ہوں ممکن مظالم اُن کے لشکر پہ کیئے جائیں
مصائب پر مصائب پے در پے اُن کو دیئے جائیں

ہوں اتنی سختیاں اُن پر کہ تنگ آ جائیں جینے سے
نکل جائے امامت کا تخیل اُن کے سینے سے

اگر قرارِ بیعت وہ امیرِ شام سے کر لیں
بالفاظ دگر تو بہ نمود و نام سے کر لیں

تو اُن کو باندھ کر زنجیر سے لاؤ حراست میں
کرو حاضر اُنہیں فوراً ہی ایوان حکومت میں

نہ مانے اِس ہمارے حکم کو گر وہ کسی صورت
کرو فی الفور بے تکلف قتل و غارت

سر اُن کے کاٹ کر دربارِ عامل میں رواں کر دو
کچل دو اُن کی لاشیں اُن کے بے نام ونشاں کر دو

مرے اِس حکم کی تعمیل فوراً تم نے گر کر دی
عطا ہوں گے تمہیں بے حد خطاباتِ جواں مردی

نہ لڑ سکتے ہو تم ان سے اگر میداں میں جا کر
تو رہ سکتے نہیں تم نینوا کی فوج کے افسر

امان ہرگز سرِ میداں اُنہیں تم دے نہیں سکتے
بطورِ خود اماں دے کر اماں میں لے نہیں سکتے

اشتباہِ جنگ شمر کا حکم نامہ لے کر آنا

چنانچہ یہ احکامات تمام تحریر فرما کر شمر ذی الجوشن کو دیئے جن کے اندر یہ حکم تحریر تھا کہ ابنِ سعد اگر تم حسینؓ ابنِ علیؓ سے نہیں لڑ سکتے ہو تو خود کو معزول سمجھو اور سپہ سالاری کے تمام اختیاراتِ شمر ذی الجوشن کے حوالے کر دو اور حکومت رے کے تمام کاغذات شمر کو دے دو خلافِ عامل تم کچھ نہیں کر سکتے تف ہے تمہاری بہادری پر منسب اعلیٰ پر کہ تم ایسے بہادر ہو کر

Marfat.com

لڑنے سے ڈرتے ہو اور ابھی تک صلح کے میدان میں دوڑتے ہو تمہیں تو لڑائی کے میدان میں بہادری کے جوہر دکھانے کو بھیجا تھا اور زبانی شمر کو تاکید کر دی کہ ذرا ہوشیاری سے کام لینا عیاری سے کام لینا عیاری اور جاسوسی کالباس پہن کر جانا اور پہلے نرمی سے کام لینا اور ابنِ سعد کو اپنی عیاری کے پھندے میں پھانس لینا شمر یہ سب سن کر کربلا کے میدان پہنچتا ہے اور حکم نامہ ابن سعد کو دیتا ہے۔

نظم
عمرو بن سعد نے جب پڑھ لیا سارا ہی وہ نامہ
ہوا غصے سے لرزاں بے تحاشا صورتِ خامہ

کہا افسوس ظالم فتنہ پرور ابنِ مرجانا
نہ سمجھا صلح کے انجام کو آخر نہیں مانا

گذارش شمر نے کی مصلحت سے بے خبر ہو تم
ہے دشمن سامنے دشمن سے ناواقف مگر ہو تم

نگاہِ قہر سے دیکھا عمرو نے شمر کی جانب
نظر آیا اُسے یہ شمر کشت و خون کا طالب

کہا اے شمر یہ سب آگ تری ہی لگائی ہے
تیری فطرت میں پنہاں جذبۂ جنگ آزمائی ہے

عبیداللہ کو تو نے ہی اے شیطان بہکایا
یہ شعلہ جنگ کو تو نے ہی اُس کے دل میں بھڑکایا

مجھے معلوم ہیں اے شمر تیرے سارے منصوبے
ارادے سب ہیں ظالم تیرے کشت و خون میں ڈوبے

خوشامد سے عمرو کو شمر نے نرمی سے سمجھا کر
کیا غصے کو اُس کے سرد اپنی چال میں لا کر

کہا سلطان کہلاتے ہو تم رے کی حکومت کے
ہیں ملکِ شام میں چرچے تمہاری شان و شوکت کے

Marfat.com

بتاؤ یہ برائے جنگ اب کرنا تمہیں کیا ہے
کہا فوراً ہی ابنِ سعد نے دشمن سے لڑنا ہے

فرد ہوتے ہیں فتنے زباں کے تیغ و خنجر سے
بلا آئی ہوئی ٹلتی نہیں ہرگز کبھی سر سے

جب صلح کی کوئی امید نہ رہی

محرم کی نو تاریخ ہے امام عالی مقام کمر سے تیغ آبدار لگائے خیمے باہر تشریف فرما ہیں اور حضرت عباس اہل بیت لیئے ہوئے جلوہ افروز ہیں اچانک حضرت عباس نے محمد ابن سعد کو خیمہ کی طرف آتے ہوئے دیکھا اور اُس کے تیور کچھ بگڑے ہوئے نظر آئے حضرت عباس نے امام برحق سے عرض کیا کہ ابن سعد خیمہ کی طرف آتا ہے اور اُس کی حالت کچھ مشتبہ معلوم ہوتی ہے امام عالی مقام نے حضرت عباس سے فرمایا کہ تم جلدی جاؤ اور اسے راستے میں ہی روکو میں بھی عقب میں آتا ہوں حضرت عباس نے کہا سرکار کو آنے کی کیا ضرورت جو وہاں تشریف لائیں میں ہی کافی ہوں اگر اُس نے ذرا سی گستاخی کی تو اُس کا ابھی سر قلم کر کے سرکار کے قدموں میں ڈال دوں گا یہ کہہ کر عباس نے اپنے گھوڑے کو بڑھایا اور ایک آنِ واحد میں وہاں جا پہنچے اور ابن سعد کا راستہ روک کر فرمایا کہ خیر تو ہے کہ بے وقت آنے کا کیا مطلب ہے اور چہرے پر کیوں اداسی چھا رہی ہے عمرو بن سعد نے آہستہ سے عرض کیا کہ عباس گھوڑے سے اُتر کر میرے پاس آؤ حضرت عباس یہ بات سن کر گھوڑے سے اتر کر عمرو کے پاس تشریف لے گئے تو ابنِ سعد نے ایک خط حضرت عباس کو دیا جو کہ عامل کوفہ کا حکم نامہ تھا جو ابن سعد کو بھیجا گیا تھا ابنِ سعد نے خط لے کر کہا کہ یہ خط پڑھ کر اس کا سارا مضمون امامِ پاک کو سنا دو اور جو بھی امام عالی مقام اِس خط کے جواب میں ارشاد فرمائیں مجھے آن کر کہدو جاؤ جلدی جاؤ حضرت عباس نے اُس خط کو پڑھا تو قیامت کا منظر نظر آیا صلح کی ساری امیدیں خاک میں مل گئیں عباس نے اس خط کا مضمون پڑھ کر امام عالی مقام کو سنایا خط کے مضمون کو سن کر امام عالی مقام کی آنکھوں سے آنسو اُمنڈ آئے اور حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ابن سعد سے کہدو کہ ایک رات کی مہلت دے دے تاکہ ہم اپنے پروردگار سے

Marfat.com

استغفار کرلیں حضرت عباس نے یہ پیغام امام عالی مقام کا ابن سعد کو پہنچا دیا ابنِ سعد لوٹ کر اپنے لشکر میں آیا اور شمر سے کہا کہ امامِ حق ایک رات کی مہلت طلب کرتے ہیں شمر نے کہا آپ کو اختیار ہے مگر باغی کو مہلت دینا جرم ہے اِس پر بہت سے لوگوں نے کہا کہ اگر ویلم کے باغی ایک رات تو کیا دو رات بھی مہلت مانگتے تو دے دی جاتی اور اُس کو کوئی بھی جرم نہ کہنا قیس بن اشعث نے کہا کہ مہلت ایک بہانا ہے صبح کو طبلِ جنگ بجانا ہے اُدھر امام عالی مقام نے تمام افراد کو جمع کیا۔ (طبری جلد ۱۰-۲۹۶ ابنِ اثیر صفحہ ۳۰)

الغرض امام عالی مقام علیہ السلام نے اپنے تمام رفیقوں کو جمع کر کے پہلے مغرب کی نماز ادا کی محرم کی ۹ تاریخ ہے اور امام عالی مقام یہ آخری نماز پڑھا رہے ہیں نماز سے فارغ ہو کر امام عالی مقام نے اللہ سے دعا کی اور فرمایا۔

فضا میں خونِ ناحق کی جھلک معلوم ہوتی ہے
زمیں سے نا اُمیدی تا فلک معلوم ہوتی ہے

زمینِ کربلا پر دوسرا یہ پنجشنبہ تھا
ہر اک غازی تھا حیراں ہر مجاہد کو اچنبا تھا

محرم کی تھی ۹ تاریخ سورج چھپنے والا تھا
ابھی پھیلا ہوا ہلکا سا ہر جانب اجالا تھا

منادی نے صدا دی خیمہ ہائے پاک کے باہر
چلو اے سرفروشانِ وفا خطبہ سنو چل کر

ابھی مغرب سے پہلے حکم ہے سرکار والا کا
سنایا جائے گا پیغام تم کو حق تعالیٰ کا

سنی آواز یہ جس دم ہوئے خورد و کلاں حاضر
خدا کی باتیں سننے کو ہوئے پیر و جواں حاضر

ادب سے جھک گئے سر سرفروشانِ محبت کے
چلے جھونکے فضاؤں میں نسیم شامِ جنت کے

Marfat.com

بیاں حمد و ثنا کی پہلے فرزندِ پیمبر نے
کیا اِرشاد اُس کے بعد یہ زہرا کے دلبر نے

کہا اے میرے ہمراہ آنے والو اے خدا والو
مری باتیں سنو دل سے لے مرے مصطفیٰ (ﷺ) والو
تمہیں معلوم ہے کل صبح صبح روزِ محشر ہے
تمہارا دشمنِ جاں شام کا یہ سارا لشکر ہے

یزیدِ رو سیاہ تنہا مرے خوں کا پیاسا ہے
اُسے غم ہے حسین کیوں محمد (ﷺ) کا نواسا ہے
تمنا ہے رہِ حق میں مری یہ جان نکل جائے
مصیبت آنے والی سب تمہارے سر سے ٹل جائے

نہیں میں چاہتا مرے سبب تم پر آئے آفت
ابھی موقعہ ہے تم سب کو ابھی شب بھر کی ہے مہلت
اجازت با خوشی دیتا ہوں تم کو لوٹ جانے کی
نہ جانے رنگ کیا بدلے ہوا کل اِس زمانے کی
بہت جلدی کرو تم اپنے اپنے گھر چلے جاؤ
مصائب آنے والے جو ہیں اُن سے مخلصی پاؤ

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر 6

امام عالی مقام علیہ السلام کا اپنے رفقاء میں خطبہ

امام عالی مقام علیہ السلام تمام رفیقوں میں یہ تقریر فرمارہے ہیں کہ یزید ناخلف صرف مرے خون کا پیاسا ہے فقط مجھ سے ہی اپنی بیعت کا طالب ہے اور اُس کی نظر میں سب سے بڑا دنیا بھر میں ایک ہی بڑا دشمن ہوں تم لوگوں سے اُس کو کچھ دشمنی نہیں ہے میں تم سب کو باخوشی بارضاؤ رغبت اجازت دیتا ہوں کہ تم سب اپنے اپنے گھر واپس چلے جاؤ مری وجہ سے مصیبت کا بار اپنے سر پہ نہ اٹھاؤ مری دلی تمنا یہ ہے کہ پروردگارِ عالم اپنی راہ میں تنہا مری جان قبول فرما کر تم سب کو آنے والے مصائب سے بچادے اور تم کو ہمیشہ خوش وخرم اپنے دن پر قائم رکھے اور ساتھ ایمان تم کو دنیا میں زندہ رکھے اور میری ایک جان کی قربانی کو خداوند قدوس طفیل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مقبول فرمالے اور مرے دوستو اور بھائیو ابھی وقت ہے اِس رات کی مہلت ہے صبح کو میدان حشر کا منظر نظر آئے گا بس جلدی کرو اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو جاؤ

اُدھر سرکار والا جاہ کی تھی گفتگو جاری
اِدھر آنکھوں سے تھا ہر سننے والے کی لہو جاری

بھتیجے بھائی بیٹے اقربا احباب بیگانے
ہوئے جاتے تھے روتے روتے فرطِ غم سے دیوانے

کہا سرکارِ والا جاہ نے اولادِ مسلم سے
شہید عشقِ حق تعالیٰ ارم آباد مسلم سے

خدارا جاؤ تم جیتے رہو تم رہتی دنیا تک
ہو تم میرے جگر کا چین میری آنکھوں کی ٹھنڈک

کہا اولادِ مسلم نے ادب سے اے شہہ والا
ہوئی دنیا ہماری بعد مسلم تہہ و بالا

Marfat.com

دکھائے دن نہ وہ ہم کو خدا ہم بعد حضرت کے
رہیں زندہ جہاں میں اور دن دیکھیں مسرت کے

کہے گی کیا عقیل پاک کی اولاد کو دنیا
کہاں جا کر رہیں گے چھوڑ کر ہم آپ کو تنہا

خدا کو کیا ہم اپنا منہ دکھائیں گے سرِ محشر
چلے جائیں گے سرِ میداں جو تم کو چھوڑ کر سرور

کہا سرکار یہ شیوا نہیں ہے با وفاؤں کا
کہ ہٹ پیچھے کو جائیں دیکھ کر طوفاں جفاؤں کا

سرِ میدان بدلا لیں گے ہم مسلم کا دشمن سے
ہم اس کے بدلے کردیں گے ہزاروں سر جدا تن سے

کہا ہر فرد نے بڑھ کر ہرگز نہ جائیں گے
ملائیں گے عدو کو خاک میں یا سر کٹائیں گے

نوجوانانِ اہل بیتِ مصطفےٰ رحمۃ اللہ علیہ کی آخری رات:

امام عالی مقام اور سرفروشانِ اسلام میں ۹ محرم پنجشنبہ کی رات ہے جو کہ جوانان اہل بیت مصطفیٰ ﷺ کی آخری رات تھی جس رات میں نونہالانِ مصطفیٰ ﷺ جگر کو شانِ مرتضیٰ بازار امتحان سے دائمی زندگی کے گوہروں کی خریداری کے لیئے اپنی جان اور قسمت کا اندازہ کر رہے تھے سب کی نگاہیں شہادت کے دروازے پر جمی ہوئی تھیں بہار خلد حورانِ جنت کی کشش اپنی طرف کھینچ رہی تھی امامِ حق فرزندِ مسلم اور مسلم کے بھائی سے فرما رہے تھے کہ تم میرے شہید بھائی مسلم کی نشانی ہو میرے دل کی شادمانی ہو اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ یہ سُن کر ہر ایک نے کہا کہ ہم بازارِ امتحاں سے اپنی جانِ نقد و دے کر دائمی زندگی کے گوہر خریدیں گے ہر فرد اپنے جذبۂ جہاد عشق کا مظاہرہ کر رہا تھا اور شہادت کے نشے میں سرشار تھا کہ خطیب کوفہ مسلم بن عوسجہ اٹھ کر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

خطیب کوفہ اٹھے لے کے دل میں جوش ایمانی
پڑھیں آغاز میں پہلے تو کچھ آیات قرآنی

نہایت جوش میں تقریر کی محفل کو گرمایا
شہادت کا مکمل فلسفہ لوگوں کو سمجھایا

کہا تخلیق انساں خود دلیل مرگ جانی ہے
مدار زندگی یہ ہے جو پیدا ہے وہ فانی ہے

مٹانا چاہتا ہے حق کو باطل زور طاقت سے
ہمیں حق کی مدد کرنا ہے امکانی شجاعت سے

ہمارے ہاتھ میں جب تک سنان و تیغ و خنجر ہے
ہمارے سامنے جب تک یہ باطل کا لشکر ہے

جہاں تک دست و بازو کام دینگے کام ہم لیں گے
نہ ہرگز اک قدم ہٹنے کا پیچھے نام لیں گے

کہا آقا ابھی ہم سرفروشوں میں وہ ہمت ہے
ہمارے جوش پر موقوف دشمن کی ہزیمت ہے

عجب تیور سے ابنِ عوسجہ تقریر کرتے تھے
نکل کر منہ سے فقرے قلب کو تسخیر کرتے تھے

ہوا اک جوش تازہ آپ کی تقریر سے پیدا
صدائے مرحبا تھی خنجر و شمشیر سے پیدا

اٹھے غازی مجاہد تیغ بر کف یا علی کہہ کر
کہا مرنے کو ہم حاضر ہیں اے لختِ دلِ حیدر

چمک کر خود بخود تلوار جھومی ہر مجاہد کی
شجاعت کی زباں نے تیغ چومی ہر مجاہد کی

خطیب کوفہ مسلم بن عوسجہ کی تقریر نے سرفروشانِ اسلام میں ایک نئی روح پھونک دی رگ و ریشہ میں خون شہادت گردش کرنے لگا بازوؤں میں حرکت پیدا ہوئی قدم میدانِ جہاد

Marfat.com

میں جانے کے لیے بے قرار ہونے لگے تلواریں میانوں میں تڑپ اٹھیں ہر مجاہد نے امام عالی مقام کے قدموں پر ہزار جان قربان کرنے کا اظہار کیا شبِ عاشورہ کی کیفیت عجب تھی۔

شب عاشورہ دشت کربلا کا تھا عجب منظر
کہ تھے دو خیمہ زن میدان میں دو مختلف لشکر

بہتر (۷۲) ہے اِدھر تعداد دیکھو حق پرستوں کی
اُدھر ہے فوج کچھ اک لاکھ سے کم چیرہ دستوں کی

اِدھر خیموں پہ رحمت عرشِ اعظم سے برستی ہے
اُدھر دوزخ میں جانے والوں کی آباد بستی ہے

اِدھر ہر لحظہ ارمان شہادت میں ترقی تھی
اُدھر ساعت بہ ساعت خواب غفلت میں ترقی تھی

اِدھر کیف شہادت کی تھی سر مستی و سر جوشی
اُدھر تھی کوفیوں کی فوج میں ہر سمت مے نوشی

اِدھر مسروق نے بڑھ کر اذاں دی نور کے تڑکے
اُدھر شعلے نفاق و دشمنی کی آگ کے بھڑکے

اِدھر کر کے تیمّم خیمے سے غازی نکل آئے
اُدھر میداں میں شامی لے کے خود اپنی اجل آئے

اِدھر فرض خداوندی ادا ہوتا ہے میداں میں
اُدھر ہیں گشت وخوں کے مشورے فوج لعیناں میں

ستارے چھپے جاتے تھے فلک کے جیب و داماں میں
طلوع صبح کے آثار ظاہر تھے بیاباں میں

ہوئے فارغ نماز با جماعت سے شہِ والا
گلیم شب کو سورج نے نکل کر چاک کر ڈالا

بجا نقارہ طبلِ جنگ کی ہر جا صدا گونجی
ہوائے جنگ نے امن و اماں کی لوٹ لی پونجی

Marfat.com

وہ طبلِ جنگ کی آواز پیہم کان میں آئی
سواری عمرو ابنِ سعد کی میدان میں آئی
سپاہ عمر بن حجاج وفوج شمر ذی الجوشن
ہوئی دہنی طرف بائیں طرف آکر قیام افگن
سواروں کے رسالے پاپیادے فوج کے دستے
ہراک جانب سے وہ روکے ہوئے تھے امن کے رستے
بڑھے میداں کی جانب قیس وعُروہ کی قیادت میں
جنوں جنگ ظاہر قیس سے تھا جوش و وحشت میں
صفیں آراستہ جب ہوگئیں افواج شاہی کی
ہوئیں تلواریں عریاں سرفروشانِ گرامی کی
رواں ہونے لگیں نہریں نئی خونِ شہیداں میں
ہوئی برپا قیامت کربلا کے ہر بیاباں میں

عاشورۂ محرم اور یزیدی فوجیں

دس محرم بروز جمعہ جب یزید ناخلف کی فوجیں کربلا کے میدان میں آکر صف آرا ہوگئیں اور جوانان اہل بیت ہی اپنی چھوٹی سی جماعت کے ساتھ شامی فوج کے مقابل صف آرا ہوگئے دونوں طرف تلوارئیں بجلی کی طرح چمک رہی تھیں زرہ بکف سورج کی کرنوں سے جسموں کے اُپر دمک رہے تھے نیزے فضام میں بلند ہورہے تھے تیر ترکشوں میں کروٹیں بدل رہے تھے بہادران فوجِ شام کے دل ہاشمی شیروں کی ہیبت سے دہل رہے تھے اچانک زبیر ابن حضیر سرفروشانِ دین کی صف سے نکلتے ہیں جوکہ کوفہ کے رہنے والے ہیں امام عالی مقام پر جان قربان کرنے لیئے اہل بیت کے قافلے کی جماعت میں شامل ہوگئے تھے اپنا گھوڑا بڑھا کر ابنِ سعد کی طرف جاتے ہیں اور اُس کے قریب پہنچے تو آپ نے عمر کو مطلق سلام نہ کیا کیونکہ آپ نے یقین کے ساتھ یہ سمجھایا تھا کہ اہل بیت کا دشمن مسلمان نہیں ہوسکتا اس لیے آپ اپنے ابنِ سعد کو سلام نہ کیا محمد بن سعد نے آپ کا فعل اسلام کے خلاف پایا تو

Marfat.com

ترکِ سنت کا سبب پوچھا کہ ایک مسلمان کے لیئے یہ ضروری ہے کہ جب کسی مسلمان سے ملے تو سلام کے ساتھ ملے لیکن اِس کے خلاف مجھے آپ نے اس طرح جواب دیا۔

تجھے اسلام کیا کام سنت سے علاقہ کیا
کہ تو دشمن ہے جبکہ بے حیا سبط پیمبر کا

فرات اک عام یہ بہتے ہوئے پانی کا دریا ہے
ہر اک ذی روح پانی بے تکلف اُس کا پیتا ہے

مگر تو نے خلافِ ملت حق آلِ اطہر پر
کیا ہے تین دن سے بند پانی اے جفا پرور

محمد مصطفیٰ (ﷺ) زہرا کے لعلوں سے الجھتا ہے
مسلماں پھر بھی اے بد بخت تو خود کو سمجھتا ہے

مسلماں خود کو تو کس منہ سے کہتا ہے بتا ظالم
مسلمان کی ترے پاس ہے بُرہان کیا ظالم

نہیں آتا ہے تجھ کو رحم کچھ بھوکے پیاسوں پر
چھوڑا ہے فوج لے کر تو محمد (ﷺ) کے نواسوں پر

محبت سے جسے دیتے تھے بوسہ شاہِ پیغمبر
تو کرنا چاہتا ہے اس گلے پر ہی رواں خنجر

کہا شرما کے ابنِ سعد نے اے عابد و زاہد
مجھے رے کی حکومت کا یہ سودا ہے خدا شاہد

خلاف حکمِ عاملِ کچھ میں اصلا کر نہیں سکتا
اُنہیں آب وغزا پہنچاؤں ایسا کر نہیں سکتا

بریر ابنِ حضیر نے خوب ہی صلوٰتیں سنائیں ہر طرح کے طعنے دیئے ابنِ سعد نے شرما کر کہا کہ بریر یہ عاملِ کوفہ کی طرف سے اہل بیت پر سختیاں ہو رہی ہیں سچ تو ہے مجھے رَے کی حکومت نے دیوانہ بنا دیا ہے میں بہت چاہتا ہوں کہ ظلم وستم مرے ہاتھ سے سرزد نہ ہوں مگر دل پر اِس قدر دنیا کی ہوس نے غلبہ کیا ہے کہ مجھے اچھا بُرا کچھ نہیں سوجھتا چنانچہ بریر ابن

Marfat.com

حقیر ابن لعنت و ملامت کر کے واپس خیمہ کی طرف آتے ہیں اُدھر امام عالی مقام رفیقان اہل بیت کے تسلی و صبر کی تلقین فرما کر عزت اطہار کے پاس تشریف لے جاتے ہیں جب آپ کی ہمشیرہ حضرت زینب کی آپ کے روئے انور پر ہے تو چشم پُرنم ہو کر کہتی ہیں کاش موت آج میری زندگی کا خاتمہ کر دیتی آج فاطمہ مری ماں مرا باپ علی مرے بھائی حسن میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے مرے ماں جائے بھائی اُن سب کے تمہیں جانشین ہو اور ہم لوگوں کا سہارا ہو آپ نے بہن کو جواب دیا بہن حلم و وقار کا ساتھ نہ چھوڑو۔ بہن: میں آپ پر قربان میں آپ کے بدلے میں اپنی جان دینا چاہتی ہوں۔ امام: بہن ذرا چین سے رہنے دو زنیب۔ بھائی: آپ کا الگ ہونا مرے جگر کے ٹکڑے کیئے دیتا ہے اور یہ کہ کر شدتِ غم سے بے ہوش ہو گئیں امام عالی مقام نے بہن کے سر کو اپنے زانوؤں پر رکھا رمال سے منہ صاف کیا جب حضرت زنیب کو کچھ ہوش آیا تو امام عالی مقام نے کہا کہ بہن خدا سے تسکین حاصل کرو ایک نہ ایک دن سب کو موت آئے گی روئے زمین کے سب باشندے مرجائیں گے بہن صبر و رضا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو بہن میری شہادت کے بعد گریبان نہ پھاڑنا منہ نہ نوچنا اور بین نہ کرنا۔ ابنِ اثیر جلد ۴ ۵ الغرض کربلا کا شہزادہ مستورات کو تسکین و صبر رضا کی تلقین فرما کر بڑے استقلال کے ساتھ خیمہ سے باہر جلوہ گر ہوتا ہے میدانِ کربلا کا ذرہ ذرہ دہل جاتا ہے۔

عمامہ صاحب معراج کا باندھے ہوئے سر پر
دلیرانہ ہوئے خیمے سے باہر سبطِ پیغمبر

زِرہ حمزہؓ کی پہنی جسمِ اطہر میں سرِ میداں
کیا گھوڑے کو افواجِ عدو کے سامنے جولاں

قریب فوج آ کر فوج سے ارشاد فرمایا
مسلمانوں کہ دو ہے کون تم میں مرا ہم پایا

تم جانتے ہو میں کون ہوں

چنانچہ امام عالی مقام نے اِرشاد فرمایا کہ تم مجھے اچھی طرح خوب جانتے ہو کہ میں ہوں کون میں زہراؓ کا نورِ نظر ہوں فرزندِ فاتحِ خیبر ہوں محبوب کبریا کا لختِ جگر ہوں ابو طالب کا پوتا

Marfat.com

ہوں محمد ﷺ کا لاڈلا نواسہ ہوں میرے نانا شافعِ محشر میں میرے بابا ساقیِ کوثر ہیں میرے چچا عقیل و جعفر ہیں میں رسولِ اکرم ﷺ کی لاڈلی بیٹی فاطمہ کے گھر کا چراغ گلشنِ مصطفیٰ ﷺ کا پھول ہوں جگر گوشۂ بتول ہوں میں نے کیا تمہارے ملک کے کسی حصہ پر قبضہ کیا ہے یا کسی کو قتل کیا ہے میں خود بخود یہاں چھڑ کے نہیں آیا بلکہ مجھے بڑی منت وسماجت سے یہاں بلایا گیا ہے اے قیس اے حجاج اے اشعث اے شیعانِ علی کیا تم نے مجھے خطوں پر خط بھیج کر نہیں بلایا کیا یہی مہمانی کا طریقہ ہے جو تم نے اختیار کیا ہے خدارا میرے قتل سے باز آؤ اپنی عاقبت برباد نہ کرو قیامت کے دن سے ڈرو خود کو دوزخ کی بڑھکتی ہوئی آگ سے بچاؤ کل سرِ محشر میرے نانا کو کیا منہ دکھاؤ گے میرے ناحق خون کا خدا کو کیا جواب دو گے۔

بلند آواز سے اِس زور کی تقریر فرمائی
سپاہ شام پر ہیبت شہ ذی جاہ کی چھائی

پس حمد ثنا نعتِ رسلِ حق بجا لائے
حقوق عبدیت اللہ کے بندو کو سمجھائے

کہا اے فوج والو میں جو کہتا ہوں سنو اُس کو
نہیں یہ مدعا جو میں کہوں تم مان لو اُس کو

مجھے اتمام حجت کے لیئے کچھ تم سے کہنا ہے
کہ تبلیغ اُمور دینِ حق فرض کفایا ہے

کہا بے غیرتی سے قیس بن اشعث نے شرما کر
اِطاعت کیوں نہیں کرتے عُبیداللہ کی سرور

یہ فقرہ سُن کے چہرے پہ شہہ دیں کے جلال آیا
کمینے کی بد اخلاقی کا رہ رہ کے خیال آیا

نگاہِ غیض ڈالی قیس پر غصے سے فرمایا
کروں میں ملحدِ بے دین کی اطاعت ایسے فرمایا

گوارا فاسق و فاجر کی اطاعت کی نہیں جاتی
اہانت ملتِ اسلام می دیکھی نہیں جاتی

Marfat.com

میری یہ التجا ہے بندگانِ کبریا سب سے
اماں میں چاہتا ہوں اپنے رب سے آپ کے رب سے
مکمل وعظ اک عنوان تھا رُشدو ہدایت کا
کیا حق آپ نے پورا ادا اتمام حُجت کا

چنانچہ امام عالی مقام کی فوجِ شام سے گفتگو جاری تھی جب گفتگو کا سلسلہ ختم ہونے کو آیا تو زہیر پاک کوفی فوجوں کی طرف بڑھے اور للکارا شاہی افواج سے کہا کہ اے مسلمانو! یہ کیسی مسلمانی ہے یہ کیا اندھیر ہے کہ مسلمان ہو کر تم مسلمانوں کے سردار سے برسرِ پیکار ہو تم لوگوں کو اپنی مسلمانی کا ذرہ برابر بھی پاس نہیں رہا ابھی موقعہ ہے اپنے بد کردار سے توبہ کر لو تاکہ روزِ محشر خدا و مصطفیٰ ﷺ کے سامنے شرمندگی نہ ہو اور دوزخ کی طرف نہ جانا پڑے حسینؓ ابنِ علی اب بھی تم سے صلح کے طالب ہیں خدارا میرے کہنے کو مان لو تمہیں جلاد ابنِ زیاد نے دوزخ کے کنارے پر لا کر کھڑا کر دیا ہے عبید اللہ بے دین پر لعنت کرو اُس سے دور ہو کر امام عالی مقام کی خدمت کا شرف حاصل کرو اور اپنی دنیا وعقبہ کو سنوار لو خدا اور رسول کو راضی کر لو دونوں جہان کی رسوائی سے بچو اللہ کے غضب سے ڈرو۔ دیکھو قبر میں بعد مرنے کے عبید اللہ تمہارے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ہی روزِ محشر تمہاری کچھ مدد کر سکتا ہے اگر قبر میں آئے گا تو حسینؓ کا نانا کام آئے گا زہیر شیر دل کی یہ باتیں سن کر کوفی حسد کی آگ سے بھڑک اٹھے اور زبانوں سے بکواس کرنے لگے شمرِ لعین نے جھلا کر کمان سے تیر چھوڑا اور کہا کہ او قیس کے بیٹے منہ کو بند کر مسلمانوں کو بیدین کہتا ہے دین کی اتباع کرنے والوں کو مغضوب بتاتا ہے شمر ذی الجوشن کی یہ بات سُن کر زہیر شیرل دل نے شمر کی طرف رُخ کیا۔

نظم: ہیر آگے بڑھے او شمر سے غصے میں فرمایا
کہ اے گستاخ تو ہے اک سگِ مغرور چوپایا
تجھے کیا دین دے مطلب ترا دوزخ ٹھکانا ہے
تیرے کردار بد سے با خبر سارا زمانہ ہے
بڑھی جب بات دونوں سمت سے خنجر نکل آئے
صفوں میں برہمی پیدا ہوئی لشکر نکل آئے

Marfat.com

زہیر پاک کو آواز دی شاہ شہیداں نے
بلایا پاس اُن کو اپنے ابنِ شاہ مرداں نے

عمرو بن سعد نے بھی شمر کو آواز دی فوراً
ہوا میداں سے وہ بے دین واپس شمر ذی الجوشن

مقابل فوج کے جب فوجِ خوں آشام آتی ہے
زبانی گفتگو اُس دم نہ کوئی کام آتی ہے

چنانچہ جب یہ خبر قرب و جوار کے دیہاتوں میں پھیلی کہ اہل بیت مصطفیٰ ﷺ کربلا کے میدان میں خیمہ زن ہیں اور یزید نے ان کے لیئے پانی بند کر دیا ہے اور اُن پر بارہ ہزار فوج کا سپہ سالار عمرو بن سعد کو بنا کر چھڑائی کی ہے اور ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے اِس خبر کے پاتے ہی جو عُشاقانِ اہل بیت تھے وہ جوق در جوق امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہونے لگے تا کہ اپنی جانیں تو شاہِ کربلا کے قدموں پر قربان کریں ادھر ابن سعد نے کمان میں تیر چھڑایا اور اپنے تمام لشکر سے مخاطب ہوا کہ گواہ رہو کہ امیر شام کے مخالفوں پر پہلے میں نے حملہ کیا ہے اور یہ کہہ کر ابنِ سعد نے جانثارانِ مصطفیٰ ﷺ کی جماعت پر تیر چلایا جنگ کی ابتدا کر دی تو لشکرِ شامی کی صف سے اسلم بن عمرہ میدان میں آیا اور مبازر طلب کیا اِدھر امام عالی مقام کی خدمت میں جو دیہاتوں کے رہنے والے جانیں قربان کرنے کو آرہے تھے اُن میں سے ایک محبّ اہل بیت کا حال نقل کرتا ہوں انہیں ان میں ایک وہب بن عبداللہ کلبی ہیں جن کی اٹھتی ہوئی جوانی ہے ابھی شادی کو سترہ دن ہوئے ہیں اور آپ کی والدہ بیوہ ہیں جب وہب بن عبداللہ باہر کے کام سے فارغ ہو کر گھر آتے ہیں تو آپ کی والدہ آپ کے گلے میں باہیں ڈال کر روتے ہوئے کہتی ہیں۔

تجھے خونِ جگر اپنا پلایا کر میں نے پالا ہے
میرے نورِ نظر تو ہی مرے گھر کا اُجالا ہے

سُلایا ہے تجھے سوکھے میں میں گیلے بن سوئی ہوں
یتیمی پر تری میں عمر بھر برجستہ روئی ہوں

جہاں میں خود کو کھو کر بھی میں نے تجھ کو پایا ہے

Marfat.com

بڑی مشکل سے یہ وقتِ جوانی تیرا آیا ہے
تیرے والد تو تجھ کو چھوڑ کمسن ہوئے رخصت
مگر میں نے نہ آنے دی تری جانب کوئی کلفت
کیا قربان تجھ پر میں نے اپنے عیش و عشرت کو
رکھا مدِ نظر ہر دم ترے آرام و راحت کو
مرے لختِ جگر تو ہی میر آنکھوں کا تارا ہے
جہاں میں بس تو ہی ٹوٹے ہوئے دل کا سہارا ہے
وہب کی والدہ رو رو کر یہ اظہار کرتی تھیں
ہر اک ہچکی پہ بیٹے سے یہی اصرار کرتی تھیں
سکونِ قلب و جاں ہے بس میرا تو ہی زمانے میں
تیرا ہی دم ہے دولت مرے الفت کے خزانے میں

ماں بیٹے کا مثالی ایثار

فرمانبردار بیٹے نے نہایت ادب سے ضعیف ماں کی خدمت میں عرض کیا کہ اے مادرِ مہربان تمہارے پاک قدموں پہ مری جان قربان۔ میں نے جب سے میدان عقل میں قدم رکھا ہے آج تک آپ کی نافرمانی نہیں کی اے میری مہربان ماں اپنی بے قراری اِس گریہ زاری کا کچھ تو سبب بیان کرو اگر آپ نے بے قراری دور کرنے میں میری جان بھی صرف سو گئی تو میں دریغ نہ کروں گا وہب کی والدہ نے جب وہب کی زبان سے یہ کلمے سنے تو اور دھاڑئیں مار مار کر رونے گی اور روتے روتے فرمانبردار بیٹے سے کہا کہ تجھے معلوم ہے مصطفیٰ ﷺ کے جگر پارے فاطمہ زہرا کی آنکھوں کے تارے بے سہاروں کے سہارے فاتح خیبر کے دُلارے جگر گوشۂ رسول فرزندِ بتول گلشنِ حیدر کے خوشبو دار پھول تمام اُمت کے سردار اولیا کے تاجدار غمزدوں کے غمگسار جنت کے مالک و مختار کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں خیمہ زن ہیں اور یزید ناخلف نے تین سے مصطفیٰ کے لعلوں کے لیے آب و دانہ بند کر رکھا ہے بیاسی ہزار فوجِ خوں آشام کو اُن کے خون سے ہولی کھیلنے اور اُن کے خون سے نہانے کو

Marfat.com

میدانِ کربلا میں جمع کر دیا ہے اے میرے پیارے بیٹے کیا تو اپنی ناچیز جان کو مصطفیٰ ﷺ کے پیارے لعلوں زہرا کے پالوں پر قربان کر دے گا فرمانبردار فرزند نے فوراً کہا کہ ہمارے ایسے نصیب کہاں جو ہماری ناچیز جان مصطفیٰ کے لعلوں کے قدموں پر نثار ہو یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہے ہمارے حال پر بڑا احسان ہے کہ ہم کو یہ موقعہ غایت فرمایا ہے مری والدہ اتنی مجھے اجازت دے دو کہ میں اپنی شریک حیات سے اجازت لے لوں کیونکہ ابھی اُس نے جی بھر کے مری جوانی کی بہار بھی نہیں دیکھی ہے والدہ نے کہا کہ بیٹے عورت نافہم ہوتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں فریب دے کر عیاری کے جال میں گرفتار کرے اور تم اِس سعادت عظمیٰ سے محروم رہ جاؤ وہب نے اپنی والدہ سے یہ بات سن کر کہا مادرِ مہربان اب تو دل میں عشق اہل بیت کا ایسا چراغ روشن ہوگیا ہے جسے دنیا کی کوئی تیز تند آندھی نہیں بجھا سکتی فرمانبردار بیٹے سے ماں نے یہ سن کر مرحبا کہا اور آنکھوں سے آنسو بہا کر نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا عورت بڑی عیار ہوتی ہے بولی کے دامِ فریب میں نہ آ جانا وہب نے احتراماً جواب دیا کہ اگر اِس راہ میں اُس نے ذرا بھی رکاوٹ دینے کی کوشش کی تو اُسے فوراً آزاد کر دوں گا آپ بالکل مطمئن رہیں میں کسی قسم کے فریب میں آنے والا نہیں ہوں یہ کہہ کر وہب اپنی نئی نویلی دُلہن کے پاس گئے اور اس سے جا کر کہا کہ اے مری پیاری شریک حیات تمہیں معلوم ہے کہ خاندان مصطفیٰ کربلا میں خیمہ زن ہے اور یزید تین دن سے اُن کے لیے آب و دانہ بند کر رکھا اور اُن کا ناحق خون بہانے کو میدان کربلا میں بیاسی ہزار فوج جمع کر دی ہے میرا ارادہ ہے کہ اپنی ناچیز جان کو فاطمہ کے لعل کے قدموں پر قربان کر دوں وہب کی دُلہن نے یہ سن کر خوش ہو کر کہا کہ کاش اسلام میں عورتوں کا میدانِ جنگ میں جانا جائز ہوتا تو میں بھی اپنی ناچیز جان کو سلطانِ کربلا نوشۂ جنت کے قدموں پر نثار کرتی مگر کیا کروں اسلام اِس کی اجازت نہیں دیتا الغرض ماں اور بیٹا اور بہو وہاں چل کر امام عالی مقام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے ہیں اور حضور پر جانثاری کی اجازت لیتے ہیں امام عالی مقام نے وہب کو سینے سے لگایا اور وہب کی التجا قبول فرمائی وہب کی بیوی نے عرض کیا اے مرے پیارے شوہر میں نے ابھی دل بھر کے تیرا چہرہ بھی نہیں دیکھا ہے اور تو نے جنت میں جانے کی تیاری کر دی مرے سرتاج جب اہل بیت کے ساتھ تم جنت جاؤ گے تمہارے لیئے بہشت میں بے شمار نعمتیں حاضر کی

Marfat.com

جائیں گی تو تم مجھے اُس وقت نہ بھول جانا پھر سرکار کی خدمت میں عرض کیا کہ نہ تو میرا باپ ہے اور نہ مری ماں ہے مرا دنیا میں کوئی نہیں ہے میری یہ التجا ہے کہ مجھے اہل بیت اپنی کنیزوں میں جگہ عطا فرمائیں اور جو عمر باقی ہے وہ اِن کی خدمت میں گذاروں وہب نے عرض کیا اے امام حق اگر مجھے حضور سید عالم ﷺ کی شفاعت سے جنت ملی تو میں عرض کروں گا کہ یہ عورت مرے ساتھ رہے گی میں نے اِس سے عہد کیا ہے وہب اجازت لے کر میدان کی طرف چل لیے لشکر اعدا نے دیکھا کہ ایک جوان خوبرو میدان میں آتا ہے

ابھی ہونے ہی والا جنگ کا تھا سلسلہ جاری
سرِ میداں آیا ابنِ جوزہ اک ناری

کہا لوگو کہیں تم میں حسینؓ ابنِ علی بھی ہیں
حصارِ نار کے قیدی جناں کے مدعی بھی ہیں

سمجھ کر ابنِ جوزہ کو کسی غازی نے دیوانہ
کہا وہ سامنے ہیں سرورِ دیں اس طرف جانا

یہ ناری خدمتِ والا میں آ کر برملا بولا
خدا نے زندگی میں تم پر ہے دوزخ کا در کھولا

ہوئے سرکار غمگیں کی دعا اے حضرتِ باری
نواسے کو ترے محبوبؐ کے کہتا ہے یہ ناری

یکایک آگ کا شعلہ اٹھا رگ بیاباں سے
فرس بھڑکا گرِا راکب ٹرالے سازو ساماں ہے

رکاب اک پیر کی ٹوٹی رکاب اک پیر میں اُلجھی
زمیں پر سر تھا لیکن ساقِ پا مرکب سے تھی اونچی

چنانچہ ابنِ جوزہ کا گھوڑا آگ کے شعلے کو دیکھ کر بڑھ کر بھاگا ابن جوزہ کا ایک پیر رکاب کے اندر گھوڑے کی زمین سے اونچا ہوگیا اور ایک رکاب ٹوٹ گئی گھوڑے نے اِدھر اُدھر چکر لگا کر اُس کو آگ کی خندق میں گرادیا اور وہ سب کی نظر کے سامنے جل کر جہنم میں داخل ہوا امام عالی مقام نے خیمہ کے چاروں طرف خندق کھدوا کر اُس میں آگ روشن کر

Marfat.com

دی تھی تا کہ کوئی عقب سے خیمہ پر حملہ نہ کرے ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ایک ناری آیا اور اُس ناخلف نے سرور دیں سے کہا اے حسین دیکھو نہر فرات کیسی موجیں مار رہی ہے مگر تمہیں اِس کا ایک قطرہ بھی پینے کو نہ ملے گا امام عالی مقام نے اُس کے لئے بھی بددعا فرمائی کہ اُس کا مرکب اُسے لے کر جنگ کی طرف بھاگا اور یہاں تک کہ وہ دھوپ کی تاب نہ لا کر پانی طرف آیا اور گھوڑے سے پیشاب کی حاجت کو بیٹھا تو اُس کو ایک بچھو نے ڈس لیا وہ مردود تڑپنے لگا اور پانی پانی پکارنے لگا اور تڑپ تڑپ کر اپنی جان کو دوزخ کے حوالے کر دیا اُدھر ابنِ سعد نے جنگ کی ابتدا تیر پھینک کر دی یکا یک شامی فوج سے۔

بسارو سالم و عمر فوجِ شام سے نکلے
کہا لڑنے کو کوئی لشکر اسلام سے نکلے

اُنہیں دیکھا تو اُن کے دیکھنے والوں نے پہچانا
کہ ہیں دونوں غلامانِ زیاد ابنِ مرجانا

اجازت لے کر عبداللہ کلبی آئے میداں میں
فضائے آسماں سے بجلیاں کوندیں بیاباں میں

کہا سالم نے کیا نام نشاں ہے خانداں کیا ہے
نہیں تم میں کوئی کیا با وجاہت نوجواں کیا ہے

یہ بہتر تھا کہ مرنے کے لیئے وہ بدنصیب آتے
سرِ میداں زہیر آتے بریر آتے حبیب آتے

کہا سالم سے عبداللہ نے خاموش بے غیرت
غلاموں پر اُٹھانا ہاتھ ہے اشراف کی ذلت

یہ سُن کے فقرے عبداللہ کے جل بھُن گیا سالم
بڑھا شمشیر لے کر ان میں غازی کی طرف ظالم

لگا تلوار پر تلوار پر۔ برسانے مجاہد پر
مگر رد کر دیا غازی نے ہر اک وار بد اختر

Marfat.com

مثالِ شیر پھر میدان میں ایک بار غازی نے
عدو کے سر پہ ماری کھینچ کر تلوار غازی نے

بڑی تلوار خود پر اور خود کو کاٹ کر نکلی
کیئے سر کے بھی دو خونِ جگر کو چاٹ کر نکلی

صفائی وہ دکھائی تیغ عبداللہ نے ان میں
کہ ہل چل مچل گئی ہیبت سے ہر سو فوج دشمن میں

یزیدی لشکر کی بزدلی بڑھتی ہے

وہب بھی عبداللہ کلبی کی لڑائی کا نقشہ دیکھ کر لشکر یزید پر بزدلی کے بادل چھا گئے اور لشکرِ شام میں کسی کو میدان میں وہب کے سامنے آنے کی ہمت نہ رہی اور شیر عبداللہ کلبی میدان میں شیرِ زیان کی طرح للکار مبازر طلب کر رہے ہیں اور بہت سی لعنت و ملامت کر رہے ہیں اپنی بہادری کے جوہر دکھاؤ مگر کسی کو ہمت نہ ہوئی جو اُن کے مقابلے کو آتا ناچار وہب اپنے گھوڑے کو دوڑا کر قلب دشمن پر حملہ آور ہوئے جو مبازر سامنے آتا اُس کو نیزے کی نوک پر اٹھا کر خاک پر پٹک دیتے یہاں تک کہ نیزہ پارا پارا ہو گیا تو وہب نے تلوار بجلی کی طرح میان سے نکالی اور بہت سے تیغ زنوں کی گردنیں اُڑا کر خاک میں ملا دئیں یزیدی فوج کے جوان وہب سامنے آتے ہوئے جانیں چرانے لگے جب عمرو بن سعد نے یہ حال دیکھا کہ وہب کے سامنے جانے کی کسی کو ہمت نہیں پڑتی تو اُس نے کہا کہ اے بُزدلو تم ایک نوجوان کے مقابلے کی تاب نہیں رکھتے تو وہب کو چاروں طرف گھیر کر تیروں کی بارش کردو۔

سپاہِ شام نے حکمِ عمرو بن سعد سے بڑھ کر
کیا چاروں طرف سے حملہ عبداللہ کلبی پر

یہ دیکھا جنگ کا نقشہ تو عبداللہ کی بیوی
سرِ میداں چلی آئیں مدد کو اپنے شوہر کی

عجب جوشِ جہاد عجب جوشِ شہادت تھا
کہ مستورات کو بھی عرصۂ پیکارِ جنت تھا

Marfat.com

کہا شوہر نے واپس جاؤ اے بانوئے باعزت
ہو میرے سامنے جنگ آزما تم ہے میری ذلت

شہہ دیں نے بھی اُمِ وہب کو شفقت سے سمجھایا
سُنایا حُکمِ قرآں جنگ کے میداں سے لوٹایا

بڑھا جوشِ شجاعت قلبِ عبداللہ غازی میں
رہا مصروف یہ جانباز پیہم ترکِ تازی میں

بہت سے کوفیوں کو شامیوں کو جان سے مارا
پھرے منہ دشمنوں کے جنگ سے اِس شان سے مارا

یزیدی فوج میں بن کر اجل پھرتے تھے عبداللہ
مثالِ شیر میداں میں لگاتے ضرب اللہ

وہب پر ہر طرف سے ہو رہی تھی تیر بارانی
لہو زخموں سے جاری اِس طرح تھا جیسے ہو پانی

رضائے حق میں کھا کر زخم رہ کر صابر و شاکر
شہید فی سبیل اللہ عبداللہ ہوئے آخر

چنانچہ وہب بن عبداللہ کا دشمنان دین نے سرتن نازنین سے جدا کر کے اہل بیت کی طرف خیمہ کے حدود میں پھینک دیا وہب کی والدہ نے دوڑ کر اپنے لختِ جگر کے سر کو اٹھا کر فرطِ محبت سے سینے سے لگایا شہید عشق حق کی پیشانی کو چوما اور خیمہ کے اندر لے کر آئیں وہب کی بی بی سر کے قریب آ کر پروانہ وار اپنے بہادر شوہر کے سر پر قربان ہو جاتی ہے اور روح جسمِ نازنیں سے پرواز کر کے خلدِ بریں میں اپنے شہید شوہر کے پاس پہنچی وہب بن عبداللہ کلبی کی شہادت کے بعد ایک بار پھر امام عالی مقام نے شامی افواج سے خطاب کیا اور پھر ایک بار صلح دامن کی کوشش کی تا کہ تاریخ عالم گواہ رہے کہ شہہ دین و دنیا نے آخری دم تک صلح دامن کی کوش کی اور ہر چند یہ چاہا کہ شامہ اور کوفی دوزخ میں جائیں گے مگر دوزخ اُن کی قسمت میں مقدر ہو چکا تھا ان کے قلبوں پر ربِ کائنات نے مُہر لگا دی تھی اُن کی آنکھوں پہ شیطان نے غفلت کے پردے ڈال دیئے تھے اُن کے کان حق سنے کے

Marfat.com

لیے بند تھے اُن کا ہدایت پر آنا غیر ممکن ہو گیا تھا ادھر قرب و جوار کے دیہاتوں میں جو نونہالان مصطفیٰ ﷺ کے فدائی تھے یکے بعد دیگرے امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور اپنی اپنی جانیں قربان کرتے ہیں اور بہت سے کوفیوں اور شامیوں کو داروغۂ دوزخ کے حوالے کر کے خود بھی شہادت کا جام نوش فرما کر ہمیشہ کے لیئے زندگی حاصل کرتے ہیں ایسی زندگی جس کے لیے پھر موت نہیں ایسی زندگی کہ جس زندگی میں ہر وقت دیدارِ حق تعالیٰ حاصل ہو اور طاقت پرواز فرشتوں سے کہیں بڑھ کر ہو ایسی زندگی کہ جس زندگی کی خود زندگی دینے والا تعریف کرے اب کوئی قرب و جوار کا شہیداے اہل بیت باقی نہیں ایسی اثنا میں جنوں کا سردار جعفر جن امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور امامِ دوسرا سے عرض کرتا ہے کہ حضور مجھے میدان میں لڑنے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو دم زدن میں کوفی اور شامی فوجوں کو خاک کا ڈھیر بنا دوں گا امام عالی مقام نے اُس کو تصرف اور اپنا اختیار خداداد دکھایا اور ایک ٹھوکر زمین پر ماری کہ فوراً میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا امام عالی مقام نے فرمایا میں رضائے الٰہی کے لیے ضبط کا قفل اپنے اختیار کے دروازے پر لگا رکھا ہے جس کی کنجی شہادت کا جام ہے اور میں یہ نہیں کمزور اور قوی کا مقابلہ کروں وہ یہ کہہ کر آپ نے جنوں کے سردار کو واپس کر دیا اتنے میں ہی لشکر یزید ابنِ حفیر شہد کربل سے اجازت لے کر اُس کے معقل للکارتا ہوا میدان میں آتا ہے اور مبارز طلب کرتا ہے اِدھر سے حضرت بریر ابنِ حفیر شہِ کربل سے اجازت لے کر اُس کے مقابل آئے یزید ابن معقل نے یہ سمجھا کہ تین دن کی بھوک پیاس نے انہیں پریشان کر دیا ہو گا یہ سوچ کر اُس نے کہا کہ کیا حال ہے حضرت بریر نے جواب دیا اللہ کا شکر ہے کہ میرے پاس دولتِ ایماں ہے اور میں شاد ہوں پر ناری نے کہا بریر کو جھوٹا ہے اور ہمیں تو بے ایمان تصور کرتا ہے بریر نے کہا کہ تصور نہیں کر میں یقین سے کہتا ہوں کہ تم لوگوں کے پاس ایمان کا ذرہ بھی نہیں ہے اُس کی علامت یہ ہے کہ جن کی محبت و غلامی ایمان کی جان ہے جن کے قدم پاک کے صدقے پروردگار ایمان کی دولت عطا فرماتا ہے تم نے اُس کی دشمنی پر کمر باندھی ہے اِس سے بڑھ کر تمہاری بے ایمانی کی اور کیا دلیل ہوگی بریرؓ سے بات سن کر بے دین جھلا گیا اور کہا کہ اے نہر فرات کے محتاج۔

Marfat.com

یہ کہہ کر کھینچ لی تلوار غازی کی طرف جھپٹا
مگر اُس کو بھی غازی نے بہت ڈانٹا بہت ڈپٹا

بجائے تیغ کے نیزہ لیا ابنِ معقل نے
بریر پاک بھی خنجر بکف آگے لگے چلنے

کہا اللہ اکبر تیغ چھوڑی سر پر موزی کے
کیے اک وار میں سر اور خود سر کے بھی دو ٹکڑے

رضی فرزند معقل نے کیا پہلو سے وار آ کر
مگر غازی نے دے مارا زمیں پر اُس کو کترا کر

ارادہ تھا کہ خنجر سے رضی چیر دیں سینہ
کہ آ کر کعب بن جابر نے پیچھے سے بصد کینہ

کیا پشت بریر پاک دل پر وار نیزے کا
غضب تھا جاں ستاں زخمِ جگر افگار نیزے کا

بریر اٹھنے نہ پاتے تھے فوراً کعب نے بڑھ کر
چلایا تیز دستی سے گلو نے ناز پر خنجر

رہی قائم نہ یہ زور آزمائی چند ساعت بھی
ہوئے واصل بحق آخر بریر پاک طینت بھی

ملامت کعب پر کی کعب کی بی بی نے جھلا کر
کہا میں عمر بھر تجھ سے نہ اب بولوں گی غارت گر

کیا دھوکے سے تو نے اک غازی مجاہد کو
کہاں اب پائیں گے ایسے زاہد ایسے عابد کو

حضرت بریرؓ ابنِ حضیرؓ شہادت کے بعد عمر بن قرظہ انصاریؓ امامِ حق سے اجازت لے کر میدان میں آتے ہیں اور قوتِ ایمانی کے خوب جوہر دکھاتے ہیں جو بے دین سامنے وہ دوزخ کی سفر کرتا ہے لشکرِ اعداد پر آپ کی ہیبت طاری ہو جاتی ہے آپ اپنے گھوڑے برق رفتار چمکا کر بجلی کی طرح فوج یزید پر حملہ آور ہوتے ہیں کشتوں کے پشتے لگا دیتے ہیں

Marfat.com

چاروں طرف سے آپ پر تیروں اور نیزوں کی بارش ہو رہی ہے جسمِ اطہر پر نیزوں اور تیروں کے سینکڑوں زخم ہیں لیکن آپ پر ذوقِ جہاد عشق کا ایسا غلبہ تھا کہ تن کا آپ کو کچھ ہوش نہ تھا بہت سے بے دینوں کو جہنم کا راستہ دکھا کر خود بھی شہادت کا ساغر نوش فرما کر جنت کو راہی ہوئے سید عشق کا بڑا دھوکہ لشکرِ اشرا میں شامل تھا نونہالانِ مرتضیٰ سے لڑنے کو میدان میں آتا ہے ابھی اچھی طرح میدان میں آ کر کھڑا بھی نہ ہوا تھا کہ نافہ مرادی نے آپ کے سر پہ تلوار کا وار کیا ناری کے تلوار کا زخم کاری لگا تھا چکرا کر گھوڑے سے گرا مگر اس کے ہمراہی اُسے اٹھا کر لشکر میں لے گئے کیونکہ ابھی اُس کا عذاب زندگی کچھ باقی تھا جس کی تکمیل کے لیئے موت نے اُس کو ڈھیل دے دی۔

فدا جب ہو چکے وہ قرب کے جو رہنے والے تھے
فلاحِ دین کی خاطر مصیبت سہنے والے تھے

نہ اپنے ناک کی خاطر نہ اپنی شان کی خاطر
تصدق وہ ہوئے میدان میں ایمان کی خاطر

امامِ حق کی الفت میں کٹا کے تن سے سر اپنا
بنایا مستقل خلدِ بریں میں جا کے گھر اپنا

رضائے حق میں جاں دے کر حیاتِ دائمی پائی
رہے گی تا ابد اُن سب پہ رحمت کی گھٹا چھائی

شہیدوں کے لیئے ساعت قضا کی عید ہوتی ہے
اُنہیں بے پردہ خلاقِ جہاں کی دید ہوتی ہے

طوافِ کعبہ تک حد ہے فدائی کی امیدوں کی
طواف عرشِ اعظم کرتی ہیں روحیں شہیدوں کی

Marfat.com

باب نمبر 7

حُر کی باتیں اور ردعمل

اِدھر امام عالی مقام جو قرب جوار کے رہنے والے راہِ حق میں شہید ہوئے تھے تجہیز و تکفین میں مصروف ہیں اُدھر حُر بن یزید رُباحی کا یہ عالم ہے کہ چہرہ زرد ہے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں بار بار کانپتا ہے بے قراری کے عالم میں کبھی لشکر کی طرف جاتے ہیں کبھی میسرے کی طرف جاتے ہیں نہایت ہی بے چین و پریشان خاطر ہیں کہیں بھی چین نہیں آتا جب آپ کا یہ حال دیکھا تو آپ کے بھائی مصعب بن یزید رباجی جو عمرو بن سعد کے پاس کھڑے تھے پوچھنے لگے کہ اے برادر آپ تو جنگ آزما ہیں سرِ میدان ہیں تنہا ہزاروں میں تلوار چلانے والے ہیں آپ کی بہادری کے تمام عرب میں چرچے ہیں لیکن آج اتنے آپ کبیدہ خاطر کیوں ہیں اور آپ پر اس قدر خوف وحراس کیوں غالب ہے حضرت حُر نے جواب دیا کہ اے برادر مصطفٰی کے فرزندوں سے لڑنا عاقبت سے لڑنا ہے میں اِس وقت ایسے مقام پر کھڑا ہوں کہ میرے ایک طرف تو دوزخ ہے اور ایک طرف جنت ہے دنیا مجھے پوری قوت سے دوزخ کی طرف کھینچ رہی ہے اور دوزخ میں ڈالنا چاہتی ہے میرا دل اس ہیبت سے کانپ رہا ہے اور ایمان اور جذبۂ ملتِ اسلام مجھے جنت کی طرف کھینچ رہے ہیں یہ بات سُن کر ابنِ سعد نے کہا کہ اے بہادر حُر تمہیں یہ باتیں زیب نہیں دیتیں تم ایسی باتیں کر رہے ہو کہ جن کو سن کر ہمارے لشکر کے حوصلے پست ہو جائیں اور ہمیں شکست کا منہ دیکھنا پڑے اور امیرِ شام کے سامنے شرمندگی ہونا پڑے جب حُر نے ابنِ سعد سے یہ بات سُنی تو نہایت طیش میں آکر عمرو بن سعد سے اِس طرح فرمایا کہ

کہا حُر نے کہ ابنِ سعد دنیا تجھ پر غالب ہے
تجھے رے کی حکومت چاہیئے تو رے کا طالب ہے
مسلماں ہو کے توبہ ہم لڑیں سبط پیمبر سے
یہ بہتر ہے کہ خود ہی کاٹ لیں سر اپنا خنجر سے

Marfat.com

لڑئیں ہم اپنے سلطانِ جہاں افروز سے پہلے
ہمارے ہاتھ شل ہو جائیں کاش اُس روز سے پہلے

امامِ حق سے لڑنا شہہ لاک سے لڑنا
تمام احکامِ قرآنِ خدائے پاک سے لڑنا

حسین ابنِ علی کی کون سی درخواست بجا ہے
امان دینے میں اُن کو سلطنت کا کیا بگڑتا ہے

بیانِ حُر پہ ابنِ سعد بولا ہائے کہا کہیئے
کسی سے قصۂ جورِ عبیداللہ کیا کہیئے

وہ ظالم فیصلے کی بات سنتا ہی نہیں کوئی
نہیں نزدیک اُس کے وقعت احکامِ دیں کوئی

جب قرب و جوار کے جانثار اپنی اپنی جانیں امام عالی مقام کے قدموں پر نثار کر چکے ہیں امام عالی مقام میدان میں جلوہ فرما ہیں اُدھر حضرتِ حُر کی بے قراری دیکھنے والوں کو بھی بے قرار کیے دیتی ہے حضرت حُر ابنِ سعد سے مصروفِ گفتگو ہیں ایسی اثنا میں امام عالی مقام کی آواز کان میں آتی ہے کہ کوئی ہے جو اہل بیت پر اپنی جان قربان کر کے شہنشاہِ رسالت کی بارگاہ میں سرخروئی حاصل کرے یہ وہ صدا تھی کہ جس نے حُر کے پاؤں میں جو ناامیدی کی بیڑیاں پڑی تھیں اُن کو کاٹ ڈالا دامِ کشمکش سے حُر کو نکالا دل کو قرار ہوا روح کو اطمینان بخشا ایمان کے باغ میں بہار آگئی جذبۂ اسلام کا بجھتا ہوا چراغ روشن ہو گیا دینی ولوے دل میں تڑپ اٹھے جنت کی راہ میں جو دیوار حائل تھی ہموار ہوگئی امام عالی مقام کی جدائی دشوار ہوگئی اور دل میں کہا کہ شاہزادہ کونین مصطفیٰ کے نورِ عین زہرا کے چین مختارِ دارین امام حسینؓ مری پہلی جُرت سے چشم پوشی فرمائیں تو عجب نہیں اس وقت کریم نے کرم سے بشارت دی ہے جان فدا کرنے کے ارادے سے چل پڑوں یہ تصور باندھ کر۔

سُنا جب حُرؓ نے آہستہ آہستہ بڑھے آگے
عقب میں آپ کے کچھ فوج کے جاسوس بھی بھاگے

Marfat.com

ابھی تک فوج کو دھوکہ تھا یہ لڑنے کو جاتے ہیں
کہا ایک شخص نے تیور نظر کچھ اور آتے ہیں

کہا اک مردِ واقف کار نے حُر سے کہ اے ہم دم
کبھی دیکھا نہ ہم نے آپ کا میداں میں یہ عالم

قدم کیوں سُست پڑتے ہیں طبیعت مضمحل کیوں ہے
پریشانی کا ہے اظہار کیوں افسردہ دل کیوں ہو

قدم ہیں کس کے لئے لغزش میں کیوں جوشِ تحیّر ہے
لرزتا ہے بدن کیوں کیا تردد کیا تفکر ہے

کہا حُر نے نہیں لرزاں ہوں میں ہوں خاص حالت میں
قدم کو تولتا ہوں آج میزانِ عدالت میں

مرے زیرِ قدم اِس وقت سے جنت بھی دوزخ بھی
ہے مرے سامنے فرمانِ حاکم حکمِ ملت بھی

نہیں پروا دنیا کی اور احکامِ دنیا کی
براۂ راست منزل میں نے پائی آج عقبہ کی

یہ کہ کر تیز گھوڑا کر دیا پھر حُر دلاور نے
مبارک با دی بختِ رسا اوج مقدر نے

ادب سے حُر امامِ دوسرا کے سامنے آئے
بعد تعظیم یہ کلمہ زبانِ پاک پر لائے

حُر کی بارگاہ حسینی میں حاضری

چنانچہ حُر امام عالی مقام کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں گھوڑے سے اُتر کر نیاز مندانہ طریقہ پر رکاب کو بوسہ دیتے ہیں اور نہایت تعظیم کے ساتھ امام عالی مقام کی خدمت میں التجا کرتے ہیں کہ فرزندِ رسول جگر گوشۂ بتول میں وہی بدنصیب حُر ہوں جو پہلے آپ کے مقابلے کو آیا او رآپ کو اِس میدانِ بیابان میں روکا اپنی اُس جسارت و

Marfat.com

مبارزت پر نہایت شرمندہ ہوں خجالت سے نظر اُس پر نہیں اٹھتی آپ رحمت اللعلمین کے فرزند ہیں آپ فاتحِ خیبر کے دل بند ہی نجو کہ دشمنوں کو معاف کرنے والے ہیں آپ کی کریمانہ صدا سُن کر نا اُمیدی کے بادل چھٹ گئے مایوسی کے بندھن کٹ گئے کامیابی کا آفتاب جلوہ گر ہوا ناکامیوں میں تاریکی کافور ہو گئی پریشانی و بے قراری دور ہو گئی حاضرِ خدمت ہوا ہوں آپ کے کرم سے کیا بعید ہے کہ عفوِ جُرم فرما کر اپنے قدموں پر جان قربان کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں کیوں کہ۔

وہ فتنے دیدہ و دانستہ میں نے ہی اُٹھائے ہیں
کہ باعث جن کے آقا کربلا میں آپ آئے ہیں

یہ مانا جرم میرا قابلِ معافی نہیں حضرت
مگر ہے آپ کی ہستی دو عالم کے لیئے رحمت

میں اپنی معصیت کوشی پر نادم ہوں پشیماں ہوں
خطا بخشی کا طالب مژدہِ بخشش کا خواہاں ہوں

گذارش کہ اے سبط پیغمبر ہادیِ کامل
ہو تم مشکل کُشا آسان کر دیجئے مری مشکل

امامِ پاک حُر کو دعائیں دیں تسلی دی
کہا توبہ خدا مقبول فرماتا ہے بندوں کی

بعد آداب حُر نے عرض کی اے قبلۂ عالم
نوید عفو سُن کر ہے یہ میرا عزم مستحکم

اجازت ہو مجھے میداں میں جا کر جنگ کرنے کی
جوانانِ سیاہِ شام کو چو رنگ کرنے کی

حُر کے سر پر دستِ شفقت

امام عالی مقام نے جب یہ عقیدت مندانہ حُر کے فقرے سُنے تو نہایت شفقت سے حُر کے سر پر دستِ کرم رکھا اور ارشاد فرمایا کہ بارگاہِ خداوندی میں اخلاص مندوں کی قبول ہے

Marfat.com

میں نے تیری تقصیر معاف کردی حصولِ سعادت کی اجازت دی حُر اجازت لے کر میدان کی طرف بڑھے ہی تھے کہ آپ کو اپنے بھائی مصعب بن یزید رباحی اور اُن کے دونوں فرزند علی اور عثمان آپ کی طرف آتے ہوئے نظر آئے لشکرِ اعدا نے یہ گمان کیا کہ حُر سے لڑنے کو جاتے ہیں جب یہ تینوں حُر کے قریب پہنچے تو حضرتِ حُر کے بھائی نے کہا کہ اے برادر تم تو اکیلے ہی سعادت کی دولت لوٹنے چلے آئے ہمیں خبر بھی نہیں کی برائے کرم ہم کو بھی اِس سعادت کی دولت میں شریک کرلو حُر اپنے بھائی اور دونوں بھتیجوں کو لے کر امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور التجا کی حضور ان تینوں کے نام بھی جانثارانِ اہل بیت کی فہرست میں رقم فرمائیں امام عالی مقام نے تینوں کو نورانی سینے سے لگایا حُر کی پیشانی کو چوما حضرتِ حُر پھر میدان میں آتے ہیں یہ حال دیکھ کر ابنِ سعد کے بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے اور بڑی حیرانی ہوتی ہے گھبرا کر صفوان کو بلایا جو کہ بڑا ہی عیار تھا اس کو بلا کر ابنِ سعد نے کہا کہ مجھے تیری عقل مندی پر بڑا فخر ہے جا جس طرح بھی ہو سکے حُر کو واپس لا اگر حُر واپس آنے کو تیار نہ ہو تو کسی حیلے سے حُر کو قتل کر کے اُس کا سر حاضر کر تجھے منہ مانگا انعام دوں گا صفوان دنیاوی انعام کی لالچ کے نشے میں بے ہوش ہو کر حُر کے قریب آیا اور نہایت محبت کے سے انداز میں حُر سے کہا کہ حُر تیری دانائی پر ہم کو ناز تھا مگر آج تو نے یہ کیا نادانی کی کہ چند بھوکے پیاسے مسافروں سے آملا لشکرِ جرار کے سردار کو چھوڑا امیرِ شام کے انعام و کرام سے منہ موڑا سمجھ سے کام لے اور واپس چل کر امیرِ شام کو خوش کر یہ سن کر حُر نے فرمایا کہ میں اب واپس نہیں جاسکتا صفوان نے کیوں حُر سے فرمایا سُن حضرت حُر نے صفوان سے کہا۔

اے صفوان یزید

کیوں چھوڑ کے دین فوج میں گمراہ کی جاؤں
حاکم کو ہنساؤں میں محمد کو رلاؤں
ناپاک ہے وہ حسین ابنِ علی پاک ہیں ریحان شہہ لولاک
کیا حاکمِ دنیا کا تو احساس کروں میں
روز زہرا کے رونے کا نہ کچھ پاس کرو تم

صفوان یہ سن کر جل گیا اور باتوں ہی باتوں میں حضرتِ حُر کے سینے پر نیزے کا وار کیا

Marfat.com

حُر نے اُس کا نیزہ چھین کر اُس کے ہی نیزے سے اُس پر وار کیا نیزہ صفوان کے سینے پہ لگا جو لگتے ہی سینے کے پار ہو گیا صفوان کے دو بھائی حضرت حُر پر ایک ساتھ حملہ آور ہوئے حضرتِ نے اُن دونوں کو ایک ہی وار میں دوزخ کی طرف روانہ کر دیا پھر وہاں سے امامِ عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ سرکار اب آپ مجھ سے راضی ہیں امامِ عالی مقام نے فرمایا کہ میں تجھ سے بہت راضی ہوں تو آزاد ہے جیسا کہ تمہاری ماں نے تیرا نام حُر رکھا ہے۔

قطعہ مژدہ سن کے حُر میدان میں شیرانا وار آیا
سپاہِ کوفہ سے لڑنے کو فی شہسوار آیا

شجاعت حُر کی پہچانی ہوئی تھی دیکھی بھالی تھی
پیامِ مرگ اُس کے ہاتھ تیغ ہلا لی تھی

کوئی سردار تنہا حُر سے لڑنے کو نہ تھا مائل
سپہ سالار نے یلغار پر سب کو کیا مائل

علم تلوار کی حُر نے لیا ایک ہاتھ نیزہ
جو آیا زد پہ پس کر بارِ خنجر سے ہو ریزہ

کبھی تلوار بجلی سی کسی جانب چمکتی تھی
کبھی برچھی مخالف کو اجل کی طرح تکتی تھی

صفوں میں ابتری پھیلی سراسمہِ سب ہوا لشکر
بہادری دیکھ کر حُر کی شجاعت کھا گئے چکر

ہوئی ناکام یورش یہ سپاہ سے سروپا کی
نہ آئی کام دشمن کی سُبکدستی و چالاکی

یزید ابنِ علی سفیان بڑھا اعدا کے لشکر سے
ہوا فی النار لے کر تیغ حُر گرتی تھی گردن پر

ہٹی پیچھے ہزیمت کھا کے فوجِ شام میداں سے
ہوئے واپس بہادر ہو کے سب ناکام میداں سے

Marfat.com

بڑھے شمر و عمر غیرت دلائی سارے لشکر کو
کہا نرغہ لے لو بزدلو تم دلاور کو

ہزاروں تم ہو میداں میں وہ تنہا ہے اکیلا ہے
تمہاری فوج دریا موج میلا ہے جھیلا ہے

جو تم چاہو تو دم بھر میں مجاہد کو فنا کردو
اُڑاؤ خاک گر مل کر تو جنگل خاک سے بھر دو

دوبارہ ہو گیا یہ باتیں سُن کر مشتعل لشکر
اٹھے ہاتھوں میں لے کر ایک دم پھر نیزہ و خنجر

اکیلے پر ہزاروں وار ہر جانب سے ہوتے تھے
مگر حُر شیر کے نعرے حواس و ہوش کھوتے تھے

غرض تاب و توانائی نے جب تک رہنمائی کی
چمکتی ہی رہی تلوار میداں میں فدائی کی

اکیلی جان پر حملہ تھا پیہم ہر سپاہی کا
تھا چکنا چور تن زخموں سے حُر ابنِ ریاحی کا

قصور ابنِ کنانہ نے کیا حملہ برابر سے
صدائے یا علیؑ نکلی لبِ حُرِ دلاور سے

امامِ دوسرا لبیک کہ کر بے قرار آئے
پئے تلقین و صبرو ضبط سوئے جانثار آئے

امام عالی مقام علیہ السلام کی مزید شفقت

امام عالی مقام حُر کو اٹھا کر خیمہ میں لائے اور اُس کے سر کو اپنے زانو پر رکھا اور اپنے دامن سے چہرے کا گرد وغبار دور فرمانے لگے ابھی رمق باقی تھی ابنِ زہرا کے مہکتے ہوئے پھول کے دامن کی خوشبو حُر کے دماغ میں پہنچتی ہے مشامِ جان معطر ہو جاتا ہے آنکھیں کھول کر دیکھتے ہیں کہ فرزندِ رسول کی گود میں سر ہے مقدر پر ناز کرتے ہوئے فردوسِ بریں کو روانہ

Marfat.com

ہوئے حضرتِ حُر کے بھائی اور ان کے فرزند بھی جام شہادت نوش فرما کر فردوس میں پہنچ ک
حضرتِ حُر سے مل جاتے ہیں اُدھر افواج شام کے حُر کی شجاعت نے میدان جنگ سے پیر اکھا
دیئے لشکرِ یزید میں ہر طرف خوف وحراس پھیلا ہوا تھا بہادروں کے چہرے مارے خوف ک
اُترے ہوئے نظر آتے ہر کوئی اپنی جان بچانے کی فکر میں تھا جب لشکر کا یہ حال دیکھا کہ بڑ
بڑے بہادر میدانِ میں جانے سے کتراتے ہیں کوئی ایسا دلاور نظر نہیں آتا جو میدان میں جا ک
ہاشمی شیروں کا مقابلہ کرے تو عمر بن حجاج شمر ذی الجوشن قیس بن اشعث نے فوج کو غیرت دلائی۔

تمہیں اے کوفیو اے شامیو کس بات کا ڈر ہے
مقابل میں تمہارے کیا کوئی شیروں کا لشکر ہے

ہو تم بھی آدمی ہاں آدمی ہیں یہ مسلماں بھی
وہ ہیں بے ساز و ساماں ہے تمہارے پاس ساماں بھی

وہ ہیں تعداد میں اِس درجہ کم گر دِل سے چاہو تم
تو اک اک کنکری سے خاک میں اُن کو چھپا دو تم

مخالف جو خلافت کا ہے اُس کا قتل واجب ہے
تساہل کیوں ہے دشمن کا مٹا دینا مناسب ہے

امیرِ شام کی اطاعت کو یہ کہتے ہیں گمراہی
نہیں تسلیم کرتے اُس کی یہ خود کے لیئے شاہی

نہیں خطرہ کوئی اصلا عدو کے فتنہ و شر کا
مٹادو خلق سے نام و نشاں اولادِ حیدر کا

بڑھو اے شہسوارو ناتوانوں کو سزا دے دو
بغاوت کی حرم کے مہمانوں کو سزا دے دو

امام عالی مقام علیہ السلام کا جواب

کہا حضرت نے سُن کر عمر بن حجاج کا خطبہ
کہ اے بے گانۂ دیں نا مسلماں مردِ کم رتبہ

Marfat.com

مجھے کہتا ہے تو باغی مجھے بے دیں بتاتا ہے
خدا نا آشنا ایماں کو مرے آزماتا ہے

امیرِ شام تو کہتا ہے جس کو اے جفا پیشہ
اَمارت سے ہے اُس کی ملتِ برحق کو اندیشہ

وہ ہے بے دین ناواقف ہے احکام شریعت سے
نہیں اُس کو غرض مطلق وقار دین وملت سے

نہ ذرہ بھر ہے اُس کے دل میں اب پاسِ مسلمانی
ہر اک کردار ہے اُس کا خلافِ نصِ قرآنی

مسلماں کہنا بھی اُس کو نہ میں اچھا سمجھتا ہوں
وہ مرتد ہے منافق اُس کو پکا سمجھتا ہوں

وہ فاسق ہے وہ فاجر ہے وہ ظالم ہے وہ جابر ہے
ہر اک کردار اس مغرور کا دنیا میں ظاہر ہے

عمر بن حجاج کے سامنے جب امام عالی مقام نے یزیدِ ناخلف کے بدکردار کا نقشہ کھینچا تو عمر بن حجاج امام عالی مقام کے سامنے سے ہٹ گیا اور لشکر کے درمیان جا کر فوج کو حکم دیا کہ خیمہ اہل بیت پرحملہ کرے افواجِ شام حکم پاتے ہی خیمہ کی طرف بڑھی سواروں نے گھوڑوں کو دوڑا دیا جب لشکر اعداد کو خیمے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو مسلم بن عوسجہ خطیبِ کوفہ کو تاب نہ رہی فوراً تیغ ابدار کو میان سے باہر نکالا اور یا علیؓ کہہ کر شامی اور کوفیوں کی فوج پر حملہ کیا جدھر رخ کیا لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے لشکرِ شام کے جو بہادر تھے اُن کے چھکے چھڑا دیئے دلاور کا میدان سے منہ پھیر دیا سورماؤں کے حوصلے پشت کردئے خطیب جب بھی یا علی کا نعرہ لگاتے علی کی طرح حملہ بھی کرتے کبھی دشمن کو تلوار کی ہوا سے دوزخ کی طرف دھکیل دیتے کبھی نیزے کی نوک پر اُٹھا کر نارِ سقر میں پہنچاتے عزازیل کی خوب چاندی ہو رہی تھی فوجِ شام ہواسی کے عالم میں لڑنا بھول گئی اور ہر ایک کو اپنی جان بچانے کی فکر نے گھیر رکھا تھا جب یہ عالم عمر بن حجاج نے دیکھا تو تیر اندازوں کو حکم دیا مسلم بن عوسجہ خطیب کوفہ پر دور سے تیروں کی بارش کردو چنانچہ خطیب کوفہ پر ہر طرف سے تیروں کا مینہ برسنا شروع ہو گیا

Marfat.com

خطیب کوفہ پر دور سے تیروں کی بارش کر دو چنانچہ خطیب کوفہ پر ہر طرف سے تیروں کا مینہ برسنا شروع ہو گیا خطیب کوفہ زخموں سے چور چور ہیں مگر آپ کی بہاری میں کوئی فرق نہیں آیا آپ کی تلوار اجل بن کر دشمنانِ دین کی جان نکالنے میں کوتاہی نہیں کرتی عجب منظر تھا۔

عیاں شہ زوری مسلم کے میداں میں ہوئے جوہر
کہ سارا عمر بن حُجاجِ کا پسپا ہوا لشکر

اُدھر چھا گئے ہزیمت خوری غارت گر نئے ڈھب سے
ادھر مسلم گرے کمزور ہو کر پشت مرکب سے

حبیب. ابنِ مظاہر دوڑ کر فوراً وہیں پہنچے
زیارت کو شہید ملتِ حق کے قریں پہنچے

امام حق بھی تھے جلوہ نما مسلم کی بالیں پر
تھے مسلم جاں بلب باب شہادت پر کیے خم سر

کہا حضرت نے رہنا اے حبیب باصفا شاہد
جناں کی اُن کو دیتا ہے خبر یہ بندہ واحد

رکھا ابنِ مظاہر نے سرِ مسلم کو زانو پر
بشارت خلد کی دی آپ کو منجاب ِسرور

سُنا جنت کا مژدہ آنکھ کھولی ہنس کے مسلم نے
اِشاروں میں کہا از خود حبیب ابنِ مظاہر سے

امامِ دوسرا کا حق جہاں تک ہو ادا کرنا
سَپاہ شام سے لڑ کر خدا کی راہ میں مرنا

یہ کہ کر ہو گئے تشنہ دہن واصل بحق مسلم
غرض صبر وسکوں کا دے گئے سب کو سبق مسلم

اُدھر سے پانچ سو افراد کی یورش تھی خیمہ پر
اِدھر تنہا تھے یہ جنگ آزما حق کے بھروسہ پر

Marfat.com

شہادت پائی سرِفروش دین و ملت نے
نوید مغفرت مسلم کو دی حورانِ جنت نے

دوسرا حملہ خیمہ پاک پر غرزہ بن قیس

سپہ سالار سے غرزہ بن قیس نے کہا کہ فوج کا نقشہ بدل گیا ہے ہزاروں قتل ہو گئے ہیں ہزاروں زخمی ہوئے پڑے ہیں ہزاروں میدان چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں تیراندازوں کو حکم دیجئے کہ آگے بڑھ کر خیمہ اہل بیت پر حملہ آور ہوں ابن سعد نے فوراً غرزہ بن قیس کی قیادت میں تازہ دم تیراندازوں کو خیمہ پر تیراندازی کا حکم دیا اہل بیت کے مجاہد اِس وقت صرف ۳۲ بتیس تھے اُنہوں نے افواج شام پر یکبارگی بھوکے شیروں کی طرح حملہ کیا اعدا کو شکست کھا کے پیچھے ہٹنا پڑا اسی کدو کاوش میں تیسرا حملہ خیمہ پاک پر شمر ملعون نے کیا اور اُس کو بھی پسپا ہو کر پیچھے ہٹنا پڑا اور بہت سے بے دین دوزخ کی طرف سفر کر گئے جب تیراندازی بھی بے کار ثابت ہوئی تو ابن سعد نے ایک اور بدتدبیر نکالی اور فوج سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم میدانِ میں لڑنے سے عاجز ہو تو خیمہ اہل بیت پر شُعلہ باری کرو اور دشمنوں کو جلا کر خاک کر دو افواجِ شام فوراً شُعلہ باری پر اُتر آئی اور یہ باتیں صاف ظاہر کر رہیں ہیں کہ امام عالی مقام کو میدانِ کربلا میں بہت سی بار فتح و نصرت حاصل ہوئی جب فوجِ شام شعلہ باری پر اتر آئی تو امام عالی مقام نے ابنِ سعد سے فرمایا کہ تم اسی بل بوتے پر میدان میں لڑنے کو آئے ہو کہ مردوں کے سامنے نہیں آتے اور مستورات پر حملہ کرتے ہو تف ہے تمہاری بہادری پر اے بُزدلو اگر تمہیں میدان میں مردوں کے ساتھ لڑنے کی ہمت نہ تھی تو کس لیئے میداں میں ہتھیار باندھ کر آئے ہو کیا تمہاری بہادری کا یہی تقاضا ہے کہ مستورات پر حملہ کر کے اے ابنِ سعد تیرا باپ تو بڑا بہادر مردِ میدان تھا مگر تیری بزدلی پر ہنسی آتی ہے اے بزدل تجھے کس نے سپہ سالار بنا دیا تم ہزاروں مل کر چند مردوں سے نہیں لڑ سکتے ابنِ سعد یہ سن کر شرمندہ ہوا اور خاموش ہو گیا۔

مگر شمرِ لعین ہرگز شرارت سے نہ باز آیا
شرر لے کر قریب خیمہ شاہِ حجاز آیا

Marfat.com

قسم کھائی کہا ظالم نے خیمے کو جلادوں گا
نشانِ اہل بیت پاک دنیا سے مٹا دوں گا

امامِ پاک نے اس کی طرف پھیرا رُخِ روشن
رہا قائم مگر اپنی ہی ضد پر شمر ذی الجوشن

حمیدو شیث سردارن، کوفہ نے بھی سمجھایا
مگر شمرِ لعیں آتش فشانی سے نہ باز آیا

زہیر پاک لے کے ساتھ اپنے دس جوانوں کو
بڑھے تلوار لے کر روکنے انِ سخت جانوں کو

گرے یہ دس مجاہد مثلِ بجلی فوج اعدا پر
رکھا تیروں کی زد پر دشمنوں کو جوش میں آ کر

کیا حملہ سیاہ شمر پر اس تیز دستی سے
مٹایا بے شمار اشرار کو دم بھر میں ہستی سے

ہوئے دوزخ کی جانب سیکڑوں شامی رواں دم میں
بہت سوں کے زمانے سے مٹے نام ونشاں دم میں

ابو غزّہ ضیابی شمر کی افواج کا افسر
ہوا فی النار ابنِ قیس کی زد کا مزہ چکھ کر

ہزیمت خوردو شمرِ بے حیا میدان سے بھاگا
یہ شیطان مجسم سایہ رحمان سے بھاگا

میدانِ کربلا میں سحر سے لڑائی جاری ہے شامی افواج کے ہزاروں سپاہی ہلاک ہو چکے ہیں سینکڑوں بہادروں کو موت نے اپنی آغوش لے کر دوزخ میں پہنچا دیا ہے مگر شامی لشکر میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی اور جانثاران اہل بیت میں دس افراد کی شہادت سے قلتِ ظاہر ہو رہی ہے دن ڈھل چکا ہے امام عالی مقام کو نمازِ جمعہ ادا کرنے کا خیال آتا ہے جنابِ حضرت شمامہ رضی اللہ عنہ اور حامدی نے کہا کہ آقا نماز جمعہ باجماعت ادا کیجئے اللہ اللہ یہ ذوق یہ شوقِ عباداتِ حق جوانانِ اہل بیت کی اُس نمازِ جمعہ پر ہماری تمام نمازئیں قربان حضرت شمامہ نے اذان پڑھی

Marfat.com

اور سرکار سے عرض کیا کہ آقا یہ نماز باجماعت ہماری آخری نمازِ جماعت ہے اللہ جل جلالہ و اعظم شانہ کا ہم کس منہ کے ساتھ شکر ادا کریں اُس کا بہت بڑا ہم پر یہ احسان ہے کہ عبادت اور شہادت دونوں نعمتیں ہمیں ایک ساتھ عطا فرمائی ہیں الغرض نماز جمعہ نہایت خشوع کے ساتھ ادا فرمائی امام عالی مقام نے بارگاہ ربِ سماوات میں دعا فرمائی کہ ربِ کائنات تری بارگاہ میں ان میرے جانثاروں کی قربانی اور میری قربانی پیش ہے اے مولا مرے نانا محمد رسول ﷺ کے صدقے اِس قربانی کو قبول فرمالینا اور میرے نانا جان کی گناہ گار اُمت کو اِس قربانی کے بدلے بخش دینا مولا ہم تیرے اور تیرے حبیب کے دین کے اور تیری رضا کے لیے میدان کربلا میں اپنی قربانی تیری نذر کرنے کے لئے حاضر ہیں مولا ہمیں میدانِ امتحان میں کامیابی عطا فرمانا مولا ہمیں ثابت قدم رکھنا اِدھر امام عالی مقام دعا فرما رہے ہیں اُدھر کوفی و شامی بھی جمعہ سے فارغ ہو کر میدان میں آتے ہیں اور حصین ابنِ نمیر کہتا ہے۔

حبیب ابنِ مظاہر کی شہادت

نمازِ جمعہ کا پیغام جب اسرار کو پہنچا
حصین ابنِ نمیر بد خصائیل طنز سے بولا

نماز اِصلا نہ مقبول ہو گئی حضرت حق میں
کہ شاملِ ہی نہیں ہے یہ نمازی ملت حق میں

حبیب ابن مظاہر نے سُنا جس وقت یہ فقرہ
حصین کفر باطن سے کہا غصہ میں برجستہ

غلط ہے اے سگِ دُنیا یہ تیرا طعنہ بے جا
سلیقہ بات کرنے کا تجھے اب تک نہیں آیا

نمازِ دشمنانِ دیں تو ہو مقبول اے غافل
نماز سبط احمد (ﷺ) کو قبولیت نہ ہو حاصل

حصین ابنِ نمیر اِس بات سے غصے میں بھر آیا
اٹھایا نیزہ کھنچا تیغ کو گھوڑے کو دوڑایا

Marfat.com

حبیب ابنِ مظاہر نے بھی کھنچا خونچکاں خنجر
کیا حملہ سرِ میداں حصین کینہ پرور پر
ہوا گھوڑا الٹ ٹانگیں کٹیں سر پہ پڑا خنجر
حصین اوندھا گرا ٹھہرا دم بھر شیثِ مرکب پر

سرِ اس پر حصیں میں تیغ تھی پیوست غازی کی
نہ آنے پائی تھی نوبت ابھی تک نیزہ بازی کی
سپاہِ شام نے یلغار کردی دفعتاً مل کر
حصین بے حیا نے خاکِ ذلت سے اٹھایا سر

حبیب اللہ اکبر کہ کے سوئے فوج شام آئے
تمیمی فوج کے اکثر سپاہی رن میں کام آئے
حبیب ابنِ مظاہر نے مچادی کھلبلی رن میں
ہر ایک سو چھائی ہیبت کی گھٹا افواجِ دشمن میں

حبیب ابن مظاہر کا مظاہرہ

حبیب ابنِ مظاہر نے سپاہِ شام کے ہوش گم کر دیئے لاشوں سے جنگل بھر دیئے حصین ابن نمیر نے بدیل ابن صریم کو حبیب کے مقابلے کے لیے بھیجا اُس نے حبیب پر وار کیا حبیب اُس کے وار کو رد کر کے تلوار کا ایک ہاتھ مارا سر لکڑی کی طرح کٹ کر زمین پر گرا اور بدیل ابنِ صریم نے دوزخ کی راہ لی یکا یک ایک تمیمی نے عقب سے آ کر وار کیا زخم کاری لگا زخم کھا کر حبیب ابنِ مظاہر تمیمی کی طرف جھپٹے زخم سے خون کا فورا جاری تھا مگر جوش میں کمی نہ تھی۔

حبیب با صفا کا رُخ پلٹ نے بھی نہ پایا تھا
ابھی جنبش میں خنجر تھا ابھی نیزہ اٹھایا تھا
کہ حصین بے حیا نے چھوڑ دی تلوار غازی پر
گرا یہ سرفروشِ عشق پشت زیں سے غش کھا کر

Marfat.com

شہادت ہو گئی حاصل حبیب ابنِ مظاہر کو
ہوا صدمہ امامِ دوسرا کی رخِ طاہر کو

لپک کر شاہ دیں ابنِ مظاہر کے قریب آئے
انہیں آغوش میں لے کر سوئے خیمہ بریں آئے

امام عالی مقام علیہ السلام حبیب ابنِ مظاہر کی لاش کے قریب پہنچے اور انہیں اپنے آغوش میں لے کر خیمے میں تشریف لائے اور حبیب ابنِ مظاہر کے زخموں سے گرد غبار کو صاف فرمانے لگے تمام اہلِ بیت اطہار میں ایک سکتے کا سا عالم ہے سب کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں جاری ہیں ہنستے ہنستے معصوم بچے پیاس کی شدت سے بلک رہے ہیں بڑے بڑے شہدا کے غم میں سسک رہے ہیں کربلا کے ہیبت ناک منظر سے وحوش طیور گھبرا رہے ہیں ملائیک انگشت بدنداں ہیں فضائے عالم میں خونِ ناحق سرخی نظر آ رہی ہے خیمہ پاک پر رنج والم کے بادل چھا رہے ہیں میدانِ کربلا کے تمام اشجار مُرجھا رہے ہیں حورانِ جنت بے چینی سے شہدائے کربلا کا انتظار کر رہی ہیں تاریخ عالم میں کربلا جیسی جنگ کی مثال نہیں ملتی ہر طرف ہُو کا عالم ہے

جنگ کا میداں بنا ہے جلوہ گاہ حسن و عشق
کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہل بیت

امام عالی مقام حبیب ابن مظاہر کی لاش پر غمگین کھڑے ہیں تمام جانثرا اشکبار ہیں امام عالی مقام کے چہرہ انور پر یکا یک جلال کے آثار نظر آئے ہیں۔

حبیب ایسا مُحب خاص میداں میں کام آیا
حسینؓ ابنِ علیؓ کے دل میں جوش انتقام آیا

اٹھائی ذالفقارر حیدرؓ کرار ہاتھوں میں
بنی برحق غضب تیغ قصا تلوار ہاتھوں میں

زرہ حمزہؓ کی پہنی نیزہ عباسؓ چمکایا
رگ و ریشہ میں خونِ ہاشمی چھن کر اُبھر آیا

Marfat.com

یاد الٰہی تجمل نے قبائے ناز کو چوما
شجاعت نے رکاب مرکبِ جانباز کو چوما

فرشتوں نے کہا نصر من اللہ عرش اعظم پر
ہوئیں فتح و مُبیں ضوفشاں آیات پرچم پر

کیا عزم دعا میدان کی جانب نظر ڈالی
نگاہِ لطف خویش و اقربا احباب پر ڈالی

زہیر و حُر نے دامن پر مچل کر التجائیں کیں
شمامہ اور نافع نے ادب سے پیش راہیں کیں

کہا سب نے ہم حاضر ہیں سر حاضر ہے جاں حاضر
ملول آقا ہوں کیوں جب ہوں غلام خانداں حاضر

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر8

جوانوں کی میدان میں آمد

جب امام عالی مقام نے میدانِ جنگ میں جانے کا عزم فرمایا تو تمام جانثارانِ امام عالی مقام کا دامن پکڑ کر نہایت ادب سے پائے ناز کو چوما اور عرض کیا ہمارے ہوتے ہوئے سرکار میدان میں نہ جائیں یہ غیر ممکن ہے زہیر ابن قیس و شمامہ اور نافع نے میدان میں جانے کی اجازت طلب کی سرکار نے خوش ہو کر اُن کے سر پر دست رحمت رکھا اور خدا حافظ کہ کر میدان میں جانے کی اجازت دے دی یہ تینوں بہادر صف شکن شیروں کی طرح جھومتے ہوئے میدان جنگ میں آتے ہیں جن کے رعب و جلال کو دیکھ کر افواج شام کے دل سینے میں لرز جاتے ہیں تینوں دلاور بلائے ناگہانی کی طرح لشکرِ فوج کی صفوں میں ابتری پھیلی اجل اپنے آغوشِ غضب میں لے کر کوفی اور شامیوں کو دوزخ میں پہنچا رہی ہے میدان کربلا محشر کا آئینہ بنا ہوا ہے دشمنوں میں خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے ابنِ سعد نے ہجر بن ہجاد کو بلایا اور کہا کہ تجھے جس قدر مال کی ضرورت ہوگی میں وہی تجھے دوں گا میدان میں جا کر زہیر ابن قیس کا سر کاٹ کر ہمیں لا دے ہُجر ہجار نے کہا مجھ میں یہ ہمت نہیں جو میدان میں جا کر اُس شیر کا مقابلہ کروں ہاں عیاری سے کا لیا جائے تو البتہ مشکل کشائی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ میدان میں تین کمین گاہیں بنائی جائیں اور ہر کمین گاہ میں سو سو جوان تیغ ابدار لیے ہوئے تیار رہیں اور خود کو مخفی رکھیں جب زہیر میرے عقب میں یہاں پہنچے تو یکبارگی حملہ کر لیں مجھے یقین ہے کہ زہرہ کہاں تک بچے گا ایک نہ ایک کمین گاہ میں ضرور پھنس جائے گا یہ کہہ کر ہُجر ہجار میدان میں آتا ہے اور زہیر ابن قیس کے رو برو پہنچ کر نہایت تعظیم سے پیش آیا اور کہنے لگا کہ اے بہادر میں تجھ سے لڑنے کو نہیں آیا ہوں کچھ باتیں کام ہیں اُن کو عرض کرنا ہے بات یہ ہے کہ بڑے بہادر ہو تمہاری بہادری شور تمام ملکِ شام ہے زہیر پاک نے سن کر کہا۔

کہا غازی نے اے مکار کیوں باتیں بناتا ہے
یہ میداں ہے یہاں پر شخص قسمت آزماتا ہے

Marfat.com

ہجار آہستہ بولا اے بہادر اے قوی ہمت
ہو تجھ سا شیر کمزوروں کی خاطر مفت بے عزت

حسینؓ ابنِ علیؓ نادار ہیں بھوکے پیاسے ہیں
نہیں کچھ پاس ان کے ہاں زباں پر دم دلاسے ہیں

عبیداللہ کا طوطی بولتا ہے آج دنیا میں
یزیدِ شام تک کوفے کا ہے محتاج دنیا میں

عبیداللہ سے ابنِ قیس رسم وراہ کر پیدا
کہ وہ تیری شجاعت تری شہزوری کا ہے شیدا

زہیرِ پاک نے تلوار کھینچی سن کے یہ فقرے
کہا او بے حیا مکار یہ ناپاک منصوبے

مجھے میداں میں دھوکہ دیتا ہے لے سنبھل ناری
جہنم میں پہنچنے کے لیے کر جلد تیاری

نکل کر تیغ کی زد سے ہجار تند خو بھاگا
مثالِ فتنہ خوابیدہ غازی کا فرس بھاگا

صفوں کو کاٹتا غازی بڑھا آگے کو میداں میں
پڑی ہلچل کمیں گاہوں میں غُل تھا فوجِ پنہاں میں

زہیرِ تیغ زن ہر موچہ کو کر کے سر نکلا
لیے سینے کے اندر شہر پتھر کا جگر نکلا

ہزاروں نیز و تلوار پڑتے تھے مجاہد پر
تھا نرغہ سینکڑوں اشرار کا اک جانِ واحد پر

سر و پا دست و بازو چور تھے زخموں کی کثرت سے
مگر سرشار تھا غازی مئے جامِ شہادت سے

بدن زخمی تھا سارا خون کے چشمے اُبلتے تھے
سنان و تیغ غازی پر کفِ افسوس ملتے تھے

Marfat.com

کثیر ابنِ عبداللہ شعبی تیرہ باطن نے
کیا غازی پہ حملہ بے تحاشا آگے پیچھے سے

مہاجر ابنِ اُوس رومیہ نے بھی مقابل سے
چلا دی تیغ خوں آشام نکلی آہ ہر دل سے

ہوئے اک ساتھ ہی دو وار تلواروں کے غازی پر
لگے دو زخم کاری گردنِ شیرِ حجازی پر

صلوٰۃِ خوف پڑھ کر جب ہوئے فارغ شہہ والا
خبر آئی کہ اعدا نے اُنہیں بھی ذبح کر ڈالا

جگر تھامے ہوئے سرکار مغموم و حزیں آئے
سرہانے زہیر پاک کے سلطانِ دیں آئے

اُٹھایا نیم مردہ لاش کو خیمہ میں لے آئے
پیامِ مغفرت جانباز کو افلاک سے آئے

ہوائے دامنِ شاہِ شہیداں جب ذرا پائی
تنِ بے جان میں روح تازہ گویا عود کر آئی

سکوں کی سانس لی آنکھ کھولی سر کو جنبش دی
قرب پائے نازِ شاہِ والا آ کے کروٹ لی

غرض یہ تھی دمِ آخر ہو سر آقا کے قدموں پر
شہادت کے بنیں شاہد حضورِ شافعِ محشر

کہا سرکار نے اے مرنے والے آرزو کیا ہے
کہا پیاسا ہوں کوثر کے سوا اب جستجو کیا ہے

کہا الحمدللہ جان دے دی مرنے والے نے
جناں کی راہ لے لی معرکہ سر کرنے والے نے

اِدھر میدان جنگ میں نافع بن ہلالی افواج شام لیے ملک الموت بنے ہوئے تھے اور ڈھونڈ کر اپنے بارا فوجی افسروں کو دوزخ کے حوالے کر دیا تھا یہاں تک کہ آپ کا ایکبازو

Marfat.com

لڑائی میں کٹ گیا مگر پھر بھی اعدائے دین کے کسی بہادر میں یہ جرات نہیں تھی جو آپ کے قریب آتا دور سے کمند ازوں نے آپ کو کمندو میں پھانس لیا شمرِ لعین آپ کو اسیر دیکھ کر ابنِ سعد کے پاس پہنچا وہ مغرور آپ کو بے بس دیکھ کر ہنسا آپ نے کہا کہ ابنِ سعد ہنستا کیا ہے اگر مرے بازو نہ کٹتے تو تم مجھے گرفتار نہیں کر سکتے تھے میں نے تمہاری فوج کے بارہ سرداروں کو مارا ہے میں بہت خوش ہوں کہ مرا قاتل کوئی مسلمان نہیں میرا قاتل شمرِ ہے جو ازل ہی سے جہنمی ہے ابنِ سعد نے جھلا کر کہا کہ اے شمر اس کو بہت جلد قتل کر یہ بڑا بے ادب ہے شمر ملعون حضرت نافع کا سر تن سے جدا کیا اُن کے بعد عبد الرحمٰن اور عبداللہ ابن غفاری میدان میں آئے اور بہت سے کوفیوں اور شامیوں کو موت کے گھاٹ اتارا او رمیدانِ جنگ میں خوب اپنے جوہر دکھائے دشمنوں کے دانت کھٹے کردیئے او رخود بھی شہادت کا جام نوش فرما کر جنت کی راہ لی۔ عبداللہ بن غفاری کے بعد حضرت حنظلہؓ کے دو فرزند اسعد اور علی امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے او رمیدان میں جانے کی اجازت طلب کی امام عالی مقام نے دونوں کو سینے سے لگایا اور خدا حافظ کہ کر میدان میں جانے کی اجازت کرحمت فرمائی یہ دونوں اِس طرح فوجِ شام پر جھپٹے جیسے باز اپنے شکار پر جھپٹتا ہے بہت سے ناریوں کو ٹھکانے لگایا اور خود بھی شہادت کی دولت سے مالا مال ہوئے اُن کے بعد عمرِو ابن خالد عبد الرحمٰن ابن خالد، یحیٰ بن سلیم نازی، غازی حافظ جنا وہ ابنِ حارث مہاجر جعفی ابن مسروق قرۃ ابن قرۃ غناری، ابو شیبہ ابن انس ۔ بہادر عابس ابنِ او شبیب شاکری ۔ یزید ابن زیاد حافظ۔ یہ تمام حضرات یزید ناخلف کی فوج کے کمان کرتے تھے اور سب فوجی افسر تھے مگر ایمان کا چراغ اُن کے دل میں روشن تھا ابنِ سعد کی بے رحمی و ظلم وستم دیکھ کر امام عالی مقام کی جماعت میں شامل ہوگئے تھے یکے بعد دیگرے امام عالی مقام سے اجازت لے کر اور دشمنان دین کی فوجوں کو اپنی قوت ایمانی دکھا کر بہت سے بے دینوں کو دین کی دشمنی کی سزا دے کر نعمت عظمٰی حاصل کرتے ہیں اب شہزادگانِ اہل بیت کی باری ہے اب نظر ہے۔

رہا باقی نہ کوئی جب مدد گاران نامی میں
ہوا جوش نخرا پیدا عزیزان گرامی میں

Marfat.com

یکے بعد دیگرے سارے رفیقان شہہ والا
ہوئے جنت میں داخل پائے سب نے مرتبے اعلیٰ

الٰہی جوش مسلم کو عطا کر اُن شہیدوں کا
بھرم رکھ ہم غریبوں دل شکستوں کی امیدوں کا

ابد تک پھول برسیں خلد سے اِن نو نہالوں پر
الٰہی رحمتوں کی نچھاور مرنے والوں پر

حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کا میدان میں اترنے کی خواہش

اب امام عالی مقام کے سامنے آپ کے نور نظر لخت جگر ہمشکل مصطفیٰ حضرت علی اکبر میدان میں جانے کی اجازت طلب کرتے کرتے سنت وسماجت ہو رہی یہ عجیب وقت ہے چہیتا بیٹا مُشفق باپ سے سر کٹانے کی اجازت طلب کرتا ہے اور بہت اصرار کرتا ہے جس کوئی ضد ایسی نہ تھی کہ پوری نہ کی گئی ہو جس نازنین کو پدرِ مہربان نے کبھی انکاری کا جواب نہ دیا تھا آج اُس کی یہ تمنا ہے یہ التجا ہے دل وجگر پر کیا اثر کرتی ہوگی اجازت دیں تو کس بات کی گردن کٹانے کی اور خون بہانے کی نہ دیں تو چمنستانِ رسالت کا گلِ شاداب کملایا جاتا ہے پدر کا کلیجہ منہ کو آتا ہے سبحان اللہ کیا منظر ہے کہ وہاں خداوندِ قدوس نے ابراہیم علیہ السلام کو خود قربانی کا حکم دیا کہ ہماری رضا کے لیے بیٹے کی قربانی دو یہاں خود بیٹا رب کی رضا کے لیے قربان ہونے کی باپ سے اجازت چاہتا ہے منت سماجت کرتا ہے اصرار پر اصرار کرتا ہے وہاں باپ چاہتا ہے۔

خلیل اللہ کو لاریب تھا یہ حکم ربانی
کہ خود فرمائیں اپنے ہاتھ سے بیٹے کی قربانی

رضائے حق پہ ابرہیم فوراً ہو گئے راضی
کیا مطلق نہ کچھ اندیشۂ مستقبل و ماضی

لٹایا خاک پر لختِ جگر کو اپنے ہاتھوں سے
کیا ذبح پدر خود پسر کو اپنے ہاتھوں سے

Marfat.com

تھی اب تک سرخیِ افسانۂ خلت پہ قربانی
مگر دنیا دیکھا کربلا میں منظر ثانی

جہاں مدتوں کے بعد پھر اک انقلاب آیا
اُلٹ کر پھر وہی دور خلیلی بے حجاب آیا

ہوا نسلِ خلیل اللہ میں ابنِ علی پیدا
ہوئی گلزارِ ابراہیم میں تازہ کلی پیدا

علی اکبر رضی اللہ عنہ کی اجازت طلب

نشانِ شان خُلت کربلا میں پھر نظر آیا
پدر کے سامنے پھر ذبح ہونے کا پسر آیا

علیؑ اکبر نے شہ سے التجا کی یہ بعد مِنت
خدارا مجھ کو بابا جان اب کر دیجئے رُخصت

رضائے وہاں موجود تھی بیٹے کی مرضی پر
وہاں تھی ثبت مُہر لخت دل والد کی عرضی پر

یہاں بیٹا مگر ہے باپ سے اس بات کا خواہاں
پدر کر دے خدا کی راہ بیٹے کو خود قرباں

وہاں بیٹے کے باندھے دست پا والد نے رسی سے
لٹایا خاک پر تنہا الگ لے جا کے بستی سے

یہاں اللہ اکبر اندرونِ خیمہ اطہر
جناب شہر بانو محوِ رنج و یاس بیٹھی تھی

سکینہ فاطمہ کلثوم زینب پاس بیٹھی ہیں
جنابِ شہربانو محوِ رنج یاس بیٹھی ہیں

شہادت کا پسر کو باپ خود جوڑا پہناتا ہے
لباس جنگ سے جسمِ منور کو سجاتا ہے

Marfat.com

عبائے رحمت عالم پہنائی جسمِ اطہر پر
شہہ خیبر کے پٹکے سے کمر باندھی گئی کس کر

سرِ انور پہ رکھا خود اور اپنی زرہ پہنائی
سوا کی جوش و چار آئنہ سے شانِ رعنائی

سجائے دونوں نیزہ و شمشیر و خنجر سے
دعا مانگی اٹھا کر دستِ رحمت ربِ اکبر سے

دعا

الٰہی یہ مرا لختِ جگر ہے راحتِ جاں ہے
یہ تری راہ میں سو جان سے ہونے کو قرباں ہے

خدائے دو جہاں مقبول ہو یہ مری قربانی
عطا ہو صبر اس کو جب ہو اس پر تیر بارانی

الٰہی صبر و ضبط و جوشِ استقلال دے اس کو
ہے لب تشنہ کئی دن سے سکوں فی الحال دے اس کو

دعائیں دیں کہاں نورِ نظر جاؤ خدا حافظ
رہِ حق میں عدو سے جنگ فرماؤ خدا حافظ

اجازت لے کے جب میداں میں شیرِ ہاشمی ایا
عدوئے دین کی فوجوں پہ بادل خوف کا چھایا

میدان کربلا میں فاطمی نوجوان پشت سمندر پر سوار ہو کر جلدی آرا ہو چہرے کی تابشیں ماہِ تاباں کو شرما سرو قامت نے اپنے جمال سے ریگستان کو بُستان حُسن بنا دیا جوانی کی بہاریں قدموں پر نثار ہو رہی تھیں سُنبل کا کل سے خجل بوئے گل اُس کی نزاکت سے منفعل حسن کی تصویر محبوب کبریا ﷺ کی تنویر خدائے دو جہاں کے جمال کا خطبہ پڑھ رہی تھی چہرہ تاباں محبوب حق کے رُخ درخشاں کی یادگار تھا جلوۂ مصطفیٰ کا اظہار کر رہا تھا یہ اسد الٰہی شیر میدان آیا ذوالفقارِ حیدری کو چمکایا اور اپنی مبارک زبان سے یہ رجز شروع کی۔

حُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ نَحْنُ اَصْلُ بَيْتٍ اَوْلَى النَّبِىِّ ﷺ۔

Marfat.com

جس وقت شہزادے نے میدان کارزار میں یہ رجز پڑھی ہوگی کربلا کا چپہ چپہ ریگستان کا ذرہ ذرہ کانپ گیا ہوگا لرز اٹھا ہوگا لیکن دشمنانِ دین کے دل پتھر سے بدر جہا بدتر تھے جنہوں نے اُس حسینؑ کے فرزند فاطمہ کے دل بند کی زبان شریں سے یہ کلمے سُنے۔ پھر بھی اُن کی آتش غضب ٹھنڈی نہ ہوئی اور کینہ سینے سے کینہ دور نہ ہوا افواج شام نے ابن سعد سے پوچھا کہ یہ سوار کون ہے جس کی تجلی نگاہوں کو خیرہ کرے دیتی ہے اور جس کی ہیبت سے بہادروں کے دل لرزاں و ہراساں ہیں شان شجاعت اِس کی رگ رگ اور اک اک ادا سے ظاہر ہورہی ہے ابنِ سعد نے کہا کہ یہ حسینؓ کے فرزند ہیں صورت وسیرت اپنے جدِ کریم علیہ صلوٰۃ وتسلیم بہت مناسبت رکھتے ہیں یہ سُن کر افواجِ شام کو پریشانی ہوئی اور اُن کے دلوں نے اُسپر لعنت و ملامت کی اور کہا کہ نہایت کمینہ پن ہے اِس آقا زادے کے قابل جانا لیکن ابن سعد کے وعدے دنیاوی مال کی حرص نے اُنہیں عاقبت کے انجام سے بے خبر کر دیا تھا اُدھر علی اکبر نے نعرہ مارا کہ اے ظالمانِ جفا کش بنی فاطمہ کے خون کی پیاس ہے تو میرے سامنے آؤ اگر فاتح خیبر کے بازو کا زور دیکھنا ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو لیکن کسی کو ہاشمی شیر کے مقابل آنے کی ہمت نہیں پڑتی جب ہاشمی شیر کو مبازر طلب کرتے ہوئے دیر ہوگئی اور کوئی بھی سامنے نہ آیا تو علی اکبر ناچار ہوکر لشکرِ اعدا پر حملہ کرتے ہیں علی اکبر یہ کہ حملہ نہ تھا غضبِ الٰہی کا نمونہ تھا جو اِن کوفیوں اور شامیوں پر نازل ہوا لاشوں سے جنگل بھر گیا افواج شام ہر اک محاصرِ کٹ گیا میدان جنگ سے لشکرِ یزید کے قدم اُکھڑ گئے اور سب کو اپنی جان بچانے کی ہوئی دن کے ۲ بج چلے ہیں زرہ بکتر نے دھوپ سے گرم ہوکر بدن کو گرما دیا ہے شہزادہ پر تشنگی کا غلبہ ہوتا ہے میدان گھوڑے کی باگ موڑ کر امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا بابا جان اگر تھوڑا سا بھی پانی مل جائے تو یزیدی لشکر کو دم زدن میں اُلٹ پلٹ کردوں سب کو موت کے معرفت دوزخ میں پہنچا دوں سلطانِ کربلا نے لختِ جگر کو سینہ سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا تسلی دی۔

سرِ میداں ہوئی اکبر پہ جس دم تشنگی غالب
پدر سے آکے خیمہ میں ہوئے وہ آب کے طالب

Marfat.com

گذارش کی اگر تھوڑا سا پانی بھی میسر ہو
خدا چاہے تو دم بھر میں فنا اعدا کا لشکر ہو

تسلی دی لگایا باپ نے بیٹے کو سینے سے
کہا نورِ نظر محروم ہیں ہم کھانے پینے سے

بہت نزدیک ہے اے لختِ دل وہ وقت آنے کو
کہ آئیں خلد سے حوریں تمہیں پانی پلانے کو

یہ کہہ کر سرورِ کونین نے انگشتری اپنی
پیئے تسکین منہ میں لاڈلے فرزند کے رکھ دی

ذرا اِس طرح شیرِ ہاشمی کو جب قرار آیا
بڑھا کر رن میں گھوڑا پھر قریشی شہسوار آیا

اِدھر افواج کو للکارتا تھا شمر ذی الجوشن
تھا ابنِ سعد بھی ہر افسرِ فوجی پہ طعنہ زن

مرتب ہو چکے تھے میمنہ اور میسرہ دونوں
پئے یورش تھے مائل فوج و افسر برملا دونوں

دوبارہ شیرِ غراں کی طرح آئے علی اکبر
جلالِ ہاشمی جلوہ نما تھا روئے انور پر

شمر لعین کے حربے

اُدھر شمرِ لعین حصین ابنِ نمیر عمر بن حجاج سپہ سالار ابنِ سعد فوج کو غیرت دلا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے بزدلو تم بائیس ہزار ہو ساز و سامان سے لیس ہو وہ اکیلا ہاشمی خاندان کا شہسوار ہے بے ساز و سامان ہے تین دن کا بھوکا پیاسا ہے وہ بھی انسان ہے تم بھی انسان ہو وہ کوئی جن یا فرشتہ نہیں ہے تم اِس قدر کیوں اُس سے خوف زدہ ہو دنیا تمہاری بزدلی کا چرچہ سن کر ہنسے گی تم میں بڑے بڑے بہادر بڑے بڑے مردِ میدان ہیں بڑھو اور علی اکبر کا سر کاٹ کر لاؤ منہ مانگا انعام پاؤ مگر کسی پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

Marfat.com

رہا نا کام عمرو بن سعد صرف گفتگو ہو کر
مقابل پھر نہ آیا کوئی لڑنے دو بدو ہو کر

مثالِ شیر اُدھر للکارتا تھا رن میں شہزادہ
مگر لڑنے کو ہوتا تھا نہ اُس سے کوئی آمادہ

وہی جاہ و جلالِ ہاشمی رُخ سے نمایاں تھا
اُس صورت سپاہِ شام کا ہر فرد لرزاں تھا

نہ آیا جب کوئی لڑنے کو اکبر سے سرِ میداں
کیا پھر خود ہی برقِ اسپ کو سوئے عدو جولاں

چمک نے تیغِ خوں آشام کی ہلچل بپا کر دی
سپاہِ شام کی سب جرات و ہمت فنا کر دی

سراسیمہ تھے سب فوجی نہ کلغی تھی نہ شملہ تھا
یہ حملہ حیدرِ کرار کے پوتے کا حملہ تھا

صفیں تھیں درہم برہم اور ہراساں سب رسالے تھے
کھلے بندوں اجل نے پاؤں میداں میں نکالے تھے

ابن سعد کی مکارانہ جدوجہد

جب فوج کی حالت ابنِ سعد نے میدان جنگ میں بگڑی ہوئی دیکھی تو عمرو بن سعد نے طارق پہلوان جو کہ عراق کا نامی گرامی بہادر تھا اپنے پاس بلایا اور اُس سے کہا کہ بڑے شرم کی بات ہے وہ اہل بیت کا اکیلا نوجوان میدان میں ہے تم ہزاروں کی تعداد میں ہو اور وہ مبازر طلب کرتا ہے اور تم میں کسی کو ہمت نہ ہوتی ہے اور وہ بڑھتا ہے تو صفیں درہم برہم کر دیتا ہے بہادروں کا کھیت بو دیا بھوکا پیاسا ہے دھوپ میں لڑتے لڑتے تھک گیا ہے خستہ اور ماندہ ہو چکا ہے پھر مبازر طلب کرتا ہے اور تمہاری تازہ دم جماعت میں کسی کو یارائے مقابلا نہیں تف ہے تمہارے دعوئے شجاعت پر اگر کچھ غیرت ہے تو میدان میں پہنچ کر فتح حاصل کرو میں وعدہ کرتا ہوں اے طارق اگر تو نے یہ کام کر دیا تو عبیداللہ سے تجھے موصل کی

Marfat.com

حکومت دلا دوں گا طارق نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں فرزند رسول سے لڑکر اپنی عاقبت بھی خراب کرلوں تو پھر بھی تو اپنا وعدہ پورا نہ کرے تو میں نہ دنیا کا رہا اور نہ دین کا ابنِ سعد نے قسم کھائی اور پختہ قول و قرار کیا تو طارق اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر میدان میں آیا اور اپنے بڑے بیٹے سے کہا کہ جا کر اکبر کا سر کاٹ لا۔ طلحہ بن طارق اپنے باپ کا حکم پاتے ہی میدان میں علی اکبر کے مقابلے لیے آیا اور شہزادہ والا تبار پر نیزہ کا وار کیا شہزادہ عالی جاہ نے اُس کے نیزے کا وار رد فرما کر اُس کے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ سینے کے پار نکل گیا پھر اُس کو پشت زین سے اٹھا کر زمین پر ٹپک دیا یہ حال دیکھ کر طارق کے دوسرے بیٹے کو تاب نہ رہی اور شمشیر کھینچ کر شہزادے کی طرف جھپٹا ابھی اچھی طرح میدان میں آنے بھی نہ پایا تھا کہ شہزادے نے اُس کو نیزے کی نوک اٹھا کر سر سے بلند کیا اور زمین پر دے کر مارا ہڈیاں چکنا چور ہو گئیں اور دوزخ کو سدھارا حریص طارق موصل کی حکومت کے لالچ میں شہزادے پر شمشیر لے کر دوڑا شہزادے نے تیغ ابدار کا ایک وار کیا کہ طارق لکڑی کی طرح دو ٹکرے ہو کر خاک پر تڑپنے لگا ابن سعد کو اعتراف کرنا پڑا کہ جو فریب کاریوں اور مکاریوں سے کام نہ لیا جاتا پانی کی بندش نہ ہوتی تو ہاشمی خاندان کا ایک ہی نوجوان افواجِ یزید کو خاک میں ملا دیتا طلحہ اور اُس کے دونوں بیٹے کا حشر دیکھ کر شہزادے کی ہیبت سے لشکر میں شور برپا ہو گیا ابن سعد نے مشہور پہلوان مصراع ابنِ غالب کو شہزادے کے مقابلے کے لیے بھیجا مصراع نے شہزادے پر نیزے کا وار کیا شہزادے نے تلوار سے نیزے کو قلم کر دیا اور ایک ایسی تلوار ماری کہ زمین تک کٹ گئی مصراع دو ٹکڑے ہو کر گر گیا اب کسی میں ہمت نہ رہی نہ جو کہ تنہا اس شیر کا مقابلہ کرے ناچار ابنِ سعد نے محکم بن طفیل بن نوفل کو ایک ہزار جرار سوار کے ساتھ شہزادے کے مقابلے لیے بھیجا شہزادے نے اٹھا کر اُن پر حملہ کیا اور اُنہیں دھکیل کر قلب لشکر میں پہنچا دیا کتنے ہی بد بخت ہلاک ہوئے اور شہزادے پر پیاس کا پھر غلبہ شدت اختیار کر گیا پدر عالی تبار کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا العطش العطش بابا پیاس سے بہت بے قرار ہوں بابا نے کہا کہ نور دیدۂ من کوثر سے سیرابی کا وقت آ گیا ہے دست مصطفیٰ ﷺ سے چھلکتا جام ملے گا اکبر پھر میدان کی طرف لوٹ گئے اور لشکر کے میمنہ و میسرے پر حملہ کر کیا اعدائے دین کے لشکر نے آپ پر نیزوں کی بارش شروع کر دی آپ نے بھی شدت سے حملہ کر بلا کی

Marfat.com

تشنہ لب زمین کو بے دینوں کے خون سے سیراب فرمایا اور آپ زخمی ہو کر گھوڑے سے ڈھلکنے لگے امام عالی مقام کو آواز دی: یا ابتاہ ادرکنی۔ اے پدر بزرگو! اور مجھ کو لیجیے حضرت امام عالی مقام گھوڑا بڑھا کر میدان میں پہنچے اور جانباز نونہال کو اٹھا کر خیمہ اطہر میں لائے اور اُن کے سر کو اپنے زانوؤں پر رکھا۔

بیٹے کو لے کے گود میں ابنِ بتول اب
دیکھا کہ مٹ رہی ہے شبیہہ رسول اب
آنسو بہا کے رکھ دیئے بیٹے کے لب پہ لب
فرمایا بیٹا چھوڑ کے جاتے ہو مجھ کو اب
دل سے گلے لپٹنے کی حسرت نکال لو
بانہیں اٹھا کے باپ کی گردن میں ڈال دو

اکبر نے آنکھ کھول کے دیکھا رُخِ پدر
عارض پہ اشک آنکھوں سے ٹپکے اِدھر اُدھر
فرمایا شہ نے زانوں رکھ کر پسر کا سر
روتے ہو کس لیے بھلا اے غیرتِ قمر
آؤ تمہیں میں آلِ پیمبر میں لے چلوں
غم ماں کا ہے تو آؤ تمہیں گھر میں لے چلوں

☆☆☆

اُٹھا کر پارہائے دل کو خیمہ کی طرف لائے
صدف میں جمع کرنے کے لیے درِ نجف لائے
اُداسی رُخ پہ صبر ضبط کی چہرے پہ رنگت تھی
لبِ خاموش پر بس اِنّا لِلّٰہِ کی آیت تھی
ہوئی یوں باپ کے پیشِ نظر بیٹے کی قربانی
ہوا یوں دیدۂ یعقوب سے گم یوسفِ ثانی

Marfat.com

وہاں بیٹے کے بدلے گوسفند خلد آئی تھی
تڑپتی لاش بیٹے کی یہاں پر خوں میں نہائی تھی

وہ حق میں فنا یوں مرد حق آگاہ ہوتے ہیں
علیؑ اکبر شہید فی سبیل اللہ ہوتے ہیں

جگر پارہ حسینؑ ابنِ علیؑ کا پارہ پارہ ہے
گہن میں آج دیکھو عرشِ اعظم کا ستارا ہے

کیا بدباطنوں نے پارا پارا ماہ پارے کو
چھپایا خاک کے ذروں میں زہراؑ کے ستارے کو

سرمیداں عیاں اجمال کی تفصیل ہوتی ہے
مکمل آج قربانیٔ اسمٰعیل ہوتی ہے

ہے تف اُن نابوں پر تف ہے اعوانِ حکومت پر
کرے گی خلق لعنت تاقیامت اس شقاوت پر

الٰہی بہرِ زہراؑ بہرِ حسنین و پئے حیدرؑ
ہو جنت آشیاں ہر ثناخوانِ علی اکبر

جلالِ ہاشمی پر جوش

علی اکبر کی شہادت کے بعد فاطمی شیروں میں غیض وغضب کی لہر دوڑ گئی جلال ہاشمی جوش پر آیا انتقام کے جذبہ سے دلوں کو گرمایا بھوکے شیروں کی طرح نگاہِ قہر سے لشکر یزید کی طرف دیکھا ہرایک کو زندگی بار نظر آنے لگی عثمان ابنِ علی شیر خدا امام عالی مقام کی خدمت میں آتے ہیں نہایت ادب سے رکاب کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ آقا مجھے بھی اکبر کی طرح راہِ حق میں قربان ہونے کی اجازت عطا فرمایئے امام عالی مقا نے لاڈلے بھائی کو گلے سے لگایا اور اپنے ہاتھ سے فرزند فاتح خیبر کی کمر تیغ آبدار حمائل کی ہاتھ میں نیزہ دیا اور کاندھے پر ڈھال باندھی بغل میں تیرو کمان کا ترکش لٹکایا اور صبر و رضا کی تلقین فرمائی سر دستِ رحمت رکھ کر میدان کی اجازت دی اور کہا کہ خدا حافظ۔

Marfat.com

رضا لے کر امامِ حق سے پھر عثمان بن حیدر
یزیدی فوج کیجانب بڑھے کھینچے ہوئے خنجر

کیا نعرہ خدا کا لے کر مردِ میداں نے
کہا یہ فوج سے غصے مین ابنِ شیر یزداں نے

جسے خواہش ہو مرنے کی وہ مرے سامنے آئے
جواں مردی کے جوہر آنکھ میداں میں دکھلائے

مگر جب سامنے لڑنے کو کوئی بھی نہیں آیا
تو پھر عثمان نے گھوڑے کو اپنے ایڑ فرمایا

مثالِ شیر حملہ کر دیا اعدا کے لشکر پر
گرے سر بدنہادوں کے مثلاً گیند کٹ کٹ کر

قدم میدان سے افواجِ شامی کے لگے ہٹنے
جو افسر فوج کے تھے ابنِ حیدر سے لگے کٹنے

کیا یہ حکم ابنِ سعد نے پھر سارے لشکر کو
کہ گھیرو ہر طرف سے بڑھ کے آگے ابنِ حیدرؓ کو

تھا خولی بن زید خنجرِ عثمان کی زد پر
نکل بھاگا مگر یہ روسیہ تلوار سے بچ کر

تن وتنہا پہ بادل ہر طرف سے فوج کے چھائے
علی کے لعل پر چاروں طرف سے تیر برسائے

ہوا جب چور زخموں سے بدن عثمان کا سارا
تھا جاری خون کا ہر زخم سے مقتل میں فوارا

حضرت عثمانؓ بن علیؓ میدانِ کربلا میں

الغرض حضرت عثمانؓ بن علیؓ میدانِ کربلا میں جذبہ شجاعت سے سرشار ہیں بادۂ شہادت سے مخمور ہیں تیروسناں کے زخموں سے چور ہیں لیکن آپ کی تلوار کے وہی دم خم ہیں بڑھ بڑھ

Marfat.com

کر دشمنان دین کے سر قلم کرتی ہے لاشوں کے انبار لگا دیئے ہیں بہادروں کے حوصلے پست کر دیئے ہیں کسی دلاور کو اُن کے سامنے آنے کی جرت نہیں ہوتی عمرو بن سعد کو اپنی فوج کی شکست نظر آ رہی ہے تیراندازوں کو حکم دیا ہے کہ عثمان سے دور رہ کر عثمان پر تیروں کی بارش کرو سنگ باری کرو پے در پے پتھروں اور تیروں کی زد سے حضرت عثمان کے نورانی جسم کو چھلنی کر دیا بنی آبان کے ایک ظالم نے عقب سے آ کر عثمان بن حیدرؓ پر تلوار کا وار کیا ضرب کاری پڑی غازی پشت زین سے ڈھلک کر زمین کی طرف مائل ہوا امام عالی مقام کو آواز دی امامِ حق فوراً اپنے برادر کی لاش پر اشکبار پہنچے اور لاش کو اٹھا کر خیمہ میں لائے خیمہ میں کہرام مچ گیا امام عالی مقام نے سب کو صبر کی تلقین فرمائی پھر عبدالرحمٰن بن عقیل امامِ دوسرا سے میدان کی اجازت لے کر افواج یزید پر حملہ آور ہوئے اور بہت سے کوفیوں او رشامیوں کو دارغہ دوزخ کے سپرد کر کے خود بھی شہادت کا جام نوش فرمایا پھر سرورِ دین کی خدمت میں جعفر بن عقیل آتے ہیں اور رضا حاصل کر کے میدان کارزار میں پہنچتے ہیں بہت سے ناری آپ کی تیغ آبدار سے جہنم کا اندھن بنتے ہیں خوب ہاشمی جوہر دکھا کر شہادت کی دولت حاصل کی پھر پُشتے لگائے اور جام شہادت پی کر جنت کی راہ لی پھر ابو بکر ابن علی میدان میں آئے اور شہید فی سبیل اللہ ہوئے چنانچہ علی مرتضیٰ کے خاندان کے بہادروں نے میدان کربلا کو محشر کا نمونہ بنا دیا ریگستان خشک خاک تر سُرخ نظر آنے لگی نیزوں کی نوکوں پر صف شکن بہادروں کو اٹھانا اور خاک میں ملانا ہاشمی نوجوانوں کا معمول کرتب تھا جب عقیل ابنِ ابوطالب چار لختِ جگر راہ حق میں اپنی جانیں نثار کر چلے تو حضرت عبداللہ ابنِ مسلم امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے دل میں اپنے پیارے چچاؤں کے خون کا انتقام لینے کا جوش ہے امامِ حق سے اجازت طلب کرتے ہیں سرکار نے فرمایا اے فرزند تم میرے شہید بھائی مسلم کی نشانی ہو تمہیں کس دل سے سر کٹانے کی اجازت دے دوں میرے لخت جگر تم میدان میں نہ جاؤ اپنا سر نہ کٹاؤ دنیا میں رہو اللہ تمہیں ایمان کی رہتی دنیا تک زندہ سلامت رکھے اور تم سے مرے برادر کا نام و سلسلہ جاری رکھے حضرت عبداللہ کا امام عالی مقام ہر طرح سے میدان میں جانے سے روکتے ہیں مگر حضرت عبداللہ مے شہادت کا جام نوش کرنے کے لیے بے چین ہیں چچاؤں کے انتقام کا جذبہ سینے میں مچل رہا ہے امام عالی مقام کے پائے اقدس کو بوسہ دیتے

Marfat.com

منت سماجت کرتے ہیں اور کہتے ہیں سرکار وہ وقت مجھے خدا نہ دکھائے کہ آپ حاضر نہ ہوں میں زندہ رہ کر دنیا کی مسرت دیکھوں آقا روز محشر خدا کو اور مصطفیٰ ﷺ کو کیا منہ دکھاؤں گا الغرض بضد ہو کر امام عالی مقام سے اجازت حاصل کی امام عالی مقام نے فرمایا جاؤ تمہیں خدا کو سونپا۔

اجازت لے کے عبداللہ جب میدان میں آئے
جلال ہاشمی کی اک نرالی شان میں آئے

انہیں میداں میں آتا دیکھ کر ہی شام کا لشکر
ہوا ہیبت سے اُن کی خوف زن حیران اور مضطر

مثالِ شیر گرجے اور کہا فوجِ ستمگر سے
بہادر تم میں جو ہو وہ نکل کر آئے لشکر سے

قدامہ بن اسد شہزور یکتا پہلواں نامی
بہادر جنگجو شمشیرزن تھا یہ گبر شامی

مقابل بن کے آیا سامنے اس مرد غازی کے
دکھائے خوب جوہر جنگجوئی نیزہ بازی کے

کیے حملے پہ حملے پے بہ پے مردِ دلاور پر
مگر خالی گیا ہر وار کام آیا نہ کچھ جوہر

کہا غازی نے ہاں ہُشیار ہو جا اے قِدامہ اب
کہ ہے خنجر میرا تیغِ قضا برقِ جلالِ رب

یہ کہہ کر تیغ چھوڑی دفعتاً فرقِ قدامہ پر
مگر میداں سے یہ نامرد بھاگا پیٹھ دکھلا کر

تعاقب ابنِ مسلم کیا مرکب کو دوڑایا
مگر گھوڑے کو کچھ رفتار میں کمزور سا پایا

اتر کر اسپ سے پیدل چلے مغرور کے پیچھے
گریزاں تھی قضائے ناگہاں مغرور کے پیچھے

Marfat.com

قدامہ نے کیا گھوڑے سے پھر کر وار نیزے کا
بچایا پڑ گیا لیکن جگر پر وار نیزے کا

ہوئے مجروح عبداللہ پر اسوار گھوڑے پر
لگا گلۂ ناپاک پر تیغِ دو دم بڑھ کر

ہوا گلہ جبڑا اڑ گیا ناری سیہ رو کا
بھیانک ہو گیا چہرہ سرِ میدان بدخو کا

کمر ہاتھ ڈالا پھر اٹھایا پشتِ مرکب سے
زمیں پر کر کے اونچا سر سے دے مارا نئے ڈھب سے

قدامہ کا لیا فی الفور عبداللہ نے گھوڑا
غنیمت کا ملا جو مال اس کو بھی نہیں چھوڑا

سلام ابنِ قدامہ سے کہا سالارِ لشکر نے
کہ مرد دلاور باپ کا قاتل سے بدلا لے

سلام آہستہ بولا میں ہمت کر نہیں سکتا
جواں ہوں دیدہ و دانستہ لیکن مر نہیں سکتا

بہادر میں نے ایسا کوئی دنیا میں نہیں دیکھا
نہ اس جاہ و جلالت کا کوئی انساں کہیں دیکھا

پکڑ کر تیغ عبداللہ نے پھر دونوں ہاتھوں میں
کیا اُن بزدلوں پہ حملہ جو بیٹھے تھے گھاتوں میں

افواجِ شام کی بدحواسی

چنانچہ عبداللہ ابن مسلم کے جرأت مندانہ حملوں نے افواجِ شام کو بدحواس کر دیا کربلا کے میدان کو میدان محشر بنا دیا کوفیوں اور شامیوں کا جوش وخروش سب خاک میں ملا دیا میدان جنگ میں آنے کا مزا چکھا دیا ہر جنگی ہُنر بھلا دیا بڑے بڑے بہادر حضرت عبداللہ کی صورت کو دیکھ کر سہم جاتے جان بچا کر سامنے سے بھاگ جاتے شیر ہاشمی پر دور سے پتھروں

Marfat.com

اور تیروں کی بارش کرتے جب غازی زخموں سے چور چور ہو گیا تو انہیں۔

سپاہِ شام نے چاروں طرف سے آپ کو گھیرا
لگا بزدلوں نے موت کے اطراف میں ڈیرا
قلم گھوڑے کے ساق و پا کیے افواجِ دشمن نے
کیا مجروح عبداللہ کو اعدائے پُرغن نے
عقب سے آیا عمر ابنِ صبحی مردود صیدانی
پیا پے فرقِ پشت و دوش پر کی تیغ افشانی
شہادت پائی آخر اس جوانِ خلد ساماں نے
بلایا گلشنِ جنت میں عبداللہ کو رضواں نے
ہوا برباد سارا مسلمِ مرحوم کا گلشن
ہوئے مرغانِ صحرا صرفِ آہ و نالہ و شیون
سرہانے آئے عبداللہ کے باچشمِ نم حضرت
جزاك الله کہہ کر ہو گئے مائل بہ غم حضرت
شہید راہِ الفت نے حیاتِ جاوداں پائی
پناہِ دو جہاں کے پاک دامن میں اماں پائی

عون و محمد اپنی والدہ حضرت زینبؑ کی خدمت میں

حضرت عبداللہ ابنِ مسلم کی شہادت کے بعد آپ کے یعنی امام عالی مقام کے بھانجے عون و محمد اپنی والدہ حضرت زینبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میدان جنگ میں جانے کی اجازت طلب کی حضرت زینبؑ نے فرمایا کہ ماموں جان سے جا کر اجازت لو اگر وہ اجازت دے دیں تو جاؤ اور راہِ حق میں اپنی جانیں قربان کر دو دونوں شہزادے امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میدان میں جانے کی رضا چاہی امام عالی مقام دونوں کی صورت کو دیکھ کر آبدیدہ ہوئے جگر کو تھام کر اجازت دی۔

Marfat.com

گھوڑوں کو سر جنگ اڑاتے ہوئے آئے
شان اپنی سواری کی دکھاتے ہوئے آئے
نیزوں کو دلیرانہ ہلاتے ہوئے آئے
ایستاں سوئے اشرار بناتے ہوئے آئے
لرزہ تھا شجاعوں دلیروں کی نظر سے
تکتے تھے صفِ فوج کو شیروں کی نظر سے

لشکر میں یہ غل تھا وہ جانباز پکارے
لڑنا ہو جسے سامنے آ جائے ہمارے
ہم وہ ہیں کہ جاتے جب میداں میں اُتارے
رستم کو بھگا دیتے ہیں تلوار کے مارے
ہے قہرِ خدائے دو جہاں حرب ہماری
رُکتی نہیں دشمن سے کبھی ضرب ہماری

☆☆☆

یہ دونوں شیر بجلی کی طرح میدان میں آئے
صدا قل میں مبارز کی زبانِ پاک پر لائے
نہ آیا اُن سے لڑنے کو پہلواں کوئی بھی نامی
بہادر اُن سے سارے خوف زن تھے کوفیو شامی
بڑھے خود رکھ لیا فوجِ عدو کو باڑ کے آگے
سپاہی سامنے سے ہر طرف بے ساختہ بھاگے
اشارا دور سے فوجوں کو ابنِ سعد کرتا تھا
مگر خود سامنے آتے ہوئے میداں میں ڈرتا تھا
یہ غالب تھے سرِ میداں سب فوجی رسالوں پر
تصدق تھی شجاعت حضرتِ زینب کے لعلوں پر

Marfat.com

قدم پیچھے ہٹے میدان سے افواجِ شامی کے
نظر آثار آئے سب عمر کو بدنظامی کے
بڑھے شبر و عمر غیرت دلائی سارے لشکر کو
کہا نرغہ میں ان کو لو چلاؤ تیغ و خنجر کو
لگی ہونے ہر اک سو سے جو ان پر تیر بارانی
ہوئے زخموں سے ان کے چور سارے جسمِ نورانی
بالآخر ہو گئے عون و محمد جاں بحق دونوں
شجاعت کا گئے دے کر مسلماں کو سبق دونوں

حضرت عون و محمد کی شہادت کے بعد حضرت ابو بکر عبداللہ ابنِ حسن چچا کے سامنے آئے اور آداب امامت بجالائے نہایت ادب سے عرض کی چچا جان مجھے بھی میدان میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں امام عالی مقام نے حسن کے نورِ نظر کو سینے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا اور خدا حافظ کہ کر رخصت عطا کی حضرت عبداللہ ابنِ حسن گھوڑے پر سوار ہو کر میدان کربلا میں جلوہ آرا ہوئے یہ فرزند حسن حُسنِ جمال کا آئینہ تھے شباب کا عالم تھا شجاعت آپ کی ہر ادا سے ظاہر ہو رہی تھی بہادری آپ کے قدم چوم رہی تھی نہایت شان و شوکت کے ساتھ گھوڑے کو میدان میں جولاں کیا اور گرجدار آواز میں کہا کہ اے شامیوں اے کوفیو تم جو بہادر ہو میرے مقابلے کے لیے بھیجو کہ میدان میں آ کر اپنی بہادری کے جوہر دکھائے دنیا میں اپنا نام روشن کرے شہزادہ للکار للکار کر مبارز طلب کر رہا ہے لیکن کسی کو جرات نہیں ہوئی جو اِس فاطمی شیر کا آ کر مقابلہ کرتا جب عبداللہ ابنِ حسن کو میدان میں کچھ دیر ہو گئی اور مقابلے کے لیے میدان میں کوئی نہ آیا تو آپ نے انتظار کے بعد دیکھا کہ کسی کو میدان میں آنے کی ہمت نہ پڑی تو آپ نے اپنے بپھرے ہوئے شیر کی طرف افواج یزید پر حملہ کیا اور نہایت تیزی سے سپاہِ شام کے سر قلم کرتے ہوئے وہاں پہنچے جہاں ابنِ سعد استادہ تھا آپ نے عزم محکم کر لیا تھا کہ پہلے ابنِ سعد کو ہی جہنم کی راہ دکھائیں ابنِ سعد نے جب شیر ہاشمی کو سامنے دیکھا تو گھوڑے سے اتر کر پیدل رسالے میں جا چھپا اور اُس کا دل دھڑک دھڑک کر رہا تھا چہرے پر اُداسی چھا رہی ہے نہایت پریشان کھڑا تھا کہ اچانک بختر ابنِ عمر نے کہا کہ کہاں گئی وہ

Marfat.com

تیری سپہ سالاری کیا اسی بہادری پر فوج کا سپہ سالار بنا ہے تو کیسا بہادر ہے جو مرنے سے ڈرتا ہے او ابنِ حسن کو کوا اپنے لیئے موت تصور کرتا ہے ابنِ سعد نے کہا بے شک میں اِس وقت موت کے پنجہ سے چھوٹ کر آیا ہوں اگر اے بہادر بختری تو اگر فوج کی افسری چاہتا ہے پانچ سو جوان فوجی ساتھ لے کر جا اور عبداللہ کا سر کاٹ کر لا یہ سن کر بختری نے کہا کہ میری بہادری کی تاریخ لکھی گئی ہے تو میری توہین کرتا ہے مجھے تھکے ماندے بھوکے پیاسے سے لڑنے کو بھیجتا ہے ابنِ سعد نے کہا کہ بختری اُس کو تھکا ماندہ بھوکا پیاسا نہ سمجھ وہ ہاشمی شیر ہے اُس کی رگوں میں شیر خدا حیدرؓ کرار فاتح خیبر کا خون ہے جلد کر اپنے ساتھ پانچ سو جوان لے کر عبداللہ کے چاروں طرف حلقہ بنا لے جب شیر عبداللہ نے خود کو نرغہ میں دکاھ تو اپنے دونوں غلاموں کو آواز دی فروزاں اور اسد اپنے آقا کی آواز سن کر ہوا کی طرح گھوڑے دوڑا کر میدان میں آئے اور اُن کے پیچھے ہی محمد بن انس بھی میدان میں پہنچ گئے فروزاں جو خاص عبداللہ کا غلام اور بڑا بہادر تھا اور بختری کے مقابل ہوا۔

مقابل بن کے عبداللہ کا خود بختری آیا
مگر فی الفور فروزان نے گھوڑے کو چمکایا
لیا نیزے کی زد پر بختری کو ڈانٹ بتلائی
قیامت آتے آتے سامنے ناپاک کے آئی
سواروں پر گرے تینوں دلاور برق کی صورت
کیا ہر ایک اشرار پر حملہ بصد شدت
کمالِ فن سے فروزان کے تھا بختری حیراں
بچا کر جان بھاگا سامنے سے بے سر و ساماں
بہت گھمسان کا تھا معرکہ میدان میں جاری
بہت تیزی سے تھے قصرِ جہنم کو رواں ناری
ہوا میدان میں جب بختری کا بخت برگشتہ
کمک کو لا کر لایا شیث ابنِ ربعی اک نیا دستہ

فروزان اور اسد دونوں افواج شام کے دریا میں ڈوب گئے چاروں طرف سے

Marfat.com

تیروں کی بارش ہو رہی ہے نیزوں کی بوچھاڑ ہے لڑتے لڑتے ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں فروزاں زخموں سے چور چور ہے بازو شل ہو چکے ہیں تمام جسم کا خوں زخموں کے راستے سے بہہ گیا ہے طاقت حرب ختم ہوگی تو فروزان نے اپنے آقا عبداللہ کو آواز دی کہ آقا مجھے سنبھالو حضرت عبداللہ اپنے وفادار غلام کی آواز سن کر فوراً فروزان کے قریب پہنچے اور اُن کو اپنے گھوڑے پر اپنے پاس بٹھا لیا مگر گھوڑے کو دو سواروں کے اٹھانے کے لائق نہ پایا تو حضرت عبداللہ پیدل جنگ کرتے ہوئے خیمہ پاک کی طرف چلے ابھی کچھ دور ہی چلے تھے اجل کا فرشتہ پیغام شہادت لے کر آ پہنچا اور فروزاں جان بحق ہو گئے اِدھر عبداللہ فروزاں کی نعش کو خیمہ میں چھوڑنے کے لیے آئے اُدھر ظالموں نے اسد کو چاروں طرف سے گھیر کر شہید کر دیا آپ فروزاں کو چھوڑ کر میدان جنگ میں آئے اور پہلے اسد کے قاتل کو فی النار کیا پھر فوج اعدا پر اِس زور سے حملہ کیا کہ میدان سے فوج فرار ہونے لگی عمر بن سعد نے فوج کو غیرت دلائی کہ تم ہزاروں ہو وہ تنہا ہے اُدھر حضرت عبداللہ پر تشنگی غالب ہوئی پیاس نے آپ کو بے تاب کر دیا آپ خیمہ میں تشریف لائے امامِ دوسرا سے عرض کی کہ چچا جان اگر تھوڑا سا بھی پانی مل جائے تو میں بڑی آسانی سے تمام اعدا کے لشکر کو خاک میں ملا دوں امامِ عالی مقام نے فرزند حسن کو سینے سے لگایا کہا کہ نور نظر بہت دیر سے فاتح خیبر حیدر کرار تمہارا انتظار فرما رہے ہیں حورانِ جنت آپ کی پیشوائی کو درِ جنت پر حاضر ہیں اے بیٹا۔

حرام اے لختِ دل ہم پر یہاں دنیا کا پانی ہے
کہ آب تیغ و خنجر سے ہمیں تسکین پانی ہے

غرض صبر و سکون و ضبط کی تلقین فرمائی
کلیجے سے لگا کر ہر طرح کی ہمت افزائی

بڑھے میداں کو عبداللہ پھر صبر و سکوں پا کر
کہا مل میں مبارِز پھر عدو کے سامنے جا کر

مگر لڑنا عدو جاتے ہوئے تھے اس دلاور کا
کوئی افسر نہ آیا سامنے لڑنے کو لشکر کا

Marfat.com

قریب آ آ کے ناری دور سے نیزے چلاتے تھے
یہ سب جنگ آزما میداں میں قسمت آزماتے تھے

ہوا زخموں چکنا چور جب مجروح شہزادہ
تو عبداللہ بن عقبہ سپاہِ شام کا پیادہ

عقب سے آیا ظالم اور چلائی تیغ غازی پر
سرِ میداں گہن لگنے لگا بدرِ حجازی پر

ہوئے واصل بحق بوبکر عبداللہ میداں میں
ہوا گم آسمانِ معرفت کا ماہِ میداں میں

جناں کا رخ کیا بزمِ جہاں سے ابنِ حیدر نے
شہادت پائی فرزندِ حسن سبطِ پیمبر نے

کلیجہ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر رہ گئے حضرت
کہا تم بھی گئے بیٹا ہمیں دے کر غمِ فرقت

حضرت قاسم بن حسن علیہ السلام

جب حضرت عبداللہ ابن حسن امام علیہ السلام میدانِ کربلا کو افواجِ شام کے خون سے رنگین فرما کر صحرائے کربلا کو سیراب کر کے حمزہ اور حیدر کرار کی لڑائی تماشا دکھا کر جامِ شہادت نوش فرما چکے تو آپ کے چھوٹے بھائی حضرت قاسم بن حسن کے دل میں جذبۂ انتقام مچلنے لگا۔ ہاشمی وارث تڑپ اٹھے۔

شہیدِ اخِ معظم ہوئے قاسم کے جب رن میں
خیالِ انتقام آیا یکایک قلبِ روشن میں

حضورِ شاہ میں آئے بصد منت گذارش کی
کمالِ عجز سے میدان جانے کی خواہش کی

امامِ دوسرا نے فرطِ غم سے منع فرمایا
کہا اے راحتِ جاں زندگی کا تم ہو سرمایا

Marfat.com

ہو تم نورِ نظر تصویر ہو تم مرے بھائی کی
نظر تم میں جھلک آتی ہے شانِ مرتضائی کی

میں تم کو سر کٹانے کے لیے کیونکر اجازت دوں
طبیعت مضطرب ہے کس طرح اذنِ شہادت دوں

اعزا و اقربا سب دے چکے جانیں رہِ حق میں
مٹے احباب سارے الفتِ خلّاقِ مطلق میں

نہ اکبر ہیں، نہ جعفر ہیں، نہ عبداللہ باقی ہیں
نہ اب عون و محمد بھی جہاں میں آہ باقی ہیں

فقط اب تم ہو یا بیمار اک سجاد باقی ہے
تمہیں دونوں سے اوجِ عالمِ ایجاد باقی ہے

تمہیں روحِ رواں ہو لختِ جگر مری امیدوں میں
نہیں دل گوارا تم بھی ہو داخل شہیدوں میں

اجازت سر کٹانے کی میں تم کو دے نہیں سکتا
یہ تازہ زخم غم کا اپنے دل پہ لے نہیں سکتا

چچا بھتیجے کی باہم گفتگو

اِدھر امام عالی مقام علیہ السلام اور حضرت قاسم فرزند حسن میں گفتگو ہو رہی ہے کہ یکا یک حضرت سکینہ ننھے سے بھائی اصغر کو گود میں لے کر امام عالی مقام کے حضور میں آتی ہے اور گود میں علی اصغر ہیں حضرت سکینہ عرض کرتی ہیں

ابھی جاری تھیں یہ باتیں چچا کی اور بھتیجے کی
ابھی مستور تھی صورت نگاہوں میں نتیجے کی

علی اصغر کے رونے اور سسکنے کی صدا آئی
سکینہ ننھے بھائی کو اٹھا کر گود میں لائی

Marfat.com

کہا دیکھو تو ابا جان ان کو ہو گیا کیا ہے
یہ کیوں روتے ہیں ہچکی کیوں بندھی ہے ماجرا کیا ہے

کہا زینب نے بھائی اب تو اصغر پیاس کے مارے
کوئی دم کے ہیں مہماں آپ کی آنکھوں کے یہ تارے

کوئی لے جا کے حال ان کا ستمگاروں کو دکھلائے
سپاہِ اشقیا کو ان پہ شاید رحم آ جائے

امامِ دوسرا نے ان کی نازک دیکھ کر حالت
لیا فوراً آغوشِ مبارک میں بصد شفقت

زباں اپنی چسائی فرطِ رحمت فرطِ راحت سے
اٹھایا دوش پر باہر کو لے آئے محبت سے

حضرت علی اصغر علیہ السلام کی پیاس

چنانچہ امام عالی مقام فرزندِ ارجُمند شہر بانو کے دل بند اپنے نورِ نظر لخت جگر کو گود میں لیئے ہوئے ہیں علی اصغر بار بار اپنی سوکھی زبان والدہ کو دکھاتے ہیں کبھی باپ کی طرف منہ فرما کر اپنا خشک حق دکھاتے ہین تشنگی کی وجہ سے کانٹے پڑ گئے ہیں نہ نور کی تصویر تین دن سے پانی کو ترس رہی ہے شہر بانو اور حضرت زینب نے سلطانِ کربلا سے عرض کیا کہ اِس ننھی سی جان کو اِن جفا کشوں کو جا کر دکھاؤ شاید اس معصوم و بے گناہ پر رحم آ جائے اور ستمگار اِسے تھوڑا سا پانی دے دیں امامِ حق اپنے نورِ نظر کو سینے سے لگائے ہوئے میدان میں پہنچے اِس کے یہ معنے نہیں کہ امام عالی مقام انجام سے بے خبر تھے بلکہ اس لیے کہ کل محشر کے روز جب علی اصغر کی پیاس اور بے قراری کی باز پُرس ہو تو کوئی ظالم یہ نہ کہہ سکے کہ ہم سے اِس معصوم کے لیے کسی نے پانی طلب ہی نہیں کیا ورنہ اِس ننھی سی جان کو ضرور پانی دے دیتے اِس عذر کو ختم کرنے کے لیے سرور دیں ننھے سے فرزند کو لے کر اسقیا کے سامنے گئے اور فرمایا کہ تمہاری نظر میں اگر مجرم ہوں تو میں ہوں اِسی ننھی جان نے تمہارا کیا بگاڑا ہے اے آج جو بھی میرے اِس ننھے سے مسافر نورِ نظر کو پانی پلائے گا میں وعدہ کرتا ہوں کہ محشر کے دن اُس کو

Marfat.com

حوض پہنچ کر اپنے نانا جان محبوب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ سے جام کوثر دلاؤں گا بارگاہ خداوندی میں اُس کی سفارش کروں گا کاش یہ منظر حضرت ہاجرہ ملاحظہ فرمائیں کہ علی اصغر کو امام حق اپنی آغوش میں لے کر قربان کر رہے ہیں امام عالی مقام کی اِس تقریر سے زمین کربلا لرز اُٹھی ہوگی صحرا کا ذرہ ذرہ کانپ گیا ہوگا مگر اُن بد باطنوں پر کچھ اثر نہ ہوا بجائے پانی کے ایک ملعون۔

چلایا تیر ظالم حرملہ فرزندِ کاہل نے
نشانہ حلقِ اصغر کو بنایا ہائے قاتل نے
گلوئے ناز کو تیرِ ستم گر کاٹ کر نکلا
لب پیکاں لہوں اُس نازنیں کا چاٹ کر نکلا
نہ کھایا رحم کچھ ننھی سی جاں پر بھی ستم گر نے
تڑپ کر جان دے دی دوشِ شہ والا پہ اصغر نے
بھلا اس سے بڑھ کے اور کیا ظلم و ستم ہوگا
نہ انساں کوئی بھی دنیا میں اتنا بے رحم ہوگا
اٹھا کر رخ کو سوئے آسماں حضرت نے فرمایا
الٰہی جو مظالم ہم پہ کرتے ہیں یہ بے پایا
الٰہی ان جفاؤں کا ستمگاروں سے بدلہ لے
ہمیں توفیقِ صبر و ضبط و استقلال مولا دے

اک نور کا پتلا گود میں ہے

امام عالی مقام کے آغوش میں ایک نور کا پتلہ لپٹا ہوا ہے خون میں نہا رہا ہے اہل خیمہ کو گمان تھا کہ سیاہ باطن اِس ننھی جان پر ضرور مہربان ہو کر پانی پیش کریں گے اور اِس کی تشنگی و بے قراری ضرور ان ظالموں کے دل پر اثر کرے گی لیکن امامِ دوسرا اس سگوفہ تمنا کو خیمہ میں لائے اور علی اصغر کی والدہ نے اول نظر کی تو دیکھا کہ بچہ میں بیتابہ حرکتیں نہیں ہیں گمان ہوا کہ پانی مل گیا ہوا حضرت امام نے کہا لو شہر بانو یہ بھی اپنے بھائیوں کے پاس جنت میں جام کوثر پینے کے لیے تشریف لے گئے تمام بیبیاں اشکبار ہوگئیں امام عالی مقام نے مستورات کو

Marfat.com

صبر وضبط کی تلقین فرمائی اِدھر امام عالی مقام مستورات کو باسکوں رہنے کی تلقین فرماوہے ہیں اُدھر دوبارا حضرت قاسم امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ بہر خدا مجھ کو بھی لڑنے کی اجازت دیجئے یہ سُن کر۔

بھتیجے کو شہہ دیں نے لگایا اپنے سینے سے
طلب کی نُصرت امدادِ پیغمبر مدینے سے
اِدھر ہچکی بندھی قاسم کی رونے اُس طرف سرور
غشی سی ہو گئی طاری وفورِ غم میں دونوں پر

چنانچہ امام عالی مقام اور حضرت قاسم روتے روتے غش کی سی حالت میں ہوگئے اُس غشی کے حضرت قاسم کو ایک اپنے بچپن کا واقعہ یاد آتا ہے وہ واقعہ اس طرح پر ہے کہ ایک دن امام حسن نے کاغذ پر کچھ لکھا اور اُس کا تعویذ بنا کر قاسم کے گلے میں ڈالا اور حضرت قاسم کو وصیت کی کہ جب بھی تم کو کسی ایسی مشکل کا سامنا ہو کہ حل کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو تم اِس تعویذ کو کھول کر پڑھنا یہاں میں غلط روایت کا ورد کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ امام عالی مقام کی صاحبزادی سکینہ جو کہ کربلا کے میدان امام کے ساتھ تھیں اُن کے مطابق یہ مشہور ہے کہ ان کا نکاح کربلا میں حضرت قاسم کے ساتھ ہوا اور اُن کی وفات بھی کربلا کے بعد جو سفر کیا تھا سفر میں ہی ہوگئی یہ دونوں روایت جو مشہور ہیں سراسر غلط ہیں اُن کی کوئی اصل نہیں جو لوگ یہ روایت بیان کرتے ہیں اُن لوگوں میں اتنی بھی تمیز نہیں ہے کہ واقعہ کربلا کے وقت حضرت سکینہ کی عمر شریف ۷ سال کی تھی اور وہ وقت توجہ الی اللہ اور شوق شہادت اور اتمام حُجت کا تھا یا شوق و نکاح کی طرف التفات کا ساری ہونا تو کُجا شادی کا خیال بھی ایسے امتحان کے وقت غیر ممکن ہے اور حضرت سکینہ کی وفات بھی سفر میں بیان کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے بلکہ وہ واقعہ کربلا کے بعد عرصہ تک زندہ رہی ہیں اور اُن کے نکاح مصعب بن زبیرؓ سے ہوا ہے ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ چچا اور بھتیجے پر غشی طاری ہے اور حضرت قاسم کو اُسی عالم اپنے پدر بزرگوار کی وصیت یاد آتی ہے اور ساتھ ہی آپ کو ہوش آجاتا ہے تو حضرت قاسیم ایک گوشے میں جاکر اُس تعویذ کو گلے سے کھول کر پڑھتے ہیں جو کہ بچپن میں اُن کے والد بزرگوار نے گلے میں ڈال کر وصیت کی تھی کہ جب بھی کوئی ایسی مشکل سامنے آئے جس کا

Marfat.com

کوئی حل نظر نہ آتا ہو تو تم اِس نقش کو کھول کر پڑھنا اور جو اس میں لکھا ہوا اُس پر سختی سے عمل کرنا اِس نقش کے مطابق بھی لوگ یہ غلط بیانی کرتے ہیں کہ خط میں امام عالی مقام کو لکھا تھا کہ تم مرے اِس فرزند قاسم کے ساتھ سکینہ کی عقد فوراً کر دو دیکھو حضرت حسنؓ کے وصیت کرنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سخت مشکل کے وقت اِس نقش کو پڑھنا غور تو کرو کیا مشکل کے وقت بھی نکاح ہو سکتا ہے ہرگز نہیں یہ روایت بھی سراسر غلط ہے امام حسن کے خط میں کربلا کے ظلم و ستم کا مفصل حال لکھا تھا اور زبانی وصیت اُس پر عمل کرنے کی تھی۔

حسن نے صاف اپنے لختِ دل قاسم کو لکھا تھا
کہ اے جانِ تمنا عنقریب اک وقت آئے گا

ہمارے بعد محشر کربلا میں اک بپا ہوگا
ہمارا خانداں کا خانداں جس میں فنا ہوگا

یزید روسیہ ہوگا حسینؓ پاک کا دشمن
وہ کاٹے گا بہاروں سے بھرا زہرا کا سب گلشن

تباہی آئے گی بیٹا نبی کے خانوادے پر
چلیں گے تیغ و خنجر دشت میں ہر شاہزادے پر

مرے لختِ جگر ہاں مرے نورِ نظر قاسم
مرے آنکھوں کی ٹھنڈک اے مرے پیارے پسر قاسم

چچا پر جب تمہارے دشت میں یہ وقت بد آئے
تمہیں جب قتل کرنے لشکرِ اہلِ حسد آئے

چچا پر تم بھی اپنی جان کو قرباں کر دینا
خدا کی راہ میں جانِ حزیں کو جان کر دینا

پڑھی جس وقت یہ تحریر شاداں ہو گئے قاسم
پدر کے وسعتِ علمی پہ حیراں ہو گئے قاسم

یہ تھا وہ علم جو اللہ نے بخشا تھا حیدر کو
یہی وہ علم تھا حاصل تھا جو شبیر و شبر کو

Marfat.com

یہ تھا وہ علم جس کے شہر اعظم خود پیمبر تھے
یہ تھا وہ علم جس کے حضرتِ مولا علی در تھے

حضرت قاسم نے جب خط پڑھا تو بہت خوش ہوئے شہادت کی منزل قریب آ گئی تیسری بار پھر امام عالی مقام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور نہایت عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ چچا جان مجھے بھی میخانۂ شہادت میں شہادت کا جام نوش کرنے کی اجازت دے دو حضرت قاسم دامن پکڑ کر کہہ رہے ہیں۔

اجازت دیجئے آقا مجھے بھی سر کٹانے کی
خدا کی راہ میں سرکار جان و تن لٹانے کی

مجھے تاریک اب بزمِ جہاں معلوم ہوتی ہے
مجھے اب زندگی بارِ گراں معلوم ہوتی ہے

یہ کہہ کر خط دیا سرکار کو پھر اپنے والد کا
کیا منشا جو باطن تھا وہ ظاہر اپنے والد کا

حسینؓ ابنِ علیؓ نے خط حسنؓ ابنِ علیؓ کا سب
پڑھا اوّل سے آخر تک سمجھ کر منبعِ مطلب

کہا لختِ جگر منشاءِ حق میں کس کو چارہ ہے
میرے بھائی کی یہ تحریر اک غیبی اشارہ ہے

کہا اے نورِ دیدہ فی امان اللہ ہو جاؤ
میری آنکھوں کے تارے ہاں مری آنکھوں سے کھو جاؤ

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر9

حضرت قاسم علیہ السلام کو اجازت

چنانچہ حضرت قاسم کو امام عالی مقام نے برادرِ معظم کے خط کو پڑھ کر رزم گاہ کی رضا دے دی حضرت قاسم صورت اور سیرت حیدر کرار سردار اولیا حضرت علیؓ مرتضٰی کی صورت و سیرت کا تجلی و عجلی آئینہ تھی حضرت قاسم کی صورت میں شیر خدا کی صورت جلوے نظر آتے تھے حضرت قاسم کی ہر ادا ادائے مرتضٰی کا آئینہ تھی شجاعت آپ کی رگ رگ سے نمایاں تھی بہادری آپ کے قدموں پہ نثار تھی شبابِ جوانی جوش پر تھا سج دھج کر میدان میں آئے۔

یہ شیرِ ہاشمی شہزادۂ یوسف تھا قاسم
یہ شمشیرِ یداللّٰہی یہ خنجر آزما قاسم

تمام آلاتِ حرب و ضرب سے آراستہ ہو کر
اجل اور دشمنوں کے درمیاں اک واسطہ ہو کر

نہایت ٹھاٹھ سے میداں میں آیا تیغ چمکائی
چمکتی دھوپ میں بجلی سی اک ہر سمت لہرائی

مبارز خواہ شہزادہ رہا کچھ دیر میداں میں
مگر تھا مردِ مدیاں کون فوجِ فتنہ ساماں میں

اشارے پر اشارا کر رہا تھا شمرذی الجوشن
تھا ابنِ سعد کا دل بھی ہراس و خوف کا مسکن

نہ آئیں اشتعال انگیزیاں کچھ کام میداں میں
پریشانی ہزیمت تھی نمایاں عام میداں میں

بہادر جب کوئی لڑنے کو قاسم سے نہیں آیا
تو گھوڑا مثلِ بجلی جانبِ افواج چمکایا

Marfat.com

کیا اس زور قاسم نے فوجِ شام پر حملہ
سرِ میداں بہادر چھوڑ بھاگے کلغی و شملہ
اُدھر قاسم کی ضربِ تیغ اپنا کام کرتی تھی
اِدھر اندیشہ لڑنے سے سپاہِ شام کرتی تھی
بہادر تیغ زن نے جس طرف دوڑا دیا گھوڑا
جو زد پہ آ گیا ہرگز اُسے زندہ نہیں چھوڑا

فاتح خیبر کی ادا سے کون آتا ہے

چنانچہ حضرت قاسم فرزندِ حسن ابنِ علی نے جب یا علی کہہ کر علی کی طرح فوجِ شام پر ایسا سخت حملہ کیا کہ بعض بے دینوں کو شک ہوا کہ فاتح خیبر اپنی فرزندوں کی مدد کو آپہنچے ہیں کیونکہ حضرت قاسم کی چال ڈھال قد و قامت و سیرت حضرت علیؓ سے بہت مشابہہ تھی حضرت قاسم کے تباہ کن حملوں نے کوفیوں اور شامیوں کی لاشوں سے میدان بھر دیا بہادرانِ اعدا کی ریگستان کربلا میں کھوگئی زمینِ کربلا خون سے سُرخ ہوگئی بڑے بڑے افسران فوج منہ چھپا کر ڈیروں میں گھس گئے ابنِ سعد کو اپنی شکست کے آثار نظر آنے لگے ابنِ سعد نے پریشان ہو کر تمام لشکر کو یکبارگی حملہ کا حکم دیا اِدھر قاسم نے جب لشکرِ اعدا کو اپنی طرف بڑھتا ہوا دیکھا تو تڑپ کر بجلی کی طرح افواجِ شام پر ایسا خونخوار حملہ کیا کہ فوجِ شام اُس حملے کی تاب نہ لاسکی پیچھے ہٹنے لگی شیر ہاشمی آگے بڑھنے لگا اور بڑھتے بڑھتے ابنِ سعد تک پہنچ گیا اور ابنِ سعد سے ڈپٹ کر کہا کہ اے بزدل لا مذہب تیرا باپ تو بڑا بہادر تھا بڑا مردِ میداں تھا ایران کی فتح کا تاج اُس کے سر پر رکھا گیا وہ ہر معرکہ میں شجاع ثابت ہوا اصحاب رسول اللہ ﷺ کو اُس کی بہادری اور شجاعت پر ناز تھا مگر تو ایسے بہادر کا بیٹا ہو کر قضا سے ڈرتا ہے مرنے سے جی چراتا ہے کیوں فوج کو کٹواتا ہے اگر کچھ دم خم ہے تو مرے ساتھ مقابلہ کر میں تین سے بھوکا پیاسا ہوں پھر بھی مجھ سے ڈرتا ہے اپنے بہادر باپ کی بہادری کی لاج رکھ میداں میں جواں مردی کے جوہر دکھا الغرض حضرت قاسم نے بہت سے طعنے دیئے بہت سا ابھارا بہت سی غیرت دلائی لیکن ابنِ سعد کو کچھ اثر نہ ہوا اثر ہوتا تو کیسے ہوتا ابنِ سعد کو حضرت قاسم کے

Marfat.com

پاس اپنی موت نظر آتی تھی مارے ہیبت کے وہاں سے بھاگ کر لشکر کے میمنہ میں پہنچا جہاں اِرزق پہلوان موجود تھا۔ ملکِ شام والے ارزق کا ایک ہزار جوانوں کی طاقت کا مالک سمجھتے تھے اور اہل مصر کا بھی یہی خیال تھا کہ ارزق ایک ہزار جوانوں کی طاقت کا مالک ہے ارزق یزید سے دو ہزار ماہ وار تنخواہ پاتا تھا عمرو بن سعد نے ارزق سے کہا کہ تجھ جیسے بہادر کے ہوتے ہوئے قاسم ابھی تک زندہ ہے مجھے اُس نوجوان سے شرمندہ نہ کرا میدان میں جا کر قاسم کا سر قلم کر کے لا جس وقت ارزق نے یہ سنا تو غضبناک ہو کر ابنِ سعد سے کہا کہ تم میری تمام لشکر کے سامنے توہین کرتے ہو کہ مجھے ایک نوعمر لڑکے سے لڑنے کو کہتے ہو جو کہ زخموں سے چور چور ہے بھوکا پیاسا ہے تھکا ماندہ ہے ابنِ سعد نے کہا۔

کہا ارزق سے ابنِ سعد نے تو یہ غلط سمجھا ہے
نہیں سمجھا اگر قاسم کو کمسنِ ہی فقط سمجھا

علی شیرِ خدا کا قاسمؑ شہہ زور پوتا ہے
یہ وہ ہے جس پہ دھوکہ فاتحِ خیبر کا ہوتا ہے

سرِ میداں علیؑ کی مثل یہ جب جنگ کرتا ہے
سپاہِ شام کو پل بھر میں یہ چورنگ کرتا ہے

بنا باتیں نہ اب جلدی چا سے لڑنے کو میداں میں
نمایاں کر جو دم خم ہے تری شمشیر عریاں میں

ابن سعد کی گواہی

ابنِ سعد نے کہا کہ زیادہ باتیں نہ بنا تو قاسم کو نہیں جانتا یہ فاتح خیبر حیدر کرار کا پوتا ہے طاقت شیر خدا کا مظہر ہے لاکھ تین دن کا بھوکا پیاسا ہے لاکھ تھکا ماندہ ہے مگر یہ شیر ہاشمی ہے ارزق نے کہا کہ میں خود تو قاسم سے لرنے کو نہیں جاتا میرے چار فرزند ہیں چاروں مردِ میداں ہیں ابھی میں بڑے بیٹے کو بھیجتا ہوں یہ کہ کر ارزق نے اپنے چاروں بہادر بیٹوں کو بُلایا اور بڑے بیٹے سے کہا کہ آج تو اپنی بہادری کے میدان میں جا کر جوہر دکھا آج تیری بہادری کے جوہر دیکھنے کا وقت آگیا ہے ارزق کا بیٹا باپ کا حکم پاتے ہیں جنگ

Marfat.com

کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوں سرِ میداں قاسم کی طرف بڑھا بڑا قوی ہیکل قد اور غرور سے گھوڑے کو گد گداتا ہوا حضرت قاسم کے سامنے آیا اور تلوار اٹھائی چاہتا تھا کہ وار کرے قاسم نے فوراً نیزے کا وار سینے پر کیا ارزق کا بیٹا فنونِ جنگ واقف تھا ڈھال پر نیزے کو روکا اور نیزے کی انّی توڑ دی دونوں طرف سے سب کی نظر میداں میں جمی ہوئی ہیں۔

شکستہ پا کے نیزے کو اٹھائی تیغ قاسم نے
بدل کر پینترہ چھوڑی اُدھر تلوار ظالم نے
سپر پر شہزادے نے مگر تلوار کو روکا
بعجلت رخش کو پیچھے ہٹایا وار کو روکا
ہوئے تیغِ عدوئے پیلتن سے ڈھال کے ٹکڑے
بڑھے قاسم اڑانے دشمنِ بدحال کے ٹکڑے
عقب سے ڈھال لا کر دوسری ابنِ انس نے دی
مگر دیکھا کہ پشتِ دست شہزادے کی ہے زخمی
عمامہ پھاڑ کر ابنِ انس نے زخم کو باندھا
اُدھر ارزق کے بیٹے نے دوبارہ کر دیا حملہ
بدل کر پینترہ قاسم نے اُس کے وار کو روکا
بڑھا دی ڈھال آگے ڈھال پر تلوار کو روکا
بچایا وار غازی نے نہایت تیزدستی سے
گرا دشمن زمیں پر جھونک کھا کر جوش و مستی سے
گرا خود سر سے اُس کے چوٹ بھی کچھ آ گئی سر میں
لٹیں بالوں کی لیکن آ گئیں دستِ دلاور میں
لگامیں کھینچ کر رپٹا دیا گھوڑے کو غازی نے
دیا دشمن کو چکر ہر طرف مردِ حجازی نے

Marfat.com

زمیں پر دھڑ سے دے مارا گھسا کر ابنِ رزق کو
کیا دوزخ میں داخل اُس عدوئے دینِ برحق کو

چنانچہ حضرت قاسم نے ارزق کے بڑے بیٹے کے سر کی لٹیں پکڑ کر میدان میں اُس کی لاش کو گھوڑے کے ٹاپوں سے روند ڈالا۔ جب ارزق کے دوسرے بیٹے نے بھائی کا یہ حال دیکھا تو اس کو تاب نہ رہی۔ باپ سے اجازت لے کر تیزی سے۔

بڑھا قاسم سے لڑنے کے لیے مقتول کا بھائی
سرِ میداں اُسے بھی کھینچ کر اُس کی قضا لائی

کیا آتے ہی اُس نے نیزے کا مجاہد پر
پکڑ نیزا لیا غازی نے اُس کا یا علیؓ کہہ کر

کمر میں ہاتھ ڈالا اور اٹھایا اسپ سے اُوپر
زمیں پر اس کو پٹکا پھر اسے دے کر کئی چکر

بھڑک کر تیسرا بھائی بہ جوشِ انتقام آیا
اجل کے ہاتھ یہ ناکام بھی میداں میں کام آیا

اِرادہ کر دیا ارزق نے خود میدان واری کا
تماشا دیکھتی تھی فوج اُس کی آہ و زاری کا

مگر چوتھا پسر میداں کی جانب باپ سے پہلے
پدر سے بولا کہ میں جان دوں گا آپ سے پہلے

چلائی تیغ قاسم پر بڑے ہی جوش میں آ کر
اُدھر تلوار قاسم نے بھی چھوڑی اپنی ناری پر

گرے دو ٹکڑے ہو کر خاک پر بے دین ناری کے
ہوا داخل جہنم میں نہایت ساتھ خواری کے

فضائے نور میں گونجی صدا اک فتح و نصرت کی
نگاہیں جھک گئیں سجدے کو مشتاقِ شہادت کی

Marfat.com

حضرت قاسم کے ہاتھوں ارزق کے چاروں بیٹوں کی موت

اِدھر حضرت قاسم نے ارزق کے چاروں بیٹوں کو موت کا پروانہ دے کر دوزخ کی منزل پر روانہ کر دیا۔ اُدھر جب ارزق نے اپنے چاروں بہادر بیٹوں کی لاشوں کو خاک پر تڑپتے ہوئے دیکھا تو بدحواس ہو گیا اور دھاڑیں مارو نے لگا اور روتا ہوا میدان کی طرف چلا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ رہا ہے۔ دیوانہ ہو کر حضرت قاسم کے مقابلے میں آیا۔ امام عالی مقام علیہ السلام نے جب ارزق کو قاسم کے سامنے دیکھا تو دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور رو کر کہا کہ اے خالقِ کائنات اپنے پیارے حبیب کے صدقے مرے قاسم کی لاج رکھنا۔ ادھر امام عالی مقام علیہ السلام قاسم کے لیے فتح و نصرت کی دعا فرما رہے ہیں۔ اُدھر افواجِ شام اور اہلبیت کی نظریں میدان میں ارزق اور قاسم کی جنگ کا منظر دیکھنے میں مشغول ہیں۔ ارزق نے میدان میں آتے ہی حضرت قاسم علیہ السلام پر نیزے کے بارا وار کیے۔ شیرِ ہاشمی نے بڑے استقلال کے ساتھ اس کے بارہ وار رد کر دیے۔ ارزق نے جھلا کر قاسم کے گھوڑے کی پشت پر نیزا مارا جس کی زد کھا کر گھوڑا ہلاک ہو گیا۔ حضرت قاسم پیدل ہو گئے۔ امام عالی مقام علیہ السلام نے فوراً دوسرا گھوڑا قاسم کی سواری کے لیے بھیجا۔ حضرت قاسم اس پر سوار ہوئے اور ارزق پر اپنے نیزے کے تین وار کیے مگر ارزق نے ان کو رد کر دیا اور تلوار میان سے نکالی۔ جناب حضرت قاسم نے بھی تلوار نکالی ارزق نے قاسم کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر کہا کہ یہ تلوار تمہارے پاس کہاں سے آئی یہ میں نے ایک ہزار دینار دے کر زہر میں بجھوائی تھی۔ حضرت قاسم نے سن کر فرمایا کہ یہ تلوار تیرے بیٹے سے چھینی ہے تا کہ تجھے اس کا مزا چکھاؤں۔ اس کے ساتھ ہی قاسم نے فرمایا کہ اتنے مشہور جنگجو ہو کر اس بے احتیاطی سے میدان میں کام لیتے ہو کہ لڑنے کے لیے آ گئے اور گھوڑے کے تنگ پر نظر بھی نہیں کی۔ تنگ ڈھیلا رکھتے ہو۔ اسے کسا بھی نہیں دیکھو پشتِ مرکب پھیلا جا رہا ہے۔ ارزق نے یہ سن کر اپنے گھوڑے کا تنگ دیکھنے کے لیے زمین کی طرف جھک کر دیکھا۔ جھکا ہی تھا کہ اللہ اکبر کہہ کر تیغِ اجل اٹھائی۔

Marfat.com

کمر پر تیغ ماری کہہ کے الا اللہ غازی نے
دکھائی صولتِ شیرِ خدا کیا واہ غازی نے

دُپارا ہو کے لاش ارزق کی فرشِ خاک پر آئی
ندامت کی گھٹا ہر جا یزیدی فوج پر چھائی

امامِ دوسرا نے بڑھ کے قاسم کی جبیں چومی
مبارک باد اوجِ آسماں نے دی زمیں چومی

کہا قاسم نے عمِ محترم مل جائے گر پانی
تو کر دوں چند ساعت میں تمام افواج کو فانی

ملا دوں خاک سب زور میں ان بدنہادوں کا
طلسم توڑ دوں ظلم وستم کے سب ارادوں کا

کلیجے سے لگایا سرورِ دیں نے بھتیجے کو
نمایاں اُن پہ فرمایا مشیت کے نتیجے کو

ظہورِ خلد کی شہہ نے بھتیجے کو بشارت دی
نوید حاضریِ بزمِ سلطانِ رسالت دی

امامِ پاک کے دستِ کرم کو چوم کر قاسم
بڑھے پھر تیغ برکف تا صفوفِ لشکرِ ظالم

کیے دو تین حملے پے بہ پے غازی نے لشکر پر
بہت سے زخم تلواروں کے کھائے جسمِ اطہر پر

سبابِ جنگ تھا جاری بصد شدت لڑائی تھی
سپہ سالار نے پیچھے سے فوج آگے بڑھائی تھی

☆☆☆

اٹھا کر مشکیزہ پشتِ زین پر خود رکھ لی دلاور نے
وہیں شست دریا کی طرف باندھی دلاور نے

Marfat.com

سوارانِ محافظ کی طرف گھوڑے کو دوڑایا
علم کو راہ میں دابا لبِ خنجر کو چمکایا

کیا اک نعرۂ شیرانہ اور سوئے فرات آئے
قطع کرتے ہوئے اشرار کا دورِ حیات آئے

مخالف فوج دستے جو غازی سے الجھتے تھے
وہ تیغِ تیز کے ہاتھوں جہنم میں پہنچتے تھے

بہت روکا بہت خنجر زنی کی فوجِ دشمن نے
مگر ٹکڑے اڑائے ناریوں کے تیغِ افگن نے

پھٹے کائی کی صورت سامنے سے بزدلے دشمن
ہوئے فی النار خنجر سے گلے جتنے ملے دشمن

سپاہِ شام پر غالب امیرِ کائنات آیا
دلاور تیغ زن عباس غازی تاب فرات آیا

بڑھا کر دو قدم الٹا دیا گھوڑے کو دریا میں
ہر اک سفاک تھا غرق ندامت فوجِ اعدا میں

اشارا اسپ تازی کو کیا پانی کے پینے کا
پیاسا اگرچہ تھا رہوار لیکن تھا قرینے کا

لگا جب منہ سے آبِ نہر ہونٹوں میں تری آئی
ہٹائی خود ہی سطح آب سے گردن بے رعنائی

بھری عباس نے فی الفور اپنی مشک پانی سے
کیا سیراب چشمِ تر کو دریا کی روانی سے

لیا چلو میں پانی اور پینے پر ہوئے مائل
مگر جب یاد آئے تشنہ لب دل ہو گیا گھائل

پڑھی لاحول پھینکا آپ نے اپنی کو چلو سے
اٹھائی مشک کاندھے پر ہوا رخصت لبِ جو سے

Marfat.com

غیور ایسے نہ جوئیں تشنگی میں بھی پیا پانی
رہے لب تشنہ آخر وقت تک گویا کیا پانی

رضا و صبر اس کا نام ہے اے نوعِ انسانی
کھڑے دریا میں ہیں لیکن پیا پھر بھی نہیں پانی

یہ فرزندِ علی شیر خدا تو خیر انساں تھے
فضائل آلِ ہاشم کے تمام ان میں نمایاں تھے

نہ پینا پانی اُن کا داخلِ شانِ قناعت تھا
مگر گھوڑے کو کہیے کیوں وہ اس درجہ باہمت تھا

غازی عباس فرات سے مشکیزہ بھرتے ہیں

چنانچہ حضرت عباس نے فرات کے محافظوں کی ناقہ بندی توڑ کر اپنی مشک پانی سے بھر لی اور ہاتھوں میں پانی لیا تاکہ پئیں۔ فوراً اہلبیت کی تشنہ لبی یاد آئی۔ پانی ہاتھ سے پھینک دیا اور گھوڑے کو اشارا کیا کہ پانی پیے۔ گھوڑے نے منہ لگاتے ہی بغیر پانی پیئے سر کو جھٹکا دے کر پانی سے منہ اوپر اٹھالیا۔ حضرت عباس نے لاکھ کوشش کی گھوڑا پانی پی لے مگر گھوڑے نے ایک گھونٹ پانی کا نہ پیا۔ سبحان اللہ کیا صابر عباس کی صحبت کا اثر تھا فرقِ مراتب انسانی وحیوانی۔

اثر تھا سب یہ صحبت کا یہ سب فیضانِ صحبت تھا
خدا کی شان حیواں خو شناسِ آدمیت تھا

اسی میدان میں تھے جانور بھی اور انساں بھی
اسی وادی میں تھے فرعون بھی عاجز مسلماں بھی

مگر تھا فرق اتنا آدمی میں اور حیواں میں
تفاوت صاف تھا ظاہر مسلماں تا مسلماں میں

وہ حیواں تھے جنہوں نے تشنہ لب انسان کو پا کر
نہ رکھا آب و دانہ تین دن تک بے گماں منہ پر

Marfat.com

وہ انساں تھے جفا و جور جو کرتے تھے انساں پر
وہ انساں تھے جنہیں غرہ تھا اپنے ساز و ساماں پر
وہ انساں تھے جو تھے صرفِ بغاوت قدرتِ حق سے
وہ انساں تھے جو تھے جنگ آزما خلاقِ مطلق سے
وہ انساں تھے مسلماں ہو کے جو مسلم کے دشمن تھے
وہ انساں تھے جو مسلم تھے مگر ملت کے رہزن تھے
یہ مسلم تھے مگر تھے عترتِ اطہار کے دشمن
یہ مسلم تھے مگر تھے احمد مختار کے دشمن
یہ وہ غدار تھے جن کو نہ تھا کچھ پاس ملت کا
غلط حیلہ تراشا تھا بقائے ملک و دولت کا
یہی وہ تھے بلا کر خود جنہوں نے چند ساعت میں
کیا مظلوم آلِ مرتضیٰ کو قتل غربت میں
بلاشک ایسے انسانوں سے وہ حیوان اچھے تھے
وہ گھوڑے ان بھگوڑوں سے علی الاعلان اچھے تھے

حضرت عباس علیہ السلام سے یزیدی لشکر کی گفتگو

جب حضرت عباس علیہ السلام پانی سے مشک بھر کر خیمہ کی طرف چلے تو ہر طرف سے فوجی دستوں نے آپ کو روکا۔ آپ نے تلوار کو علم کیا اور جو بھی سامنے آیا اس کو موت کا مزا چکھایا۔ کبھی آپ کو پیدل رسالے روکتے تھے کبھی سواروں کی فوج آپ کو گھیرے میں لینے کی کوشش کرتی تھی۔ مگر آپ شیرِ خدا فاتحِ خیبر کے نورِ نظر تھے۔ شجاعت آپ کی گرویدہ تھی۔ آپ کی تلوار بجلی کی طرح دشمنوں کے سروں پر چمکتی تھی۔ آپ جس طرف رخ کرتے تھے۔ دشمنوں کی کائی سی پھٹی جاتی تھی اور کسی بہادر شامی و کوفی میں یہ ہمت نہیں تھی جو کہ آپ کے سامنے آتا۔ جب یہ عالم ابنِ سعد نے دیکھا تو تازہ دم فوج کو اشارہ کیا کہ عباس کو نرغہ میں لے لو۔ میمنہ سے فوراً تازہ دم فوج بڑھتی ہے اور چاروں طرف سے حضرت عباس کو گھیرے میں لے

Marfat.com

لیتی ہے۔ ہر طرف سے شیرِ ہاشمی پر تلوار و خنجر، تیغ و تبر، تیر و شمشیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ یہ فاطمی نوجوان بھوکے شیر کی طرح یزیدی فوج پر حملہ کرتا ہے۔ ہزاروں بے دین دم زدن میں جہنم واصل ہوتے ہیں۔ ہاشمی شیر کو جب جوش شجاعت میں مدہوش ہو کر جنگ میں مشغول پایا تو اچانک نوفل نے عقب سے دہانے بازو پر تلوار کا وار کیا۔ بازو قلم ہو گیا۔ آپ نے مشک کو دانتوں سے پکڑا ظالم نے دوسرے بازو کو بھی قلم کر دیا۔ جب دونوں بازو بے کار ہو گئے تو ایک جفاکش نے سامنے آ کر تیر مارا جس کی زد سے مشک چِر گئی۔ یزیدی سپاہ بے دست و پا پر چاروں طرف سے برچھی بھالے برسا رہی ہے۔ اُن ظالموں کو بے دست و پا پر بھی رحم نہیں آتا۔ جب حضرت عباس زخموں سے چور چور ہو گئے اور ظالموں کے چاروں طرف سے پے در پے مسلسل آپ تیر و سناں برس رہے ہیں تو آپ نے امام کو پکارا۔

پکارا المدد اے تاجدارِ آلِ پیغمبر
سنبھالو جلد مجھ کو جانشینِ فاتحِ خیبر

یزیدی فوج کے ہر سمت سے شمیر اور خنجر
مسلسل پڑ رہے تھے آن کر بے دست و بازو پر

سرِ میداں یہ عالم جب شہہِ دیں کو نظر آیا
بڑھایا خیمے سے رہوار کو غصے میں فرمایا

سپہ سالارِ لشکر تف ہے تری اس دلیری پر
کیے جاتا ہے حملہ بسمل و بے جاں پہ مِل مِل کر

صفوں میں برہمی آئی بڑھے سرکار آگے کو
بڑھا دی ذوالفقارِ حیدر کرار آگے کو

قریب حضرتِ عباس جب سلطانِ دیں پہنچے
شہیدِ راہِ حق تا سرحدِ خلدِ بریں پہنچے

علمبردارِ ملت ہو گئے قربان ملت پر
خدا کی راہ عباس نے دی جان ملت پر

Marfat.com

یہ سقائے سپاہِ نورِ عینِ ساقیِ کوثر
ہوا واصل بحق پہنچا حضورِ داورِ محشر

شہادت عرصۂ پیکار میں عباس نے پائی
جگہ محبوب کے دربار میں عباس نے پائی

شہزادہ رسول علیہ السلام کربلا میں اکیلا ہے

اب یہ وقت ہے کہ امامِ عالی مقام تنہا ہیں۔ وہ منظر کیسا المناک منظر ہوگا۔ کیسا غم آفریں نظارا ہوگا۔ کیسا یاس وحسرت کا مقام ہوگا جبکہ امام عالی مقام عزمِ میدان فرمار ہے ہوں گے۔ نہ اب علی اکبر ہیں جو کہ سرکار کو میدان جانے سے روکیں اور نہ عون ومحمد ہیں جو کہ سرکار کی رکاب کو بوسہ دے کر سرکار پر اپنی جانیں فدا کریں اور نہ قاسم ہیں اور نہ عبداللہ ہیں جو سرکار کے دستِ کرم کو چوم کر میدان میں جا کر ہاشمی جوہر دکھائیں اور نہ عثمان بن علی ہیں اور نہ عباس علمدار ہیں جو کہ سرکار سے پہلے میدان میں اپنا سر کٹائیں۔ اب ہاشمی آسمان کا چاند ہے اب وہ بھی کربلا کے خون آشام بادلوں میں چھپا چاہتا ہے۔ اب کوئی امام زین العابدین کے سوانہیں۔ کربلا میں ہرطرف بربادی ہی بربادی چھائی ہوئی ہے۔ ریاضِ دہر کی شاخِ گل مرجھائی ہوئی ہے۔ فرشتے حیرت سے انگشت بدنداں ہیں۔ زمین وآسماں سکتہ کے عالم میں ہیں۔ وحوش وطیور اشک افشاں ہیں۔ خیمۂ پاک پرغم کی گھٹائیں منڈلا رہی ہیں۔ باغِ جہاں میں ہرطرف خزاں کا بھیانک منظر ہے۔ ہرطرف قیامت کے آثار نمایاں ہیں۔ اور فاطمی آفتاب کربلا کی خونی گھٹاؤں میں چھپنے کی تیاری کر رہا ہے۔ ابھی سرکار تیاری میں مصروف ہیں کہ سامنے سے۔

شہہِ والا بھی تیار ہونے بھی نہیں پائے
کہ دیکھا لڑکھڑاتے سامنے زین العابدین آئے

عمامہ سر پہ ہاتھوں میں عصا پہلو میں خنجر ہے
نظر ہے سوئے فوجِ اشقیا رُخ جانبِ در ہے

Marfat.com

قریبِ شاہ دین آئے جھکایا سر کو قدموں پر
ادب سے عرض کی اے قبلۂ کونین کے سرور

خدارا لاج اب رکھ لیجئے بیمار بیٹے کی
فُغاں سن لیجیے اپنے ضعیف و زار بیٹے کی

نہ فرمائیں حضور اقدام ابھی مجھ کو اجازت دیں
میں خواہانِ شہادت ہوں مجھے اذنِ شہادت دیں

تمنا ہے مجھے بھی آپ پر قربان ہونے کی
ہم آغوشِ شہیداں چین سے جنت میں سونے کی

شہیدوں میں مرے بھی نام کو تحریر فرماؤ
عطا مجھ کو بھی اپنے ہاتھ سے شمشیر فرماؤ

شہادت کی سعادت کا مجھے پہنائے جوڑا
عنایت کیجیے اک تیز رو مجھ کو بھی اب گھوڑا

ضعیف و ناتواں ہیں ضعف سے لرزہ بدن میں ہے
مگر ذوقِ جہادِ عشق اتنا قلب و تن میں ہے

حضرت امام زین العابدین بیماری اور متواتر فاقوں اور پانی کی تکلیفوں کے سبب سے کمزور اس قدر ہو گئی تھی کہ کھڑے ہونے سے بدن مبارک لرزتا تھا۔ باوجود اس ضعف و ناتوانی کے ہمتِ مردانہ کا یہ حال ہے کہ شہہِ دیں سے میدانِ جنگ میں جانے کی رضا چاہتے ہیں۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ اے جانِ پدر میں تمام کنبہ وقبیلہ، عزیز و اقارب، خدامِ موالی جو ہمراہ تھے سب کو راہِ حق میں نثار کر چکا ہوں اور الحمدللہ اپنے جدِّ کریم کے صدقے تمام مصائب کو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کیا۔ اب اپنا ناچیز ہدیہ اللہ کی راہ میں نذر کرنے کے لیے حاضر ہے۔ تمہاری ذات کے ساتھ بہت سی امیدیں وابستہ بیکسانِ اہلِ بیت کو وطن تک پہنچانا میرے لختِ جگر بیبیوں نگہداشت کون کرے گا۔ جدِّ پدر کی جو امانتیں مرے پاس ہیں وہ کس کو سپرد کی جائیں گی۔ قرآنِ کریم حفاظت و حقائق عرفانیہ کی تبلیغ کا فرض کس کے سر پہ رکھا جائے گا۔ جدِّ کریم کی نسل کس سے چلے گی۔ حسینی سیدوں کا سلسلہ کس سے چلے گا۔

Marfat.com

یہ سب توقعات تمہاری ذات سے وابستہ ہیں۔ میرے نورِنظر دومانِ رسالت کے تم ہی آخری چراغ ہو۔ محبانِ مصطفیٰ طالبانِ زیارتِ حبیبِ کبریا تمہاری زیارت سے دل کو تسلی دیں گے۔

شہہِ دیں نے لگایا پیار سے بیٹے کو سینے سے
تسلی دی کہا بیٹا نہ ہو بیزار جینے سے

ہو تم روحِ روانِ اہلِ بیتِ پاک دنیا میں
چلے گا تم سے ہی نامِ شہہِ لولاک دنیا میں

بقائے نسلِ سلطانِ رسالت کا سبب تم ہو
جہاں میں یادگارِ عترتِ محبوبِ رب تم ہو

تمہی ہو ناخدائے کشتیِ آلِ پیمبر بس
تمہی ہو قلزمِ وحدت کے اے بیٹا شناور بس

ہو میرِ کاروانِ قافلہ تم آلِ حیدر کے
ہو تم سالارِ اعظم ملتِ محبوبِ داور کے

تمہیں دنیا میں رہ کر رہبری دنیا کی کرنا ہے
تمہیں ہر دورِ نیک و بد سے دنیا کے گذرنا ہے

یہ فرما کر لگایا آپ نے عابد کو سینے سے
عطا کیں نعمتیں وہ سب جو پائی تھیں مدینے سے

بنایا دم زدن لختِ دل کے دل کو آئینہ
علومِ معرفت سے بھر دیا سجاد کا سینہ

تسلی دی بنایا جانشیں پھر اپنا عابد کو
سرِ کربل کی ہر حالت کے ناظر اور شاہد کو

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر 10

سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام سے چند باتیں

الغرض امام عالی مقام علیہ السلام نے اپنی تمام ذمہ داریوں کو امام زین العابدین علیہ السلام کے حوالے کیا اور میدانِ شہادت میں جانے کی تیاری شروع کی۔ قبائے مصری زیب تن فرمائی۔ سلطانِ دوعالم کا نورانی عمامہ سر پہ رکھا۔ حضرت حمزہ کی زِرہ پہنی۔ حضرت خالد کی ڈھال کاندھے پر حمائل کی۔ فاتحِ خیبر حیدرِ کرار کی ذوالفقارِ آبدار دستِ مبارک میں لی۔ حضرتِ جرار کا نیزہ بلند فرمایا۔ اس منظر کو اہلِ خیمہ نے کن آنکھوں سے دیکھا ہوگا۔ جن کے سردار کا سایہ طویل عرصے کے لیے جدا ہونے والا ہے۔ نونہالانِ اہلِ بیت پر یتیمی منڈلا رہی ہے۔ ناز پروروں کے سر سے شفقتِ پدری کا سایا اُٹھنے والا ہے۔ ازواج سے سُہاگ رخصت ہو رہا ہے۔ دُکھے ہوئے مجروح دل امام کی جدائی کے غم سے کٹ رہے ہوں گے۔ سکینہؓ کی ترسی ہوئی آنکھیں پدر بزرگوار کا آخری دیدار کر رہی ہیں۔ گھڑی دو گھڑی کے بعد یہ جلوے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو رہے ہیں۔ اہلِ خیمہ کے چہروں کا رنگ اُڑ گیا ہے۔ سب کی نورانی آنکھوں سے موتی ٹپک رہے ہیں۔ حسرت و یاس کا عالم ہے جسموں میں تابِ حرکت نہیں۔ تصویرِ ساکت کی طرح کھڑے ہیں۔ خاندانِ مصطفیٰ کی بے وطنی اور بے کسی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ بے کس قافلہ حسرت کی نگاہوں سے امام عالی مقام کے چہرۂ دل افروز پر نظریں جمی ہوئی ہیں۔ امام عالی مقام میدان میں جانے کی تیاری مکمل کر چکے ہیں۔ گھوڑا حاضر ہے۔

کیا جب قصد خیمے سے نکلنے کا شہہ دیں نے
تو روکا سامنے سے راستہ بانوئے غمگیں نے

امامِ دوسرا نے جب کی اپنی رَن کو تیاری
تو رو رو کر لگیں یہ عرض کرنے بیبیاں ساری

Marfat.com

ادب سے شہر بانو نے گذارش کی شہہ والا
مری دنیائے راحت آج ہوتی ہے تہہ و بالا
میں صدقے مجھ کو کس پر دشمنوں میں چھوڑے جاتے ہو
کہاں جاتے ہو مجھ سے ہائے کیوں منہ موڑے جاتے ہو

عدو جب پابجولاں ہم کو خیمہ سے نکالے گا
مرے کاندھے پہ بتلاؤ تو چادر کون ڈالے گا
لٹے گا قافلہ جب دور ہوگا فتنہ کوشی کا
کیسے احساس ہوگا قیدیوں کی پردہ پوشی کا

عدو پردہ داری پہ ہوگا جب مائل اسیروں کی
کرے گا کون شاہا دستگیری ہم فقیروں کی

امام عالی مقام علیہ السلام کی اپنے حرم میں باتیں

امام عالی مقام علیہ السلام نے جب شہر بانو سے دل ہلانے والی یہ باتیں سنیں تو ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تم کسریٰ کی شاہزادی ہو۔ ناز و نعم کی پالی ہو۔ اے بانو وہ وقت بھی یاد کرو جب ایران سے قید ہو کر مدینے لائیں گئیں تھیں۔ اس وقت تمہارا کوئی پرسانِ حال نہ تھا اور اس وقت تم کفر کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھیں اور اب اسلام کا لباس زیب تن کیے ہوئے ہو۔ اہلِ بیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ خدا تمہارا نگہبان و حافظ و ناصر ہے۔ خبردار صبر وسکوں کا دامن نہ چھوڑنا۔ تحمل کے میدان سے قدم پیچھے نہ ہٹانا۔ امتحان کی گھاٹیوں سے کامیابی کے ساتھ اُترنا ورنہ سرِ محشر نانا جان کے سامنے شرمندگی ہوگی۔ شہر بانو سے سرکار یہ صبر و تحمل ضبط کی تلقین فرما رہے تھے کہ حضرت زینب آپ کی ہمشیرہ نے آگے بڑھ کر ادب سے سرکار کا دامنِ رحمت تھام لیا اور دل ہلا دینے والے لہجہ میں اس طرح عرض کرنے لگیں۔

جنابِ حضرتِ زینب نے یہ رو رو کے فرمایا
مرے بھائی مرے سر پہ تھا اب تک آپ کا سایہ

Marfat.com

بتاؤ تو یہاں اب کیا مصیبت آنے والی ہے
ہمارے سر پہ کل کیسی قیامت آنے والی ہے

مرے ماں جائے بھائی کل بتاؤ تم کہاں ہو گے
میں پہنچوں گی وہاں کس طرح بھائی جہاں ہو گے

مرے ماں باپ کی طرح سے مجھ کو پالنے والے
مرے سر پہ وفورِ غم میں چادر ڈالنے والے

پکاروں گی کسے میں بھائی کہہ کر بزمِ عالم میں
تسلی کون دے گا آن کر مجھ کو سرِ غم میں

مصیبت ہائے اب مجھ پہ یہ کیسی آنے والی ہے
گھٹا رنج والم کی ہر طرف سے چھانے والی ہے

امامِ دوسرا نے بہن کو فرطِ محبت سے
کلیجے سے لگایا اور فرمایا یہ شفقت سے

میری لختِ جگر پیاری بہن یہ کیا ہوا تم کو
نہیں لَا تَقْنَطُوْ مِنْ الرَّحْمَتِ اللہ یاد کیا تم کو

ہے اے نورِ صبر و رضا سادات کا جوہر
مصائب میں نہ ہونا چاہیے قابو سے یوں باہر

رہا ہے کون دنیا میں رہے گا کون دنیا میں
ہے تاب دم زدن کس کو رضائے حق تعالیٰ میں

خدارا صبر اے روحِ روانِ خانداں کرنا
سرِ غم میں شکرِ خالق کون و مکاں کر

امام عالی مقام لاڈلی بہن حضرت زینب کو تسلی صبر و ضبط کی تلقین فرما رہے ہیں کہ اے میری پیاری بہن تم جانتی ہو صبر و رضا سادات کی جاگیر ہے۔ تم فاطمہ کی چشم چراغ ہو۔ جو صابروں کی سردار ہیں۔ خدارا قلب کو مضبوط رکھنا مری بہن صبر سے مدد لینا۔ رضائے حق کی خاطر صدمے سہنا۔ خدارا میرے قتل پر بالکل نوحہ نہ کر۔ ہرگز ہرگز سینہ کوبی نہ کرنا۔ بھول کر

Marfat.com

بھی جامہ دری نہ کرنا یعنی کپڑے نہ پھاڑنا۔ تم صابروں کے شہنشاہ کی نواسی ہو۔ خاندانِ نبوت کی لاج رکھنا صبر و تحمل کے دامن کو نہ چھوڑنا۔

امامِ پاک سب کو صبر کی تلقین کرتے ہیں
دمِ آخر بھی تعلیمِ اُصولِ دین کرتے ہیں

خواتینِ حرم سے ہو رہے ہیں شاہ دیں رُخصت
مکینِ خلد کی ہے جانبِ خلدِ بریں رخصت

رضاء و صبر کی سرکار نے تلقین فرما کر
بہ عزمِ جنگ اٹھایا ہاتھ پھر نیزہ و خنجر

تسلی دی خدا حافظ کہا سب خستہ حالوں کو
سپرد کر دیا اللہ کے اللہ والوں کو

حق وصداقت کا آفتاب خیمۂ اہل بیت سے طلوع ہوا

الغرض حق و صداقت کا آفتاب خیمۂ اہلِ بیت سے طلوع ہوا۔ باطل کی سیاہ رات کے پردے اس کی تجلیوں کی دھار سے چاک چاک ہو گئے۔ آرزوئے زندگی کا گرد و غبار اس کے جلوؤں کو نہ چھپا سکا۔ باطل کی تاریکی اس کی نورانی شعاؤں سے کافور ہو گئی۔ فضائے کربلا نور سے ما مور ہو گئی۔ مصطفیٰ کا لختِ جگر زہرا کا نورِ نظر شیرِ خدا کا دلارا فاطمہ کی آنکھوں کا تارا، بے سہاروں کا سہارا، گھر لٹا کر کنبہ کٹا کر سر بکف راہِ حق میں جان قربان کرنے کو سرِ میداں موجود ہے۔ سامنے بیس ہزار کا لشکر جرار ہے۔ لیکن علی کے لعل کی پیشانی پر شکن بھی نہیں۔ دشمن کی فوجیں پہاڑوں کی طرح گھیرے ہوئے ہیں۔ ہر طرف تلواروں کی باڑ نظر آتی ہے۔ مگر فرزندِ مصطفیٰ کی نظریں پر کاہ کے برابر اس کی حقیقت نہیں۔ سرِ میداں آپ نے ایک رجز پڑھی۔ جو کہ آپ کے ذاتی اور نسبی فضائل پر مشتمل تھی کہ اے ظالمانِ قوم تم مجھے خوب اچھی طرح جانتے ہو کہ میں فرزندِ رسول ہوں، جگر گوشۂ بتول ہوں، ابوطالب کا پوتا ہوں، شیرِ خدا مولا علی کا بیٹا ہوں، مجھ کو ایذا دینا رسول کو ایذا دینا ہے۔ اے ظلم و ستم کے پرستارو، جان لینا جان دینا سب خدا کے اختیار میں ہے۔ اگر تم خداوندِ عالم جل جلالہ پر یقین رکھتے ہو اور

Marfat.com

جدسید الانبیاء پر ایمان لائے تو ڈرو۔ قیامت کے دن سے کہ میزانِ عدل قائم ہوگی۔ اعمال کا حساب کیا جائے گا مرے والدین اپنی آل کے بے گناہ خونوں کا مطالبہ کریں گے۔ مرے نانا مقامِ محمود پر جلوہ فرما ہوں گے۔ جن کی رضا پر نجات کا دار و مدار ہوگا۔ وہ اپنے نواسوں کا زخموں سے چور چور جسم دیکھ کر کیا ناراض نہ ہوں گے۔ کیا ان سے پھر بھی کرم کی امید کی جا سکے گی۔ کیا وہ مرے جانثاروں کے ناحق خون کا بدلہ نہ لیں گے، ضرور لیں گے۔ تم میرا اور مرے اطفال کا قتل اب بھی روا سمجھتے ہو۔ اس ارادے سے باز آؤ۔ مجھے اب موقعہ دو کہ میں بلادِ عرب چھوڑ کر دنیا کے کسی اور حصے میں چلا جاؤں۔ اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو ہم اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی رضا پر صابر و شاکر ہیں۔ اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ وَ رَضِیْنَا امام عالی مقام کی زبانِ گوہرِ فیضان سے یہ کلمات سن کر کوفیوں میں بہت سے لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ دل سب کے جانتے تھے کہ وہ بر سرِ ظلم و جفا ہیں۔ وہ یہ خوب جانتے تھے کہ حسین سے لڑنا مصطفیٰ سے لڑنا ہے اور مصطفیٰ سے لڑنا عین خدا سے جنگ کرنا ہے۔ وہ یہ خوب جانتے تھے کہ ہم نے باطل کی حمایت کے لیے دارین کی روسیاہی اختیار کی ہے اور یہ بھی سب یقین تھا کہ فرزندِ رسول حق پر ہیں۔ ان کے خلاف ادنیٰ سی حرکت بھی آخرت کی ذلت و رسوائی اور خواری کا موجب ہے۔ وہ یہ بھی خوب جانتے تھے کہ آخرت میں کامیابی امام عالی مقام کی سچے دل سے غلامی قبول کرنے پر منحصر ہے۔ ان کی دشمنی خدا کی دشمنی ہے۔ مگر ان ظالموں کو دنیا کی حرص ہوس ایسا دیوانہ بنا دیا تھا کہ امام عالی مقام کی اس تقریر کا ان بدبختوں نے تھوڑی سی دیر کے لیے اثر لیا اور تھوڑی دیر کے بعد ان جفا کاروں پر ایک سی آئی۔ عمرو بن سعد شمر ذی الجوشن عمر بن حجاج نے یہ عالم دیکھا تو فوراً صفوں سے آگے بڑھ کر امام عالی مقام سے کہا کہ یہ وقت ہمیں تعرض نہ کریں۔ صرف بات اتنی سی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ چل کر کوفہ کے گورنر عبید اللہ بن زیاد کے پاس پہنچ کر امیرِ شام یعنی یزید کی بیعت کر لیں پھر جہاں چاہیں چلے جائیں۔

یہ باتیں سن کے غصہ آ گیا سبطِ پیمبر کو
نگاہِ قہر سے دیکھا عدوئے دیں کے لشکر کو

جلالِ ہاشمی جلوہ نما رُخ پہ نظر آیا
رگ و ریشہ میں خونِ فاتحِ خیبر ابھر آیا

Marfat.com

اٹھائی ذوالفقارِ حیدرِ کرار ہاتھوں میں
لیا تیر و کمانِ جعفرِ طیار ہاتھوں میں
چمک سے تیغ کی خیرہ ہوئیں آنکھیں حریفوں کی
بنا لیں صورتیں فوجی جوانوں نے ضعیفوں کی

عیاں شیرِ خدا کا دبدبہ تھا روئے روشن سے
ٹپکی تھی یداللّٰہی جلالت پاک چتون سے
ہوئی رگ رگ میں جوشِ مرتضٰی کی اک جھلک پیدا
نگاہِ قہر ساماں میں تھی بجلی کی چمک پیدا

سرِ میداں جو شیرِ ہاشمی کو پرغضب دیکھا
ہر اک دشمن نے اپنی موت کا اس کو سبب دیکھا
بڑھایا اسپ برق آسا کو کاوا دے کے میداں میں
پڑی بھگدڑ مچی ہلچل سپاہِ فتنہ ساماں میں

ذرا گھوڑا بڑھا دیتے تھے جس جانب شہہِ والا
نظر آتے تھے دستے فوجِ دشمن کے تہہ و بالا
کس کو سامنے پڑنے کی جرات ہی نہ ہوتی تھی
اجل اُن بزدلوں کی جان کو میدان میں روتی تھی

ملائکہ آپ علیہ السلام کی دلیری وشجاعت دیکھ کر حیران ہیں

شیرِ یزداں رضی اللہ عنہ کا پسر فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لختِ جگر مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ نظر جلال کے عالم میں سرِ میداں جلوہ گر ہے۔ ملائکہ آپ کی دلیری وشجاعت دیکھ کر حیران ہیں۔ سپاہِ شام امام عالی مقام کی ہیبت سے لرزاں ہے۔ ہر طرف یزیدی فوج میں خوف وحراس پھیلا ہوا ہے۔ اتنے میں ابنِ قحطبہ شیرِ حق کے سامنے آتا ہے اور آ کر امام دوسرا سے کہنے لگا کہ اے حسین تم نے احباب و اقربا قتل کروا دیا مگر اب بھی تمہارے دل میں لڑائی کی ہوس باقی ہے۔ شیر ہاشمی نے یہ نازیبا باتیں سن کر ابن قحطبہ سے فرمایا کہ لڑنے کو میں آیا ہوں یا تم لوگ مجھ سے

Marfat.com

لڑنے کو آئے ہو۔ کیا میں نے تمہارا راستہ بند کیا ہے یا تم نے یہ راستہ بند کیا ہے اور مجھے بلانے والے تم ہو اور احباب و اقارب کو تم نے قتل کیا۔ اب مجھے سوائے لڑائی کے اور کیا چارہ ہے۔ زیادہ باتیں نہ بنا اگر کچھ دم خم ہے تو مرے سامنے آ۔ آپ نے فرما کر ایک ایسا شیرانہ نعرۂ زہر شگاف مارا کہ تمام لشکر یزید تھرا گیا۔ ابنِ قحطبہ ظالم بدحواس ہو گیا۔ ہاتھ نہ ہلا سکا۔ آپ نے اس بے دین پہ تلوار کا وار کیا۔ ناری کے دو ٹکڑے فرما کر افواجِ یزید پر حملہ کیا۔ قیامت کا نمونہ تھا۔ امام عالی مقام کا حملہ شیرِ خدا فاتح خیبر کے حملہ کا آئینہ دار تھا۔ ہر طرف کوفیوں اور شامیوں کی موت کا گرم بازار تھا۔ میدان میں جگہ جگہ لاشوں کے انبار تھا۔ ذوالفقارِ حیدری قضا بن کر جلدی جلدی بے دینوں کو دبوچ رہی تھی۔ میمنہ اور میسرے کی تمام حد بندیاں ٹوٹ گئیں۔ صفیں الٹ پلٹ کر ڈالیں۔ فاطمی شیر اس طرح فوج یزید پر غالب جس طرح شیر بکریوں کے غلہ پر۔

چلی شاہ کی رن میں جب ذوالفقار — نہ پیدل رہا سامنے نہ سوار
یہاں تک کیا ظالموں کو ہلاک — ہوئی خون سے سرخ میداں کی خاک
دیئے رن کو پلٹے کئی دم بدم — ہزاروں کو پہنچایا ملکِ عدم
لعین خوف سے منہ چھپانے لگے — جہنم میں بے دین جانے لگے
جدھر فوجِ دشمن پہ حملہ کیا — اُدھر ڈھیر لاشوں کا بس کر دیا
کیا دم میں لشکر کو زیر و زبر — لگے بھاگنے سب اِدھر اُدھر
ہزاروں کے دم میں کیے سر قلم
شجاعت نے خود شہہ کے چومے قدم

جب لشکرِ شام میدان چھوڑ کر بھاگ گیا

جب لشکرِ شام میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام عالی مقام علیہ السلام کو کربلا میں بار بار فتح حاصل ہوئی۔ مگر آپ نے فتح کو نعمتِ شہادت پر قربان کر دیا۔ کیونکہ آپ کو راہِ حق میں اپنی قربانی پیش کرنی اور مشیتِ ایزدی کے مطابق عمل کرنا تھا ورنہ ایک یزیدی فوج کیا دس یزیدی فوج کی بھی علی کے شیر کے سامنے کوئی حقیقت نہیں۔ جب آپ

Marfat.com

نے میدان کو خالی پایا تو نہرِ فرات کی طرف گھوڑے کی باگ موڑی۔ شمر ملعون نے فوج کو للکارا کہ اے بزدلو! اگر ہاشمی شیر نے پانی پی لیا تو پھر ہم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا۔ بڑھو جلدی بڑھو راستہ روکو۔ افواجِ شام ہر طرف آپ کا راستہ روکنے لگی۔ مگر جو بھی سامنے آیا اس نے ہی اپنا جہنم میں مکان بنایا۔ آپ نہرِ فرات تک پہنچ گئے اور گھوڑے سے اتر کر پانی کے کنارے پر قدم مبارک رکھا۔ شمر نے بدحواس ہو کر پکارا کہ خبردار امام عالی مقام علیہ السلام کو پانی نہ پینے دو ورنہ ایک بھی خیر نہیں رہے گی۔ سب کو موت کا لقمہ بننا پڑے گا۔ شمر ملعون نے ہائے ویلا کیا بہت ہی بہادرانِ فوج کو غیرت دلائی مگر اتنی کسی کو جرات تھی جو کہ امامِ حق کے سامنے جاتا۔ امام عالی مقام نے پانی ہاتھ میں لیا اور اپنے گھوڑے کو بھی پانی پینے کا اشارا فرمایا۔ شمر نے چیخ کر کہا کہ تم یہاں پانی پیتے ہو وہاں خیمہ لٹا جا رہا ہے۔ آپ نے اپنے پانی ہاتھ سے ڈال دیا اور خیمہ کی طرف دیکھا تو وہاں لوٹنے والا کوئی موجود نہیں۔ امام عالی مقام نے فوج سے کہا کہ اے بے دینو مجھ پر دنیا کا پانی حرام ہو گیا ہے۔ ورنہ تم مجھے پانی پینے سے نہیں روک سکتے۔ آپ کے گھوڑے نے بھی پانی کو منہ نہ لگایا۔ آپ پھر خیمہ میں تشریف لے گئے اور اہلبیت سے فرمایا کہ چادریں اوڑھو، جزع وفزع نہ کرو، مصیبت پر کمر بستہ رہو، صبر وضبط کا دامن یقین کے ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑے رہو یہ امتحان کا وقت ہے، ثابت قدم رہنا اور میرے بعد میرے یتیموں کو آرام سے رکھنا، مدینے پہنچ کر بارگاہِ رسالت پناہ میں سلام عرض کرنا کہ کوفیوں اور شامیوں نے تمہارے لاڈلے حسین کو تین دن بھوکا پیاسا رکھ کر بڑی بے دردی سے قتل کیا۔ ننھی سی جان علی اصغر پر رحم نہ کیا۔ اس کو بھی بھوکا پیاسا تیر مار کر شہید کیا۔ تمہارے ہم شکلِ علی اکبر کے نورانی جسم کو برچھی بھالوں سے چھلنی چھلنی کیا۔ حضرت قاسم کی جوانی برباد کی۔ تمہارے اہلِ بیت پر تین دن پانی بند رکھا۔ ننھی ننھی سی جانوں کو پیاسا تڑپایا۔ تمام خواتینِ اہلبیت ایک اک قطرے پانی کو ترستی رہیں۔ جو جو مظالم ظالموں نے ہم پر کیے ہیں۔ مرے ناز بردار نانا سے یہ سب احوال کہنا، صبر وتحمل سے کام لینا، ضبط کو اپنی غذا بنانا، خاندانِ رسالت کی لاج رکھنا، سینہ کوبی نہ کرنا، نوحہ خوانی نہ کرنا۔

درونِ خیمہ مستورات پر سکتے کا عالم ہے
سکون صبر کی باہم دگر تعلیم پیہم ہے

Marfat.com

ہیں زینت دل شکستہ مضطرب جانِ سکینہ ہے
خمِ پیہم سے ہر خاتون کا مجروح سینہ ہے
یہ منظر دشتِ غربت میں ہے اہلبیت اطہر کا
عدم کی راہ میں ہے کارواں سبطِ پیمبر کا
بندھی ہیں ہچکیاں ضبطِ فغاں سے جوشِ رقت میں
ہیں صبر و شکر کے الفاظ لب پر ہر مصیبت میں

امام عالی مقام عترتِ اطہار کو صبر وشکوں کی تلقین فرما رہے ہیں کہ دیکھو جو پیدا ہوا ہے اس کو فنا ہونا ضرور ہے ایک دن موت آئے گی۔ نہ ہمیشہ کوئی دنیا میں رہا ہے اور نہ رہے گا۔ باقی اللہ کی ذات رہے گی۔ میری تم سے آخری ملاقات ہے اب دنیا میں ہمیشہ کے لیے سب سے رخصت ہوتا ہوں۔

الوداعِ امام عالی مقام

الوداع اے اہلِ بیت مصطفیٰ — الوداع اے آلِ پاکِ مرتضیٰؓ
الوداع اے عترتِ ختمِ رسول — الوداع اے آلِ اطہارِ بتول
الوداع اے عابدِ بیمارِ مَن — الوداع اے مرے پیارے گلبدن
پھر اٹھایا گود میں بیمار کو — کاروانِ دین کے سالار کو
گود میں لے کر کہا فرزند سے — اپنے پیارے لاڈلے دلبند سے
اے لختِ جگر نورِ نظر — صبر کرنا ہر غم و آلام پر
زینب و کلثوم سے پھر یہ کہا — اب ہے تم سے بھی برادر الوداع
بولے پھر بالی سکینہ سے حسین — الوداع اے مری پیاری نورِ عین
شہر بانو سے بھی کی رخصت طلب — الوداع اے شاہ زادیِ عرب
وقتِ مشکل صبر کرنا ہم نشیں — کرنا مرے قتل پر نوحہ نہیں
اور خدا حافظ کہا رخصت ہوئے
سوئے میداں پھر رواں حضرت ہوئے

Marfat.com

کاروان اہلبیت سے رخصت

حضرت امام عالی مقام علیہ السلام جب خیمہ میں اپنا آخری دیدار دے کر اور کاروانِ اہلبیت سے رخصت ہو کر پھر دلیرانہ شیروں کی طرح میدان میں گامزن ہوئے تو پھر یزیدی فوج پر خوف و حراس کے بادل چھائے۔ سب کو اپنی موت نظر آنے لگی۔ ابنِ سعد اور شمرِ لعین نے جب افواج کی یہ حالت دیکھی کہ سب کے چہروں پہ امام عالی مقام علیہ السلام شیرِ ہاشمی کی ہیبت سے اُداسی چھائی ہوئی ہے تو للکار کر کہا کہ حسین اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ کا باغی ہے اس کا قتل کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔ بڑھو اور چاروں طرف سے حسین کو گھیر کر قتل کر دو۔ امیرِ شام تمہیں مالا مال کر دے گا۔ یہ سن کر دنیا کے کتے امام عالی مقام کو تنہا دیکھ کر غرانے لگے۔ ابن سعد نے کہا کہ اب اکیلے امام ہیں اور ہم نے نامی گرامی پہلوان اسی وقت کے لیے محفوظ رکھے ہیں اک اک جا کر امام سے مقابلہ کرو اب یہ کہاں تک لڑیں گے۔ مشہور و معروف پہلوانوں کو امام عالی مقام سے لڑنے کے لیے محفوظ رکھنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اعدائے دین یہ جانتے تھے کہ حسین کے بازوؤں میں قوتِ حیدرؓ کرار موجود ہے مگر شہہِ دین کو تنہا دیکھ کر چاروں طرف سے یلغار کرتے ہیں۔ اتنے میں ابنِ اسطح نامی یزیدی پہلوان پکارتا ہے کہ میں میدان میں جاتا ہوں اور ابھی حسین کا سر قلم کر کے لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر تلوار اٹھائی اور بہادری کی ڈینگیں مارتا ہوا امامِ حق شیرِ فاطمی کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ حسین میں ملکِ شام کا نامور پہلوان تمام اہلِ شام مری شجاعت کا لوہا مانتے ہیں امام عالی مقام نے فرمایا کہ تو مجھے جانتا نہیں جو میرے سامنے اس دلیری سے آتا ہے وہ ذلت کی موت مرتا ہے اگر مرے مقابلے کو ایک اک آیا تو سب کا کام تمام کر دیا جائے گا مجھے تنہا دیکھ کر حوصلہ مندیوں کا اظہار کرتے ہو نامردو۔ میری نظر میں تمہاری کوئی حقیقت نہیں۔ شامی جوان یہ سن کر جل گیا۔ بجائے جواب کے امامِ دین پر تلوار کا وار کیا۔ شیر یزداں کے فرزند نے اس گبھرو کا وار بچا کر اس کی کمر پر تلوار ماری کھیرے کی طرح کٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ سارا غرور خاک میں مل گیا۔ اہلِ شام کو یہ اطمینان تھا کہ امام عالی مقام کے اور کوئی باقی نہیں اب کہاں تک نہ تھکیں گے۔ پیاس کی حالت ہے، دھوپ کی تپش ہے، بھائی، بھتیجوں بیٹوں کی جدائی کا غم اہلبیت کی بے

Marfat.com

کسی مضمحل کر چکی ہے۔ بہادروں کے جوہر دکھانے کا وقت ہے۔ جہاں تک ہو ایک ایک جا کر مقابلہ کرے کوئی نہ کوئی تو کامیاب ہو ہی جائے گا۔ اسی طرح امام عالی مقام کے سامنے اک اک پہلوان نامی گرامی آتا ہے اور اپنی بہادری کو امام عالی مقام تلوار سے خاک میں ملواتا ہے۔ نئے نئے بہادر پیلتن تیغ زن چھپٹ چھپٹ کر آتے رہے اور جہنم میں آباد ہوتے رہے۔ جو دلاور یزیدی فوج کا امامِ حق کے سامنے آیا اُسی کو ملک الموت نے بڑھ کر آغوشِ عذاب میں لے کر دوزخ میں پہنچایا۔ بڑے بڑے بہادر امام عالی مقام کے ایک ہی وار سے فی النار ہو جاتے تھے۔ کسی کے سر پر تلوار ماری تو زمین تک کاٹ ڈالا۔ کسی کو نیزے کی نوک پر اٹھا کر جہنم واصل کیا۔ کسی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر زینِ مرکب سے اٹھا کر زمین پر پٹک کر موت کے حوالے کیا۔ جتنے پہلوان تھے امام عالی مقام نے سب کو دوزخ کا راستہ دکھایا۔ اب کسی میں یہ ہمت نہ رہی جو کہ شیرِ ہاشمی کے روبرو آ کر مقابلہ کرے۔ شیر ہاشمی نے تمام افواج کی نظروں کے سامنے ان تمام بہادروں کو خاک میں ملادیا۔ جن پر افواجِ شام کو بڑا ناز تھا اور ہر ایک مردِ میدان تھا۔ اب امام عالی مقام کے سامنے آنے کی ہمت بھی کیسے ہو جو بھی آیا وہ جہنم واصل ہوا۔

نہ آیا کوئی جب لڑنے کو حضرت سے سرِ میداں
اٹھائی تیغ سوئے فوج گھوڑے کو کیا جولاں

لگایا آپ نے پھر نعرۂ شیرانہ میداں میں
صدائیں ہر طرف تکبیر کی گونجیں بیاباں میں

ذرا گھوڑا بڑھا دیتے تھے جس جانب شہہِ والا
نظر آتے تھے دستے فوجِ دشمن کے تہہ و بالا

بدل ڈالا شہہِ گردوں نیش نے جنگ کا نقشہ
ہزیمت آشنا تھا فوجِ بے آہنگ کا نقشہ

سرِ میدان بھگدڑ مچ گئی دشمن کی فوجوں میں
کٹے سر غرق تھے اعدا کے بحرِ خوں کی موجوں میں

بچاتی جان سب پھرتی تھی فوجِ شام گھبرائی
نظر دشمن کو اپنی ہر جگہ آتی تھی پسپائی

Marfat.com

بگڑتا شمر کو جب جنگ کا نقشہ نظر آیا
فریب و مکر سے ظالم شرارت پر اُتر آیا
کری تدبیر ایسی ظالمانہ کینہ پرور نے
کیا مظلوم مستورات پر حملہ ستمگر نے
بڑھا خیمہ کی جانب لے کے دس اشرار کو ظالم
غرض تھی یہ ستائے عترتِ اطہار کو ظالم
دسوں نے خیمۂ اطہر کو چاروں سمت سے گھیرا
ارادہ تھا کہ مل کر لوٹ لیں اہلِ جفا ڈیرا
امامِ دوسرا نے دور سے دیکھا جو یہ عالم
صفِ اعدا سے باہر آ گئے ہوتے ہوئے برہم
کہا اے شمر تف ہے تیری اس بیہودہ حرکت پر
ترے اعمال بد سے حرف آتا ہے شرافت پر
نہ تجھ میں کوئی غیرت ہے نہ ہے کوئی حیا باقی
ترے دل میں نہیں اے بے حیا خوفِ خدا باقی
ہے ترے پاس بے تعداد لشکر فوجِ بے پایاں
ضرورت سے سوا رکھتا ہے ظالم جنگ کا ساماں
مگر تو اس قدر نامرد بزدل صاحبِ شر ہے
ہے مردوں سے گریزاں عورتوں پر حملہ آور ہے
اثر جب کچھ نہ دیکھا سرزنش کا بدشعاروں پر
شہہِ والا نے حملہ کر دیا اُن نابکاروں پر

میدانِ کربلا میں گھمسان جنگ

میدانِ کربلا میں گھمسان جنگ ہے ہر طرف تلواروں کی جھنکار زخمیوں کی چیخ و پکار فضائے کربلا میں گونج رہی ہے۔ لشکرِ اعدا میں شور برپا ہے۔ جب شمر ملعون نے فوج کی یہ

Marfat.com

حالت دیکھی تو اس ظالم نے یہ مکاری کی کہ دس ظالموں کو لے کر خیمہ پر حملہ کیا۔ ان دسوں نے خیمہ کو چاروں طرف سے گھیرا اور چاہتے تھے کہ خیمہ پاک لوٹ لیں۔ اچانک شاہ دین کی اس طرف نظر پھر گئی۔ آپ فوراً لشکر سے نکل کر خیمہ کی طرف آئے اور شمر سے کہا کہ اے شمر تف ہے تری اس کمینی حرکت پر تجھ کو ذرہ بھر بھی پاس مسلمان نہیں۔ تیرے دل میں بالکل حیا نہیں اور نہ ہی ترے دل میں خوفِ خدا ہے۔ تعجب ہے کہ ترے پاس ضرورت سے زیادہ فوج ہے۔ ضرورت سے زیادہ ساز و سامان ہے مگر تری بزدلی کا یہ عالم ہے کہ مردوں سے لڑنے میں گریز کرتا ہے اور عورتوں پر حملہ کرتا ہے۔ شاہ دیں کی نصیحت کا جب شمر پر کچھ اثر نہ ہوا تو آپ نے ان نابکاروں پر حملہ کر دیا۔ اُن نامردوں میں یہ کہاں ہمت تھی جو کہ مقابل میں جمے رہتے۔ بدحواس ہو کر بھاگ نکلے اور کئی ناری آپ کی تلوار سے فی النار ہوئے۔ آپ کو ان بے دینوں کی اس نازیبا حرکت پر غصہ آیا۔

مثالِ شیر جھپٹے پھر شہہِ دیں لشکرِ بد پر
نہ چھوڑا اس کو زندہ آ گیا جو تیغ کی زد پر

کمالِ جنگ تو انسان کی طاقت سے بالاتر
سرِ میداں تھا سب ہیبت زدہ وہ شام کا لشکر

عدو پہ حملہ جب ہوتا تھا شیرِ مرتضائی کا
نظر آتا تھا رنگ میداں میں حیدر کی لڑائی کا

محاذِ جنگ کا نقشہ دگرگوں جب نظر آیا
مچایا شمر نے اک شور ابنِ سعد چلایا

کہا شمر لعیں نے اے سپاہِ کوفی و شامی
تمہاری مائیں مر جائیں ہو تم کیوں وقفِ ناکامی

بڑھو ہاں اے دلاور کوفیو خنجر سنبھالو تم
بہادر شامیو ہمت کرو نیزے اٹھا لو تم

اثر انداز اندازِ بیاں تھا شمر ظالم کا
مطیعِ حکم ہر فوجی جواں تھا شمر ظالم کا

Marfat.com

بڑھے کرتے ہوئے پیدل رسالے تیر بارانی
سواروں نے باندازِ جنوں کی تیغ افشانی

سواروں نے پیادوں نے کیے حملے شہہِ دیں پر
مگر آیا نہ بَل چینِ جبیں پُرشانِ تمکیں پر

محرم کی دس تاریخ اور جمعہ کا دن

محرم کی دس تاریخ دن جمعہ کا ہے۔ وقت ظہر کا آچکا ہے۔ امامِ دین فضائے آب سے وضو فرماتے ہیں۔ دل میں جمعہ کی نماز کی نیت کی۔ میدانِ کربلا میں فاطمہ کے لعل پر چاروں طرف سے تیغ و تبر، برچھی بھالے، تیر وسناں برس رہے ہیں۔ تین روز کی پیاس سورج کی تپش احباب و اقربا کا غم جسمِ نورانی زخموں سے چور چور تنِ نازنیں پر بتیس زخم نیزے کے اور چالیس خنجر کے تھے۔ تمام خون جسمِ اقدس کا زخموں کی راہ سے بہہ گیا ہے۔ امامِ عالی مقام کی ذاتِ نورانی پر بہتر 72 زخم ظاہر اور بہتر زخم باطن کے لگے تھے۔ ظاہرا زخم تو تیر و تلواروں کے تھے اور باطنی زخم نونہالانِ اہلِ بیت کے تھے جو کہ میدانِ کربلا میں بھوکے پیاسے راہِ مولا میں قربان ہو چکے تھے۔ یہ امام عالی مقام ہی کا جگر تھا کہ تمام کنبہ نظر کے سامنے بے انتہا بے رحمی کے ساتھ ذبح کیا گیا۔ تمام احباب و اقربا آنکھوں کے سامنے فنا ہوئے۔ لیکن آپ کے صبر و استقلال میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا۔ اُسی آن و بان سے میدان کارزار میں جلوہ فرما ہیں۔ اور قوتِ بازو طاقتِ رفتار ختم ہو چکی ہے۔ تنویرِ مجسم بنے کھڑے ہیں کہ ایک بدبخت نے پشتِ نورانی پر نیزے کا وار کیا۔ سینۂ پرنور سے پار ہو گیا۔ امام عالی مقام بحالتِ رکوع گھوڑے کی زین سے زمین کی طرف مائل رخ قبلے کی طرف ہے۔ جب امام عالی مقام بشکل سجدہ زمین پر جلوہ فرما ہوئے۔ اتنے میں شمر آیا اور امامِ دین کے سینے پر بیٹھا جو امام عالی مقام نے اس کا نام معلوم کیا۔ اس نے کہا کہ میں شمر ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو مرا قاتل نہیں سینے سے اتر جا۔ پھر خولی بن یزید آیا۔ آپ نے فرمایا تو بھی مرا قاتل نہیں وہ بھی پیچھے ہٹ گیا۔ پھر سنان ابنِ انس آیا۔ آپ نے فرمایا ہاں تو مرا قاتل ہے کیونکہ تو نے ہی مری پشت پر نیزہ مارا ہے۔ اتنے میں خولی آیا۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ اپنا سینہ کھول اُس نے اپنا سینہ کھولا آپ نے اُس کے سینے کو دیکھتے ہی کہا صَدَقْتَ یَا جَدِّیْ۔ شمر بھی قریب ہی کھڑا تھا۔ آپ نے شمر سے پوچھا کہ آج کیا دن ہے۔ اس نے کہا کہ آج جمعہ کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا وقت کیا ہے۔ اس نے کہا کہ جمعہ کا وقت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس وقت خطیب منبروں پر بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہے ہوں گے اور میرے نانا کی تعریف بیان کرتے ہوں گے اور تو میرے سینے پر بیٹھا ہے۔ مجھے اتنی مہلت دے کہ میں اپنی آخری نماز ادا کرلوں۔ مگر شمر ملعون نے اس کا کچھ احساس نہ کیا۔ آپ کے نورانی گلے پر خنجر چلایا۔ مگر ایک بال بھی نہ کٹ سکا۔ آپ نے فرمایا کہ اے شمر یہ وہ جگہ ہے جس کو بار بار شہنشاہِ کونین رحمت عالم چوما کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جو مصطفیٰ کی بوسہ گاہ ہے۔ جس کو تو کاٹنا چاہتا ہے یہ کسی ہتھیار سے نہ کٹے گی۔ ہاں جب سجدے میں ہوں تو مری گردن کی پیٹھ پر وار کرنا اور میری بھی یہ دلی تمنا ہے کہ میں نماز کی حالت میں شہادت کا جام نوش کروں کیونکہ یہ مرے بابا فاتحِ خیبر کی میراث ہے وہ بھی نماز کی حالت میں زخمی ہوئے۔ یہ سن کر شمر آپ کے سینے سے اُتر گیا۔ فاطمہ کے لعل نے اشارے سے تیمم کیا اور قبلہ رو ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ ہماری تمام عمر کی نمازیں اُس حسین کی نماز کی ایک ساعت پر قربان۔ کیا ذوقِ نماز تھا کہ دمِ آخر نماز۔

کہا اللہ اکبر سوئے کعبہ شہہ کی صورت تھی
نمازِ عشق ادا کرنے کی یہ بیشک علامت تھی

خدا کی یاد تھی دل میں زباں پر شکرِ باری تھا
دمِ آخر بھی درسِ ملتِ اسلام جاری تھا

عدو کو یاد احکامِ الٰہی کی دلاتے تھے
عذابِ آخرت سے بھی حریفوں کو ڈراتے تھے

تہہِ خنجر کیا سجدہ ادا فرضِ الٰہی کا
بنا داغِ جبینِ ناز شاہد بے گناہی کا

نمازِ عشق کی تکمیل پر صد مرحبا کہیئے
نماز جمعہ یا اُس کی نمازِ قُرب کیا کہیئے

Marfat.com

امام حسینؑ میدانِ کربلا میں سربسجود

اِدھر علیؑ کے نورِنظر فاطمہؓ کے لختِ جگر مصطفیٰ کے لاڈلے حسینؓ میدانِ کربلا میں سربسجود ہیں۔ اُدھر سنان ابنِ انس بد باطن سگِ خصلت نے تلوار کا وار کیا۔ نورانی پیکر خون میں نہا گیا اور آپ شہید ہو گئے۔ صادق جانباز نے عہد وفا پورا کیا اور دینِ حق پر قائم رہ کر اپنا گھر لٹایا، کنبہ کٹایا اور اپنی جان راہِ خدا میں اس اولوالعزمی سے نذر کی کہ تاریخ کائنات میں اُس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک یہ بھی روایت ہے کہ امام عالی مقام نے دمِ آخر بھی شمر لعین سے پانی طلب کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیوی زندگی کے لیے پانی طلب کرتے تھے بلکہ وجہ یہ تھی کہ کل قیامت کے دن اگر ربِ کائنات شمر سے پوچھے کہ قتل کرتے وقت تو قاتل کو بھی کھانا پانی دیتے ہیں مگر تم نے حسین کو دمِ آخر بھی پانی نہ دیا۔ آپ نے عذر کو ختم کرنے کے لیے پانی طلب کیا کہ شمر بارگاہِ خداوندی میں یہ نہ کہے کہ دمِ آخر امام نے پانی مانگا نہیں ورنہ ضرور پانی دے دیتا۔ بس یہ وجہ تھی جو آپ نے پانی طلب کیا تھا جس کے جواب میں شمر لعین نے یہ کہا کہ نہرِ فرات کیا اگر تمام دنیا کا پانی مرے قبضے میں ہو پھر بھی تمہیں پانی کا قطرہ نہ دوں گا۔ امامِ حق نے یہ سن کر زمین پر ایڑی رگڑی فوراً پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ امام عالی مقام نے اپنے اختیار کا عالم شمر کو دکھایا اور کہا کہ اے شمر دنیا کا پانی ہمارے لیے حرام ہے۔ اب تو جنت میں جا کر آبِ کوثر پینا ہے کیونکہ روزۂ عشقِ دیدارِ الٰہی سے افطارا جاتا ہے اور روزۂ عبادت پانی سے اس حقیقت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا جو کہ خانوادۂ نبوت کا یہ جہاد حقیقت میں اسلام کی سربلندی اور حقوقِ انسانی کی بقا کے لیے تھا۔ اگر ایسے ماحول میں امام عالی مقام علیہ السلام میدانِ عمل میں نہ نکل کھڑے ہوتے تو اسلام کو دور سے ہی سلام کرنا پڑتا۔ انسانی حقوق ہمیشہ کے لیے فنا ہو جاتے۔ امام عالی مقام نے اپنی اور اپنے احباب و اقربا کی راہِ حق میں قربانی دے کر تمام بنی نوع انسان پر احسان فرمایا ہے۔ حسینؓ ابنِ مرتضیٰ نے انسان کو زندہ رہنے کا وہ درس دیا ہے جو آفتاب سے بڑھ کر روشن ہے۔ حسینؓ نے انسان کو باعزت مرنے اور مر کر ہمیشہ زندہ رہنے کا سبق دیا ہے اور یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ حق باطل کے آگے کبھی سرخم نہیں کرتا۔ کیا ہے باطل کی طاقت حق کے مقابلے میں۔ لاکھوں گنا زیادہ ہی کیوں نہ ہو

Marfat.com

امام عالی مقام کی شہادت قیامت تک کے لیے حق کی روشن فتح ہے۔ امام عالی مقام نے تہہِ شمشیر نمازِ عشق ادا کر کے نماز کا مقام نماز کی حقیقت کو جلوہ گر فرما دیا۔ اور یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡ بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃ کی جیتی جاگتی تفسیر اپنی ذاتِ مکرم کو ثابت کر دکھایا ہے یعنی وقتِ مشکل استعانت حاصل کرو۔ صبر سے اور نماز سے اگر حقیقت کی آنکھ سے دیکھا جائے تو حسین نے یہ اپنے کردار سے ثابت کر دیا ہے کہ صبر کا مقام یہ ہے اور نماز کا مقام یہ ہے۔ مجبوری صبر کرنا کمال نہیں بلکہ بااختیار ہو کر صبر کرنا کمال ہے۔ مجبوری میں تو جانور بھی صبر سے کام لیتا ہے۔ اگر انسان بھی مجبوری کے خاموش جبر سے تعبیر کرے تو انسان نے جانور سے بڑھ کر کیا کمال کیا بس حسینؓ نے صبر حقیقت سے روشناس کر دیا۔

قطعہ

لٹا دیتے ہیں گھر اپنا محبت ایسی ہوتی ہے
تصدق جان کر دیتے ہیں چاہت ایسی ہوتی ہے
تہہ شمشیر جب سجدہ کیا شہہ نے تو حق بولا
ہمارے چاہنے والوں کی صورت ایسی ہوتی ہے

میدانِ کربلا میں قیامت برپا ہے۔ فضائے کائنات پر اُداسی چھائی ہوئی ہے۔ امام عالی مقام نے تمام احباب و اقربا کو راہِ مولا میں نثار کر دیا۔ اب اپنی قربانی سجدے میں سر رکھ کر بارگاہِ الٰہی میں پیش کر رہے ہیں۔ فاطمی چاند کربلا کی خونی گھٹاؤں میں چھپا جا رہا ہے۔ سر سجدے میں ہے، خولی بن یزید نے تلوار کا وار کیا۔

جدا جب سر ہوا ابنِ علیؓ کا جسمِ انور سے
صدا اللہ اکبر کی نمایاں تھی کٹے سر سے

جہاں میں انقلابِ خوں بداماں برملا آیا
فلک کا شق ہوا سینہ زمیں پر زلزلہ آیا

چھپا اسلام کا خورشیدِ تاباں روزِ روشن میں
ہوئی ہر سمت تاریکی نمایاں روزِ روشن میں

Marfat.com

اندھیرا چھا گیا سورج ہوا پنہاں نگاہوں سے
غبار اٹھا دُھواں بن کر زمیں کی سرد آہوں سے

اَجِنّہ کربلا میں نوحہ خواں معلوم ہوتے تھے
فرشتے ہر طرف ضرب فغاں معلوم ہوتے تھے

شفق بن کر فضائے اوجِ گردوں سے لہو برسا
خدا کا قہر بے دینوں کے اُوپر کوبکو برسا

کفِ افسوس رو کر آہوانِ دشت ملتے تھے
زمینِ کربلا سے خون کے چشمے اُبلتے تھے

فلک نے خون کے آنسو بہائے غمزدہ ہو کر
ملائیک نے خدائے دوجہاں سے عرض کی رو کر

الٰہی حشر کے منظر کی صورت اور کیا ہوگی
قیامت کس کو کہتے ہیں قیامت اور کیا ہوگی

حضور ﷺ کی زیارت اور تسلی

امام احمد نے بیہقی میں ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے امام عالی مقام علیہ السلام کی شہادت کے دن ظہر کے بعد خواب میں حضورِ اکرم کی زیارت کی تو دیکھا کہ سرکار کے عنبریں گیسو بکھرے ہوئے ہیں۔ چہرۂ پُرنور گرد آلودہ ہے اور دستِ اقدس میں خون سے بھرا ہوا ایک شیشہ ہے۔ میں نے سرکار سے عرض کیا کہ سرکار مرے ماں باپ سرکار کے قدموں پہ قربان یہ کیا ماجرا ہے؟ سرکار نے فرمایا کہ میں اس وقت کربلا کی سرزمیں سے آیا ہوں اور شیشہ میں مرے لاڈلے حسین کا خون ہے۔ جس کو ظالموں نے تین روز بھوکا پیاسا رکھ کر بڑی بے دردی سے قتل کر دیا یہ دیکھ کر میں بیدار ہو گیا اور وہ دن اور وہ وقت یاد رکھا۔

ابونعیم، بیہقی شریف میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے اُسی دن حضور کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے نورانی چہرہ پر گرد جمی ہے اور بال مبارک بکھرے ہوئے ہیں اور سرکار پریشان حال ہیں۔ مرا خواب ابنِ عباس کے خواب کی مطابق تھا میں نے بھی اُس دن کو یاد رکھا

Marfat.com

اور بعد میں تصدیق ہوئی تو امام عالی مقام کی شہادت کا وہ ہی دن اور وہی وقت تھا جو کہ سرکار نے خواب میں آکر پیشین گوئی کی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ سرکار با اختیار حیات ہیں۔

مرثیہ

ڈوبا شفق میں جب مہِ تابانِ مصطفیٰ (ﷺ)
یعنی حسین ابنِ علی جانِ مصطفیٰ (ﷺ)
بادِ خزاں تھی اور گلستانِ مصطفیٰ (ﷺ)
جب گر پڑا زمیں پہ وہ جانانِ مصطفیٰ (ﷺ)
خود مصطفیٰ (ﷺ) نے فرشِ زمیں سے اٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

آیا جو وقتِ ظہر تو سجدہ کیا ادا
تن پر جو دیکھے زخم تو شکرِ خدا کیا
طے آپ نے تمام مقامِ رضا کیا
دشمن نے جب کہ سر کو بدن سے جدا کیا
خود مصطفیٰ (ﷺ) نے فرشِ زمیں سے اٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

خوں سے بھرا ہوا جو بدن کا لباس تھا
حور و ملک کا دیکھ اُسے دل اداس تھا
پر شاہِ کربلا کو نہ مطلق ہراس تھا
جس دم گرے زمیں پہ تو کوئی نہ پاس تھا
خود مصطفیٰ (ﷺ) نے فرشِ زمیں سے اٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

تاریخ الخلفاء میں مرقوم ہے کہ امام عالی مقام کی شہادت سے پہلے آسمان پر اتنی سرخ اُفق نہ ہوتی تھی جس دن امام عالی مقام کو شہید کیا گیا ہے اُس دن سے یہ سرخ شفق اب تک

Marfat.com

موجود ہے۔ آسمان سے خون کا برسنا معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ امام عالی مقام کی شہادت کے دن آسمان سے خون برساتھا یا شفق پر اس کی ہی نشانی ہے۔ کربلا کے بیابان میں ظلم و جفا کی تیز تند آندھی چلی۔ مصطفائی چمن کے مہکتے ہوئے غنچے بادِ سموم کی نذر ہو گئے۔ خاتونِ جنت کا لہلہاتا باغ دوپہر میں کاٹ ڈالا گیا۔ فرزندانِ رسول ﷺ کی آل کے سر سے سردار کا سایا اُٹھ گیا۔ بچے اس غریب الوطنی میں یتیم ہوئے۔ بیبیاں بیوہ ہوئیں۔ آسمانِ دین وایمان کا چمکتا ہوا چاند بیابانِ کربلا کے خونی بادلوں میں چھپ گیا۔

اندھیرا چھا گیا رنج و الم کا ساری دنیا پر
فلک سے خوں کا منہ فی الفور برسا ساری دنیا پر

نظر غمگین آتی ہے ہر اک شے بزمِ عالم کی
جدھر دیکھو اُدھر چھائی ہے عالم پہ گھٹا غم کی

درندے اور پرندے فرطِ غم سے اشک افشاں تھے
زمیں والے ہی اک کیا آسماں والے بھی گریاں تھے

شہید اللہ کے محبوب کو جب کر چکے تاری
کیا جور و مظالم کا نیا اک سلسلہ جاری

سرِ اقدس خولی نے لیا اپنی حفاظت میں
لیا اسود نے کفشِ پا کو دامانِ عقیدت سے

بنی دارم کے اک مرد نے لی تلوار چوری سے
لیا پیٹی کو قیس اشعث نے سینہ زوری سے

تنِ اطہر پہ تھے اسلحہ جو سب لے گئے ظالم
اذیت جو بھی تھی میت کو دینی دے گئے ظالم

خیامِ اہلبیتِ پاک کو اشرار نے لوٹا
خواتینِ حرم کو لشکرِ خونخوار نے لوٹا

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر 11

دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہلبیت

امام عالی مقام کی شہادت کے بعد اُن ظلم وستم کے خوگروں نے خیمۂ پاک لوٹ لیا وہ کیسا المناک ماحول ہوگا۔ کس شقی کی ہے حکومت کیسا اندھیرا ہے۔ دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہلبیت۔ خدا کی شان تو دیکھو کہ جو جنت میں امت کو آباد کریں گے آج ان کا گھر کس بے دردی کے ساتھ برباد کیا جا رہا ہے۔ ظالم خیمہ کو لوٹنے میں مصروف ہیں۔ شمر ملعون تلوار کھینچ کر امام زین العابدین کی طرف لپکا چاہتا تھا کہ آپ کے اوپر تلوار کا وار کرے۔ یکا یک حمید ابن مسلم نے للکار کر کہا کہ اے شمر بیمار کو بھی قتل کرتا ہے۔ یہ کس مذہب میں روا ہے۔ حمید ابنِ مسلم نے یہ بات ذرا ترش رو ہو کر کہی تھی۔ شمر ملعون عابد کے قتل سے رک گیا۔ مگر ان کے دست و پا زنجیر سے باندھ کر حراست میں لے لیا اور اُن ظالموں، ستم پروروں کو خواتینِ حرم پر بھی مطلق رحم نہ آیا۔ سب کو پابجولاں کیا گیا اور گیارہ محرم کو کوفیوں نے شامی اور کوفی لاشوں کو جمع کیا اور ان کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو بارہ محرم کو تمام شہداؤں کے سروں کو لے کر کوفے کی طرف روانہ ہوئے۔ ابونعیم میں روایت ہے کہ جب امام عالی مقام کے نورانی سر کو نیزے پر بلند کیا تو سر مبارک سے تازہ خون کے قطرے ٹپک رہے تھے اور سرِ نورانی سے سورہ کہف کی تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔ خواتین حرم پابجولان ہیں وہ شاہزادیاں ہیں جن کو جنت الفردوس کی شاہزادیاں کہا جاتا ہے۔ تمام مسلمانوں کی سردار جن کی دونوں جہاں پر حکومت ہے وہ محکوم ہیں اور ان کے محرم جن کا نامِ نامی امام زین العابدین ہے ان کے ہاتھ لوہے کی زنجیر سے بندھے ہیں۔ پائے اقدس میں بیڑیاں پڑی ہیں بیماری کی وجہ سے کمزوری اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ قدومِ پاک کھڑے ہوتے ہیں لرزتے ہیں۔ لیکن کوفی اور شامی ظالموں کو ان کی ایسی حالت پر بھی رحم نہیں آیا ان کے دست و پا بھی زنجیروں سے جکڑ دیئے۔

قریبی گاؤں حاضریہ کے ابنائے اسد آئے
امامِ پاک کی نعشِ مُبیں پر روئے چلائے

Marfat.com

مہیا کیں بصد آہ و فغاں لاشیں شہیدوں کی
عقیدت آفریں صد آفریں اُن خوش عقیدوں کے

جنازے کی نماز اول ادا کی اہلِ قریہ نے
نمایاں شان پھر دیکھی خدا کی اہلِ قریہ نے

شہیدوں کے بدن پر زخم سب تازہ نظر آئے
نئے منظر نئے جلوے نظر ہر لاش پر آئے

معطر میتیں معلوم ہوتی تھیں شہیدوں کی
بہشتِ مغفرت لاشیں تھیں اُن جنت رسیدوں کی

علی کے چاند کو آلِ اسد نے دفن فرمایا
تہہِ خاکِ لحد سورج مدینے کا اتر آیا

ہوا مائل بہ دفنِ کشتگاں ہر مردِ فرزانہ
بنا گنجِ شہیداں کربلا کا دشتِ ویرانہ

میدانِ کربلا میں جنازے اور تدفین

چنانچہ قرب و جوار کے مسلمانوں نے میدانِ کربلا میں آ کر تمام شہدا کی لاشوں کو جمع فرما کر نمازِ جنازہ ادا کی۔ نہایت اندوہ وغم کے ساتھ شہدا کی لاشوں کو دفن کر دیا۔ اِدھر شہدا کی لاشوں کو دفن کیا جا رہا ہے۔ اُدھر لشکرِ شام اسیرانِ اہلبیت کو لے کر کوفے کی طرف روانہ ہوا۔ جب کوفے کے قریب پہنچے تو جلاد ابنِ زیاد کو اس کی اطلاع دی گئی۔ تو جلاد ابنِ زیاد نے تمام شہر میں منادی کرا دی کہ کوئی ہتھیار لے کر گھر سے باہر نہ نکلے اور ہر گلی کوچہ فوج کا پہرہ لگا دیا۔ یہ قدم ابنِ زیاد نے اس لیے اٹھایا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کچھ بھی ہے لیکن مرے ظلم و ستم کو دیکھ کر کہیں لوگ برہم نہ ہو جائیں اور شہر میں نقصِ امن کی ہوا چل جائے۔ جب شہیدوں کے سر اور تمام اسیرانِ اہلبیت کوفے میں داخل ہوئے تو تمام شہر والے بے قرار ہو کر دیکھنے کو دوڑے اور سرہائے شہیدوں کو دیکھ کر رونے لگے۔ سینہ پیٹنے لگے۔ امام زین العابدین نے جب یہ حال ملاحظہ فرمایا تو اُن رونے والوں سے کہا کہ تم تو شہداء کے غم میں

Marfat.com

رونے والے ہو ذرا یہ تو بتاؤ وہ کون لوگ ہیں جن ظالموں نے مصطفیٰ کے لعلوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے اور ان پر پانی بند کیا اور تین دن کا بھوکا پیاسا بڑی بے دردی کے ساتھ میدان کربلا میں شہید کر دیا۔ یہ سن کر سب رونے والے ندامت کے دریا میں غوطہ زن ہوئے۔

اس سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ ہر رونے والا سچا نہیں ہوتا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظالم اپنا ظلم چھپانے کے مظلوموں کا حامی بن جاتا ہے اور بظاہر روتا ہے۔ غمزدہ صورت بناتا ہے سینہ کوبی کرتا ہے۔ صرفِ ماتم ہوتا ہے لیکن سب فریب ہوتا ہے۔ دیکھو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے خود یوسف علیہ السلام پر ظلم وستم کیا اور ان کو رسیوں سے باندھ کر کنویں میں ڈالا اور ایک بکرے کو ذبح کر کے اس کے خون میں یوسف علیہ السلام کا کرتا رنگا اور نہایت غمگین صورت بنا کر تمام شہرِ کنعان کی گلیوں میں روتے ہوئے اور دھاڑیں مارتے ہوئے۔ بعد نماز عشا کے زار وقطار آنسو بہاتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور رو رو کر کہنے لگے کہ ابا جان ہم لٹ گئے ہم برباد ہو گئے کہ ہم جنگل میں سیر وشکار میں مشغول تھے اور یوسف علیہ السلام ہمارے سامان کے پاس بیٹھے تھے کہ جنگل سے ایک ظالم بھیڑیا آیا اور یوسف علیہ السلام کو کھا گیا اور یوسف علیہ السلام کا کرتا بھی لے کر آئے ہیں۔ اب بھی ہر سال ماہِ محرم میں ایسا ہوتا ہے کہ شوق خون سے چادر کو رنگ لیا جاتا ہے اور بظاہر بڑے رنج وغم کا اظہار کیا جاتا ہے۔ ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ ہر رونے والا سچا نہیں ہوتا۔ جھوٹا بھی ہوتا ہے۔ اللہ ایسے مکار رونے والوں کے مکر سے مسلمانوں کو بچائے۔ فاطمہ کے لعلوں کے غم میں رونا منع نہیں بلکہ دکھاوے کا رونا منع ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو حسین کا سچا غم اور سچی محبت عطا فرمائے۔ آمین

جب اسیرانِ اہلبیت کو تمام کوفے شہر میں گشت کرا کے دربار کے قریب پہنچے۔

سرِ دربار پہنچا قافلہ جس دم اسیروں کا
وہاں مجمع تھا کوفے کے غریبوں اور امیروں کا

ہزاروں شہر کے پیرو جواں حاضر وہاں پر تھے
جفاء وظلم کے بانی ستمگر سب جہاں پر تھے

عبیداللہ بولا شمر اور خولی یہاں آؤ
حسین ابنِ علی کے سر کو مرے سامنے لاؤ

Marfat.com

حمید و شمر و خولی سر کو لائے طشت میں رکھ کر
عبیداللہ نے نخوت سے پھیرا ساتھ ڈاڑھی پر

چھڑی چھوٹی تھی اک سیب کی دستِ ستم گر میں
چھو کے اس سے دیتا تھا لبِ دندان سرور میں

سر انور سے تھا مائل بہ گستاخی عبیداللہ
نمائش کر رہا تھا ظلم پیہم کی عبیداللہ

تھے اہلِ بزم میں کچھ لوگ خوش کچھ لوگ تھے برہم
اٹھے یکبار مجمع سے جنابِ زید بن ارقم

نہایت تلخ لہجہ سے کہا اے ابنِ مرجانا
تجھے اس فعل بد پر چاہیے عزت سے مر جانا

یہ وہ سر ہے کہ جو سردار ہے ہر اہلِ جنت کا
یہ وہ سر ہے جو ہے محبوب سلطانِ رسالت کا

تو ہونٹوں پہ اے ظالم چھڑی کو اپنی رکھتا ہے
انہیں ہونٹوں کو اے ظالم حبیبِ حق نے چوما ہے

عذابِ حشر سے قہرِ خداوندی سے ڈر ناری
لب و دندان حضرت کو نہ یوں مضروب کر ناری

سنے فقرے یہ جب ابنِ زیاد کینہ پرور نے
کہا زید ابنِ ارقم سے بہ قہر و غیض خودسر نے

خدا تجھ کو رلائے اے معمر عقل کے دشمن
نہ ہوتا بے خرد گر تو اڑا دیتا تری گردن

نکل جا پیر لاعقل ابھی دربار سے میرے
وگرنہ جسم پر درے لگائے جائیں گے ترے

Marfat.com

ابن زیاد بدنہاد کی ذلالت

جب دربارِ ابن زیاد میں تمام شہداء کے سر اور نام پیش کیے گئے اور امام عالی مقام کے سرانور کو ایک طشت میں رکھ کر شمر اور خولی نے جلاد ابن زیاد کے سامنے رکھا تو ابنِ زیاد مردود کے ہاں ایک سیب کی چھڑی جس کو بار بار تکبر اور غرور کے انداز میں سرکار کے لبوں کو چھو کے دیتا تھا اور یہ کہتا جاتا کہ یہ وہ ہی لب ہیں جو یزید کی بیعت کا انکار کرتے تھے۔ ابن زیاد کی اس حرکت پر بہت لوگ خوش بھی تھے اور بہت سے برہم بھی تھے۔ یکا یک مجمع سے زید بن ارقم کھڑے ہوئے اور نہایت غصے ہو کر فرمایا کہ اے ابنِ زیاد تو جن ہونٹوں کو چھڑی سے ضرب لگاتا ہے۔ ارے ظالم یہ وہ لب ہیں جن کو مصطفیٰ محبوبِ کبریا چوما کرتے تھے اور تو ان لبوں پر چھڑی مارتا ہے۔ خدا کے غضب سے ڈر محشر کا دل میں خوف کر تیرے سامنے طشت میں جو سر ہے جو تمام اہل جنت کا سردار ہے۔ یہ وہ سر ہے جس کی پیشانی بوسہ گاہِ مصطفیٰ ﷺ ہے ابنِ زیاد زید بن ارقم کی یہ باتیں سن کر جھلا گیا اور غضبناک ہو کر زید بن ارقم سے کہنے لگا کہ اے بوڑھے اگر تری عقل خراب نہ ہوتی تو تیری گردن ماردی جاتی۔ نکل جا دربار سے رنہ ابھی ترے جسم پر درے پڑیں گے۔

نکل کر زید نے فی الفور ہی قصرِ حکومت سے
وہیں تقریر فرمائی نہایت شان و شوکت سے

کہا اے کوفیو تُف ہے تمہاری بے حیائی پر
اُتر آئے اہلبیت سے جنگ آزمائی پر

کرایا قتل آلِ فاطمہؓ کو تم نے غربت میں
جواب اس کا خدا کو دو گے کیا جا کر قیامت میں

کیا ہے ابنِ مرجانا کو حاکم منتخب تم نے
لیا ہے قہرِ حق کو اپنے سر پہ بے سبب تم نے

عبیداللہ قاتل ہے محمد (ﷺ) کے نواسوں کا
کرایا قتل اُس نے کربلا میں بھوکے پیاسوں کا

Marfat.com

کیا ظلم و ستم اُس نے علیؑ کے نونہالوں پر
چلائے تیغ و خنجر بے خطا زہراؑ کے لعلوں پر

کہے گی کیا تمہیں اے کوفیو دنیا قیامت تک
رہو گے بالیقیں دنیا میں تم رسوا قیامت تک

کوفیوں کو پسینہ آ گیا

حضرت زید بن ارقم کی یہ تقریر سن کر کوفیوں کو پسینہ آ گیا۔ اور مارے ندامت کے کوئی بھی اپنی گردن نہ اُٹھا سکا اور سب کے سب وہاں سے نادم ہو کر منتشر ہو گئے۔ ادھر زید بن ارقم نے تقریر کی اور کوفیوں کو عذابِ الٰہی سے ڈرایا۔ اُدھر دربار میں اسیرانِ اہلبیت حاضر ہوئیں تو جلاد ابنِ زیاد نے حضرت زینب کو بڑے غور سے دیکھا اور لوگوں سے معلوم کیا کہ یہ عورت کون ہے۔ اہلِ دربار میں سے کسی نے آہ بھر کر کہا کہ یہ فاطمہ زہرا کی لاڈلی دختر ہے، رسولِ اکرم ﷺ کی نورِ نظر ہے۔ مولا علی کی نورِ عین ہے۔ یہ سن کر ابنِ زیاد نے حضرت زینب سے بڑے سخت لہجہ میں مخاطب ہوا کہ اے زینب آج ہم اس فتح پر کیوں نہ خدا کا شکر کریں اور کیوں نہ خوشیاں منائیں کہ اللہ نے حکومت کے باغیوں کو رسوا کر دیا در بدر پھرایا۔ امیرِ شام کی مخالفت کا مزہ چکھایا۔ حضرت زینب نے فرمایا کہ خداوندِ قدوس کا ہم پر بڑا احسان ہے جس نے ہمیں اولادِ پیغمبر بنایا۔ ہمارے نانا کو تمام خدائی کا ہادی بنایا۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اس کی ذلت و رسوائی بھی چند روزہ ہے۔ وہ دن آنے والا ہے کہ خدا کے سامنے تو بھی گرفتار ہو کر پیش ہوگا اور بھرے محشر میں تری رسوائی ہوگی۔ ابنِ زیاد نے جواب دیا کہ اے زینب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ترے خاندان والے سب رسوا ہوئے اور ان کی زندگی کے لالے پڑے اور سب ذلت کے ساتھ قتل کیے گئے۔

سُن کے یہ طعنہ زنی بے دین کی
چوٹ کاری دل پہ زینب کے لگی
چیخ نکلی منہ سے برجستہ وہیں
ہل گئی جس سے کہ کوفے کی زمیں

Marfat.com

اشک آنکھوں سے ہوئے اُن کی رواں
بندھ گئیں بس روتے روتے ہچکیاں

پھر کہا رو کر کہ اے ابنِ زیاد
ترے دل میں اب بھی ہے نارِ فساد

اے ستمگر مرے ماں جائے حسین
ہیں حبیبِ کبریا کے نورِ عین

تونے اس دنیا کی خاطر بے حیا
قتل فرزندِ پیمبر کو کیا

سن کے یہ بے دین کے لب سِل گئے
دیکھنے والوں کے بھی دل ہل گئے

سیّدہ زینبؓ کے خطبہ سے سناٹا

حضرت زینب کی ان درد بھری باتوں سے دربار میں سناٹا چھا گیا۔ لوگ ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے۔ بہت سوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بہت سوں پر سکتے کا سا عالم ہو گیا۔ ظالموں کو سخت ندامت کا سامنا ہوا۔ کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے کلمات نہایت پُردرد اور سورج کی طرح چمکتی ہوئی حقیقت کا اظہار تھا۔ سب درباریوں کی مارے شرم کے نگاہیں زمین کی طرف جھکی ہوئی ہیں۔

رہا کچھ دیر تو خاموش بے دیں ابنِ مرجانا
مگر انجام کو اپنے نہ مطلق اس نے پہچانا

یکا یک رخ بدل کر اس نے عابد پر نظر ڈالی
کہا تم کون ہو کیوں آئے ہو باس زبوں حالی

کہا عابد نے ہوں مظلوم وقفِ بیکل ہوں میں
مریض غم علی ابنِ حسین ابنِ علی ہوں میں

Marfat.com

سنا جب نام عابد کا تو بولا طیش سے مردک
تعجب ہے کہ زندہ ہے علی ابنِ حسین اب تک

نہایت غیض میں آ کر کہا عابد سے دوبارہ
خدا نے اے علی تجھ کو ابھی تک کیوں نہیں مارا

رہے خاموش جب عابد تو پھر بولا یہ جھنجلا کر
زباں کھولو جواب اس کا ابھی دو سامنے آ کر

کیا ارشاد عابد نے علی تھے اک مرے بھائی
شہید ان کو کیا لوگوں نے یوں ان کی قضا آئی

کہا ظالم نے ہنس کر مار ڈالا اس کو خالق نے
ہوئے خاموش پھر عابد کہا پھر ہنس کے فاسق نے

حضرت سجاد کی خاموشی اور ابنِ زید

تمہیں کیا ہو گیا ہے بولتے تم کیوں نہیں فوراً
مرے احکام پر کرتے نہیں خم کیوں جبیں فوراً

پڑھیں سجاد نے فی الفور دو آیات قرآنی
ہوا آیات سن کر بے حیا غرقِ پشیمانی

کہا غصے میں ہے واللہ یہ بھی نسلِ حیدر سے
کیا جائے اسے بھی قتل فوراً تیز خنجر سے

مصاحب سے کہا دیکھو یہ بالغ ہے کہ نابالغ
مری نے دیکھ کر فتویٰ دیا یہ ہو گیا بالغ

ستمگر نے کہا جلاد سے ہاں مار دو گردن
ہے یہ دشمن کا بیٹا بھی یزید شام کا دشمن

جب جلاد ابنِ زیاد نے امام زین العابدین کو قتل کرنے کا حکم دیا تو زین العابدین نے ارشاد فرمایا کہ اے ابنِ زیاد اسیرانِ اہلبیتِ مصطفیٰ ﷺ میں صرف میں ہی ایک مرد ہوں اور خواتین حرم کا محرم ہوں اور تمام شہیدوں کے غم کے داغ مرے سینے میں ہیں۔

Marfat.com

بہت غم رسیدہ ہوں یہ میں تجھ کو آگاہ کیے دیتا ہوں اگر تو نے مجھے بھی قتل کرا دیا تو دنیا میں ہی تجھ پر قہر خدا نازل ہوگا۔ مگر اس ظلم و ستم کے خوگر نے ایک نہ سنی اور اپنی ضد پر اڑا رہا۔ اتنے میں حضرتِ زینب بے قرار ہو کر آگے بڑھتی ہیں اور عابد کو اپنے سینے سے لگایا اور ابنِ زیاد سے کہا اے ظالم میں بھی زندگی سے بے زار ہوں مجھے عابد سے پہلے قتل کر۔ تجھے بالکل بھی رحم نہیں آتا نونہالانِ مصطفیٰ میں صرف عابد ہی ایک بچے ہیں اور یہ بھی بیمار ہیں۔ تو محمد کا کلمہ پڑھتا ہے اور ان کی نسل کو ختم کرنے کے درپے ہے اور خداوندِ کریم تو نمازوں کے اندر حکم دے کہ مرے حبیب کی آل کی خیر مانگو اور تو خدا کے حبیب کی آل پر ظلم کرتا ہے۔ یہ الفاظ حضرت زینب کے درد میں ڈوبے ہوئے تھے کہ تمام سامعین چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ ابنِ زیاد بھی تھرا گیا اور جلاد سے کہا کہ عابد کو چھوڑ دو۔ اتنے میں اذان کی آواز آئی اور تمام درباری کوفے کی جامع مسجد میں جمع ہوئے۔ ابنِ زیاد منبر پر بیٹھتا ہے اور خطبہ بیان کرتا ہے۔ بعد حمد کے اس نے یزیدِ امیرِ شام کی توصیف و ثناء اور اپنی ستائش کی اور سپاہ کوفہ اور سیاہ شام کی بہادری کی تعریف کی اور قیام و اکرم اور بہادری کے خطابات دیئے اور برسر منبر حضرت علی امیر المومنین کی شان میں نہایت گستاخانہ جملے استعمال کیے اور امام عالی مقام کو کذاب نے کذاب کہا۔ یکا یک مسجد کے ایک حصے میں برہمی پیدا ہوئی اور لوگ شور کرنے لگے اُسی مجمع میں حضرت عبداللہ ازدی صحابی رسول بھی موجود تھے جن کی عمر تقریباً 90 نوے سال تھی اور آپ نابینا تھے محاذِ جنگ صفین میں بھی اپنے بہادری اور جواں مردی کی دھوم مچا دی۔ دشمنوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ جنگِ جمل میں بھی حصہ لیا اور حضور اکرم ﷺ کے سچے جانثار تھے۔ شمع حسین امام عالی مقام کے پروانے تھے۔ امام عالی مقام پر جان و دل قربان تھے دل میں امام عالی مقام کی عظمت کا گھر تھا۔ عبیداللہ ابن زیاد کا مولائے کائنات فاتح خیبر حیدر کرار جانشین احمد مختار اور امام عالی مقام کی برسر منبر گستاخی کرنا کیسے گوارا کر سکتے تھے اور مسجد میں دیگر لوگ بھی ایسے موجود تھے جو کہ امام عالی مقام کی عظمت کو اپنے ایمان کی زینت تصور کرتے تھے۔ میں سب کھڑے ہو گئے۔ انہیں میں حضرت عبداللہ ازدی بھی تھے کہ آپ بڑے جلال کے ساتھ اٹھے اور نہایت جوش بھری آواز میں کہا۔

Marfat.com

انہوں نے اٹھ کے مجمع سے کہا اے ابن مرجانا
غلط ہے اژدھام عام میں یہ تیرا ترانا
خرابات جہاں میں تو وہ کاذب ابن کاذب ہے
کنیزک زادہ و ابن سمیہ ابن خاذب ہے

نہیں ہے یا خبر کذاب تو اپنی حقیقت سے
تجھے مطابق کوئی مثبت نہیں نسلی شرافت سے
امیر المومنین کہتا ہے جس کاذب کو تو ظالم
ہے وہ بیدین فاسق بے حیا بے آبرو ظالم

تجھے غیرت نہیں کرتا ہے باتیں عارفوں کی سی
زمانے میں عیاں ہے تیری مکاری و ابلیسی
کرایا قتل تو نے مصطفے کے راحت جاں کو
کیا فتنہ بپا ٹھکرا دیا احکام قرآں کو

بھرے مجمع میں یہ سنتے ہی ظالم گفتگو ساری
غضب کی آگ کے شعلوں سے سارا جل گیا ناری
ستمگر نے دیا فوراً ہی پھر حکم گرفتاری
کہا خدام سے لاؤ اسے بہ ذلت و خواری

کہا ازدی نے یا مبرور یا مبرور چلا کر
مگر جلاد نے زہر حراست لے لیا آکر
عقیدت مند عبداللہ ازدی کے بھی گھبرائے
چھڑا کر چھین کر ان کو نگہبانوں سے لے آئے

جب حضرت عبداللہ کے عقیدت مند حضرت عبداللہ خدام ابن زیاد سے چھین کر گھر کے گئے تو عبیداللہ ابن زیاد کو بہت طیش آیا اور اس نے فوجی دستے کو فوراً ان کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا آخرکار حضرت عبداللہ کو گرفتار کر لیا اور ابنِ زیاد کے سامنے پیش کیا۔ ابنِ زیاد نے غضبناک ہو کر عبداللہ ازدی صحابیِ رسول ﷺ کو سزائے موت کا حکم دیا۔ اُس شیدائے امام

Marfat.com

عالی مقام کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا۔ مگر ابھی جلاد ابنِ زیاد کی آتشِ غضب سرد نہ ہوئی اور اس نے حکم دیا کہ تمام سرہائے شہدا کو نیزوں پر بلند کر کے شہر میں گشت کیا جائے۔ تمام سروں کو نیزوں پر بلند کیا گیا اور کوفہ کی گلی کوچوں میں پھرایا گیا۔ اب اس سے آگے کا جو احوال ہے انشاء اللہ ہم حصہ دوئم میں بیان کریں گے۔ یہ آئینہ کربلا کا حصہ اول جو فقیر نے تحریر فرمایا ہے جو حضراتِ اس کو پڑھیں اس سے عبرت حاصل کریں۔ اُن سے یہ فقیر وحقیر التجا کرتا ہے کہ اس کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اہلبیت کے طفیل فقیر کی دلی تمنا پوری فرمائے اور آخرت میں اس داستانِ اہلبیت کو فقیر کے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین۔ حضرات دوسرا حصہ ضرور ملاحظہ فرمائیے۔

دعائے مسلم

ابد تک یا اللہ العٰلمیں اے خالق برتر
ہو بارش رحمتوں کی روحِ سلطانِ شہیدوں پر

حسینؓ ابنِ علیؓ کا خالق کون و مکاں صدقہ
امام، پاک کا اے کارسازِ انس و جاں صدقہ

الٰہی واسطہ خونِ شہیدانِ محبت کا
الٰہی واسطہ روحِ فداکارانِ ملت کا

شہید کربلا کا واسطہ اے خالقِ اکبر
امامِ دوسرا کا واسطہ اے خالقِ اکبر

مسلمانانِ عالم کو عطا ہو ذوقِ قربانی
دلوں میں سب مسلمانوں کے بھر دے نورِ ایمانی

عطا ہو جذبۂ شاہِ شہیداں ہر مسلماں کو
مکمل ذوقِ ایماں مرحمت ہو اہلِ ایماں کو

الٰہی حیدرؓ کرار کی ہم میں شجاعت دے
ہمیں ذوقِ جہادِ جرات شوقِ شہادت دے

Marfat.com

وہی دینی حرارت دے پرستاران ملت کو
رہا کر قیدِ نامسلم سے ہر پابندِ اُمت کو
رہیں آزاد مسلم تا ابد ایوانِ عالم میں
ہو جوشِ حریت پیدا مسلمانانِ عالم میں
الٰہی پھر وہی بزمِ جہاں میں دور آ جائے
کہ پرچم ہر طرف اسلام کا عالم میں لہرائے
اثر زائل جہاں سے دشمنِ ناکام کا کر دے
الٰہی بول بالا ملتِ اسلام کا کر دے
الٰہی متحد فرما دے پھر اُمت کا شیرازہ
روایاتِ سلف ہوں پھر ہماری ذات سے تازہ
الٰہی پھر زمانے میں مسلماں کی حکومت ہو
الٰہی خوابِ غفلت سے یہ پھر بیدار ملت ہو
نشانِ نصرت و اقبال ہر مسلم کا شاہد ہو
الٰہی دہر میں ہر نوجواں مسلم مجاہد ہو
الٰہی نور بھر دے پھر مسلمانوں کے سینوں میں
تڑپ سجدوں کی پیدا کر الٰہی پھر جبینوں میں
الٰہی لاج اپنے مسلمِ ناکام کی رکھ لے
الٰہی دو جہاں میں آبرو اسلام کی رکھ لے
الٰہی دورِ فاروقی ہو پھر اک بار دنیا میں
بلند ہر سمت ہو مسلم کی پھر تلوار دنیا میں
اُڑے یا رب جہاں میں نُصرتِ اسلام کا جھنڈا
رہے اونچا ہمیشہ ملتِ اسلام کا جھنڈا

Marfat.com

سلام

مہمانِ کربلا کو ہمارا سلام ہو
جانانِ مصطفیٰ کو ہمارا سلام ہو

وہ بھوک وہ پیاس وہ ذوقِ جہادِ عشق
سرچشمۂ رضا کو ہمارا سلام ہو

حُر نے امامِ دین پہ قربان جان کی
اُس مردِ باوفا کو ہمارا سلام ہو

اکبر نے رن میں ہاشمی جوہر دکھا دیئے
ہم شکلِ مصطفیٰ کو ہمارا سلام ہو

لاکھوں درود ننھی سی اصغر کی جان پر
معصوم بے خطا کو ہمارا سلام ہو

قاسم نے زیر کر لیا ارزق سا پہلواں
اُس شیرِ کبریا کو ہمارا سلام ہو

زخموں سے چور چور ہیں عثمان بن علی
ہر زخم کی ضیا کو ہمارا سلام ہو

عباس نے فرات پر جا کر پیا نہ آب
اُس پیکرِ رضا کو ہمارا سلام ہو

بھائی بھتیجے بھانجے قرباں ہوئے پسر
ہر لعلِ بے بہا کو ہمارا سلام ہو

کنبے کو قرباں کر دیا اسلام کے لیے
زہرہؓ کے دل رُبا کو ہمارا سلام ہو

تیغوں کے سائے میں بھی عبادت خدا کی کی
سردارِ اولیا کو ہمارا سلام ہو

Marfat.com

کر کے ادا دکھائی جہاں کو نمازِ عشق
اُس عاشقِ خدا کو ہمارا سلام ہو
تو نے نماز روک لی جاتی ہوئی حسین
تری ہر اک ادا کو ہمارا سلام ہو
خوں دے کے اپنا دین کو بخشی حیاتِ نو
دلبندِ فاطمہ کو ہمارا سلام ہو
سر دے کے اپنا کر دیا باطل کا سرنگوں
فرزندِ مرتضیٰ کو ہمارا سلام ہو
اُمت کے واسطے جو اٹھائی ہنسی خوشی
اُس لذتِ جفا کو ہمارا سلام ہو
ہو کر شہید قوم کو جینا سکھا گئے
امت کے پیشوا کو ہمارا سلام ہو
سالک کے ساتھ مل کے کہیں سب یہ بار بار
کہ شاہِ کربلا کو ہمارا سلام ہو

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر 12

کربلا کو اس پہلو سے بھی دیکھئے

اب میں ایک اور انداز سے اس خطبۂ واقعاتِ کربلا یعنی ''آئینہ کربلا'' کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں تاکہ خوب ذہن نشین ہو جائے اور ہمارے علماء، آئمہ، واعظین اس سے بھرپور استفادہ کر سکیں نیز حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے فیض سے ہماری ملت اور قوم کو نور کی نعمت نصیب ہو۔ (آمین)

یزید زیشت خو آمادۂ بیداد تھا پیہم
خلافت کے نہ ملنے کا اُسے رہتا تھا غم ہر دم

سمجھتا تھا کہ بعد مرگ فرزندِ اُبو سفیاں
رہے زندہ اگر سبط نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ابنِ شہر مرداں

حکومت شام کی ہرگز مجھے ملنے نہ پائے گی
حسن کے حق میں شرط عہد نامہ رنگ لائے گی

صلح نامے کی پڑھ رکھیں تھیں اُس نے ساری تحریریں
حسن کے قتل کی کرنے لگا دن رات تدبیریں

بشوق ملک و گیری و حکومت کلبیہ زادہ
ہوا قتل حسن پر دیدۂ دانستہ آمادہ

بلائی ایک دلالہ جو تھی ابلیس کی خالہ
اُسے انعام و اکرام کے سانچے میں لا ڈھالا

دیا زہر ہلاہل اُس کو اور تاکید فرمائی
بخوبی کام یہ میرا جو تو دل سے بجا لائی

Marfat.com

خزانے شام کے سب ڈال دونگا ترے قدموں پر
حسن کو زہر یہ دے دے کسی تدبیر سے جا کر

جہاں حسن میں عورت عجب نا فہم ہوتی ہے
خود اپنی آبرو اور گھر کی اپنے آن کھوتی ہے

آخر کار وہ عیار عورت مدینے میں آتی ہے اور جعدہ بنت اشعث کو اپنے دامِ فریب میں گرفتار کر لیتی ہے اور زہراؑ کے لعل علیؑ کے نونہال کو بڑی چالاکی و عیاری کے ساتھ زہر دے دیا اور اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لیا۔

پلایا زہر ناہنجار نے سبط پیمبر کو
کیا واصل بحق سلطان دیں زہرا کے دلبر کو

غضب کا زہر تھا جس نے غضب تاثیر دکھلائی
نہ ہرگز اُس کی تدبیر علاج شاہ دیں آئی

جگر کٹ کر منہ کی راہ سے باہر نکلاتا تھا
خدا کا نور عرش اللہ سے باہر نکلاتا تھا

ہوئی محسوس بے چینی شہید عشق یزداں کو
نئے جلوے نظر آنے لگے نو شاہ خوباں کو

حسین ابنِ علی تشریف فرما تھے جو بائیں پر
ہوئے گویا کہ اے جان برادر مظہر سرور

یہ بے چینی ہے کیوں یہ اضطراب فرسا کیوں
یہ جوش نا شکیبائی یہ حسرت کربِ افزا کیوں

مبارک ہو تمہیں تم مصطفیٰ کے پاس جاتے ہو
جنابِ فاطمہ و مرتضیٰؑ کے پاس جاتے ہو

خدیجہؓ اور زہنر بھی جہاں تشریف فرما ہیں
جہاں قاسم ہیں طاہر ہیں جہاں جعفر ہیں حمزہ ہیں

Marfat.com

ملکیّ بادشاہی آپ کو جاتے ہی جنت کی
یہ ساعت ہے بلا شک آپ کو بھائی مسرت کی

وہاں جاتے ہوئے اِس درجہ حیرانی کا کیا باعث
میں قرباں کچھ تو کہیئے سوز پنہانی کا کیا باعث

حسن نے سُن کے یہ تقریر ماں جائے سے فرمایا
جو منظر دیکھتا ہوں اُس نے میرا قلب گرمایا

کیا ارشاد اے جان برادر ماجرا یہ ہے
کہ میرے سامنے ہے اور منظر ماجرا یہ ہے

مرے پیش نظر اس وقت ایسا ایک صحرا ہے
کہ جس میں دشمنوں نے ہر طرف سے تم کو گھیرا ہے

کیا بے چین مجھ کو بھائی اِس خونخوار منظر نے
وہ ہو کر ہی رہے گا جو لکھا ہے رِب اکبر نے

خدا کو سونپتا ہوں تم کو ثابت قدم رہنا
مصائب جھیلنا صدمے اٹھانا رنج و غم سہنا

خدا کے واسطے جینا خدا کے واسطے مرنا
میرا مشکل مرے ماجائے تم شک خدا کرنا

جناب عائشہ سے عرض کرنا مری جانب سے
مجھے سرکار کے پہلو میں سونے کی رضا دیجئے

اجازت یہ اگر دربارِ صدیقہ سے ہو جائے
رکاٹ وقت مدفن بھی نہ کوئی پیش گر آئے

تو پھر مجھ کو مرے نانا کے پہلو میں سُلا دینا
مری میت کو ہجرے میں شہید والا کے جا دینا

یہ کہہ کر نعمتیں جو بھی وہ نانا جان سے پائیں
سُپرد حضرت شاہ شہیداں شہ نے فرمائیں

Marfat.com

کیا رخ سوئے قبلہ ہو گئے واصل بحق حضرت
شہادت نے جبیں چومی ہوئی رُخ پر فدا رحمت

شہادت کی خبر سن کر زمانے کو اچنبا تھا
ربیع الاول کی پانچویں تھی پنج شبہ تھا

معاویہؓ کی رحلت ہوگئی جب ساٹھ ہجری میں
ہوئے مصروف شامی سلطنت کی خیر خواہی میں

بٹھایا تخت پر سب نے یزید کینہ پرور کو
سمجھتا تھا جو پہلے ہی سے دشمن آل حیدرؓ کو

یزید ناخلف کو مل گیا جب تخت سلطانی
خلاف دین وہ کرنے لگا پھر اپنی من مانی

سگے بھائی بہن کا عقد جائز کر دیا اُس نے
زمین شام کو ظلم وستم سے بھر دیا اُس نے

رہا باقی نہ ذرہ بھر اُسے پاس مسلمانی
کُھلے بندوں بدلنے لگ گیا احکام قرآنی

شراب وفسق جوئے کی تھی ہر جا گرم بازاری
شریعت کے خلاف اُس نے کری ہر رسم تھی جاری

مگر رہتا تھا اُس کے دل میں ہر جا گرم بازاری
کہ تھا معلوم اُس کو حوصلہ سب ابن حیدرؓ کا

سمجھتا تھا مرے کردار بد پر سبط پیغمبر
نکل آئیں گے وہ میدان میں سفید سپر ہو کر

اِس اندشے کو رکھ کر سامنے بد کار بد اختر
اُتر آیا حسین ابن علی کی وہ عداوت پر

کیئے قاصد روانہ شام سے مکے مدینے کو
لکھے فرماں کہ حاکم مان لیں سب اُس کمینے کو

Marfat.com

ابی سفیان کا پوتا مدینے میں گورنر تھا
بظاہر سخت در پردو خلاف فتنہ و شر تھا
ولید اِس نیک دل کا نام تھا عُقبہ کا بیٹا تھا
سفیر شام جب آیا تو یہ بستر پہ لیٹا تھا

الغرض ولید ابن عقبہ کو یزید کا حکم پہنچا کہ حسن ابن علی ابن عمر ابن زبیر اور جو شامی حکومت سے بیزار ہیں ان سے بہت جلد مری بیعت لی جائے جب عام نے خط سارا حال ملاحظہ فرمالیا تو مشورے کے مروان کو بلایا اُس بے حیا نے یہ مشورہ دیا کہ ان تینوں کو جلد دربار میں طلب کرو غور فکر کا موقعہ نہ دو۔

کی مروان نے فوراً بلایا جائے تینوں کو
ملے موقع تدبر کا نہ ان انجام بینوں کو

امام عالی مقام کے میں کچھ سوار کو ساتھ لے کر جانا اور یزید کا خط پڑھ کر بڑے جلال کے ساتھ اُس کی بیعت سے صاف انکار کر دینا مروان کا یہ سن کر غضبناک ہونا اور گورنر سے کہا کہ بلا بیعت کے اُن کو یہاں سے زندہ نہ جانے دو فوراً قتل کر دو اور اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو مراوان بے حیا کی یہ بات سن کر مروان کی طرف جلال سے دیکھا اور فرمایا

حسینؓ اِبن علیؓ نے ڈانٹ کر فی الفور فرمایا
غلط ہے قتل مجھ کو کرے مروان بے مایا
نہیں تنہا یہاں میں اے ولید عاملِ طیبہ
محافظ ہے مریا فا اللہ خیر حافظ والا

مکاں سے کہہ کے یہ تشریف باہر آپ لے آئے
مگر امکان رہنے کے مدینے میں نہ اب پائیے

اور اُسی بات کو تیزی واحتیاط سے ابن زبیر اور ابن عمر مدینہ چھوڑ کر مکے کو روانہ ہو گئے۔

مدینہ چھوڑ کر مکہ کی جانب بے قرار آئے
خدا کے گھر میں محبوب خدا کے جانثار آئے

امام عالی مقام نے بھی مکے جانے کا ارادہ کر لیا اور اِسی سفر کے لئے تیاری میں سارا

Marfat.com

دن ختم ہوگیا۔

دربار مصطفیٰ ﷺ

مزار مصطفیٰ پر شام ہوتے ہی امام آئے
اجازت کی غرض سے آخری کرنے سلام آئے
کہا رو کر سلام اے تاجدار عالمِ امکاں
سلام اے سید عالم سلام اے سرور ذی شاں
سلام اے ہادئ اسلام اے محبوب ربانی
سلام اے صاحب لولاک نور ذات یزدانی
ذرا دیکھو تو چہرے سے اٹھا کر گوشہ داماں
ذرا دیکھو تو اہل بیت پر ہیں سختیاں کیا کیا
یزیدی دور ہے اسلام ہے سرکار خطرے میں
نواسہ آپ کا اس وقت ہے دشمن کے نرغے میں
اُسے ضد ہے حسینؓ اُس کی اطاعت پر ہو آمادہ
مگر توہین مذہب کیوں روا رکھے نبی (ﷺ) زادہ
یزید فاسق و فاجر مخالف ہے شریعت کا
نہیں احساس اُس کو احترام دین وملت کا
شہِ عالم جو ہے کردار اُس فاسق وفاجر کا
تمہیں معلوم ہے سب حال اس ظالم و جابر کا
حقیقت اُس کی جو کچھ ہے وہ ہے سب آپ پر روشن
امیرِ شام ہے آقا مرے اسلام کا دشمن
میں قرباں اے مجھے نازونعم سے پالنے والے
مصائب آنے والے دم زدن میں ٹالنے والے

Marfat.com

دہائی آپ کی اے داد رس اپنے نواسوں کے
دہائی آپ کی اے آسرا بھوکے پیاسوں کے

مدد اے التجائیں سننے والے آلِ اطہر کی
مدد اے آرزو بر لانے والے ہر گداگر کی

حبیب کبریا مشکل کشا ساری خدائی کے
کہ دن آقا مرے اب آگئے تم سے جدائی کے

مراقب ہو گئے یہ کہ کے فرزند رسول اللہ
بشارت دی کہا آقا نے دلبند رسول اللہ

طلب کی تھی تمہارے جد سے جو خالق نے قربانی
مرے لختِ جگر آنکھوں کی ٹھنک اے مرے جانی

تمہیں پوری وہ قربانی اسمٰعیل کرنی ہے
بہا کر اپنا خوں اُس کی تمہیں تکمیل کرنی ہے

تمہیں تو ہر گھڑی صبر و رضا سے کام لینا ہے
تہہ شمشیر بھی رب جہاں کا نام لینا ہے

نہ تم گھبرا کے بیٹا ظلم سے ہرگز گلہ کرنا
مصیبت لاکھ آئے پیش تم شکر خدا کرنا

رضا و صبر کی سرکار نے تلقین فرما کر
کیا سجدے سے اے بیٹا تم اپنا اب اٹھاؤ سر

امامِ دوسرا نے سُن کر ارشادِ رسول اللہ
اٹھایا سر کو سجدے سے زباں سے کہہ کر بسم اللہ

نگاہ یاس وحسرت سے درو دیوار کو دیکھا
بچشم اشک افشاں سر قد سرکار کو دیکھا

کری یہ التجا رو رو کے کہ اے رحمت عالم
تمہارے پاک قدموں ہوں جس دم دور تانا ہم

Marfat.com

ہماری بیکسی درماندگی کی لاج رکھ لینا
ہمیں نظروں میں اپنی صاحب معراج رکھ لینا

کہیں پیدا نہ ہو جب تک ٹھکانا بے ٹھکانوں کا
نہ ہو پُرساں کوئی جب تک ضعیفوں ناتوانوں کا

بُلانے والے بن کر دوست جب بن جائیں بے گانے
گذر جائیں ستم اور ظلم کے جب حد سے افسانے

سپاہ شام جب محصور کر لے ہم غریبوں کو
کہیں امن و آماں حاصل ہو جب غم نصیبوں کو

ہوں خیمے جا کے اہل بیت کے جب نصب ریتی پر
تصرف جب خزاں کو ہو بہار باغ گیتی پر

نبی (ﷺ) زادے علیؓ زادے ہوں جب تلوار کی زد پر
یزیدی ہنستے ہوں جب کشت گانِ حق کے مشہد پر

ملحدوں کے ہاتھ سے جب قتل ہو لشکر نواسوں کا
بیاباں میں لٹے جب قافلہ بھوکے پیاسوں کا

تمہاری آل پر سرکار جس دم بند ہو پانی
حُسین تشنہ لب پر ہوتی ہو جب تیر بارانی

ہوں خاتونان اہل بیت جب پابند نا محرم
ہوں جب دشمن کے ہاتھوں پا بجولاں عابد پُر غم

پئے تسکیں مرے سرکار تم اُس وقت آ جانا
سکون و صبر کی تلقین غمگینوں کو فرمانا

گذارش کی لگا کر قبر نورانی کو سینے سے
تمہارا لاڈلا جاتا ہے اب آقا مدینے سے

مصیبت اس سے بڑھ کر اور وہ سکتی ہے کیا آقا
کہ میں ہوتا ہوں جیتے جی مدینے سے جدا آقا

Marfat.com

سلام اے اپنے مظلموں کے وارث رحمت عالم
سلام اے بیکسوں کے دل کی ڈھارس شافع اعظم

بس اب اے قبلہ دیں مجھ کو جانے کی اجازت ہو
لب اطہر سے فرما دو حسین اب جاؤ رخصت ہو

شہد کربلا گئے پھر فاطمہ زہرا کے روضے پر
لپٹ کر قبر مادر سے کہا شہہ نے یہ رو رو کر

مجھے خون جگر اپنا پلا کر پالنے والی
مرے سر پر قبائے رحمت حق ڈالنے والی

اجازت لے کر نانا سے تمہارے پاس آیا ہوں
وِدا کر دو مجھے تم یہ تمنا دل میں لایا ہوں

غرض ہر اک صحابی کے مزار پر جا کر
ہوئے رخصت شہید کربل ہر اک مرقد سے رو رو کر

مدینے سے شہید کونین کا نور نظر نکلا
وطن سے بے وطن ہر کر وطن کا تاجور نکلا

امام عالی مقام مدینے شریف سے مکے معظمہ تشریف لے گئے اور حرم میں سکونت اختیار کر لی رفتہ رفتہ یہ خبر تمام بلادِ عرب میں پھیل گئی کہ امام عالی مقام مدینے سے مکے چلے آئے ہیں اور قیام پذیر ہیں۔

خبر ان واقعات خاص کی پہنچی کوفے میں
ہوا معلوم جب شاہِ شہیداں بھی ہیں مکے میں

سلیماں کے مکاں پر مجلس شوریٰ ہوئی قائم
محبان علیؓ نے بے خیال لَومة لَائِمْ

کیا یہ فیصلہ خط لکھیں ہم سبط پیغمبر کو
بلائیں کوفے میں بہر امامت ابن حیدر کو

Marfat.com

حبیب ابنِ مظاہر او رفاعہ اور میتب نے
مرتب خط کیئے شیعوں کے ہر طبقے کی جانب سے

لکھا خط میں کہ ہم بیزار ہیں شامی حکومت سے
ہمیں ہے ظن نعمان کی طرز سیاست سے

ہیں شیدائی علیؑ ابنِ ابی طالب کے ہم شیعہ
ہمارا سخت دشمن ہے یزید ابن معاویہ

بجز سرکار کے ہم غیر کی بیعت سے قاصر ہیں
حضور آئیں تو جان و مال سے ہم لوگ حاضر ہیں

امامِ دوسرا کوفے میں گر تشریف لے آئیں
تو ہم نعمان سے کہ دیں یہاں سے وہ چلے جائیں

مرتب ہو گیا مضمون خط جب صورت محضر
گیئے دو معتمد قاصد سوئے مکہ اسے لے کر

ابھی دو دن نہ گذرے تھے کہ پھر لوگوں میں جوش آیا
لکھا پھر دوسرا خط پھر رواں قاصد کو فرمایا

خطوں پر خط چلے آتے تھے خدمت میں شہد دیں کی
رقم ہوتے تھے سب الفاظ عظمت میں شہد دیں کی

کوفے والوں کے خط کی اصلی عبارت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الی حسین بن علی من شیعة ابیه علی الا میر المعرمنین سلام علیك اما بعد فان ناس فنتظر منك ولا ار کهم فی غیرك العجل یا امن رسول اللہ العجل۔ (ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۱۰ مصری)

"یہ خط حسین ابن علی کے نام اور ان کے والد حضرت علی کے شیعوں طرف سے لکھا گیا ہے آپ پر سلامتی ہو۔ صورت یہ ہے کہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں

Marfat.com

اور آپ کے سوا اور کے متعلق حق خیالات کی مطلقاً کوئی رائے نہیں رکھتے اے فرزند رسول جلدی کیجئے جلدی کیجئے۔"

اہل بصرہ کے تخیلات

بصرے میں شیعہ تھے انہوں نے ماریہ کے مکان پر مجلس شوریٰ قائم کی اُس میں ہر ایک ذفہم نے یہی رائے قائم کی کہ جس طرح ہو امام عالی مقام کو بصرے بلایا جائے اور امام عالی مقام کے دست اقدس پر بیعت کی جائے بعض حضرات نے خط لکھنے کا بھی مشورا دیا انہیں مشیروں میں یزید ابن نبیط ایک باہمت صاحب دل تھا اس نے کہا کہ خط لکھنے کی بجائے ہم خود امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہو کر جس طرح بھی ہو امام عالی مقام کو بصرے لائیں یہ رائے سب کو پسند آئی اور محبان علیؓ سے انہی کو یعنی یزید ابن نبیط کو اس کارِ عظیم کو انجام دینے کے لیئے مقرر فرما دیا یزید ابن نبیط کے اس کو بدل منظور کر لیا اور اپنے دو بیٹوں عبیداللہ اور عبداللہ کو اپنے ساتھ لے کر عازم مکے ہوئے اور چند روز میں مکے میں پہنچ کر امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام بصرے والوں کی عقیدت مندی سے امام عالی مقام کو آگاہ کیا اور نہایت کے ساتھ عرض کیا کہ سرکار بصرے تشریف لے چلیں اور بصرے والوں کو یزید شام کی گمراہ کن بیعت سے نجات دلائیں بصرے والے سب آپ کے منتظر ہیں اور مشتاق بیعت ہیں۔

اُدھر کوفے سے رات دن خطوں پہ خط چلے آئے تھے امام دوسرا نے کوفے جانے کا اراد کر لیا لیکن اس پر عمل کرنے کے لیئے اپنے تمام صحابہ کو بلایا اور سب سے مشورہ کیا صحابہ نے مشورہ دیا کہ حضور مکے سے باہر قدم نہ رکھیں آخر یہ فیصلہ ہوا کہ پہلے اپنا نمائندہ بھیج کر کوفے کے حالات کا جائزہ لیا جائے اُس کے بعد کوفے جانے کے لیے غور فکر کیا جائے گا امام عالی مقام نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو اپنا نمائندہ بنا کر کوفے روانہ کیا۔

نمائندہ بنے مسلم امام پاک طینت کے
چلے مکے سے کوفے جام پینے کو شہادت کے

Marfat.com

یہ جب داخل ہوئے کوفے میں گھر گھر ایک شادی تھی
یکم تاریخ تھی ذی الحجہ کی سن ساٹھ ہجری تھی

کیا اظہار ارباب حقیقت سے مسرت کا
ہوا سامان گھر گھر خیر سے مسلم کی دعوت کا
بکثرت نزد مسلم لوگ آئے شاماں ہو کر
امامِ دوسرا کو خط سنائے ترجماں ہو کر

ترقی رات دن ہونے لگی کوفہ مسلم کو نظر آئی
جماعت لڑنے مرنے کے لیئے بھی مستعد پائی
لکھے حالات سب مسلم نے فرزند پیمبر کو
بلایا جانب کوفہ حسین آلِ اطہر کو

خلاصہ واقعی حالات کا تحریر فرمایا
نتیجہ اپنی تحقیقات کا تحریر فرمایا

الغرض کوفیوں کے بہم اصرار پر امام عالی مقام نے اپنے چچا زاد بھائی کو کوفے بھیج دیا امام مسلم اپنے دو کمسن بیٹوں کو ساتھ لے گئے تھے دونوں صاحبزادے محمد و ابراہیم باپ کو بہت پیارے تھے اس لیے انہیں بھی ساتھ لے لیا امام مسلم جب کوفے پہنچے تو آپ مختار بن عبید کے مکان پر قیام فرمایا کوفیوں نے بڑی عقیدت مندی کا اظہار کیا اور پہلے ہی دن بارہ ہزار نے مسلم کے ہاتھ پر امام عالی مقام سے بیعت کی حضرت مسلم نے امامِ دوسرا کی خدمت میں تمام حالات مقرر فرما دیئے اور لکھا کہ آپ جلدی سے جلدی تشریف لے آئیں۔

جلاد ابنِ زیاد کی پہلی عیاری یہ کہ کوفے میں حُجاج کا لباس پہن کر آنا۔

دوسری عیاری یہ کہ منہ پر نقاب ڈال کر دارالامارت تک جانا۔

تیسری عیاری یہ کہ کوفے بڑے بڑے لوگوں کو گرفتار کر کے نظر بند کر دینا۔

ان حالات کے پیشِ نظر امام مسلم نے نعرۂ تکبیر لگایا۔

صدائے نعرۂ تکبر سے لشکر امنڈ آیا
سرِ مسلم یہ ہر جانب سے تلوار روکا تھا سایا

Marfat.com

کیا مسلم نے فوجی شان سے آراستہ لشکر
عمایدکو کیا معمور ہر سو سو کے دستہ پر
کس ذی حوصلہ کو میمنہ کی افسری بخشی
کسی کو میئسرہ کی مرحمت فرمائی سالاری
یہ لشکر یا علیؓ کہہ کر بڑھا دارالامارت میں
عبیداللہ جا کر چھپ گیا قصر حکومت میں
لیا چاروں طرف سے گھیر اُس دارالامارت کو
کیا مسلم سے لڑنے کی ہمیں آقا اجازت ہو

عبیداللہ کی چوتھی عیاری یہ کہ جو اس نے کوفے کے بڑے بڑے چودھری گرفتار کر رکھے تھے ان سے کہا کہ تم دارالامات کی سبیل پر چڑھ کر حکومت کے جو مخالف ہیں اُنہیں ڈراؤ اور انہیں مسلم کا ساتھ چھوڑنے پر مجبور کرو ورنہ میں تمہیں بڑے سخت عذاب کے ساتھ قتل کروں اور تمہارے بچوں اور گھروں کو بھی برباد کرادوگا جلاد ابن زیاد کی یہ عیاری چل گئی۔

عبید اللہ کے احکام کی تعمیل کی سب نے
کیا یہ کام مل کر اہل ملت اہل مذہب نے
کہ جو دور ہو جائے گا مسلم کی اطاعت سے
وہ منہ مانگا ہر اک انعام پائے گا حکومت سے
کرے گا جو اطاعت آج احکام حکومت کی
اسے جاگیر دی جائے گی بیش از بیش قیمت کی

الغرض یزیدی انعام اور یزیدی خوف نے دنیا کے کتوں پر اثر کا جال پھیلا دیا اور وہ سب مسلم کا ساتھ چھوڑ جانے لگے۔

وہ کوفی حضرت مسلم کے جو اب تک فدائی تھے
جو اب تک صبح سے آمادہ جنگ آزمائی تھے
کہا جو عہد مسلم سے تھے وہ سب توڑ کر بھاگے
سرِ میدان مسلم کو اکیلا چھوڑ کر بھاگے

Marfat.com

شکستہ عہد کر کے ہو گئے روپوش میداں سے
ہوئے محروم کوفی اپنے ہاتھوں نورِ ایماں سے

غلط سب دعویٰ اہل وفا معلوم ہوتے تھے
مسلماں دشمنِ اہل عبا معلوم ہوتے تھے

الغرض ظہر کے وقت تک امام مسلم کے ساتھ صرف پانچ سو رہ گے اور مسجد میں جاتے جاتے تیس اور نماز کے سلام پھیرنے کے بعد مسلم بالکل تنہا رہ گئے اب اپنی تنہائی پر افسوس کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھائی کی آغوش رحمت سے نکل کر دشمنوں کے جال میں پھنس گئے مرضی مولا۔

یکا یک کوفیوں نے ساتھ یوں مسلم کا جب چھوڑا
قسم کھا کر کیا تھا جو وہ سب عہد وفا توڑا

کیئے مسلم کی خاطر سب نے اپنے بند دروازے
لگے مسلم کی تنہائی پہ پھر وہ کس نے آوازے

فقط تنہا تھے مسلم اب نہ کوئی یار تھا باقی
سوا رب کے نہ کوئی اور اب غمخوار تھا باقی

نہ کوئی مستقر تھا اب نہ کوئی اور منزل تھی
سبب سے تشنگی کے قوت رفتار زائل تھی

زباں تھی خشک جوش تشنگی تھا آپ پر غالب
صدائے ہر نفس تھی قطرہ ہائے آب کی طالب

پھر آخر آپ نے اک گھر پہ جا کے مانگا جو پانی
پیاسا ہوں خدا کے واسطے تھوڑا سا دو پانی

یہ گھر طوعہ کا تھا جو تھی بنی کندہ کی اک عورت
شریف و نیک سیرت باہمیت صاحب عزت

یکا یک گھر سے یہ خاتون با عزت نکل آئی
جو دیکھا سامنے مسلم کو پوچھا کون ہو بھائی

Marfat.com

پلایا پانی لا کے جام طوعہ نے محبت سے
پتہ پوچھا نسب پوچھا بڑے ہی پیار و شفقت سے

تمہارا نام کیا ہے گھر کہاں ہے کیوں پریشاں ہو
یہیں کی ہے سکونت یا کسی کے گھر میں مہماں ہو

کہا مسلم نے مسلم ہوں ابو طالب کا پوتا ہوں
تو جن کا کلمہ پڑھتی ہے اُن کا ہی نواسہ ہوں

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نواسہ ہوں علی کے بھائی کا بیٹا
میں زہرا کا بھتیجا ہوں مگر تقدیر کا بیٹا

بلا کر مجھ کو کوفے میں دغا دی اہل کوفہ نے
محبت خاک میں ساری ملا دی اہل کوفہ نے

محبان علیؑ کا دم یہ سارے بھرنے والے ہیں
فقط دعویٰ محبت کا زباں سے کرنے والے ہیں

بظاہر تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آل کے بنتے ہیں شیدائی
مگر دل میں کدورت ان کے میں نے سربسر پائی

ہوا طوعہ کو جب معلوم یہ ہیں حضرت مسلم
ہوئی غمگین دیکھی غور سے پھر صورت مسلم

نظر مسلم کی صورت میں نور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آیا
کہا خوش ہو کے دل میں میں نے دل کا مدعا پایا

با اخلاق و تواضع گھر کے اندر آپ کو لائی
اقامت اپنے اک سمت تنہائی میں فرمائی

کہا طوعہ نے باندی ہوں میں زہرا کے گھرانے کی
غلامی اُن کے گھر کی ہے شہنشاہی زمانے کی

ہوئی مصروف طوعہ دل سے پھر مسلم کی خدمت میں
فنا وہ ہو گئی سو جان سے اُن کی محبت میں

Marfat.com

مگر بیٹا ہلال اُس نیک عورت کا سپاہی تھا
وفاداروں میں تھا وہ خاص کر خدام شاہی تھا

ہوئی جب دوسرے دن ختم ہنگامہ آرائی
سکوں کی لہر سارے شہر میں ہر سو نظر آئی

یکایک سارے کوفے میں ہوا اعلان سرکاری
کہ کہ جلدی سے عمل میں آئے مسلم کی گرفتاری

گرفتاری ہو مسلم کی کی انعام کا وعدہ
گرفتاری پہ مسلم کی ہوا ہر شخص آمادہ

ہلال ناخلف نے دی خبر اہل حکومت کو
مری ماں نے امان دی ہے امام پاک طینت کو

عبید اللہ نے مظلوم مسلم کا پتہ پا کر
کیا فوراً مرتب فوجیوں کا اس نے اک لشکر

محمد ابنِ اشعث کو کیا سالار لشکر کا
یہ دستہ فوج کا گنتی میں تھا دو سو تیہتر (۲۷۳) کا

بڑھے خنجر بکف تیغ آزمائی کے لیئے دشمن
چلے تیر و سناں لے کر لڑائی کے لیئے دشمن

یہ لشکر گھر پہ طوعہ کے یکایک آگیا چڑھ کر
سنا مسلم نے جب غوغا اٹھایا ہاتھ میں خنجر

مکان طوعہ سے نکلے کہی تکبیر مسلم نے
رضائے حق کی خاطر کھینچ لی شمشیر مسلم نے

مثالِ شیر جھپٹے کوفیوں پر حضرت مسلم
روانہ کر دیئے دوزخ کو ایک پل میں کئی ظالم

سرِ میداں عجب جوش جہاد مردِ میداں تھا
جلال ہاشمی زورِ الٰہی نمایاں تھا

Marfat.com

بڑھا خنجر بکف جب یہ برادر رادۂ حیدر
مقابل چند ساعت بھی نہ ٹھہری فوج غارت گر

ہزیمت خوادہ کوفی گھس گے اندر مکانوں کے
کیے اُن بزدلوں نے کا چھپ چھپ کر زنانوں کے

چھتوں پر چڑھ کے ہم سنگ باری تیر باری کی
نکالی یہ نئی تدبیر جنگ اضطراری کی

مسلسل زخم کھا کر دل کو جب رنج و قلق پہنچا
تڑپ کر جست کی چھت پر زمیں سے شیر حق پہنچا

صدا اللہ اکبر کی لب شمشیر سے نکلی
دعائے فتح و نصرت نعرۂ تکبیر سے نکلی

سنان و تیغ سے ٹکڑے اُڑائے نامرادوں کے
دکھایا جوش حق چھکے چھڑائے بد نہادوں کے

کوئی دم میں فنا ہونے کو تھے یہ سارے چھت والے
محمد ابن اشعث نے کہا او حق کے متوالے

خدا را بند لڑنا کیجئے دے دی امان ہم نے
خود اپنی بے بسی تسلیم کر لی مہرباں ہم نے

نہیں لڑنے کی ہمت آپ سے اِس کوفی لشکر کو
خدا کے واسطے اب روک لیجے اپنے خنجر کو

بنی ہاشم سے لڑ سکتا ہے کوئی کس کی ہمت ہے
ازل سے آپ کی ہمت پہ قرباں فتح و نصرت ہے

ذرا دم لیجئے چھت سے اُتر کر آئے حضرت
میں خادم ہوں ذرا مجھ پر کرم فرمائے حضرت

چنانچہ محمد بن اشعث نے نہایت ہی منت سماجت سے امام مسلم سے کہا امام مسلم نے کہا کہ تو مجھے دھوکہ دیتا ہے میں تیری باتوں میں نہ آؤں گا جب امام یہ بات ذرا سخت لہجہ میں کہی

Marfat.com

تو محمد بن اشعث نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ میں حضور کو دھوکہ نہ دوں گا اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جلاد ابنِ زیاد کینہ پرور ہے اگر اُس نے کوئی مرے فیصلے کے خلاف قدم اُٹھایا تو مری تلوار اُس کا صفایا کر دے گی حضرت مسلم کو محمد ابنِ اشعث کی قسم پر یقین آ گیا اور آپ چھت سے نیچے اتر آئے اور ایک دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے تو زخموں کی وجہ سے آپ پر غشی طاری ہوگئی تو اُس نے مسلم کو حراست میں لے لیا اور آپ کی تلوار بھی لے لی جب آپ کو ہوش آیا تو خود کو کوفیوں میں محصور پایا اور اپنی تلوار بھی غائب پائی تو آپ نے ابن اشعث سے کہا کہ تو نے مرے ساتھ دھوکہ کیا مجھے قید اور مری تلوار بھی لے لی مجھے عبید اللہ تک بیکار لئے جاتا ہے وہاں جا کر کیا ہوگا فاطمی شیر کبھی باطل کے سر خم نہ کرے گا تو مری تلوار مجھے دے دے۔

نہیں کچھ ابنِ اشعث نے کہ سرکار اندیشہ
کر گیا کیا بھلا ابنِ زیاد معصیت پیشہ

جواں مردوں کو ہوتی ہے کہیں تلوار کی حاجت
بنی ہاشم کے شیروں کو نہیں تلوار کی حاجت

جواب ابنِ اشعث پر ہوئی مسلم کو حیرانی
رواں ہونے لگا چشمِ عتاب آلودہ سے پانی

محمد ابنِ اشعث نے کہا مسلم سے یہ ہنس کر
ہے رونے کا سبب کیا اے برادر زادۂ حیدر

کہا مسلم نے میں روتا نہیں رونا اِس کا ہے
کہ ابن مرتضیٰ کو میں نے خط لکھ کر بلایا ہے

چلا دنیا سے میں کعبے سے اب چلنے والے ہیں
یہ رونا ہے کہ احکام قضا کب ٹلنے والے ہیں

مرے باعث علیؑ کے لعل پر ظلم و ستم ہوگا
بتا اب اُس سے بڑھ کر اور بھی کیا کوئی غم ہوگا

مجھے آتا ہے رونا اُس قیامت خیز منظر پر
مصیبت آئے گی مری بدولت آلِ اطہر پر

Marfat.com

ابنِ اشعث نے امام مسلم کی دل جوئی کرتے ہوئے نہایت غمگین ہو کر کہا کہ آپ ہراساں کیوں ہوتے ہیں ہم آپ کو اب کسی قسم کی کوئی ایذا نہ دیں گے ابن اشعث جو مجسم فریب کا پتلہ بنا ہوا تھا نہایت ہی عیاری سے کام لیتا ہوا راستہ طے کر رہا تھا کیونکہ اُسے خوف تھا کہ میں نے ذرا بھی ایسے الفاظ کہے جن سے دشمنی کا شائبہ ہو کیونکہ وہ خوب اچھی طرح جانتا تھا کہ مسلم کو یہ زنجیریں نہیں روک سکتی الغرض یہ فریب کی بات کرتا ہوا آپ کو اپنے ہمراہ لے جا رہا تھا اور ہر طرح آپ کی دلجوئی کرتا جاتا تھا او کہتا کہ اگر کوئی بات خطرہ کی ہوئی اور عبیداللہ جور ستم پر اتر آیا تو ہم۔

لکھیں گے ہم مفصل حال نوشاہ امامت کو
یہاں آنے نہ دیں گے نو نہالان نبوت کو

فریب گفتگو جاری رہا ارباب حکومت تک
لگائے اُنہیں باتوں یہ دارالامارت تک

بالآخر آپ دربار عبید اللہ میں پہنچے
شہادت کی تمنا تھی شہادت گاہ میں پہنچے

سلام اصلاً نہ مسلم نے کیا مغرور عامل کو
نہ سمجھا آپ نے مسلم مسلمانوں کے قاتل کو

عبیداللہ نے مسلم کو چشم قہر سے دیکھا
علیحدہ آپ کو رسم و رواج دہر سے دیکھا

جلالت روئے مسلم سے علی الاعلان ظاہر تھی
سکون و صبر و تسلیم و رضا کی شان ظاہر تھی

عبیداللہ بولا تم کو اب قتل کر دوں گا
کہا مسلم نے میں راہِ خدا میں اپنا سر دوں گا

عبیداللہ بولا تم مخالف ہو حکومت کے
کہا مسلم نے ہم تابع ہیں اسلامی شریعت کے

Marfat.com

کہا مغرور نے تم ہو یزید شام کے دشمن
کہا مسلم نے ہم ہیں دشمنِ اسلام کے دشمن
کہا عامل نے اب ہو جائے مرنے کو آمادہ
کہا مسلم نے مدت سے شہادت کا ہوں دلدادہ

کہا عامل نے کچھ پرواہ نہ کی تم نے حکومت کی
کہا مسلم نے توہین تم نے دین و ملت کی
کہا عامل نے تم نے بادہ نوشی کی مدینے میں
کہا مسلم نے ہے نارِ جہنم تیرے سینے میں

مجھے مے نوش کہتا ہے کمینے فاسق و فاجر
تھا کل تک خانداں ترا شراب و خمر کا تاجر
ہمیں دیتا ہے الزام بغاوت اے ستم پیشہ
ہمیں تجھے نہ تیرے جور سے کچھ بھی اندیشہ

یہ سن کر جل گیا عامل اٹھایا ہاتھ میں خنجر
کہا جلاد سے فوراً کرے مسلم کو قتل آ کر
شنا ہر دوش تصویر ہلاکت سامنے آئی
شہادت لے کے پیغام شہادت سامنے آئی

روایت ہے کہ وقت رخصت

مسلم نے طوعہ کو وصیت کی تھی کہ مرے دونوں فرزندوں کو شہر قاضی کے ہاں پہنچا دینا طوعہ نے امام مسلم کی وصیت کے مطابق حضرت مسلم کے دونوں فرزندو کو شہر قاضی کے ہاں پہنچا دیا ادھر امام مسلم عبیداللہ سے کہتے ہیں کہ اے ستم پرور آخری میری ایک التجا ہے اسے مان لے اور وہ یہ ہے کہ مجھے اتنی مہلت سے کہ میں عمرو ابن سعد سے کچھ باتیں کرلوں عبیداللہ نے اس بات کو منظور کرلیا اور مظلوم مسلم کو عمرو سے بات کرنے کی اجازت دے دی جب امام مسلم کو عمرو بن سعد سے بات کرنے کی اجازت مل گئی تو آپ نے عمرو بن سعد سے چشم پُرنم ہو کر اس طرح فرمایا۔

Marfat.com

عمرو سے حضرت مسلم نے یہ رو کر فرمایا
حسینؓ ابنِ علیؓ کو میں نے خط لکھ کر ہے بلوایا

اُنہیں تم کوفیوں کی بے وفائی کی خبر کرنا
نہیں ہرگز مناسب اُن کو کوفے کا سفر کرنا

خبر دینا انہیں بہر خدا مُری شہادت کی
مفصل کیفیت لکھنا عبیداللہ کی نیت کی

ہیں مجھ پر قرض اک اہل شرف کے سات سو درہم
ادا کرنا انہیں مری طرف سے اے مرے ہمدم

ہیں دشمن سے مخاطب پاک طینت ایسے ہوتے ہیں
عدو سے صاف ہیں معصوم فطرت ایسے ہوتے ہیں

ان تمام باتوں کے بعد آپ نے بڑی خندہ پیشانی سے ابنِ زیاد سے کہا کہ تم اب کام کرو یہ کہ کر آپ روقبلہ ہو گئے آنکھیں بند کرلیں یادالٰہی میں مصروف ہو گئے اتنے میں بکر بن حمران نے آپ کی گردن پر تلوار کا وار کیا اور سرتن سرزمین نورانی کو نورانی تن جدا کر دیا حضرت مسلم کو بے دردی کے ساتھ قتل ہوتے دیکھ کر لوگ رونے لگے۔

مچ گیا کہرام اک دربار میں
زلزلہ آیا در و دیوار میں

رو رہے ہیں بہت سے پیرو جواں
بندھ گئی ہیں روتے روتے ہچکیاں

امام مسلم کی شہادت

عظمتوں کی زمین کوفے پر پہلی لکیر ہے مسلم کی شہادت کے بعد جب جلاد ابن زیاد کو معلوم ہوا کہ مسلم کے دو فرزند محمد اور ابراہیم بھی کوفے میں موجود ہیں تو ظالم نے فوراً ان کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا اور انعام بھی مقرر فرمایا۔

مسلم کی شہادت پر قاضی کا رونا اور لڑکوں کا پوچھنا کہ والد شہید ہو گئے قاضی کا جواب دینا۔

Marfat.com

شہادت محمد اور ابراہیم فرزندان مسلم

شہر قاضی کا اپنے بیٹے اسد کو مسلم کے فرزندو کو مدینے قافلے میں چھوڑنے کے لیے بھیجا۔
قافلے کا ہاتھ نہ آنا اور دونوں واپس آکر ایک چشمہ پر غمگین ہو کر بیٹھ جانا۔
پھر ایک لونڈی کا ادھر پانی بھرنے کے لیئے اور دونوں کو اپنے ہمراہ لے جانا۔
حارث کا رات کو آنا اور دونوں بچوں کے رونے کی آواز سن کر بیدا ہو جانا۔
اور جس کمرے میں دونوں بچے سو رہے ان کا قفل توڑ کر بچوں کے اُوپر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنا۔

آیا حارث تو کہا تم ہی ہو مسلم کے پسر
کل تمہی نے مجھے حیران کیا چار پہر
خیر اب کل عوض آج لوں گا جی بھر
پھینک دی ہاتھ سے شمع اِدھر تیغ اُدھر

دست بیدار سے اک بھائی کا بازو کھینچا
دوسرے بھائی اک ہاتھ سے گیسو کھینچا
قتل خوف سے اٹھے نہ علی کے وہ پیارے
کھنچا اس طرح کہ پرزے ہوئے کرتے سارے

اس توقف پہ ستمگر نے طمانچے مارے
منہ بل گر پڑے یہ بُرج شرف کے تارے
یا حسین ابنِ علی اک نے بعد یاس کہا
دوسرے بھائی نے یا حضرت عباس کہا

لیکن ظالم حارث کو اُن کے حال پر مطلق رحم نہ آیا اور ان دونوں نور کی یتیم تصویر کھینچتا ہوا جنگل میں لے گیا کبھی اُن کے گیسو پکڑ کر کھینچتا ہے کبھی اُن کے نورانی رخساروں پر طمانچے مارتا ہے کبھی تلوار دکھاتا ہے۔

Marfat.com

ظلم معصوموں پہ جب ہونے لگا
ساتھ اُن کے ہر ملک رونے لگا

روکے حارث سے یہ دونوں نے کہا
ہم نے کیا تیرا بگاڑا ہے بتا

اس قدر کرتا ہے کیوں ہم پر ستم
کچھ سبب اس کا بتا اے بے رحم

دل میں اپنے کچھ تو کر خوفِ خدا
ہم یتیموں کو نہ تو اتنا ستا

اِدھر کوفیوں نے حضرت مسلم اور ان کے دونوں فرزندوں کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کردیا اُدھر امام عالی مقام بڑی بے چینی کے ساتھ مسلم کے خط کا انتظار کر رہے تھے یکا یک ایک نامہ بر خط لے کر آتا ہے اور امام حق خط دیتا ہے۔

بہت دن ہو چکے تھے بند تھی خیر و خبر اُن کی
نوید خیریت لایا یکایک نامہ بر ان کی

پڑھا معروضۂ مسلم امامِ پاک نے سارا
فضائے کوفہ از خود بن گئی فردوس نظارا

لکھا تھا صاف مسلم نے شہِ دیں کے بلانے کو
کہ ہیں تیار سب تم پر یہاں قربان جانے کو

ہو جتنی جلد ممکن تم یہاں تشریف لے آؤ
مشرف اہل کوفہ کو بیعت سے اپنی فرماؤ

یہاں بے چین ہیں سب ہی تمہارے بیعت ہونے کو
اشارے پر تمہارے مستعد ہیں جان کھونے کو

بجز اس کے کہے کچھ حال قاصد نے زبانی بھی
اثر انداز شاید کہ ہوئی جادو بیانی بھی

Marfat.com

تہیہ کر لیا سرکار نے کوفے کے جانے کا
پس پردہ تھا حیلہ کار فرما آب و دانے کا
قضا لے کر چلی ذوقِ شہادت نے سلامی دی
درِ فردوس سے حوران جنت نے سلامی دی

کوفے کو چلنے کی تیاری

۱- چنانچہ جب امام عالی مقام کے کوفے جانے کی خبر سارے شہر مکہ میں گشت کرنے لگی تو جتنے بھی مکے صحابۂ رسول اکرم ﷺ تھے وہ سب کے سب امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت ہی منت اور ساجت کے ساتھ امام عالی مقام سے عرض کیا کہ حضور آپ مکے سے کوفے ہرگز تشریف نہ لے جائیں، حضرت عبداللہ ابنِ زبیرؓ نے عرض کیا کہ آپ حجازی ہیں حصول خلافت کی کوشش کریں تو ہم سب حضور کی بیعت میں داخل ہو کر حضور کی مدد کریں گے اور ہمیشہ حضور کے فرمانبردار رہیں گے

۲- حضرت عبداللہ ابنِ عمرؓ نے حاضر خدمت ہو کر امام عالی مقام کو گلے سے لگایا اور آنکھوں سے آنسو بہا کر نہایت ادب سے عرض کیا کہ اے آئینہ خلق مصطفیٰ اے مظہر جمال حبیب کبریا خدا کے لیے آپ کوفے جانے کا ارادہ ترک کر دیں۔

۳- حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ نے بھی رو کر عرض کیا کہ آپ کوفے نہ جائیں جب تک کوفے کے گورنر کے قتل کی خبر نہ آجائے کیونکہ کوفے والے دغا باز ہیں مجھے اندیشہ ہے کہیں حضور کو بلا کر مصیبت میں مبتلا نہ کر دیں۔

۴- عبداللہ ابنِ مسعودؓ بھی حاضر خدمت ہوئے اور بہ اسرار کوفے جانے کو منع کیا کہ کوفے جانے کا خیال بھی نہ کریں۔

۵- دوسرے فرزند فاروق اعظم کے بھی خدمت میں حاضر ہوئے امام عالی مقام نے اُن کو اپنے پاس مسند پر بیٹھایا اور بہت دیر تک راز و نیاز کی باتیں ہوتیں رہیں ابنِ عمرؓ نے بھی کوفے نہ جانے کی رائے دی اور کوفیوں کی پہلی بے وفائی جو کہ انہوں نے مولا علیؓ کے ساتھ کی اور امام حسن کے ساتھ کی یاد دلائی۔

Marfat.com

۶۔ پھر دُوبارہ حضرت عبداللہ ابن عباس جو استاد المفسرین ہیں حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ آپ فرزند رسول ہیں جگر گوشۂ بتول ہیں علی کے گلشن کے خوشبودار پھول ہیں ہم جانتے ہیں کہ آپ یہ عزم دنیا کے لیے نہیں فرما رہے لیکن بظاہر اس سے دنیا کی متاع ہوتی ہے ابنِ عمر نے بھی حضور اکرم ﷺ کی مثال خدمت میں پیش کی اور کہا کہ اگر آپ کو ترک وطن ہی منظور ہے تو بجائے کوفے کے آپ بصرے تشریف لے جائیں وہاں حضور کے بہت سے صحابی ہیں وہ حضور کی ہر حال میں ہمت افزائی کریں گے۔

ارشاد امام عالی مقام

امام پاک نے سُن کر کہا یہ کیفیت ساری
یہ سب سچ ہے مگر ہے اور ہی کچھ مرضی باری

وہ پیشین گوئیاں کی ہیں جو سلطان رسالت نے
سُنا ہے جن کو اکثر اِس طلب گار شہادت نے

کیا ارشاد فرمایا ہے میرے جدِ امجد نے
حبیب ربِ اکبر رحمتِ عالم محمد (ﷺ) نے

یہ سن کر حضرت ابنِ عمر بے ساختہ روئے
صحابی جتنے تھے موجود وہ سب برملا روئے

یہ باتیں سن کے عبداللہ بن عباس نے رو کر
کہا جاؤ خدا حافظ تمہارا سبط پیغمبر

قضا کی ہر ادا تصویرِ احکام مشیت تھی
شہادت برملا تفسیرِ احکام مشیت تھی

جلاد ابنِ زیاد کی عیاری اور سیاست یہ کہ اُس نے امام مسلم کی شہادت کے بعد کوفے سے لے کر مکے شریف تک جاسوسی کے جال بچھا دیئے تھے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اہل بیت کے بہت سچے شیدائی صحابی رسول کوفے میں موجود ہیں وہ ضرور امام عالی مقام کو مسلم کی خبر دیں گے جس سے اُن کا کوفے میں آنا غیر ممکن ہو جائے گا چنانچہ زید بن ارقم نے تمام

Marfat.com

حالات امام مسلم کی شہادت کے اور جلاد ابنِ زیاد کے ظلم وستم کے تحریر کر کے قیس بن اشعث کو دیئے اور مکے کو روانہ کیا اِدھر عبیداللہ کے جاسوس تمام راستے پر نامہ بروں کی تلاش میں سرگرم تھے یکا یک قیسؓ بن اشہر کو بکر بن حمران تمیمی اپنے چند ساتھیوں کو لے کر آ پکڑا اور کوفے لے جا کر جلاد ابنِ زیاد کے سامنے پیش کر دیا ابنِ زیاد نے قیس کو قہر کی نظر سے دیکھا اور حکم دیا کہ چھت پر چڑھ کر حسین ابنِ علی پر تبرا کر چنانچہ قیس ابنِ اشہر اُس مردود کے حکم سے کوٹھے کی چھت پر چڑھے اور تمام لوگوں سے اس طرح مخاطب ہوئے۔

حُسین ابنِ علیؓ ہیں فاطمہ کے راحت جاں ہیں
علی شیر خدا خیبر شکن ہیں شاہ مرداں ہیں
حسین ابن علی محبوب خالق کے پیارے ہیں
ہیں جو ایمان والے اُن کو وہ آنکھوں کے تارے ہیں
حسین ابن علی کی خود خدا تعریف کرتا ہے
بیاں قرآن اُن کی جابجا توصیف کرتا ہے
رسول پاک نے اُن کو بڑے نازوں سے پالا ہے
بُرا اُن کو کہے گا وہی جس کا قلب کالا ہے
حسینؓ ابنِ علیؓ ہیں با خدا سردار اُمت کے
سرِ جنت یہی کہلائیں گے مختار جنت کے
خدا کا دوست ہے جو دوست ہے سبط پیمبر کا
وہ دشمن ہے خدا کا ہے عدو جو ابنِ حیدرؓ کا
عبیداللہ کاذب بنِ کاذب دشمن دیں ہے
یزید ناخلف ملعون مُلحد صاحب کیں ہے
خلاف حکم عامل نے سُنے جس وقت یہ فقرے
غضب آلودہ ہو کر قیس کو گروایا چھت سے
جناب قیس نے جو ابنِ مرجانا پہ لعنت کی
خدا نے اُس کے بدلے دی اُنہیں دولت شہادت کی

Marfat.com

اُدھر نامہ بروں کو چن چن جلاد ابن زیاد نے قتل کرایا اُدھر امام عالی مقام نے کوفے جانے کی تیاری کی امام حق کے ہمراہ جو معزز حضرات تھے ان کے آسمائے گرامی۔

۱۔ خود امام عالی مقام حسین ابن علیؓ

۲۔ حضرت عباس

۳۔ حضرت جعفر

۴۔ حضرت عبداللہ

۵۔ حضرت عثمان

۶۔ حضرت محمد

۷۔ حضرت ابوبکر

۸۔ حضرت علی ابن حسینؓ

۹۔ حضرت عبداللہ

۱۰۔ حضرت زین العابدین

۱۱۔ حضرت علی اکبر

۱۲۔ حضرت علی اصغر

۱۳۔ حضرت ابوبکر ابن حسن امام عالی مقام

۱۴۔ حضرت قاسم

۱۵۔ حضرت عبداللہ

۱۶۔ حضرت عون ابنِ عبداللہ حضرت زینب کے بیٹے

۱۷۔ حضرت محمد

۱۸۔ حضرت جعفر ابنِ عقیل

۱۹۔ حضرت عبداللہ ابن مسلم بن عقیل

یہ حضرات تو سب اہل بیت مصطفیٰ ہیں اِن کے علاوہ اور بھی حضرات تھے۔

عمرو بن عبدالرحمٰن نے امام عالی مقام سے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ عراق جا رہے ہیں مجھے خوف ہے کہ جن لوگوں نے آپ کی مدد کا وعدہ کیا ہے وہی آپ سے لڑیں گے۔

Marfat.com

الغرض امام عالی مقام نے اپنے اہل بیت کے قافلے کو لے کر مکے سے چلنے کی مکمل تیاری کر لی جب سورج نے اپنے چہرے سے رات کے نقاب کو اٹھا اور صبح نمودار ہوئی تو یہ قافلہ کوفے کی منزل پر روانہ ہوا

سفرِ شہادت گاہ

چلے مکے سے جب سرکار اپنی کر کے تیاری
لگی رونے جدائی میں حرم کی چار دیواری
ہوا چرچا کہ کعبے سے گئے فرزند پیغمبر
نبی (ﷺ) زادوں سے گویا ہو گیا خالی خدا کا گھر
اداسی چھائی مکے پر گھٹائیں غم کی منڈلائیں
فضائے دہر پر رنج و الم کی بدلیاں چھائیں
جگر پر فرطِ غم سے سنگ اسود نے رکھا پتھر
صفا مروہ اِس اندوہ میں کھانے لگے چکر
بنی شکلِ حطیم دل شکستہ صورت ماتم
بشکل چشم نم تھا اشک باراں چشمۂ زم زم
مثالِ اشک غمِ دریا بہے میزابِ رحمت سے
ہر اک سجدے نے سر ٹکرایا محرابِ عبادت سے
در و دیوارِ کعبہ نے لباس ماتمی پہنا
عروسِ گل نے پھولوں کا اتارا جسم سے گہنا

(ابن اثیر جلد ۱۰)

چنانچہ امام عالی مقام جب مکے سے جانب کوفہ روانہ ہوئے تو ذی الحجہ کی ۸ تاریخ ۶۰ھ مطابق ۹ ستمبر ۶۸۰ء کو جب مکے شریف سے قافلہ اہل بیت کا نکلا تو امام عالی مقام کعبے کو مُڑ مُڑ کر دیکھتے بیت اللہ کا تصور نظر کے سامنے منڈلا رہا ہے سنگ اِسود کی کشش دل کو تڑپا رہی ہے آبِ زم زم کا شیریں ذائقہ بار بار زبان پاک پر آتا ہے صفا مروا کے نظارے دل کو بے

Marfat.com

قرار کر رہے ہیں منا کی لذتیں جگر کے ٹکڑے کیے دیتی ہیں مزدلفہ کا منظر قلب کو بے چین کیئے دیتا ہے الغرض ایسی حسرت یاس کے عالم میں جب یہ قافلہ بطن رملہ سے آگے بڑھا تو عبداللہ بن مطیع جو عراق سے آ رہے تھے اور انہوں نے یہ سن لیا تھا کہ حرم سے باہر کیوں تشریف لے آئے ہیں امام عالی مقام نے ارشاد کیا مجھے کوفے والوں نے بلایا ہے یہ سن کر عبداللہ نے ایک سرد آہ بھری اور عرض کیا کہ آپ کوفے کا قصد نہ فرمائیں وہاں آپ یقیناً شہید کر دیئے جائیں گے امام عالی مقام نے جواب دیا کہ یہ مرضی رب کے خلاف ہو گا یا موافق مرضی رب ہو گا عبداللہ نے کہا کہ یہ سب کچھ خدا کی مرضی کے مطابق ہی ہو گا امام عالی مقام نے ارشاد فرمایا کہ میں مرضی رب کے خلاف کیوں ارادہ کروں جبکہ خدا کا لکھا ہو کر رہے گا اُس سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔ (ابن اثیر جلد ۲)

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر 13

پہلی منزل

جب یہ کارواں وادی رملہ سے گذر کر مقام زردو میں پہنچا جہاں پر پہلے ہی زہیر ابنِ قیس کا خیمہ لگا ہوتھا جو حج سے فارغ ہوکر کوفے جا رہا تھا جب اسے یہ معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم کے گھرانے والے شوقِ شہادت میں سفر کر رہے ہیں تو زہیر فوراً امام حق کی خدمت میں حاضر ہوکر ساتھ چلنے کے لیئے امام کے رضا طلب کی امام حق نے اجازت دی زہیر کے ہمراہ زہیر کی بیوی بھی تھی جس نے شوق شہادت میں کچھ روکاٹ ڈالنی چاہی تو زہیر پاک اسے فوراً طلاق دے دی اور امام عالی مقام کے ہمراہ ہو لیئے کچھ دیر کے بعد ایک قافلہ آتا ہے جس کے پاس بہت سا مال وزر ہے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ قافلہ یزید کو یہ مال زرطوفہ کے طور دینے جاتا ہے جو کہ سردار یمن نے یزید کے لیے بھیجا امام عالی مقام نے اُس قافلہ کو قید کرلیا اور اُس کا مال بھی سب مال غنیمت میں داخل کیا۔

دوسری منزل مقام سفاح میں

یہیں عون و محمد روکنے راہ غلط آئے
یہیں دونوں لے کے عبداللہ بن جعفر کا خط آئے

لکھا تھا کہ خط میں ہرگز عزم کوفے کا نہ فرمانا
ہو جتنی ممکن راستے سے لوٹ کر آنا

تمہارے خون کا پیاسا یزید شام ہے ہر دم
ستم اور ظلم بس کرنا ہی جس کا کام ہے ہر دم

نہ پلٹے آپ تو پھر آپ کو میں لینے آتا ہوں
جو باتیں ہونے والی ہیں وہ پہلے سے بتاتا ہوں

Marfat.com

پڑھا جب خط شہِ دیں نے کہا جو مرضی رب ہے
مرا یہ آنا جانا ہی ارادے سے مرے کب ہے
کہیں مردانِ حق منزل سے پیچھے ہٹ کے جاتے ہیں
جو ہیں ثابت قدم ان کے قدم کب ڈگمگاتے ہیں

دوسری منزل پر ہی آپ سے فرزدق شاعر ملا اور آپ سے اس نے کوفہ کے حالات معلوم کیئے اُس نے آپ کو جواب دیا کہ اہل کوفے کی زبانیں آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں یزید کے ساتھ ہیں اسی مقام پر بشیر ابنِ غالب سے ملاقات ہوئی انہوں نے تمام واقعات امام مسلم کی شہادت کے امام عالی مقام کے گوش گزار کیئے اور آپ کو تمام حالات کا علم ہو چکا تھا۔

تیسری منزل

نہ لکھا ابنِ جعفر کو جواب ابھی سرور نے
نہ ہونے دی طبیعت مضمحل سبط پیغمبر نے
لیا عون و محمد کو بھی ساتھ اپنے بڑھے آگے
یہاں تک چلتے چلتے منزل حاجز میں جا پہنچے
حسینؓ ابنِ علیؓ کے قافلے کی نقل حرکت کا
مکمل علم رکھتا تھا عبید آمر حکومت کا
لگا تھا منزل کوفہ میں ہر جا پہرا لشکر کا
جہاں دیکھو وہاں موجود تھا لشکر ستم گر کا
یہاں سے اک طرف خفان تک فوجوں کا پہرا تھا
سپاہی فوج کا ہر اک عدائے آلِ زہرا تھا
یہاں سے کوہِ تعلع تک تھا اک اور دوسرا رستہ
مقرر تھا سواروں کا وہاں بھی جنگجو دستہ

Marfat.com

چوتھی منزل

بڑھے جب منزل حاجز سے آگے سبط پیغمبر
رُکے کچھ دیر بہر آپ نوشی ایک چشمے پر

نمایاں ہر طرف آثار تھے رنج و مصیبت کے
مگر تھے بھی بالا حوصلے سردار ملت کے

دبا رکھا تھا ہر آفات کو ذوقِ شہادت نے
قدم پیچھے نہ اک ہٹ نے دیا شانِ شجاعت نے

طواف کعبہ تک ہے خدائی کی امیدوں کی
طوافِ عرشِ اعظم کرتی ہیں روحیں شہیدوں کی

جنہیں مطلوب ہے ہر دم رضا خلاق عالم کی
اُنہیں غمگین کر سکتی نہیں کوئی گھٹا غم کی

یہی وہ جذبہ ذوقِ رضائے کبریائی تھا
خلیل اللہ کو نارِ نمردوی میں لے پہنچا

ابھی چوتھی منزل سے اہل بیت کا قافلہ آگے بھی نہ بڑھا تھا کہ یہیں پر عبداللہ بنِ مطیع امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا بہاتے ہوئے امام عالی مقام سے اِس طرح عرض کرنے لگے۔

خدا کے واسطے باز آؤ کوفے کے ارادے سے
وہاں بوئے فساد آتی ہے ہر منزل کے جادے سے

وہاں آلِ اُمیہ کے ہیں خنجر خون میں ڈوبے
بنی ہاشم کی خوں ریزی کے ہر ساعت ہیں منصوبے

یزید ناخلف کی فوج ہے ہر جا پہ اُستادہ
تمہارے قتل کو ہر اک ستم پرور ہے آمادہ

Marfat.com

سنا سرکار نے جو کچھ کہا اُس کہنے والے نے
بھر اک آہ خاموشی سے شاکر رہنے والے نے

پانچویں منزل

یہاں سے امام عالی مقام اپنے قافلے لے کر آگے بڑھے اور نہایت استقلال کے ساتھ منزل کو طے کیا اور مقام ثعلبیہ پر پہنچے اور وہیں آپ نے قیام فرمایا ابھی قیام پذیر ہوئے کچھ دیر بھی نہیں ہوئی کہ ایک کوفی نامہ بر آیا اور اُس نے امام عالی مقام کو ایک مرسلہ دیا امام عالی مقام نے اُس مرسلے کو پڑھا جس میں تحریر تھا کہ مسلم اور اُن کے دونوں فرزندو کو ظالموں نے بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا ہے اور قیس بن قیس اور عبداللہ یقطر جو کہ آپ کو کوفے کے حالات کی خبر دینے کو آتے ہیں اُن کو بھی شہید کر دیا ہے جب خبر دل ہلا دینے والی خیمے والوں نے سنی تو بے ساختہ رونے لگے امام عالی مقام کی بھی آنکھوں سے اشکوں کی بارش ہو رہی ہے امام عالی مقام نے فرمای کہ میں تم سب کو خوشی سے اجازت دیتا ہوں تم سب اپنے اپنے گھر چلے جاؤ اور مری وجہ سے مصیبت نہ اُٹھاؤ مرے ہمراہ رہنے میں جان کا عزت کا خطرہ ہے میں اپنے بھائی مسلم کے خون کا ابنِ مرجانا سے بدلا ہوں گا یزید ناخلف کا مطالبۂ بیعت مجھے ہے تم لوگوں سے نہیں اس لیے میں تم سب کو دوبارہ کہتا ہوں کہ اپنے اپنے گھر جاؤ یہ سن کر ہر فرد نے اس طرح عرض کیا۔

کہا ہر سر فروش عشق نے اے سرورِ والا
فنا ہونا رہِ الفت میں ہے اک منصب علیٰ

اکیلا چھوڑ کر گر آپ کو ہم لوٹ جائیں گے
خدا و مصطفیٰ (ﷺ) کو حشر میں کیا منہ دکھائیں گے

ہے دینا چند روزہ چار دن کی زندگانی ہے
حیات دنیوی کیا ہے حباب بحر فانی ہے

قدم سے آپ کے ہے زندگی کا لطف وابستہ
صراط مستقیم راہ حق ہے آپ کا رستہ

Marfat.com

قدم راہ خدا میں ڈال کر پیچھے کو ہٹنا کیا
حضور آگے کو چلئے آگئی منزل پلٹنا کیا

شہادت فی الحقیقت معرکہ سر کر کے ملتی ہے
حیات جاوداں راہِ خدا میں مر کے ملتی ہے

چھٹی منزل

یہاں سے جب آگے بڑھے تو کوفے کی سرحد کے قریب مقام زبالہ میں امام عالی مقام نے اپنے قافلے کو ٹھہرایا یہاں پر آپ کو کوفیوں کی غداری وعیاری کا مفصل حال معلوم ہوا ہر طرف ظلم وستم کی تاریکی نظر آ رہی تھی یزیدی فوج اور کوفیوں کے ارادے آپ پر آفتاب کی طرح روشن ہو گئے تھے سلطانِ کربلا نے یہاں بھی اپنے رفیقوں سے ارشاد فرمایا کہ سب اپنے اپنے گھر واپس چلے جائیں باخوشی اجازت دیتا ہوں اس پر عمل کے فرزندوں نے عرض کیا کہ ایسا ہرگز نہ کریں گے اور جان و مال اہل وعیال سب آپ پر قربان کر دیں گے مسلم بن عوسجہ نے کہا کہ ہم سرکار کے لیئے دشمنوں سے نہتے بھی لڑ سکتے ہیں سعد بن عبداللہ نے کہا کہ اگر میں ۷۰ مرتبہ بھی قتل کیا جاؤں اور ہر مرتبہ مری لاش کو جلا کر خاک کر دیا جائے تو میں جب بھی حضور کا ساتھ نہ چھوڑوں گا کاش میرے تمام اہل وعیال آپ پر قربان ہو جاتے اور خدا آپ کو بچالیتا۔ (طبری جلد ۷ صفحہ ۳۱۲ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۸)

اور اسی مقام پر امام عالی مقام کی خدمت میں ابنِ عبدالعزیز کا آنا اور امامِ حق کو کوفے جانے سے روکنا شہِ دین کا طرماح کو دعا دے کر یہ فرمانا۔

گر میں کیا کروں قادر نہیں ہوں لوٹ چلنے پر
مجھے ہر حال میں پیش نظر ہے مرضی داور

وہی ہوگا جو لکھا ہے ازل میں دستِ قدرت نے
بڑھایا ہے ہمیں میدان میں ذوق شہادت نے

تمنائے شہادت کھینچ لائی ہے یہاں ہم کو
اُسی میں خوش ہیں رکھے جس میں وہ رب جہاں ہم کو

Marfat.com

نہ اپنی شان کی خاطر نہ اپنے نام کی خاطر
فقط آئے ہیں ہم میدان میں اسلام کی خاطر
ہمارا کام صبر و رضا سے کام لینا ہے
تہہ خنجر بھی خلاق جہاں کا نام لینا ہے

ساتویں منزل

امام عالی مقام نے جب یہاں کوچ کیا تو مقام بیضہ پر پہنچے وہاں سے چل کر عذاب الہجانات پہنچے اور وہاں چل کر قصرِ بنی مقاتل میں تشریف فرما ہوئے یہاں پہنچ کر آپ کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے سے گردو غبار اڑتا نظر آتا ہے آپ نے اندازہ کرلیا کہ شام کا لشکر ہے چند ساعت کے بعد وہ لشکر شامی سامنے آگیا جس لشکر کا سالار حُرابن رہاحی جو بڑا بہادر مردِ میداں تھا اسی لشکر نے امام عالی مقام کے قافلے کا محاصر کرلیا امام حق نے لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم مجھے خوب اچھی طرح جانتے ہو مرے حسب ونسب کو خوب پہچانتے ہو کہ میں فاتح خیبر کا پسر ہوں زہرا کا لختِ جگر ہوں مصطفیٰ کا نورِ نظر ہوں مری محبت خدا و مصطفیٰ کی محبت ہے مری دشمنی مصطفیٰ و خدا کی دشمنی ہے مرے نانا شافع محشر مرے بابا ساقی کوثر ہیں مرے چچا عقیل و جعفر ہیں مجھے مصطفیٰ نے گودی میں کھلایا ہے مجھے زہرا نے اپنا خون جگر پلایا ہے خدارا مری دشمنی سے باز آؤ آپ کو دوزخ کی بڑھکتی آگ سے بچاؤ امام عالی مقام کی اس تقریر نے ہنستوں کو رُلا دیا سننے والوں کا دل ہلا دیا حُر نے خدمتِ امام عالی مقام میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ قسم ہے خدا کی مرا ارادہ آپ کو تکلیف پہنچانے کا نہیں میں تو حضور کا خادم ہوں۔

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر 14

معروضۂ حُر خدمت امام میں

کہا حُر نے ادب سے اے امامِ ملت برحق
یہ مانا ہے مبارک جذبۂ آزادی مطلق
مگر جنگ آزمائی ہے غلط ایسی حکومت سے
جو مائل ہو بہ استبداد ظلم و جور قوت سے

مناسب ہی نہیں ہے ایسے ظالم سے تمہیں لڑنا
خرد مندی نہیں دشمن قوی کے سامنے اڑنا
نہیں ہے آپ کو جز طاعت دشمن
سکون و امن سے رہنا بھی ہے اک فعل مستحسن

تقاضا وقت کا یہ ہے کہ اپنے نام سے حضرت
بظاہر بیعت تم کر لو یزید شام سے حضرت
امام دوسرا کو حُر کی باتوں پر جلال آیا
رگیں جنبش میں آئیں خون حیدرؓ میں اُبال آیا

کہا حُر میں شیر ہاشمی ہوں مردِ میداں ہوں
بظاہر لاکھ میں میدان میں بے ساز و ساماں ہوں
خدا کے شیر کا بیٹا ہوں یہ معلوم ہے تجھ کو
ارے حُر کیا ڈراتا ہے یزیدی فوج سے مجھ کو

ابو طالب کو پوتا ہوں یہ بس جانتا ہو تو
محمد (ﷺ) کا نواسہ ہوں مجھے پہچانتا ہے تو
نگاہ قہر میں وہ ہیبت پنہاں نظر آئی
کہ حُر کو سامنے تیغ اجل عُریاں نظر آئی

Marfat.com

غم و غصے کی حالت میں سفر کا عزم فرمایا
جلال ہاشمی کو دیکھ کر حُر کا دل گھبرایا

قدم راہ جہاد حق سے اب تو ہٹ نہیں سکتا
لکھا جو دست قدرت کا وہ اب مٹ نہیں سکتا

نہیں ہٹتے مجاہد جب قدم میداں میں دھرتے ہیں
خدا سے ڈرنے والے کب بھلا لشکر سے ڈرتے ہیں

حُر نے امام عالی مقام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بظاہر آپ کی حمایت نہیں کر سکتا کیونکہ ایک ہزار فوج کی آنکھیں مجھے گھیرے ہوئے ہیں میں بخوشی اس کے لیے تیار ہوں کہ آپ رات کو یہاں سے واپس چلے جائیں میں یہ موقعہ دے دوگا۔

امام عالی مقام کا رات کو واپس جانا ساری رات چلنا مگر صبح کو خود لمبے قافلے کے جہاں سے چلے تھے وہیں اپنے آپ کو پاتے ہیں اسی طرح تین روز چلتے ہوئے آپ کو ہو گئے لیکن جہاں سے چلتے وہیں خود کو پاتے تھے جس سے آپ نے اندازہ کر لیا کہ مشیت ایزدی نہیں کہ میں واپس جاؤں۔

پہلی رات، دوسری رات و تیسری رات

آٹھویں منزل

الغرض آپ قصرِ مقاتل سے سفر فرماتے نینوا پہنچتے ہیں وہاں آپ سے چار افراد کوفے کے ملتے ہیں اور امام عالی مقام سے اپنے ہمراہ کوہ اجا کی طرف چلنے کو کہتے ہیں اور نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ وہاں کے سب لوگ سرکار کی بیعت کر لیں گے سرکار کوفے نہ جائیں جلاد ابنِ زیاد سرکار کے خون کا پیاسا ہے۔

آخری منزل

سرکار نے ان کی ہمدردی کی گفتگو سن کر اُن کو دعا دی اور رخصت فرمایا اور سفر کی تیاری

Marfat.com

کی جب وہاں چلے تو میدان طف میں پہنچے جس کو کربلا بھی کہتے ہیں آپ نے اپنے قافلے کو وہیں روک لیا اور فرمایا۔

دشمن یہاں یہ خون ہمارا بہائیں گے
زندہ یہاں سے نہ کبھی پھر کے جائیں گے
آل نبی (ﷺ) کا ہوگا اسی جا پہ قتل عام
سب تشنہ لب یہاں پہ سر اپنا کٹائیں گے
کرب و بلا ہے نام اسی زمین کا
بچے یہاں پہ پانی کا قطرہ نہ پائیں گے
ہوگا ہر اک شہید یہاں مصطفیٰ (ﷺ) کا لعل
اور لاش قتل گاہ سے ہم سب کی لائیں گے

میدان کربلا

چنانچہ اپنے وقت کا یہ مقدس ترین قافلہ جس کے سارے عالم میں نظر نہ تھی جس کی سورج نشیں زہرائے جنت کی بیٹیاں تھی جس کا سالار کارواں شہسوار دوشِ رسول تھا جس کے عمامے کو آسمان کے تارے چوم رہے تھے اور جس کی نعلین کو صحرا کے ذرے بوسہ دے رہے تھے اپنے سفر کو ختم کر کے (۲ محرم ۶۱ ھ مطابق ۲ اکتوبر ۶۸۰ء) کو میدان کربلا میں اقامت گزیں ہوا جہاں موت کو ہمیشہ کی شکست اور زندگی کو ہمیشہ کی فتح نصیب ہونے والی تھی، اس میں ہوئی ہیں موت کو پیہم ہیزتمیں کرب وبلا کی خار ہے میدانِ زندگی۔

دس محرم تک

اِدھر امام عالی مقام کربلا میں خیمہ زن ہوئے اُدھر جلاد ابنِ زیاد کے دربار میں اِسکی خبر لے کر ایک قاصد پہنچا ہے اِسے ویلم کے آنے کی خبر تھی جس کے لیے ابنِ مرجانا نے ابنِ سعد کو اے کی سلطنت لکھ کر دے دی تھی اور رات ہر تیاری میں گذر گئی تھی عمرو بن سعد ویلم کے جانے کو فوج کی تیاریاں کر رہا تھا یک عبیداللہ کے دربار میں ایک قاصد آتا ہے۔

Marfat.com

ابھی ویلم کو ابنِ سعد جانے بھی نہ پایا تھا
ابھی فکر سفر ہی میں ہر اک اپنا پرایا تھا

یہ دربار عبیداللہ میں قاصد خبر لایا
کہ کنبہ اہل بیت مصطفیٰ تا کربلا آیا

بلایا ابن مرجانا نے ابن سعد کو فوراً
کہا اے مونس من مخلص من یار غارِ من

نہیں ہے حاجت لشکر کشی اب جانب ویلم
حسین ابن علی سے جنگ کا ہے عزم مستحکم

کرو تنظیم لشکر جلد تر اب تم نئے سر سے
تمہیں لڑنا پڑے گا کربلا میں ابنِ حیدرؓ سے

سُنی تقریر ابنِ سعد نے عامل کی یہ جس دم
کہا اُس نے یہ ہو کر پھر عبیداللہ سے برہم

عمر بن سعد بولا غصے میں اے فتنہ خو عاملِ
حسین ابنِ علی سے جنگ ہے بیجاؤلا حاصل

عمرو بن سعد اور جلاد ابن زیاد کی گفتگو

حسینؓ ابنِ علیؑ فرزندِ سلطان رسالت ہیں
مسلمانوں کے دینی رہنما سردار ملت ہیں

ہے اُن سے جنگ کرنا کب روا اے دشمنِ ملت
تمام امت کے وہ ہیں پیشوا اے دشمنِ ملت

لڑے ابنِ علی سے سعد والا جاہ کا بیٹا
نہ ہوگا ایسا کوئی ناخلف تقدیر کا بیٹا

عبیداللہ بولا عمرو یہ باتیں پُرانی ہیں
جو باتیں ہو چکیں کیا ذکر اُن کا وہ کہانی ہیں

Marfat.com

امیرِ شام اب امت کا سردار مسلم ہے
اطاعت سب پہ فرض اُس کی باقرار مسلم ہے

ہے یہ فرزند حیدر کا امیرِ شام کا باغی
حسین ابنِ علی لاریب ہے اسلام کا باغی

اگر لڑنا نہیں منظور تجھ کو ابن حیدر سے
اگر مرعوب ہے تو اقتدار آلِ اطہر سے

تو اعزاز و شرف جاہ و منصب مسترد کر دے
ہمیں واپس ابھی رے کی حکومت کی سند کر دے

جو دیکھا منصب اقلیم رے پر حرف آتا ہے
ملا تھا بے طلب جو مُلک وہ اب نکلا جاتا ہے

کہا عامل سے ابنِ سعد نے اے صاحب نخوت
مجھے غور و تدبر کے لیئے شب بھر کی دے مہلت

پلٹ عمرو ابنِ سعد جب دربار سے آیا
مشیروں کو پہنچ کر اس نے اپنے گھر پہ بلوایا

بلایا گھر پہ ہر دانائے اصحاب سیاست کو
کہا ہر ذی شرف نے چھوڑ دے رے کی حکومت کو

یہ دنیا چند روزہ چند دن کی یہ حکومت ہے
رہے گا باقی جو وہ اقتدار دین و ملت ہے

مگر دل پر طلب دنیا کی اُس کے اس قدر چھائی
کہ داناؤں کی بات اُس کو نہ کوئی بھی پسند آئی

شیروں نے دلایا خوف حق یاروں نے سمجھایا
مگر رنگ سیاہ کاری دبائے سے ابھر آیا

نہ آئی نیند شب بھر جنگ کی اپنے مقدر سے
اٹھا وقت سحر گاتا ہوا یہ شعر بستر سے

Marfat.com

سزا قتلِ حسین پاک کی دوزخ بلا شک ہے
نہ چھوڑوں گا میں رے کو رے مری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

دوسرا دن

چلا گھر سے عمرو بن سعد جب دارالامارت کو
کبھی کہتا تھا دل سے چھوڑ دے رے کی حکومت کو

قیامت کا اُسے رہ رہ کے منظر یاد آتا تھا
مگر رے کی حکومت دیکھتے ہی بھول جاتا تھا

ہوا دربار میں عامل کے حاضر معذرت کر دی
کہا لڑنا حسین ابنِ علی سے بس ہے نامردی

ہیں وہ مہمان بھی مظلوم بھی تنہا بھی آئے ہیں
عقیدت مند اُن کے ساتھ چند اپنے پرائے ہیں

اگر ان سے لڑائی ہر طرح منظور ہے تجھ کو
فضائے امن سے نفرت ہی گر مغرور ہے تجھ کو

معافی دے مجھے مامور کر اصحاب دیگر کو
کہ شوق جنگ ہے اکثر شرف خواہانِ لشکر کو

سنی جب معذرت جھلا کے بولا ابنِ مرجانا
ابھی لا پھر دے رے کی جہاں بانی کا پروانہ

نہاں تھی ملک رے کی سلطنت کی آرزو دل میں
کیا یہ عہد ابنِ سعد نے دربار عامل میں

مجھے رے کے لیئے ابن زیاد اتنا نہ رسوا کر
لڑوں گا میں حسین ابنِ علی سے کربلا جا کر

عمر نے ساتھ لے بارا ہزار افواج کا دستہ
لیا کوفے سے دشتِ کربلا کا دفعتاً رستہ

Marfat.com

عرض اُس فوج خوں آشام کو وہ ساتھ میں لایا
سرِ کربل وہ لڑنے کو علیؓ کے لعل سے آیا
ڈبویا نام لالچ کی بدولت دین و ملت کا
بُرا ہو کیا بُرا انجام تھا رے کی حکومت کا

چنانچہ عمرو بن سعد بارہ ہزار لشکر لے کر کربلا میں پہنچا اور لشکر کو ہر طرح سے درست کر کے اس نے امام عالی مقام کی خدمت میں ایک خط لکھ کر ایک قاصد کے ہاتھ روانہ کیا اور اُس کا یہ مطلب تھا کہ کسی طرح امام کو یزید کی بیعت پر مائل کرے اور قتل و غارت نہ ہو اور رے کی حکومت بھی ہاتھ سے نہ جائے اُس نے قاصد کو تاکید کر دی تھی کہ امام عالی مقام کی بارگاہ میں نہایت ادب کے ساتھ حاضر ہونا اور ان کی تعظم و تکریم کرنا قاصد یہ سب باتیں سن کر امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہونے کو چلا اور چند ساعت میں وہاں جا پہنچا۔

نامہ پیام

عمرو کا ایلچی جب خدمت سرکار میں آیا
مراتب عزت و تعظیم کے دل سے بجا لایا
لکھا تھا خط میں بندہ آپ کا دل سے فدائی ہے
مگر مجبور ہے آمادہ جنگ آزمائی ہے

ابھی موقعہ ہے جو ارشاد والا ہو بجا لائے
کرے تعمیل اُس کی حکم جو سرکار کا پائے
امامِ دوسرا نے پڑھ کے خط قاصد سے فرمایا
کہ لڑنے کے ارادے سے میں کربلا میں نہیں آیا

کہا قاصد سے ابنِ سعد سے کہنا کہ اے بھائی
جماعت مری یہ کب عزم سے اپنے یہاں آئی
بلایا جب مجھے اشراف کوفہ نے تو آیا ہوں
اجازت ہو اگر تو آج ہی واپس چلا جاؤں

Marfat.com

عمرو بن سعد کا ابنِ زیاد کو خط لکھنا

امام عالی مقام کے ارادے ان کے خط کے مضمون سے آگا کرنا اور احوال جو امام حق کی تحریر سے ظاہر اور جو قاصد نے امامِ دوسرا کا زبانی پیام دیا تھا عمر بن سعد نے جلاد ابنِ زیاد کو لکھا کہ حسین ابنِ علی یہاں سے واپس جانے کو ابھی تیار ہیں اگر اُن کا راستہ کھول دیا جائے تو بھی اپنے وطن کو تشریف لے جائیں کیونکہ وہ بھی یہاں لڑنے کے ارادے سے نہیں آئے بلکہ اُن کو بڑی منت سماجت سے یہاں بلوایا گیا ہے یہ انسان کے اصولوں سے کوسوں دور ہے کہ انہیں یہاں بلا کر ان پر ظلم کیا جائے مری یہی رائے ہے کہ امام حق صلح پر آمادہ ہیں تو ناحق اہل بیت مصطفیٰ ﷺ کو کیوں ستایا جائے اے عامل کوفہ یہ موقعہ غنیمت ہے اس سے فائدہ اٹھا اور مصطفیٰ ﷺ کی آل کے خون سے اپنے ہاتھوں کو نہ رنگ دنیا ہمیں کیا کہے گی قیامت کے دن شافع محشر کو کیا منہ دکھائے گا خدا را مری اِس رائے کو مان لے اور حسین ابنِ علی سے صلح کر لے اور اپنی عقبہ کو برباد نہ کر۔ عرض ضرور ہے خدا اور رسول کے سامنے جانا ہے ہوش و ہواس کا کام لے یہ تمام خط کا مضمون ابنِ زیاد نے پڑھا اور جواب یہ دیا۔

قاصد کا دربار میں جانا اور ابنِ زیاد کو درخواست مضمون سنانا اور اس کا اس طرح جواب دینا

عریضہ سُن کے ابنِ سعد کو یہ حکم لکھوایا
حسین پاک کو ہے مصلحت میں تم نے گر پایا

کہو ان سے ذرا سی بات یہ وہ کام کی کرلیں
حسین ابنِ علی بیعت یزید شام کی کرلیں

اگر راضی ہوں بیعت تو پھر لے کر حراست میں
انہیں حاضر کرو فی الفور ایوان حکومت میں

مگر میں جانتا ہوں ایسا ہرگز ہو نہیں سکتا
پسر حیدرؓ کا اپنے گھر کی عظمت کھو نہیں سکتا

Marfat.com

سرِ میداں صف آلِ عبا پر تیغ رانی ہو
رفیقان حسینؓ ابنِ علیؓ پر بند پانی ہو
اُنہیں بھوکا پیاسا دشتِ غربت میں رکھا جائے
کوئی موقعہ نہ اطمینان کا اُن کو دیا جائے

بندش آب، محرم

القصہ ابنِ زیاد نے عمر بن حجاج کو فوج کے پانچ سو سپاہیوں کا سالار مقرر کر کے نہر فرات کی طرف بھیجا اور تاکید کی کہ نہر فرات پر جانور پئیں پانی تو تم انہیں نہ مارنا لیکن حسین ابن علیؓ کے تمام ساتھیوں کو پانی کی ایک بوند بھی نہ ملنے پائے یہاں تک کہ وہ پیاس کی شدت سے گھبرا کر خود ہی یزید کی غلامی کے لیے تیار ہو جائیں دوسری بات یہ ہے کہ ہاشمی جوانوں سے لڑنا موت سے لڑنا ہے وہ کمزور ہو جائیں گے۔

نہر فرات اور فوج یزید

بحکم میر لشکر عمر بن حجاج کا لشکر
صف آرا ہو گیا خنجر بکف سوئے فرات آکر
یہ دستہ پانچ سو افراد کا سخت غار گر
کیا اِن ظالموں نے بند پانی آلِ اطہر پر
یہ کیسا پُر ستم یہ ہیبت ناک منظر ہے
ہے پانی بند اُن پر ملک جن کی حوض کوثر ہے

اہلِ بیت مصطفیٰ ﷺ کی تشنگی

جب اہل بیت کا پانی بند کر دیا تو پیاس کی شدت نے بے بسوں اور بچوں کو بے قرار کر دیا العطش العطش کا خیمہ میں چرچا ہونے لگا جب یہ حال دیکھا تو حضرت عباس امت کے علمبردار سے نہ رہا گیا فوراً اپنے ہمراہ چالیس جوانوں کا دستہ لے کر خنجر بکف نہر فرات کی طرف بڑھے

Marfat.com

جن کے پاس نہ مشکیزے تھے جب یہ ہاشمی شیروں کا دستہ نہر فرات کے قریب پہنچا تو عمر بن حجاج نے اپنے لشکر کو خبردار کیا کہ دیکھو ہاشمی جوان پانی لینے کو آئے ہیں ہوشیار رہنا یہ پانی نہ لینے پائیں اُدھر بیس افراد کے پاس مشکیزے ہیں اور بیس افراد اُن کی حفاظت پر مامور ہیں جب یہ صف شکن میدان میں نہر فرات کے کنارے پر پہنچے تو شامیوں کا لشکر حرکت میں آ گیا اور لشکر یزید نے یک بارگی حملہ کر دیا ہاشمی شیروں نے جب یزیدی فوج کو حملہ اور دیکھا۔

کہیں اک بار ہاشمی شیروں نے تکبیریں
بڑھے آگے کو اپنی اپنی سب نے کھینچیں شمشیریں

کہا جب نعرۂ تکبیر سب نے مل کے میداں میں
گھٹا ہیبت کی چھائی ہر طرف موج لیناں میں

جوانان عرب زور یداللّٰہی کے پیکر تھے
پے اعدا پیام مرگ یہ غازی دلاور تھے

ہزیمت کھا کے پیچھے کو ہٹیں حجاج کی فوجیں
نظر آنے لگیں بے پردہ نہر آب کی موجیں

ہوا جب دور ساحل سے وہ شامی فوج کا دستہ
ہر اک غازی نے بھر کر مشک کو گھرا کا لیا رستہ

چلے خیمے کی جانب بھر کے مشکیزوں میں جب پانی
عقب سے دشمنان دین نے کی تیر بارانی

ہوئے تیروں کی زد سے زخمی گویا بند مشکیزے
مگر محفوظ پھر بھی رہ گئے تھے چند مشکیزے

مبارک باد دی سرکار نے فوج حجازی کو
کہا اہل فلک نے مرحبا عباس غازی کو

حجازی ہاشمی جب ہاتھ میں خنجر اٹھاتے ہیں
ترانے فتح و نصرت کے فرشتے مل کے گاتے ہیں

Marfat.com

ملاقات امام حق اور ابن سعد

القصہ امام عالی مقام کو جب پانی کی بندش سے اہل بیت کی تشنگی کا احساس ہوا تو آپ نے ایک پیا عمر بن قرطہ کے ہاتھ ابنِ سعد کے پاس بھیجا اس میں لکھا کہ اے فرزند سعد تم کسی وقت آج رات کو آکر ملاقات کرلو یہ اس لیے نہیں تھا کہ امام عالی مقام پیش آنے والی آفتوں سے گھبرا گئے بلکہ اِس لیے تھا کہ آنے نسلیں صلح و امن کی راہوں سے خوب واقف ہو جائیں اور یہ بات آفتاب سے زیادہ زمانے میں روشن ہو جائے کہ امامِ دوسرا نے اپنی طرف سے جنگ کی کوئی صورت پیدا نہیں کی دوسرے وجہ یہ ہے کہ آج کے جدت پسند یہ نہ کہیں کہ امام عالی مقام نے گفتگو کے ذریعے صلح کی کوشش نہیں کی تیسری وجہ یہ تھی کہ کوعذر میدان محشر کو ظلم وستم اور قیامت کے دن کی سختیوں اور دنیا کی رسوایوں سے بچانے کی ہر چند کوشش کی گا کہ کسی کو کسی قسم کی تنقید کا موقعہ نہ ملے الغرض امام عالی مقام کے قاصد نے ابنِ سعد کو امام حق کا خط دیا جس کو پڑھ کر ابنِ وقت امام عالی مقام ک خیمے کی طرف چلا ادھر سے امام عالی مقام بھی خیمے سے باہر عمرو ابنِ سعد کا انتظار کر رہے تھے اچانک ابن سعد آتا ہوا نظر آیا تو امام حق بھی چند قدم آگے بڑھے اور حق استقبال ادا کیا اور دونوں میں بعد سلام گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا اور بہت دیر جنگ کے اصولوں پر بات چیت ہوئی اور عمرو بن سعد نے بھی امام عالی مقام کی ہر بات سے اتفاق کیا اور امام عالی مقام نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر بیعت کی ضد ہے مجھے ایون حکومت میں جانے دو میں یزید سے خود اس سلسلے پر گفتگو کرلوں گا بہت سے نافہم حضرات اس جملے کو بغیر سمجھے یہ بات اڑا دی ہے امام عالی مقام نے یزید کی بیعت پر رضا مندی ظاہر کر دی تھی یہ سراسر بہتان اور سراسر امام عالی مقام پر تہمت ہے کہ ممکن ہے خدا ایسے خیالات سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے آمین یہاں بھی امام عالی مقام حجت کا ہی مسئلہ پیش نظر ہے کہ ممکن ہے یزید امام حق کی صورت دیکھ کر اپنی ضد سے باز آجائے اور مسلمانوں کا قتل عام نہ ہو الغرض یہ تمام حالات ابنِ سعد نے لکھ کر ابنِ زیاد کو روانہ کر دیئے۔

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر15

تاثراتِ ابنِ زیاد

چنانچہ عمر بن سعد کا قاصد جب عبیداللہ کے دربار میں اور ابنِ زیاد پیغام صلح نامہ دیا وعبیداللہ کے خط کو غور سے پڑھا اور بہت خوش ہوا عمر بن سعد کے مدبرانہ عمل کی بہت تعریف کی اور کہا مجھے یہ صلح منظور ہے کہ امام عالی مقام خود دربار یزید میں حاضر ہو کر بیعت کے مسئلے پر یزید سے گفتگو کرلیں پھر یزید جانے اور امام جانے ہم ظلم وستم سے بچ جائیں گے اور ہمارے ماتھے پر خون ناحق کا ٹیکہ نہ لگے گا مگر اس وقت دربار میں شمر ذی الجوشن موجود تھا جس کے خمیر میں اہل بیت پاک کی دشمنی کی گھٹی پڑی ہوئی تھی اُس نے فوراً ابنِ زیاد سے کہا کہ تجھے معلوم نہیں اس میں کیا راز ہے مجھے اِس کی پوری خبر ہے کہ عمرو بن سعد راتوں کو حسین ابنِ علی سے جا جا کر ملتا ہے اور حسین ابنِ علی کو اپنا رہنما اور عرش کا تارا سمجھتا ہے تو ہے عقل سے کام لے غور کر اگر امام عالی مقام کو زندہ یہاں چھوڑ دیا اور یہ آزاد ہو گئے اور یہ کہ کر چلے گئے ہم یزید کے دربار میں داخل ہو کر گفتگو کرلیں گے۔

یہاں ہٹتے ہی ہو جائیگی قوت انہیں حاصل
قلوب امتِ اسلام ہیں اُن کی طرف مائل

خدائی اُن کے اخلاق وشمائل کی ہے گرویدہ
ہے دنیا اُن کی شکل پاک کی مشتاق نادیدہ

غضب ہو جائے گا گر صلح پر دے دی رضا مندی
یہ بہتر ہے کہ فوراً بھیجئے احکام پابندی

ہمارے ہاتھ سے گر بچ گئے اِس وقت وہ زندہ
امیرِ شام سے ہونا پڑے گا ہم کو شرمندہ

کہی یہ بات بھی اک شمر نے کوفے کے عامل سے
انہیں منظور ہے گر بیعت یزید شام کی دل سے

Marfat.com

یہیں بیعت یزید شام کا اقرار ہو جائے
کہ مخفی راز ہے جو اُس کا بھی اظہار ہو جائے

حقیقت جو چھپی ہے اس میں وہ کھل جائے گی ساری
پھر آگے مرضی ہے جو چاہے حُکم کر جاری

عبیداللہ پر شمر لعیں کا چلا گیا جادو
کیے احکام جاری ہوگیا غصے سے بے قابو

ابنِ زیاد کا جوشِ استبداد

الغرض ابنِ زیاد نے نہایت غضبناک ہو کر حکم جاری کیا کہ اے ابنِ سعد تجھے معلوم ہے کہ میں امیر شام کی طرف سے کوفے کا بڑا حاکم اور مجھے کوفے کے داخلی اور بیرونی عوام اور فوج کے کلی اختیار حاصل ہیں اور تجھ کو امیر شام نے مرا محکوم بنایا ہے اور میں امیر شام کی طرف سے حاکم وقت ہوں تجھے نینوا کی فوج کا اسلئے افسر نہیں بنایا کہ تو جو چاہے اپنی مرضی سے کام کرے تجھے تو اس لیے کربلا میں تعینات کی ہے تو حسین ابن علی کو ہر طرح تکلیف میں مبتلا کر کے یزید کی بیعت پر مجبور کرے تجھے لڑنے کے لیے بھیجا ہے نہ کہ ثالث بنا کر میں بحثیت حاکم کے تجھ کو حکم دیتا ہوں اُس کی اطاعت کر

سرِ میداں مرے احکام کی تعمیل ہو فوراً
حسین اک ہے باغی امیر شام کا دشمن

جو ہوں ممکن مظالم ان کے لشکر پر کیئے جائیں
مصائب پر مصائب پے پے ان کو دیئے جائیں

ہوں اتنی سختیاں اُن پر کہ تنگ آجائیں جینے سے
نکل اے امامت کا تخیل اُن کے سینے سے

کریں مجبور رہو کر وہ ہمارے ہاتھ پر بیعت
یزید شام کے آگے جھکا دئیں گردن اطاعت

Marfat.com

اگر اقرار بیعت وہ امیر شام سے کرلیں
بالفاظ دگرتو بہ نمود و نام سے کر لیں

تو اُن کو باندھ کر زنجیر سے لاؤ حراست میں
کرو حاضر انہیں فوراً ہی ایون حکومت میں

نہ مانیں گے اِس ہمارے حکم کو گروہ کسی صورت
کرو فی الفور اُن کو بے تکلف قتل اور غارت

سر اُن کے کاٹ کر دربار عامل میں رواں کر دو
کچل اُن کی لاشیں اُن کو بے نام ونشاں کر دو

مرے اِس حکم کی تعمیل فوراً تم نے گر کر دی
عطا ہوں گے تمہیں اُس دم خطابات جواں مردی

نہ لڑ سکتے ہو تم اُن سے اگر میدان میں جا کر
تو رہ سکتے نہیں تم نئواں کی فوج کے افسر

امان ہرگز سرِ میداں انہیں تم سے دو نہیں سکتے
بطور خود امان دیکر امان لے نہیں سکتے

اشتباہ جنگ شمر کا حکم نامہ لے کر آنا

یہ تمام احکامات تحریر فرما کر شمر کو دے اور لکھ دیا کہ تم اگر حسین ابنِ علی سے نہیں لڑ سکتے تو خود کو معزول سمجھو اور سپہ سالاری کے تمام اختیارات شمر ذی الجوشن کے حوالے کر دو اور حکومت رے کے بھی تمام کاغذات شمر کو دے دو خلاف عامل تم کچھ نہیں کر سکتے تف تمہاری بہادری پر اور منصب اعلیٰ پر کہ تم ایسے بہادر ہو کر لڑنے سے ڈرتے ہو اور ابھی تک صلح کے میدان میں دوڑ رہے ہو تمہیں تو لڑائی کے میدان میں بہادری کے جوہر دکھانے کو بھیجا تھا چنانچہ شمر سے یہ کہ دیا تھا کہ ذرا چالاکی اور عیاری سے کام لینا اور جاسوسی کا لباس پہن کر جانا پہلے پہلے نرمی سے کام لینا۔

Marfat.com

شمر العین کا آنا اور حکم نامہ عمر کو دینا

عمرو بن سعد نے جب پڑھ لیا سارا ہی وہ نامہ
ہوا غصے لرزاں بے تحاشہ صورت خامہ
کہا افسوس ظالم فتنہ پرور ابنِ مرجانا
نہ سمجھا صلح کے انجام کو آخر نہیں مانا

گزارش شمر نے کی مصلحت سے بے خبر تم ہو
ہے دشمن سامنے دشمن سے ناواقف مگر تم ہو
نگاہِ قہر سے یکھا عمرو نے شمر کی جانب
نظر آیا اُسے یہ شمر کشت و خون کا طالب

کہا اے شمر یہ سب آگ تیری ہی لگائی ہے
تیر فطرت میں پنہاں جذبۂ جنگ آزمائی ہے
عبیداللہ کو تو نے ہی اے شیطان بہکایا
یہ شعلہ جنگ کا تونے اُس کے دل میں بھڑکایا

مجھے معلوم ہیں اے شمر تیرے سارے منصوبے
ارادے سب ہیں ظالم ترے کشت وخون میں ڈوبے
خوشامد سے عمرو کو شمر نے نرمی سے سمجھا کر
کیا غصے کو اُس کے سرد اپنی چال میں لا کر

کہا سلطان کہلاتے ہو تم رے کی حکومت کے
ہیں مُلک شام میں چرچے تمہاری شان وشوکت کے
بتاؤ یہ برائے جنگ اب کرنا تمہیں کیا ہے
کہا فوراً ہی ابنِ سعد نے دشمن سے لڑنا ہے

فرد ہوتے ہیں فتنے زباں کے تیغ خنجر سے
بلا آئی ہوئی ٹلتی نہیں ہرگز کبھی سر سے

Marfat.com

آثار جنگ

محرم کی نو تاریخ ہے امام عالی مقام کمر سے تیغ ابدار لگائے خیمے کے باہر تشریف فرما ہیں اور حضرت عباس عملدار نشاں اہلِ بیت لیے کھڑے ہیں اچانک حضرت عباس عمرو بن سعد خیمے کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا اُس کے تیور کچھ بگڑے ہوئے نظر آئے تو حضرت عباس نے امام حق سے عرض کیا کہ ابنِ سعد خیمے کی ظرف آتا ہے اور اُس کی حال کچھ مشتبہ معلوم ہوتی ہے امام عالی مقام نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ عباس تم جلد جاؤ اور اُس کو راستے میں روکو میں بھی عقب میں آتا ہوں حضرت عباس نے کیا کہ سرکار کو کیا ضرورت ہے جو وہاں تشریف لائیں میں ہی کافی ہوں اگر اُس نے ذراسی بھی گستاخی کی تو اُس کا سر قلم کر کے بھی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں یہ کہ کر حضرت عباس نے اپنے گھوڑے کو بڑھایا اور ایک آن واحد میں وہاں پہنچے اور ابن سعد کا راستہ روک اشار فرمایا خیر تو ہے بے وقت آنے کا کیا مطلب ہے چہرے پر اداسی کیوں چھا رہی ہے عمر بن سعد نے آہستہ سے عرض کیا عباس گھوڑے سے اتر کر مرے پاس آؤ یہ بات حضرت عباس سن کر گھوڑے سے اترے اور ابن سعد کے قریب گئے ابن سعد نے ایک خط حضرت عباس کو دیا جو کہ عامل کوفہ کا حکم نامہ ابن سعد کو بھیجا تھا خط دیکھ کر ابن سعد نے کہا خط پڑھ کر اِس کا تمام مضمون امامِ پاک کو سنا دو اور جو بھی امام عالی مقام اس خط کے جواب میں ارشاد فرمائیں مجھے آن کر کہہ دو جاؤ جلدی حضرت عباس نے اس خط کو پڑھا قیامت کا منظر آیا صلح کی ساری امیدیں خاک میں مل گئیں حضرت عباس نے چشم پُرنم ہو کر وہ خط امام عالی مقام کو پڑھ کر سنایا خط کے مضمون کو سن کر امام عالی مقام کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے اور سرکار نے ارشاد فرمایا کہ ابنِ سعد سے جا کر کہہ دو کہ ہمیں رات کی مہلت دے تا کہ ہم اپنے پروردگار سے استغفار کر لیں عباس علمبردار نے یہ پیغام امام عالی مقام کا ابنِ سعد کو پہنچا دیا ابنِ سعد لوٹ پر اپنے لشکر میں گیا اور شمر سے کہا کہ حسین ابنِ علی ایک رات کی مہلت طلب کرتے ہیں شمر نے جواب دیا کہ سالار کو اختیار ہے اس پر بہت سے فوجی افسروں نے کہا کہ ویلم کے باغی اگر رات کی مہلت مانگتے ہیں تو اسے کوئی بھی ناروانہ کہتا قیس بن اشعث نے کہا کہ مہلت ایک بہانہ ہے صبح کو بطل جنگ بجانا ہے اِدھر امام حق نے اہل بیت کے تمام افراد کو مغرب سے پہلے جمع کیا اور اس طرح ارشاد فرمایا۔ (طبری جلد ۱۰ صفحہ ۶۶۲ ابنِ ایثر جلد ۴ صفحہ ۳۰)

Marfat.com

باب نمبر16

خطبہ امام عالی مقام

فضا میں خونِ ناحق کی جھلک معلوم ہوتی ہے
زمیں سے نا اُمید تا فلک معلوم ہوتی ہے

زمین کربلا پر دوسرا یہ پنجشبنہ تھا
ہر اک غازی تھا حیراں ہر عابد کو اچنبا تھا

محرم کی تھی نو تاریخ سورج چھپنے والا تھا
ابھی پھیلا ہوا ہلکا سا ہر جانب اُجالا تھا

منادی نے ندا دی خیمہ ہائے پاک کے باہر
چلو اے سرفروشان وفا خطبہ سنو چل کر

ابھی مغرب سے پہلے حکم ہے سرکار ولا کا
سنایا جائے گا پیغام تم کو حق تعالیٰ کا

سنی آواز یہ جس دم ہوئے فردو کلاں حاضر
خدا کی باتیں سننے کو ہوئے پیرو جواں حاضر

رِدا بردوش کملی پوش فرزند رسول اللہ
ہوئے جلوہ نما خیمے سے باہر پڑھ کے بسم اللہ

ادب سے جھک گئے سر سرفروشان محبت کے
چلے جھونکے اُس کے بعد یہ زہرا کے دلبر نے

کہا اے مرے ہمراہ آنے والو اے خدا والو
مری باتیں سنو دل سے اے مرے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) والو

تمہیں معلوم ہے کل صبح صبح روز محشر ہے
تمہارا دشمن جاں شام کا یہ سارا لشکر ہے

Marfat.com

یزیدی فوج کل ہم کو بلا شک ذبح کر دے گی
ہماری بے کفن لاشوں سے اِس میداں کو بھر دے گی

یزید روسیاہ تنہا مرے خوں کا پیاسا ہے
اُسے غم ہے حسینؓ کیوں محمد کا نواسا ہے

تمنا ہے رہِ حق میں مری یہ جاں نکل جائے
مصیبت آنے والی سب تمہارے سر سے ٹل جائے

نہیں میں چاہتا مرے سبب تم پر پڑے آفت
ابھی موقعہ ہے تم سب کو ابھی شب بھر کی مہلت

اجازت باخوشی دیتا ہوں تم کو لوٹ جانے کی
نہ جانے رنگ کیا بدلے ہوا کل اس زمانے کی

بہت جلدی کرو تم اپنے اپنے گھر چلے جاؤ
مصائب آنے والے ہیں جو ہیں اُن سے مخلص پاؤ

خلاصہ نظم

الغرض امام عالی مقام نے تمام رفیقوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ یزید ناخلف صرف مرے خون کا پیاسا ہے فقط مجھ سے ہی اپنی بیعت کا طالب ہے اور اُس کی نظر میں سب سے بڑا میں ہی اُس کا دشمن ہوں تم لوگوں سے اُس کو کوئی دشمنی نہیں میں تم سب کو باخوشی اجازت دیتا ہوں کہ تم سب اپنے اپنے گھر چلے جاؤ مری وجہ سے مصیبت کا بار نہ اٹھاؤ مری دلی تمنا ہے کہ مری جان راہِ حق میں صرف ہو جائے تم سب اس آنے والی آفت سے بچ جاؤ خدائے دو جہاں تم کو خوش و خرم رکھے اور ساتھ ایمان کے تم کو دنیا میں زندہ رکھے۔ آمین!

امام عالی مقام کی تقریر سن کر رفیقانِ امام نے کی گزارش خدمت امام میں۔

اُدھر سرکار والا جاہ کی تھی گفتگو جاری
اِدھر آنکھوں سے تھا ہر سننے والے کی لہو جاری

Marfat.com

بھتیجے بھائی بیٹے اقربا احباب بے گانے
ہوئے جاتے تھے روتے روتے فرطِ غم سے دیوانے

کہا سرکار والا جاہ نے اولادِ مسلم سے
شہید عشق حق تعالیٰ اِرم آباد مسلم سے

خدا راہ جاؤ تم جیتے رہو تم رہتی دینا تک
ہو تم مرے جگر کا چین مری آنکھ کی ٹھنڈک

کہا اولاد مسلم نے ادب سے اے شہید والا
ہوئی دنیا ہماری بعد مسلم کے تہہ و بالا

دکھائے دن نہ وہ ہم کو خدا ہم بعد حضرت کے
رہیں زندہ جہاں میں اور دن دیکھیں مسرت کے

کہے گی کیا عقیلؓ پاک کی اولاد کو دینا
کہاں جا کر رہیں گے چھوڑ کر ہم آپ کو تنہا

خدا کو کیا ہم اپنا منہ دیکھائیں گے سرِ محشر
چلے جائیں سرِ میداں جو تم کو چھوڑ کر سرور

کہا سرکار یہ شیدا نہیں باوفاؤں کا
کہ ہٹ پیچھے جائیں دیکھ کر طوفاں جفاؤں کا

سرِ میدان بدلا لیں گے ہم مسلم کے دشمن سے
ہم اُس کے بدلے کر دیں گے ہزاروں سر جدا تن سے

کہا ہر فرد نے بڑھ کر ہم ہرگز نہ جائیں گے
ملائیں گے عدو کو خاک میں یا سر کٹائیں گے

خطیب کوفہ مسلم بن عوسجہ کی تقریر

امام عالی مقام اور سرفروشان اسلام میں ۹ محرم پنجشنبہ کی رات جو کہ جوانان اہل بیت مصطفیٰ ﷺ کی دنیا کی آخری رات تھی جس رات میں نونہالانِ مرتضیٰ بازار امتحان سے دائمی

Marfat.com

زندگی کے گوہروں کی خریداری کے لئے قیمت کا اندازہ کر رہے تھے امام حق نے فرزند مسلم اور اُن کے بھائی سے ہر چند کہا کہ تم مرے بھائی مسلم کی نشانی ہو مرے دل کا شادمانی ہو اپنے اپنے گھر واپس چلے جاؤ لیکن ہر اک نے یہی کہا کہ ہم بازار امتحان سے اپنی جان نقد کو دیکھ کر دائمی زندگی کے گوہر خریدینگے ہر فرد اپنے جذبۂ جہاد عشق کا اظہار کر رہا تھا کہ خطیب کوفہ مسلم بن عوسجہ اٹھے اور اس طرح خطاب کیا۔

خطیب کوفہ اٹھے لے کے دل میں جوش ایمانی
پڑھیں آغاز میں پہلے تو کچھ آیات قرآنی

نہایت جوش میں تقریر کی محفل کو گرمایا
شہادت کا مکمل فلسفہ لوگوں کو سمجھایا

کہا تخلیق انساں خود دلیل مرگ جانی ہے
مدار زندگی یہ ہے جو پیدا ہے وہ فانی ہے

مٹانا چاہتا ہے حق کو باطل زور طاقت سے
ہمیں حق کی مدد کرنا ہے امکانی شجاعت سے

ہمارے ہاتھ میں جب تک سنان و تیغ و خنجر ہے
ہمارے سامنے جب تک یہ بطل کا لشکر ہے

جہاں تک دست و بزو کام دینگے کام ہم لیں گے
نہ ہرگز اک قدم ہٹنے کا پیچھے نام لیں گے

کہا آقا ابھی ہم سرفروشوں میں وہ ہمت ہے
ہمارے جوش پر موقوف دشمن کی ہزیمت ہے

عجب تیور سے ابنِ عوسجہ تقریر کرتے تھے
نک کر منہ سے فقرے قلب کو تسخیر کرتے تھے

ہوا اک جوش تازہ آپ کی تقریر سے پیدا
صدائے مرحبا تھی خنجر و شمشیر سے پیدا

Marfat.com

اٹھے غازی مجاہد تیغ بر کف یا علی کہہ کر
کہا مرنے کو ہم حاضر ہیں اے لختِ دلِ حیدر

چمک کر خود بخود تلوار جھومی ہر مجاہد کی
شجاعت کی زباں نے تیغ چومی ہر مجاہد کی

شب عاشورہ

شب عاشورہ دشت کربلا کا تھا عجب منظر
کہ تھے دو خیمہ زن میدان میں دو مختلف لشکر

بہتر ہے اِدھر تعداد دیکھو حق پرستوں کی
اُدھر ہے فوج کچھ اک لاکھ سے کم چیرہ دستوں کی

اِدھر خیموں پہ رحمت عرشِ اعظم سے برستی تھی
اُدھر دوزخ میں جانے والوں کی آباد بستی تھی

اِدھر ہر لحظہ ارمان شہادت میں ترقی تھی
اُدھر ساعت بہ ساعت خواب غفلت میں ترقی تھی

اِدھر کیف شہادت کی تھی سر مستی و سر جوشی
اُدھر تھی کوفیوں کی فوج میں ہر سمت مے نوشی

اِدھر مسروق نے بڑھ کر اذاں دی نور کے تڑکے
اُدھر شعلے نفاق و دشمنی کی آگ کے بھڑکے

اِدھر کر کے تیمّم خیمے سے غازی نکل آئے
اُدھر میداں میں شامی لے کے خود اپنی اجل آئے

اِدھر فرض خداوندی ادا ہوتا ہے میداں میں
اُدھر ہیں گشت وخوں کے مشورے فون لعیناں میں

ستارے چھپتے جاتے تھے فلک کے جیب وداماں میں
طلوع صبح کے آثار ظاہر تھے بیاباں میں

Marfat.com

ہوئے فارغ نماز با جماعت سے شہِ والا
گلیم شب کو سورج نے کل کر چاک کر ڈالا

بجا نقارہ طبلِ جنگ کی ہر جا صدا گونجی
ہوائے جنگ نے امن و اماں کی لوٹ لی پونجی

وہ طبلِ جنگ کی آواز پیہم کان میں آئی
سواری عمر ابنِ سعد کی میدان میں آئی

سپاہ عمر بن حجاج وفوج شمر ذی الجوشن
ہوئی دہنی طرف بائیں طرف آکر قیام افگن

سواروں کے رسالے پاپیادے فوج کے دستے
ہراک جانب سے وہ روکے ہوئے تھے امن کے رستے

بڑھے میداں کی جانب قیس وعُروہ کی قیادت میں
جنوں جنگ ظاہر قیس سے تھا جوش ووحشت میں

صفیں آراستہ جب ہو گئیں افواج شاہی کی
ہوئیں تلوارئیں عریاں سرفروشانِ گرامی کی

رواں ہونے لگیں نہریں نئی خونِ شہیداں میں
ہوئی برپا قیامت کربلا کے ہر بیاباں میں

بریرابن خضیر کی ابنِ سعد سے ملاقات

دس محرم بروز جمعہ جب یزید ناخلف کی فوجیں کربلا کے میدان میں آکر صف آراہوگئیں اور جوانان اہل بیت بھی اپنی چھوٹی سے جماعت کے ساتھ شامی فوج کے مقابل صف آرا ہو گئے اور دونوں طرف تلوارئیں بجلی کی طرح چمک رہئیں تھیں زرہ بکتر سورج کی کرنوں سے جسموں کے اُپر دمک رہے تھے نیزے فضا میں بلند ہو رہے تھے تیر ترکشوں میں کروٹ بدل رہے تھے بہادران فوج شام کے دل ہاشمی شیروں کی ہیبت سے دہل رہے تھے اچانک زہیر ابن حفیر سرفروشانِ دین کی صف سے نکلتے ہیں جو

Marfat.com

کوفے کے رہنے والے تھے اور اپنی جان مصطفیٰ کے لعل پر نثار کرنے کو امام عالی مقام کی جماعت میں شامل ہو گئے تھے اپنا گھوڑا بڑھا کر ابنِ سعد کی طرف جاتے ہیں اور اس کے قریب پہنچ کر بریر ابن حضیر نے عمرو بن سعد کو سلام وغیرہ کچھ بھی نہ کیا کیونکہ آپ نے اہل بیت کے دشمن کو مسلمان ہی نہیں سمجھا تھا اس لیے سلام نہیں کیا ابنِ سعد نے آپ کو فعل رسول کے خلاف پایا تو ترکِ سنت کا سبب پوچھا اور کہا کہ ایک مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ جب وہ کسی دوسرے مسلمان سے ملے تو سلام کے ساتھ ملے لیکن تم اس کے خلاف مجھے ملے ہو۔

بریر ابن حضیر کا ابنِ سعد کو جواب دینا

تجھے اسلام سے کیا کام سنت سے علاقہ کیا
کہ تو دشمن ہے جبکہ بے حیا سبط پیمبر کا

فرات اک عام یہ بہتے ہوئے پانی کا دریا ہے
ہر ایک ذی روح پانی بے تکلف اُس کا پیتا ہے

مگر تو نے خلاف ملتِ حق آلِ اطہر پر
کیا ہے تین دن سے بند پانی اے جفا پرور

محمد مصطفیٰ (ﷺ) زہرا کے لعلوں سے اُلجھتا ہے
مسلماں پھر بھی اے بد بخت تو خود کو سمجھتا ہے

مسلماں خود کو تو کس منہ کہتا ہے بتا ظالم
مسلمانی کی ترے پاس ہے بُرہان کیا ظالم

کہا شرما کے ابن سعد نے عابد و زاہد
مجھے رے کی حکومت کا یہ سودا ہے خدا شاہد

خلاف حکمِ عاملِ کچھ میں اِصلا کر نہیں سکتا
انہیں آب و غزا پہنچاؤں ایسا کر نہیں سکتا

Marfat.com

امام عالی مقام کا تمام حجت کے لئے شامی فوج سے خطاب

عمامہ صاحب معراج کا باندھے ہوئے سر پر
دلسرانہ ہوئے خیمہ سے باہر سبط پیغمبر

زرہ حمزہؓ کی پہنی جسمِ اطہر میں سرِ میداں
کیا گھوڑے کو افواج عدو کے سامنے جولاں

قریب فوج آ کر فوج سے ارشاد فرمایا
مسلمانوں کہو ہے کون تم میں مرا ہم پایا

کہ جو مَیں کہتا ہوں اس کو کان لگا کر سنو کہ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو کہ میں زہرا کا دلبر ہوں فرزند فاتح خیبر ہوں محبوب کبریا ہوں ابو طالب کو پوتا ہوں محمد ﷺ کا نواسا ہوں مرے نانا شافع محشر ہیں مرے بابا ساقی کوثر ہیں مرے چچا عقیل و جعفر ہیں میں رسولِ اکرم ﷺ کی لاڈلی بیٹی فاطمہ کا چراغ ہوں گلشن مصطفیٰ ﷺ کا پھول ہوں جگر گوشہ بتول ہوں میں نے کیا تمہارے ملک کے کسی حصے پر قبضہ کیا یا کسی کو قتل کیا ہے اے عزیزوں میں یہاں چھوڑ کر نہیں آیا۔ اے قیس اے حجاج اے اشعث اے شیعان علی کیا تم نے مجھے خطوں پر خط بھیج کر نہیں بلایا خدا را مرے قتل سے باز آؤ اپنی عقبہ برباد مت کرو کل قیامت کے دن مرے نانا کو کیا منہ دکھاؤ گئے مرے ناحق خون کا خدا کو کیا جواب دو گے امام عالی مقام نے۔

بلند آواز سے اس روز کی تقریر فرمائی
سپاہ شام پر ہیبت شہ ذی جاہ کی چھائی

کہا بے غیرتی سے قیس بن اشعث نے شرما کر
اطاعت کیوں نہیں کرتے عبیداللہ کی سرور

یہ فقرہ سن کے چہرہ پر شہیدیں کے جلال آیا
کمینے کی بد اخلاقی کا رہ رہ کے خیال آیا

نگاہ غیض ڈالی قیس پر غصے سے فرمایا
کروں میں نے دین کی اطاعت اس سے فرمایا

Marfat.com

گوارا فاسق و فاجر کی اطاعت کی نہیں جاتی
اہانت ملتِ اسلام کی دیکھی نہیں جاتی
مکمل وعظ اک عنوان تھا رشدو ہدایت کا
کیا حق آپ نے پورا ادا اتمام حُجت کا

تقریر زہیر ابن قیس

امام عالی مقام کی فوج شام سے گفتگو جاری تھی جب گفتگو کا سلسلہ ختم ہونے کو آیا تو زہیرؓ کوفی فوجوں کی طرف بڑھے اور للکار شامی افواج سے کہا کہ اے مسلمانوں یہ کیا اندھیر ہے کہ مسلمان ہو کر مسلمانوں کے سردار سے جنگ آزمائی ہے تم لوگوں کی اپنی مسلمانی کا ذرہ برابر بھی پاس نہ رہا ابھی موقعہ ہے اپنے بدکردار سے توبہ کرلو تا کہ محشر کے دن دوزخ کی طرف نہ جانا پڑے حسین ابنِ علی تم سے صلح و امن کے طالب ہیں خدا را مرے کہنے کو مانو تمہیں جلاد ابنِ زیاد نے دوزخ کے کنارے پر لا کر کھڑا کر دیا ہے عبیداللہ بے دین پر لعنت کرو اس سے دور ہو کر امام عالی مقام کی خدمت کا شرف حاصل کرو اور اپنی دنیا و عقبہ کو سنوار لو خدا اور رسول کو راضی کرلو دونوں جہان کی رسوائی سے بچو اللہ کے غضب سے ڈرو زہیر شیر دل کی یہ باتیں سن کر کوفیوں کو حسد کی آگ نے جلا دیا اور انہوں نے زبان سے خوب بکواس کی شمر ذی الجوشن نے جھلا کر کمان سے تیر چھوڑا اور کہا او قیس ان کے منہ بند کر مسلمانوں کو بے دین کہتا ہے دین کی پابندی کرنے والوں کو مغضوب بتاتا ہے شمر ذی الجوشن کی یہ بات سن کر زہیر شیر دل رُخ شمر کی جانب کیا۔

زہیر آگے بڑھے او شمر سے غصے میں فرمایا
کہ اے گستاخ تو ہے اک سگِ مغرور چوپایا
تجھے کیا دین دے مطلب ترا دوزخ ٹھکانا ہے
تیرے کردار بد سے با خبر سارا زمانہ ہے
بڑھی جب بات دونوں سمت سے خنجر نکل آئے
صفوں میں برہمی پیدا ہوئی لشکر نکل آئے

Marfat.com

زہیر پاک کو آواز دی شاہ شہیداں نے
بلایا پاس اُن کو اپنے ابنِ شاہ مرداں نے
عمر بن سعد نے بھی شمر کو آواز دی فوراً
ہوا میداں سے وہ بے دین واپس شمر ذی الجوشن
مقابل فوج کے جب فوجِ خوں آشام آتی ہے
زبانی گفتگو اُس دم نہ کوئی کام آتی ہے

آغاز جنگ

جب کربلا کی جنگ کی خبر قرب و جوار کے دیہاتوں میں پھیلی تو جو عاشقان اہل بیت تھے امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہونے لگے تاکہ اپنی اپنی جانیں امام عالی مقام کے قدموں میں قربان کر دیں اُدھر ابنِ سعد نے کمان سے پہلے تیر اہل بیت کے جوانوں پر چھوڑا اور کہا کہ سب گواہ رہو کہ امیر شام کے مخالفوں پر پہلے میں نے وار کیا ہے اور میں اس میدان کا سالار اعظم ہوں جب ابنِ سعد نے تیر کمان سے چھوڑ کر جنگ کی ابتدا کر دی تو شامی لشکر سے مسلم بن محرہ جو کہ نامی گرامی پہلوان تھا صف شکن تھا میدان میں آیا اور مبازر طلب کیا امام عالی مقام کی خدمت جو قریب کے گاؤں والے آ آ کر اپنی جانیں امام حق پر نچھاور کر رہے اُنہیں ایک وہب ابنِ عبداللہ کلبی کا واقعہ نقل کیا جاتا ہے جن کی عمر شریف ۱۸ سال ابھی شادی کو ۱۷ دن ہوئے آپ کی والدہ بیوہ ہیں جب وہب بن عبداللہ باہر کے کام سے فارغ ہو کر گھر پہنچتے ہیں تو اُن کی والدہ زار و قطار رو کر بیٹے کے گلے میں باہیں ڈال دیتی ہیں۔

نظم دربان

تجھے خونِ جگر اپنا پلا کر میں نے پالا ہے
مرے نورِ تو ہی مرے گھر کا اُجالا ہے
سُلایا ہے تجھے سوکھے میں میں گیلے میں سوئی ہوں
یتیمی پر تری میں عمر بھر برجستہ روئی ہوں

Marfat.com

تیر خاطر اٹھائیں میں نے تکلیفیں زمانے کی
کر لی کوششیں ہمیشہ تجھ کو ہر غم سے بچانے کی
جہاں میں خود کو کھو کر بیٹا میں نے تجھ کو پایا ہے
بڑی مشکل سے یہ وقت جوانی تیرا آیا ہے
ترے والد تو تجھ کو چھوڑ کر کمسن ہوئے رخصت
مگر میں نے نہ آنے دی تری جانب کوئی کلفت
کیا قربان تجھے میں نے اپنے عیش و عشرت کو
رکھا مد نظر ہر دم ترے آرام و راحت کو
وہب کی والدہ رو رو کے یہ اظہار کرتی تھیں
ہر اک ہچکی پہ بیٹے سے یہی اِصرار کرتی تھیں
سکون جان ہے تو ہی میری آنکھوں کا تارا
جہان زندگی میں تو مرے دل کا سہارا ہے

فرمانبردار بیٹے کا بے چین ہوکر والدہ سے بے قراری کا سبب پوچھنا

اے مادر مشفق مہربان تمہارے پاک قدموں پر مری جاں قربان مری پیاری والدہ میں نے جب سے میدان عقل میں قدم رکھا ہے آج تک آپ کی نافرمانی نہیں کی اے مری مہربان ماں اپنی بے قراری اِس گریہ زاری کا کچھ تو سبب بیان کرو اگر آپ کی بے قراری دور کرنے میں مری جان بھی صرف ہوگی تو میں دریغ نہیں کروں گا۔ وہب کی والدہ نے وہب کی زبان سے جب یہ کلمے سُنے تو اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگیں اور روتے روتے فرمابردار بیٹے سے کہا تجھے معلوم ہے مصطفیٰ ﷺ کے جگر پارے فاطمہ زہرا کی آنکھوں کے تارے بے سہاروں کے سہارے فاتح خیبر کے دلارے جگر گوشہ رسول فرزند بطول گلشن حیدر کے شگفتہ پھول تمام امت کے سردار اولیا کے تاجدار جنت کے مال ومختار کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں خیمہ زن ہیں اور یزید ناخلف نے تین دن سے آلِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے آپ و دانہ بند کر رکھا ہے ۸۲ بیاسی ہزار فوج خوں آشام کو ان کے خون میں نہانے کو میدان

Marfat.com

کربلا میں جمع کر دیا ہے اے مرے پیارے بیٹے کیا تو اپنی ناچیز جان کو مصطفیٰ ﷺ کے لعلوں پر زہرا کے پالوں پر قربان کر دے گا فرمابردار بیٹے نے فوراً کہا ہمارے ایسے نصیب کہ ہم اپنی ناچیز جان کو اُن کے قدموں کروں یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ہم کو یہ موقعہ عطا فرمایا ہے مری پیاری والدہ اتنی مجھے اجازت دے دو کہ میں اپنی شریک حیات سے اجازت لے لوں کیونکہ ابھی اُس نے جی بھر کے مری جوانی کی بہار بھی نہیں دیکھی ہے والدہ نے کہا کہ بیٹا عورت نافہم اور عیار ہوتی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں فریب دے کر عیاری کے جال میں گرفتار کر لے اور تم اِس سعادت سے محروم رہ جاؤ وہب نے والدہ کی یہ بات سن کر عرض کیا کہ مادر مہربان اب تو دل میں عشق اہل بیت کا ایسا چراغ روشن ہو گیا ہے جسے دنیا کی کوئی بھی تیز تند آندھی نہیں بجھا سکتی وہب کی والدہ نے نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیوی کے دام فریب میں نہ آجانا وہب نے جواب دیا کہ اگر اِس راہ میں اُس نے کچھ رکاوٹ کی تو میں اسے آزاد کر دوں گا آپ بالکل مطمئن رہیں میں کسی فریب میں آنے والا نہیں یہ کہہ کر وہب اپنی دُلہن کے پاس گئے اور اُس کے سامنے کربلا کا نقشہ کھینچ کر بتایا وہب کی دلہن نے خوش ہو کر کہا۔

وہب میدان جنگ میں

جب یزیدی فوج سالم میدان آکر مبارز طلب کرتا ہے وہب بن عبداللہ کلبی امام عالی مقام سے اجازت لے کر بے دین سالم کے مقابل میدان میں دلیرانہ شان سے سینہ سپر ہو جاتے ہیں جوانی کا شباب دشمن سے لڑنے کے لیے بے تاب کر رہا ہے۔

سوال و جواب

اجازت لے کے عبداللہ کلبی آئے میداں میں
فضائے آسماں سے بجلیاں کوندیں بیاباں میں
کہا سالم نے کیا نام ونشاں ہے خانداں کیا ہے
نہیں کیا تم میں کوئی باوجاہت نوجواں کیا ہے

Marfat.com

یہ بہتر تھا کہ مرنے کے لیے وہ بدنصیب آتے
سرِ میداں زہیر آتے بریر آتے حبیب آتے

کہا سالم سے عبداللہ نے خاموش بے غیرت
غلاموں پر اٹھانا ہاتھ ہے اشراف کی ذِلت

یہ سن کے فقرے عبداللہ کے جل بھن گیا سالم
بڑھا شمشیر لے کر ان میں غازی طرف ظالم

لگا تلوار پر تلوار برسانے مجاہد پر
مگر رد کیا غازی نے ہر اک وار بد اختر

مثالِ شیر پھر میدان میں اک بار غازی نے
عدو کے سر پہ ماری کھینچ کر تلوار غازی نے

پڑی تلوار خود پر اور خود کو کاٹ کر نکلی
کیے سر کے بھی دو خونِ جگر کو چاٹ کر نکلی

صفائی وہ دکھائی تیغ عبداللہ نے ان میں
کہ ہل چل مچ گئی ہیبت سے ہر جا فوجِ دشمن میں

سپاہ شام نے حکم عمرو بن سعد سے بڑھ کر
کیا چاروں طرف سے حملہ عبداللہ کلبی پر

یہ دیکھا جنگ کا نقشہ تو عبداللہ کو بی بی
سرِ میداں چلی آئیں مدد کو اپنے شوہر کی

کہا شوہر نے واپس جاؤ اے بانوئے با عزت
ہو مرے سامنے جنگ آزما تم مری ہے ذلت

شہہ دیں بھی عبداللہ کی بی بی کو سمجھایا
سنایا حکم قرآں جنگ کے میداں سے لوٹایا

عجب جوش جہاد حق عجب شوق شہادت تھا
کہ مستورات کو بھی عرصۂ پیکار جنت تھا

Marfat.com

عبداللہ کلبی اور میدان جنگ

بڑھا جوشِ شجاعت قلب عبداللہ غازی میں
رہا مصروف یہ جانباز ہم ترک نازی میں
بہت سے کوفیوں کو شامیوں کو جان سے مارا
پھرے منہ دشمنوں کے جنگ سے اِس شان سے مارا
رضائے حق میں کھا کر زخم رہ کر صابر و شاکر
شہید فی سبیل اللہ عبداللہ ہوئے آخر

وہب بن عبداللہ کا دشمنوں نے سر قلم کر کے خیمے کی حدود میں پھینک دیا آپ کی والدہ نے سر کو دوڑ کر اٹھایا اور اپنے سینے سے لگایا شہید حق کی پیشانی کو چوما اور خیمے کے اندر لے کر آئیں وہب کی بی بی سر کے قریب آ کر پروانہ وار اپنے بہادر شوہر کے سر پر قربان ہو جاتی ہے اور روح جسم نازنیں سے پرواز کر کے خُلد میں اپنے شوہر کے پاس پہنچ جاتی ہے وہب بن عبداللہ کلبی کی شہادت کے بعد ایک بار پھر امام عالی مقام نے شامی فوج سے خطاب کیا اور پھر ایک صلح و امن کی کوشش کی تا کہ تاریخ عالم شاہد رہے کہ شہدِ دین نے آخری دم تک صلح و امن کی کوشش کی اور ہر چند یہ چاہا کہ شامی کوفی دوزخ سے بچ جائیں لیکن دوزخ ان کی قسمت مقدر ہو چکا تھا ان کے قلبوں پر ربِ کائنات نے مہر لگا دی تھی اُن کی آنکھوں پر شیطان نے غفلت کے پردے ڈال دیئے تھے اور اُن کے کان حق سننے کے لیے بند تھے ان کا ہدایت پر آنا غیر ممکن ہو گیا تھا اُدھر قرب و جوار کے دہاتوں میں جو نونہالان مصطفیٰ کے فدائی تھے یک بعد دیگر امام عالی مقام اور شامیوں میں حاضر ہوتے ہیں اور اپنی اپنی جانبازی کے خوب جوہر دکھاتے ہیں بہت سے کوفیوں اور شامیوں کو داروغۂ دوزخ کے سپرد کر کے خود بھی شہادت کا جام نوش فرما کر ہمیشہ کے لیئے زندہ حاصل کرتے ہیں ایسی زندگی جسے کے لیئے پھر موت نہیں ایسی زندگی کہ جس زندگی میں ہر وقت اللہ جل شانہ کا دیدار حاصل ہو اور طاقت پرواز فرشتوں سے کہیں بڑھ کر ہو ایسی زندگی کہ جس زندگی کی خود زندگی دینے والا تعریف کرے اب کوئی قرب و جوار کا شیدائی باقی نہیں۔

Marfat.com

دعائے زمین کربلا

زمین کربلا نے ذات باری سے دعا مانگی
کہ حق سے دائم عزت و عظمت برملا مانگی

بعد آہ و فغاں کی التجا اے حضرت باری
جہاں میں ہو چکی مری بہت ہی ذلت و خواری

یہ مانا ہے جہنم کو بھی نفرت نام سے مرے
ٹپکتا ہے لہو ذرات خون آشام سے مرے

یہ مانا ہے جہنم ذرہ ذرہ مری وادی کا
یہ مانا میں ہوں مرکز دو جہاں کی نامرادی کا

یہ مانا باعث ننگِ زمانہ مری ہستی سے
یہ مانا مجھ پہ ذلت اوجِ گردوں سے برستی ہے

یہ مانا میں ہوں مجموعہ جہاں بھر کی بُرائی کا
بجا ہے مجھ پہ طعنہ اے خدا تری خدائی کا

مگر یہ ذلتیں آخر اللہ العالمیں کب تک
رہے گی خوار و رسوا کربلا کی سرزمیں کب تک

ازل سے آج تک ساری خطاؤں کی سزا دے دے
مجھے تعزیر جو مرضی ہو تری اے خدا دے دے

مجھے منظور ہر پاداش ہے اے خالق اکبر
مگر رحمت سے اپنی مرے مستقبل کو روشن کر

مرے تاریک ماضی کا مجھے نعم البدل دے دے
مجھے عشقِ شہید پیغمبراں اے عزوجل دے دے

نبی کا عشق اہل بیت کی سچی محبت دے
کرم سے اپنے حق آل عبائی کی مجھ کو الفت دے

Marfat.com

زیارت گر نہیں ہے رحمت عالم کی قسمت میں
مجھے رکھ آلِ پیغمبر کی ارمان زیارت میں

نثار آلِ اطہر کربلا کا ذرہ ذرہ ہو
قدم بوسی حسینؓ ابنِ علیؓ کی روز مرہ ہو

بنے ہر ذرہ مری خاک کا فردوس نظارا
شہیدان محبت کا بنا دے مجھ کو گہوارا

رہے ہر لعل زہرا کا ابد تک مرے داماں میں
مرا چہرہ ہو رنگیں سرخی خونِ شہیداں میں

مجھے دے دے خداوند شہیدان رسالت کو
سمٹ کر آئے دنیا ہر طرف سے مری زیارت کو

الٰہی اب یہ مری التجا مقبول فرمالے
دعائے کربلا کو اے خدا مقبول فرمالے

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر 17

کربلا میں امام عالی مقام کی کرامات

چنانچہ ابھی گفتگو جاری تھی کہ ابنِ اشعث نے کہا کہ اِس وقت یہ مسئلہ درپیش نہیں آپ جنگ کے لیئے کسی کو میدان میں بھیجئے اور گفتگو ختم فرمائے امامِ حق نے فرمایا میں حجتیں ختم کرنا چاہتا ہوں کہ مری طرف سے اس جنگ کو ختم کرنے کوئی تدبیر باقی نہ رہ جائے یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ مالک ابن جوزہ اپنے گھوڑے کو بڑھا کر صف اسلام کی طرف اور خندق میں جو حفاظت کے لیئے آگ جلاء گئی تھی اُس کو دیکھ کر اس گستاخ بد باطن نے کہا کہ اے حسینؓ تم نے تو دوزخ کی آگ پہلے ہی اپنے گرد آگ لگالی اُس کے جواب میں امام عالی مقام نے فرمایا کذبت عدو اللّٰہ اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے مالک ابن جورہ کی کمینی حرکت مسلم بن عوسجہ خطیب کوفہ کو جوش آیا اور چاہتے تھے کہ ملعون کو تیر کا نشانہ بنایں لیکن سرکار نے منع فرمایا تیری جرات قلب کا مرہم بھی مرے پاس ہے یہ کہہ دعا کے لیے دست عالی اٹھائے اور رب سے کہا کہ اے رب کائنات اس مردک کو عذاب نار سے پہلے دنیا میں ہی عذاب آتش میں مبتلا کر امام دوسرا کی زبان پاک سے یہ کلمے نکلے ہی تھے اُس ناری کا گھوڑا چمکا اور اس کو جلتی ہوئی خندق کی آگ میں ڈال دیا اور نار جہنم سے پہلے نارِ دنیا میں جل کر نار دوزخ میں پہنچا اس اثنا میں ایک ناری اور آیا اس نے بھی گستاخی کی اور کہا کہ حسینؓ تمہیں (دوسری کرامت) پیغمبر خدا سے کیا نسبت یہ کلمہ امام حق کو تکلیف دہ تھا آپ نے اس کے لیے بھی بد دعا کی اور کہا یارب اُسکو عذاب کی ذلت میں گرفتار کر ابھی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ اس کو قضائے حاجت ہوئی اور وہ گھوڑے سے اتر کر قضائے حاجت کے لئے بیٹھا تو ایک زہریلے سیاہ بچھو نے اُس مردود کے ڈنک مارا جس کے سبب وہ نجاست آلودہ تڑپتا پھرتا تھا اور نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ تمام لشکر کے سامنے اسی حالت میں داروغۂ دوزخ کو جان دے اِس پر بھی فوج یزید سیاہ بخت کو عبرت نہ ہوئی۔ (تیسری کرامت) ایک اور بے دین نے میدان میں آن کر کہا کہ نہر فرات کیسے موجیں مار رہا ہے اور تمہیں اِس کا ایک قطرہ بھی نہ ملے گا امام عالی

Marfat.com

مقام نے اُس کے حق میں فرمایا اللھم متہ عطشاً۔ اے رب اس کو پیاسا مارا اچانک مزنی کا گھوڑا چمکا اور اس کو لے کر بھاگا یہ اسکو پکڑنے کو پیچھے دوڑا یہاں تک کہ اُس پر پیاس غالب ہوگئی اور العطش العطش کی چیخیں مار مار کر تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوگیا امام عالی مقام نے یہ بات ظاہر کردی کہ اللہ کی بارگاہ میں ان کی مقبولیت کا یہ عالم ہے۔

بریر ابن خضیر کی شہادت میدان کربلا میں

اسی اثنا میں جنوں کا سردار جعفر شہِ دیں کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے شامی فوج سے لڑنے کی اجازت طلب کرتا ہے امام عالی مقام اُس کو اپنا تصرف اور اختیار دکھا کر واپس کر دیتے ہیں یکا یک لشکر یزید سے یزید ابنِ معقل للکارتا ہوا میدان میں آتا ہے اور مقابلے کے لیے بریر ابن خضیر کو بلاتا ہے بریر ابنِ خضیر امامِ دین سے اجازت لے کر فوراً اُس کے مقابل جاتے ہیں تین دن کے بھوکے پیاسے تھے یزید ابنِ معقل نے یہ سمجھا کہ بھوک و پیاس کی وجہ سے یہ پریشان ہوں گے تو بریر ابن خضیر نے پوچھا کیا حال ہے مردِ غازی نے اُس کے جواب میں کہا کہ اللہ کا شکر ہے اُس کا لاکھ احسان ہے مرے پاس دولت ایمان ہے میں بہت شاد ہوں اِس پر ناری نے کہا کہ بریر تو جھوٹا ہے اور ہمیں بے ایمان دار بتاتا ہے بریر نے کہا تری بے ایمانی تو خود ظاہر ہے یہ سن کر وہ جھلا گیا اور کہا کہ اے نہر فرات کے پانی کے محتاج۔

یہ کہ کر کھینچ لی تلوار غازی کی طرف جھپٹا
مگر اُس کو بھی نماز نے بہت ڈانٹا بہت ڈپٹا

بجائے تیغ کے نیزہ لیا ابنِ معقل نے
بریر پاک بھی خنجر بکف آگے گلے چلنے

کہا اللہ اکبر تیغ چھوڑی سر پر موذی کے
کیئے اک وار میں سر اور خود سر کے بھی دو ٹکڑے

رضی فرزند منقذ نے کہا پہلو کا چیر دیں سینہ
مگر غازی نے دے مارا زمیں پر اُس کو ٹھکرا کر

Marfat.com

ارادہ تھا کہ خنجر سے رضی کا چیر دئیں سینہ
کہ آ کر کعب بن جابر نے پیچھے سے بصد کینہ
کیا پشت بریر پاک سے دل پر وار نیزے کا
غضب تھا جاں ستاں زخم جگر افگا نیزے کا

بریر اٹھنے نہ پائے کہ فوراً کعب نے بڑھ کر
چلایا تیز دستی سے گلوئے ناز پر خنجر
رہی قائم نہ یہ زور آزمائی چند ساعت بھی
ہوئے واصل بہ حق آخر بریر پاک طینت بھی

ملامت کعب پر کی کعب کی بی بی نے جھلا کر
کہا میں عمر بھر تجھ سے نہ اب بولوں گی غارت گر
کیا دھوکے سے تو نے قتل اک غازی مجاہد کو
کہاں اب پائیں گے ہم ایسے زاہد ایسے عابد کو

شہادت عمر بن قرظہ

حضرت بریر بن خضیر کی شہادے کے بعد عمر بن قرظہ انصاری امام عالی مقام سے اجازت لے کر میدان میں آتے ہیں اور اپنی قوت ایمانی کے خوب جوہر دیکھتے ہیں جو بے دین آپ کے مقابل آتا ہے وہ دوزن کو چلا جاتا ہے لشکر اعدا پر آپکی ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور آپ اپنے گھوڑے برق رفتار کو چمکا کر بجلی کی طرح فوج شام پر حملہ آور ہوتے ہیں کشتوں کے پشتے لگا دیتے ہیں اعدا میں ابتری پھیل جاتی ہے چاروں طرف سے آپ نیزے اور تیروں کا مینہ برس رہا ہے اور آپ ذوق جہاد عشق حق میں جسم پاک پر تیروں اور نیزوں کے سینکڑوں زخم کھاتے ہیں اور بہت سے بے دینوں کو جہنم کا راستہ دکھلا کر خود شہادت کا ساغر پی کر جاں بحق ہو گئے شہید عشق کا برادار جو لشکر اشرار میں شامل تھا اہل بیت سے لڑنے کو میدان آتا ہے ابھی اچھی طرح میدان آکر کھڑا بھی نہ ہوا تھا کہ نافع مرادی نے اس پر تلوار کا وار کیا اور زخم کاری لگا کر گھوڑے سے نیچے گرا لیکن اُس کے ہمراہی اُس کو اٹھا کر لشکر میں

Marfat.com

عذاب زندگی باقی تھی۔

مکالمہ حُر اور ابن سعد

حضرت حُر بن یزید رِیاحی کا یہ عالم ہے کہ چہرہ زرد ہے آنکھوں میں آنسوؤں بھرے ہوئے ہیں بدن بار بار کانپتا ہے بے قراری کے عالم میں کبھی لشکر مینہ کی طرف جاتے ہیں کبھی میرے کی طرف نہایت بے چین پریشان خاطر ہیں کہیں بھی چین نہیں آتا جب آپ کو اِس عالم میں دیکھا تو آپ کے بھائی مصعب بن یزید جو عمرو بن سعد کے قریب کھڑے ہیں پوچھتے ہیں کہ اے برادر آپ مشہور جنگ آزما ہیں مردِ میداں تنہا ہزاروں تلوار چلانے والے ہیں آپ کی بہادری کے تمام عرب میں چرچے ہیں لیکن آج آپ اتنے کبیدہ خاطر کیوں ہیں اور آپ پر اس قدر خوف و ہراس کیوں غالب ہے حُر نے کہا کہ برادر مصطفٰی کے فرزند سے جنگ ہے اپنی عاقبت سے لڑئی ہے میں بہشت ودوزخ کے درمیان کھڑا ہوں دنیا پوری قوت کے ساتھ مجھ کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے اور دوزخ میں ڈالنا چاہتی ہے مرا دل اس ہیبت سے کانپ رہا ہے یہ بات سن کر ابنِ سعد بولا حُر تمہیں یہ باتیں زیبا نہیں دیتیں تم ایسی باتیں کرتے ہو کہ جن کو سن کر ہمارے لشکر کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور ہمیں شکست کا منہ دیکھنا پڑے گا حُر نے عمر سے یہ بات سنی تو نہایت طیش میں آ کر کہا۔

ابن سعد کو حُر کا جواب دینا

کہا حُر نے کہ ابنِ سعد دنیا تجھ پہ غالب ہے
تجھے رَے حکومت چاہیے تو رے کا طالب ہے

مسلماں ہو کے تو بہ ہم لڑئیں سبط پیغمبر سے
یہ بہتر ہے کہ خود ہی کاٹ لیں سر اپنا خنجر سے

لڑیں ہم اپنے سلطان جہاں افروز سے پہلے
ہمارے ہاتھ ہو جائیں کاش اُس روز سے پہلے

Marfat.com

امامِ حق سے لڑنا ہے شہد لولاک سے لڑنا
تمام احکامِ قرآنِ خدائے پاک سے لڑنا

حسین ابنِ علی کی کون سی درخواست بجا ہے
امان دینے میں اُن کو سلطنت کا کیا بگڑتا ہے

بیانِ حُر پہ ابنِ سعد بولا آہ کیا کہیئے
کس سے قصہ جور عبیداللہ کیا کہیئے

وہ ظالم فیصلے کی بات سنتا ہی نہیں کوئی
نہیں نزدیک اُس کے وقعت احکام میں کوئی

حُر خدمت امام میں

قرب و جوار کے جانثار اپنی جانیں قربان کر چکے ہیں امام عالی مقام میدان میں جلوہ فرما ہیں اُدھر حُر کی بے قراری دیکھنے والوں کو بھی بے قرار کیے دیتی ہے حضرت حُر ابنِ سعد سے مصروف گفتگو ہیں اِسی اثنا میں امام عالی مقام کی آواز آتی ہے کہ کوئی ہے جو اہل بیت پر اپنی جان قربان کرے اور شہنشاہ رسالت کی بارگاہ میں سرخ روئی حاصل کرے یہ وہ صدا تھی کہ جس نے حُر کے پاؤں میں جو نا امیدی کی بیڑیاں پڑئیں تھیں ان کو کاٹ ڈالا دامِ کشمکش سے حُر کو نکالا دل کو قرار بخشا روح کو اطمینان ہوا کہ شہزادہ کونین امام حسینؓ میری پہلی جرات سے چشم پوشی فرمائیں تو عجب نہیں کریم نے کرم سے بشارت دی ہے۔ جان فدا کرنے کے ارادے سے چل پڑوں یہ تصور باندھ کر گھوڑے کو دوڑایا اور امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گھوڑے سے اتر کر نیازمندوں کی طریقہ پر رکاب کو بوسہ دیا اور نہایت ادب سے عرض کی اے فرزند رسول گھر گوشۂ بتول میں وہی حُر ہوں جو پہلے آپ کے مقابلے کو آیا تھا اور آپ کو۔

حضرت حُر کی جانبازی

اِس میدان میں بیابان میں روکا اپنی اس جسارت و مبارزت پر نادم خجالت سے نظر نہیں

Marfat.com

اُٹھتی آپ رحمت اللعلمین کے فرزند ہیں آپ فاتح خیبر کے دلبند ہیں جو دشمنوں کو معاف کرنے والے ہیں آپ کی کریمانہ صدا سن کر نا امیدی گھٹا چھٹ گی حاضرِ خدمت ہوا ہوں آپ کے کرم سے کیا بعید ہے کہ عفو جرم فرما کر اپنے قدموں پر جان قربان کرنے کی اجازت دیں امام عالی مقام کے یہ عقیدت مندانہ حُر کے فقرے سنے تو نہایت شفقت سے حُر کے سر پر دستِ کرم رکھا اور فرمایا کہ بارگاہ خداوندی میں اخلاص مندوں کی توبہ قبول ہے میں نے تیری تقصیر معاف کی اور حصول سعادت کی اجازت دی حُر اجازت لے کر میدان کی طرف بڑھے ہی تھے کہ حُر کے بھائی مصعب بن یزید رباحی دور حُر کے فرزند علی وعثمان بھائی نے کہا کہ ارے برادر تم تو اکیلے ہی سعادت کی دولت لوٹنا چاہتے ہو ہم کو چھوڑ کر چلے آئے اب ہم کو بھی اِس سعادت کی دولت میں شریک کرلو حُر اپنے بھائی اور فرزندوں کو لے کر پھر امام عالی مقام کی خدمت میں آتے ہیں اور ان تینوں کا نام بھی جانثارانِ اہل بیت میں رقم ہو جاتا ہے۔ حُر پھر میدان میں آتے ہیں یہ حال ابنِ سعد کو بڑی حیرانی ہوئی اور اس کے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور گھبرا اٹھا صفوان کو بلایا اور کہا کہ مجھے تری علقل مندی پر فخر ہے جا اور حُر کو جس طرح ہو واپس لا اگر وہ وپس نہ آئے تو کسی ہیلے سے اس کو قتل کر دے تجھے منہ مانگا انعام دوں گا صفوان چلا اور میدان میں جا کر حُر سے ملا اور کہنے لگا کہ اے تری دانائی پر ہم کو ناز تھا مگر آج تو یہ کیا دانائی کی کہ چند بھوکے پیاسے مسافروں میں لشکر جرار کو چھوڑ کر یزید کے انعام سے منہ موڑ کر شاملِ ہو گیا سمجھ سے کام لے اور واپس چل اور امیرِ شام کو خوش کر حُر نے کہا کہ اب واپس نہیں جا سکتا صفوان نے پوچھا کیوں حُر نے کہا۔

کیوں چھوڑ کے دیں فوج میں گمراہ کی آؤں
حاکم کو ہنساؤں میں محمد (ﷺ) کو رُلاؤں

کیا حاکمِ دنیا کا احساس کروں میں
اور زہرا کے رونے کا نہ کچھ پاس کروں میں

حضرت حُر عرصہ گاہ جنگ میں

حضرت حُر نے کہا کہ اے صفوان یزید ناپاک ہے حسینؓ ابنِ علی پاک ہے ریحان شہہ

Marfat.com

لولاک ہے صفوان یہ بات سن کر جل گیا اور باتوں ہی باتوں میں حُر کے سینے پر نیزہ مارا حُر نے اُس کا نیزہ چھین کر اُس پر وار کیا اور نیزے کو اُس کے سینے کے پار کیا صفوان کے دو بھائی ایک ساتھ حُر پر حملہ آور ہوئے حُر نے اُن کو مار ڈالا پھر وہاں سے پھر کر امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ سرکار اب مجھ سے راضی ہیں امامِ حق نے فرمایا میں تجھ پر راضی ہوا تو آزاد ہے کہ جیسا کہ تیری ماں نے ترا نام حُر رکھا ہے۔

یہ مژدہ سن کے حُر میدان میں شیرانا وار آیا
سپاہِ کوفہ سے لڑنے کو فی شہسوار آیا

شجاعت حُر کی پہچانی ہوئی تھی دیکھی بھالی تھی
پیامِ مرگ اُس کے ہاتھ تیغ ہلا لی تھی

کوئی سردار تنہا حُر سے لڑنے کو نہ تھا مائل
سپہ سالار نے یلغار پر سب کو کیا مائل

علم تلوار کی حُر نے لیا ایک ہاتھ نیزہ
جو آیا زد پہ پس کر بارِ خنجر سے ہو ریزہ

کبھی تلوار بجلی سی کسی جانب چمکتی تھی
کبھی برچھی مخالف کو اجل کی طرح تکتی تھی

صفوں میں ابتری پھیلی سراسمہ سب ہوا لشکر
بہادری دیکھ کر حُر کی شجاعت کھا گئے چکر

ہوئی ناکام یورش یہ سپاہ سے سروپا کی
نہ آئی کام دشمن کی سبکدستی و چالاکی

یزید ابنِ علی سفیان بڑھا اعدا کے لشکر سے
ہوا فی النار لے کر تیغ حُر گرتی تھی گردن پر

ہٹی پیچھے ہزیمت کھا کے فوجِ شام میداں سے
ہوئے واپس بہادر ہو کے سب ناکام میداں سے

Marfat.com

بڑھے شمر و عمر غیرت دلائی سارے لشکر کو
کہا نرغہ لے لو بزدلو تم دلاور کو

ہزاروں تم ہو میداں میں وہ تنہا ہے اکیلا ہے
تمہاری فوج دریا موج میلا ہے جھیلا ہے

جو تم چاہو تو دم بھر میں مجاہد کو فنا کردو
اُڑاوٗ خاک گرمل کر تو جنگل خاک سے بھر دو

حضرت حُر کی شہادت

دوبارہ ہو گیا یہ باتیں سن کر مشتعل لشکر
اُٹھے ہاتھوں میں لے کر ایک دم پھر نیز و خنجر

اکیلے پر ہزاروں وار ہر جانب سے ہوتے تھے
مگر حُر شیر کے نعرے حواس و ہوش کھوتے تھے

غرض تاب و توانائی نے جب تک رہنمائی کی
چمکتی رہی تلوار میداں میں فدائی کی

اکیلی جان پر حملہ تھا پیہم ہر سپاہی کا
تھا چکنا چور تن زخموں سے حُر ابنِ رُبا کا

قُصور ابنِ کنا منہ نے کیا حملہ برابر سے
صدائے یا علی نکلی لبِ. حُر دلاور سے

امامِ دوسرا لبیک کہ کر بے قرار آئے
پیئے تلقین صبر و ضبط سوے جانثار آئے

امام عالی مقام حُر کو اٹھا کر خیمے میں لائے اور اُس کے سر کو اپنے زانوں پر رکھا اپنے دامن سے چہرے کا گردو غبار دور فرمانے لگے ابھی رمق جان باقی تھی ابن زہرا کے مہکتے ہوئے پھول کی دامن کی خوشبو حُر کے دماغ میں پہنچی ہے مشام جاں معطر ہو گیا آنکھیں کھول دیں دیکھا کہ ابنِ رسول کی گود میں سر ہے اپنے مقدر پر ناز کرتا ہوا فردوس کو روانہ ہوا حضرت

Marfat.com

حُر کے بھائی فرزندوں نے جامِ شہادت نوش کیا اور فردوسِ بریں میں جا کر مکیں ہو گئے اُدھر افواجِ شامی کے حُر کی شجاعت نے میدانِ جنگ پیر اکھاڑ دیئے تھے عمر بن حجاج نے فوج کو غیرت دلائی اور کہا کہ

تمہیں اے کوفیو اے شامیو کس بات کا ڈر ہے
مقابل میں تمہارے کیا کوئی شیروں کا لشکر ہے

ہو تم بھی آدمی ہاں آدمی ہیں یہ مسلماں بھی
وہ ہیں بے ساز و ساماں ہے تمہارے پاس ساماں بھی

وہ ہیں تعداد میں اِس درجہ کم گر دل سے چاہو تم
تو اک اک کنکری سے خاک میں اُن کو چھپا دو تم

مخالف جو خلافت کا ہے اُس کا قتل واجب ہے
تساہل کیوں ہے دشمن کا مٹا دینا مناسب ہے

نہیں خطرہ کوئی اصلا عدو کے فتنہ و شر کا
مٹا دو خلق سے نام و نشاں اولادِ حیدرؓ کا

عمر بن حجاج کی بکواس کا جواب

کہا حضرت نے سُن کر عمر بن حجاج کا خطبہ
کہ اے بے گانۂ دیں نا مسلماں مرِدکم رتبہ

مجھے کہتا ہے تو باغی مجھے بیدیں بتاتا ہے
خدا نا آشنا ایماں کو مرے آزماتا ہے

امیرِ شام تو کہتا ہے جس کو اے جفا پیشہ
اَمارت سے ہے اُس کی ملتِ برحق کو اندیشہ

وہ ہے بیدین ناواقف ہے احکام شریعت سے
نہیں اُس کو غرض مطلق وقار دین و ملت سے

Marfat.com

وہ فاسق ہے وہ فاجر ہے وہ ظالم ہے وہ جابر ہے
ہر اک کردار اُس مغرور کا دنیا میں ظاہر ہے

پہلا حملہ عمر بن حجاج کا خیمہ پر...... خیمہ اہل بیت پر یورش

عمر بن حجاج جب امام عالی مقام سے یزید ناخلف کے کردار کا خلاصہ سنا تو امامِ حق نظر کے سامنے ہٹ گیا اور لشکر کو خیمہ پاک پر حملہ کرنے کو کہا حکم پاتے ہی شامی فوج خیمہ کی طرف بڑھی سواروں گھوڑوں کو دوڑا دیا جب لشکرِ اعدا کو خیمہ کی طرف بڑھتے دیکھا تو مسلم بن عوسجہ خطیب کوفہ کو تاب نہ رہی اور فوراً تیغ آبدار کو ہاتھ میں سنبھالا یا علی کہہ کر بجلی کی طرح افواجِ اعدا پر ٹوٹ پڑے جدھر رخ کیا لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے لشکرِ شام کے جو بہار تھے اُن کے چھکے چھڑا دیئے سورماؤں کا میدان سے منہ پھیر دیا خطیب کوفہ کبھی دشمن کو تلوار سے دوزخ کی راہ دکھاتے کبھی نیزے کی نوک پر دشمن کو اٹھا کر سقر میں پہنچا عزازیل کی خوب چاندی ہو رہی تھی فوج شام بدحواسی کے عالم میں لڑنا بھول گئی اور ہر اک کوفی اپنی اپنی جان بچانے کی فکر میں لگا ہوا تھا جب یہ عالم عمر بن حجاج نے دیکھا تو تیراندازوں کو حکم دیا کہ مسلم پر چاروں طرف سے تیروں کی بارش کردو یکا یک پانچ سو تیراندازوں نے مسلم بن عوسجہ پر تیروں کا مینہ برسانا شروع کردیا خطیب کوفہ زخموں سے چور چور ہیں لیکن میدان میں آپ کی بہادری کی شان میں کوئی فرق نہیں آیا۔

مسلم بن عوسجہ کی شہادت

عیاں شہ زوری مسلم کے میداں میں ہوئے جوہر
کہ سارا عمر بن حُجاج کا پسپا ہوا لشکر
اُدھر چھا گئے ہزیمت خوری غارت گر نئے ڈھب سے
ادھر مسلم گرے کمزور ہو کر پشت مرکب سے
حبیب ابنِ مظاہر دوڑ کر فوراً وہیں پہنچے
زیارت کو شہید ملتِ حق کے قریں پہنچے

Marfat.com

امام حق بھی تھے جلوہ نما مسلم کی بائیں پر
تھے مسلم جاں بلب باب شہادت پر کیئے خم سر

کہا حضرت نے رہنا اے حبیب باصفا شاہد
جناں کی اُن کو دیتا ہے خبر یہ بندہ واحد
رکھا ابنِ مظاہر نے سرِ مسلم کو زانوں پر
بشارت خلد کی دی آپ کو منجاب ِسرور

سُنا جنت کا مژدہ آنکھ کھولی ہنس کے مسلم نے
اِشاروں میں کہا از خود حبیب ابنِ مظاہر سے
امامِ دوسرا کا حق جہاں تک ہو ادا کرنا
سَپاہ شام سے لڑ کر خدا کی راہ میں مرنا

یہ کہ کر ہو گئے تشنہ دہن واصل بحق مسلم
غرض صبر وسکوں کا دے گئے سب کو سبق مسلم
شہادت پائی آخر سر فروشِ دین و ملت نے
نوید مغفرت مسلم کو دی حوارنِ جنت نے

دوسرا حملہ خیمہ پاک پر عُرزہ بن قیس کا

سپہ سالار سے عرزہ بن قیس نے کہا کہ فوج کا نقشہ بدل گیا ہے ہزاروں قتل ہو گئے ہیں اور ہزاروں زخمی ہیں تیر اندازوں کو حکم دیجئے کہ آگے بڑھ کر خیمہ اہل بیت پر حملہ آور ہوں ابن سعد نے فوراً تازہ تیراندازوں کی فوج کو آگے بڑھایا اور خیمہ پر حملے کا حکم دیا اہل بیت کے مجاہد اس وقت صرف ۳۲ بتیس تھے انہوں نے افواج شامی پر یکبارگی بھوکے شیروں کی طرح حملہ کیا اور اعدا کے کو شکست کھا کر پیچھے ہٹنا پڑا اس کدو کاوش میں۔

تیسرا حملہ خیمے پر شمر کرتا ہے

اور پسپا ہو کر میدان سے ہٹ جاتا ہے سرفروشان حق کی بہادری دیکھ کر خوف زدہ ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

چوتھا حملہ ابنِ سعد کا خیمہ اطہر پر

جب تیر اندازی بھی بے کار ثابت ہوئی تو ابنِ ایک اور بدتدبیر نکالی اور فوج سے مخاطب ہوا کہ تم اگر لڑنے سے عاجز ہو تو خیمے شعلہ باری کرو اور دشمنوں کو جلا کر خاک کر دو افواجِ شامی فوراً شعلہ باری آماد ہوگئی یہ باتیں یہ حالات صاف ظاہر کرتے ہیں کہ امام عالی مقام کو میدانِ کربلا میں بہت سی بار فتح و نصرت حاصل ہوئی جب شکست خوردہ فوجِ شام شعلہ باری پر اتر آئی تو امامِ دین نے ابنِ سعد سے کہا کہ تم اسی بل بوتے میدان میں لڑنے کو آئے ہو کہ مردوں کے سامنے نہیں آتے اور مستورات پر حملہ کرتے ہو تف ہے تمہاری بہادری پر اے بزدلی تجھے کس نے سپہ سالار بنایا تم ہزاروں مل کر چند مردوں سے نہیں لڑ سکتے ابنِ سعد یہ سن کر شرمندہ ہوا اور وہ خاموش ہو کر پیچھے ہٹ گیا کوئی جواب نہ دیا۔

مگر شمرِ لعین ہرگز شرارت سے نہ باز آیا
شرر لے کر قریب خیمہ شاہِ حجاز آیا

قسم کھائی کہا ظالم نے خیمے کو جلادوں گا
نشانِ اہل بیت پاک دنیا سے مٹا دوں گا

امامِ پاک نے اس کی طرف پھیرا رُخِ روشن
رہا قائم مگر اپنی ہی ضد پر شمر ذی الجوشن

حمیدو شیث سرداران، کوفہ نے بھی سمجھایا
مگر شمرِ لعیں آتش فشانی سے نہ باز آیا

زہیر پاک لے کے ساتھ اپنے دس جوانوں کو
بڑھے تلوار لے کر روکنے ان سخت جانوں کو

گر یہ دس مجاہد مثلِ بجلی فوج اعدا پر
رکھا تیروں کی زد پر دشمنوں کو جوش میں آ کر

کیا حملہ سیاہ شمر پر اس تیز دستی سے
مٹایا بے شمار اشرار کو دم بھر میں ہستی سے

Marfat.com

ہوئے دوزخ کی جانب سینکڑوں شامی رواں دم میں
بہت سوں کے زمانے سے مٹے نام ونشاں دم میں

ابو عزّہ ضیابیؔ شمر کی افواج کا افسر
ہوا فی النار ابنِ قیسن کی زد کا مزہ چکھ کر

ہزیمت خوردہ شمرِ بے حیا میدان سے بھاگا
یہ شیطان مجسم سایہ رحمان سے بھاگا

ابتدائے جنگ مغلوبہ نماز جمعہ کا اہتمام

میدان کربلا میں سحر سے لڑائی جاری ہے شامی افواج کے ہزاروں سپاہی کے ہزاروں سپاہی ہلاک ہوتے ہیں لیکن انہیں کمی محسوس نہیں ہوتی اور جانثاران اہل بیت میں دس افراد کی شہادت سے ہی قلت ظاہر ہو رہی ہے دن ڈھل چکا ہے امام عالی مقام کو نمازِ جمعہ ادا کرنے کا خیال آتا ہے شامہ اور صامدی نے ادب سے گذارش کی کہ نماز جمعہ باجماعت ادا کیجئے اللہ اللہ یہ ذوقِ نماز شوقِ عبادت حق جوانانِ اہل بیت کی اُس نماز پر ہماری ساری نمازیں قربان شامہ نے کہا کہ سرکار یہ نماز جماعت ہماری آخری نماز جماعت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اُس نے عبادت وشہادت کی دونو نعمتیں ایک ساتھ ہی عطا فرمادیں الغرض نماز نہایت خوشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں بعد نماز کے امام عالی مقام رب سماوات سے دعا کرتے ہیں کہ اے رب جہاں تیری بارگاہ ان مرے جانثاروں اور مری قربانی پیش ہے مولا قبول فرمانا اور اِس قربانی کے بدلے مری نانا جان کی گہنگار امت کو بخش دینا۔

شہادتِ حبیب ابنِ مظاہر

اُدھر شامی بھی نماز جمعہ ادا کرتے تھے حصین ابنِ نمیر بے دین تقریر کرتا ہے کہ جو امیرِ شام کے مخالف ہیں اُن کی بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں کیونکہ ملتِ اسلام کے باغی کی نماز نہیں اور حسین ابنِ علی ان کے ہمراہی سب امیرِ شام ملتِ اسلام کے باغی ہیں حبیب ابنِ مظاہر نے یہ فقرے سن کر کہا او بے دین دشمنان مصطفیٰ ﷺ کی نماز مقبول ہو اور جانان

Marfat.com

مصطفیٰ ﷺ کی نماز غیر مقبول یہ سن کر حصین بھی جل گیااور لشکر کو اشارا کیا کہ حبیب پر چاروں طرف سے حملہ آور ہوں فوج شام ایک بار حبیب ابنِ مظاہر پر ٹوٹ پڑتی ہے حبیب ابنِ مظاہر بھی شیزانہ وار بیدین حصین پر تلوار کھینچ کر جھپٹے اور وار کیا حصین ملعون پیچھے ہٹا اور تلوار گھوڑے کی ٹانگوں پر پڑی اور اگلی دونوں ٹانگوں کو کاٹ ڈالا حصین بے حیا زمین اوندھے منہ گرا اچانک بدیل ابنِ مریم نے حبیب پر وار کیا حبیب نے اُس کا وار رد کر کے ایک ایسی تلوار ماری کہ بدلیل ابن مریم کے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر تڑپنے لگا یکا یک ایک تمیمی نے عقب سے آکر حبیب پر وار کیا زخم کاری لگا زخم کھا کر حبیب ابنِ مظاہر نہایت جوش میں تمیمی کی طرف پلٹتے ہیں۔

امام عالی مقام حبیب کے بائیں پر

حبیب باوفا کا رُخ پلٹنے بھی نہ پایا تھا
ابھی جنبش میں خنجر تھا ابھی نیزہ اٹھایا تھا

کہ حصین بے حیا نے چھوڑ دی تلوار غازی پر
گا یہ سرفروش عشق پشت زئیں سے غش کھا کر

قلم سر کر دیا ایک دوسرے ناری تمیمی نے
دیا بوسہ شہید عشق کا شانِ کریمی نے

شہادت ہو گئی حاصل حبیب بن مظاہر کو
ہوا صدمہ امامِ دوسرا کی روح طاہر کو

لپک کر شاہ دیں ابنِ مظاہر کے قریں آئے
انہیں آغوش میں لے کر سوئے خیمے بریں آئے

حبیب ایسا مُحب خاص جب میداں میں کام آیا
حسین ابنِ علی کے دل میں جوش انتقال آیا

اٹھائی ذوالفقار حیدرؓ کرار ہاتھوں میں
بنی برق غضب و تیغ قضا تلوار ہاتھوں میں

Marfat.com

زرہِ حمزہؓ کی پہنی نیزہ عباس چمکایا
اٹھائی ڈھال خلادؓ کی لیا جرار کا بھالہ

یاد الٰہی تجمل نے قبائے ناز کو چوما
شجاعت نے رکاب مرکب جانباز کو چوما

فرشتوں نے کہا نصر من اللہ عرش اعظم پر
ہوئیں فتح مبیں کی ضوفشاں آیات پرچم پر

شہادت زہیر ابنِ قیس

جب امام عالی مقام کو میدان جنگ میں جانے کو تیار پایا تو جانثارانِ امام نے دامن پر عمل کر نہایت ادب سے پائے ناز کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ ہمارے ہوتے ہوئے سرکار میدان میں جائیں یہ ناممکن ہے زہیر ابن قیس وشمامہ اور ناقعہ بن ہلالی نے میدان میں جانے کی اجازت طلب کی سرکار نے اُن کے سر پر دستِ رحمت رکھا اور خدا حافظ کہ کر میدان کی اجازت دی یہ تینوں بہادر صف شکن میدان آئے ہیں جن کے رعب و جلال کو دیکھ کر افواج شامی کے دل سینے میں لرز کر رہ گئے لشکر اعدا کو تلواروں کی باڑ پر رکھ لیا بہادروں کے میدان سے منہ پھیر دیئے لشکر کی۔

جنگ گھمسان

صفیں درہم برہم ہوگئیں اجل کوفیوں اور شامیوں کو اپنے آغوش غضب لے کر دوزخ میں دھکیل رہی ہے تلواروں کی جھنکار زخمیوں کی چیخ و پکار نے دشتِ کربلا کو میدان محشر کا آئینہ بنا دیا دشمنوں میں خوف و ہراس پھیل یا ابنِ سعد ہجر حُجار کو بلایا اور کہا کہ تجھے جس قدر مال کی ضرورت ہوگی میں وہی تجھے دوں گا میدان جا اور زہیر ابنِ قیس کا سر کاٹ کر مجھے لا دے ہجر حُجار نے کہا کہ مجھ میں یہ ہمت نہیں جو میں اُس شیر کے سامنے جاؤں ہاں عیاری سے کام لیا جائے تو البتہ شمل کشائی ہوسکتی ہے وہ یہ کہ میدان تین کمین گاہیں بنائی جائیں اور ہر گمسن گاہ میں سو سو جوان تیغ آبدار لے کر تیار رہیں اور خود کو مخفی رکھیں جب مرے عقب میں آئے تو

Marfat.com

یکبارگی حملہ آور ہوں میدان میں یہ عیاری کا جال بچھا کر بجر حُجار نے زہیر ابن قیس کے روبرو آتا ہے نہایت تعظیم کے کہتا ہے کہ اے بہادر میں تجھ سے لڑنے کو آیا آپ کو کچھ باتیں کام کی ہیں اُنہیں بتانے آیا ہوں کہ تجھ سا بہادر کمزروں کے ساتھ مل کر کیوں بے عزت حسین ابنِ علی نادار ہیں بھوکے پیاسے ہیں یزید شام کا دنیا میں طوطی بولتا ہے دنیا کی نعمتیں اُس کے قدموں میں ہیں اور عبیداللہ ابنِ زیاد کو تری شجاعت پر بڑا ناز ہے اُس کی خوشنودی حاصل کر عیش و عشرت کے مزے اُڑا۔

جلال غازی

زہیر پاک نے تلوار کھینچی سُن کے یہ فقرے
کہا او بے حیا مکار ناپاک منصوبے

مجھے میدان میں دھوکہ دے رہا ہے لے سنبھل ناری
جہنم میں پہنچنے کے لیے کر اپنی تیار

بچا کر جان اپنی لے گیا حُجار آگے سے
سرِ میداں چھپا کر بھاگا منہ مکار آگے سے

زہیر تیغ زن ہر مورچے کو کرکے سر نکلا
لیئے سینے کے اندر شیر پتھر کا جگر نکلا

ہزاروں نیزہ و تلوار پڑتے تھے مجاہد پر
تھا نرغہ سکڑوں اشرار کا اک جان واحد پر

بدن زخمی سارا خون کے چشمے اُبلتے تھے
سنان و تیغ غازی پر کفِ افسوس ملتے تھے

ایک دم دو تلوار

زہیر مرد میداں زخموں سے چور چور ہین لیکن آپ کی تلوار کی کاٹ میں کوئی فرق نہیں آیا جاں فروشی عشق میں محو ہو کر آگے بڑھ بڑھ کر شامیوں واصل جہنم کر رہے ہیں اچانک کثیر

Marfat.com

ابن عبید اللہ شعمی تیرہ باطن نے عقب آ کر تلوار ماری اور ایک طرف سے مہاجر ابن اوس روسیاہ نے بھی تلوار کا وار کیا دونوں کا روار پڑے مجاہد گھوڑے سے ڈھلک کر زمین پر رُخ قبلہ کی طرف کیا اور اللہ اکبر کی صدا زبان پر آئی اور امام عالی مقام کو پکارا کہ خبر لو

امام عالی مقام آواز سن کر

جگر تھامے ہوئے سرکار مغموم وحزیں آئے
سرِ بالیں زہیر پاک کے سلطان دیں آئے
اٹھایا نیم مردہ نعش کو خیمے میں لے آئے
پیام مغفرت جانباز کو افلاک سے آئے
ہوائے دامنِ شاہ شہیداں جب ذرا پائی
تنِ بے جان میں روح تازہ گویا عود کر آئی
سکوں سانس آئی آنکھ کولی سر کو جنبش دی
قریب پا لے نارِ شاہ والا آ کے کروٹ لی
تمنا تھی دم آخر ہو سر آقا کے قدموں پر
شہادت کے بنیں شاہد حضور شافع محشر
کہا سرکار نے اے مرنے والے آرزو کیا ہے
کہا پیاسا ہوں کوثر کے سواب جستجو کیا ہے
کہا الحمد اللہ جان دے دی مرنے والے نے
جناں کی راہ لی ہر معرکہ سر کرنے والے نے

شہادت نافع بن ہلالی مُرادی

نافع بن ہلالی میدان میں افواجِ شام کے لیئے ملک الموت بنے ہوئے تھے اور آپ نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر بارہ فوجی افسروں کو دوزخ میں پہنچایا یہاں تک کہ آپ کا ایک بازو لڑائی میں ٹوٹ گیا کمندازوں نے آپ کو پھانس لیا شمر لعین آپ کو لے کر ابنِ سعد کے پاس پہنچا وہ

Marfat.com

مغرور آپ کو دیکھ کر ہنسا آپ نے کہا کہ اے ابن سعد ہنستا کیا ہے اگر مرے بازو نہ ٹوٹتے تو مجھے لعینو تم گرفتار نہیں کر سکتے تھے میں نے تمہارے بارہ سرداروں کو مارا ہے میں نہایت خوش ہوں۔

ابنِ سعد کا غضبناک ہو کر قتل کا حکم دینا

کہ مرا قاتل کوئی مسلمانِ نہیں خدا کا شکر مرا قاتل شمر ہے جو ازل سے ہی جہنمی ہے ابنِ سعد نے جھلا کر کہا کہ اے شمر اِسکو بہت جلدی قتل کر یہ بڑا بے ادب بڑا بے باک ہے یہ شمر ملعون نے حضرت نافع کو سرتن سے جدا کیا اُن کے بعد عبدالرحمٰن اور عبداللہ ابنِ غفاری سریعی خاندان کے یہ دونوں بھائی بڑے مجاہد تھے میدان میں اپنے اپنے جوہر دکھا کر شہید ہوئے۔

اُن کے بعد حنظلہؓ کے دو بیٹے اسعد اور علی میدان میں اپنی جانیں قربان کرتے ہیں۔

عمرَ و ابنِ خالد عبدالرحمٰن ابن خالد عبداللہ ابن خالد

یحییٰ بن سلیم نازلی غازی۔

جناوہ ابنِ حارث مہاجر جعفی ابن سرعق قرۃ ابنِ قرۃ غفاری

ابوشعثہ ابنِ انس

بہادر عابس ابنِ بوشبیب شاکری

یزید ابنِ زیاد

یزید ابن زیاد شامی فوج کے افسر تھے لیکن ابنِ سعد کی بے رحمی دیکھ کر امام عالی مقام کے جھنڈے کے تلے آ گئے۔

شہزادگان اہل بیت میدان کارزار میں

قریشی ہاشمی ہر نوجوان ہر مردِ تیغ افگن
کے باد دیگر لڑنے کو نکلا جانبِ دشمن
ہوا جنگ آزما ہر سو سے بے سازو بے ساماں
ہر اک شہ زور نے دادِ شجاعت دی سرِ میداں

Marfat.com

حرم کا ہر مجاہد مردِ میدان شجاعت تھا
ہر اک لب تشنہ گویا تشنۂ جام شہادت تھا

گلِ باغ جناح لخت دل شیر علی اکبر
جواں ہمت حسین صورت قمر طلعت منہ انور

حسین ابنِ علی کا لاڈلا بیٹا یہی مہ پارا
یقیناً تھا عروسانِ جناں کی آنکھ کا تارا

بعد آداب والد سے اجازت چاہی میداں کی
توجہ اپنی جانب منعطف کی لطف یزداں کی

نہاں اِس جذبہ اخلاص میں تھا جوشِ ملت بھی
تھا اس ارماں جانبازی میں انداز سیاست بھی

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی قربانی کی تکمیل

خلیل اللہ کو لاریب تھا یہ حکم ربانی
کہ خود فرمائیں اپنے ہاتھ سے بیٹے کی قربانی

رضائے حق پہ ابرہیم فوراً ہو گئے راضی
کیا مطلق نہ کچھ اندیشۂ مستقبل و ماضی

لٹایا خاک پر لختِ جگر کو اپنے ہاتھوں سے
کیا ذبح پدر خود پسر کو اپنے ہاتھوں سے

تھی اب تک سرخیِ افسانۂ خلت پہ قربانی
مگر دنیا نے دیکھا کربلا میں منظر ثانی

جہاں مدتوں کے بعد پھر اک انقلاب آیا
اُلٹ کر پھر وہی دور خلیلی بے حجاب آیا

ہوا نسلِ خلیل اللہ میں ابنِ علی پیدا
ہوئی گلزارِ ابراہیم میں تازہ کلی پیدا

Marfat.com

حضرت علی اکبر کی میدان جنگ کے لیے اجازت طلبی

نشانِ شانِ خُلت کربلا میں پھر نظر آیا
پدر کے سامنے پھر ذبح ہونے کو پسر آیا

علی اکبر نے شہ سے التجا کی یہ بعد مِنت
خدارا مجھ کو بابا جان اب کر دیجئے رُخصت

رضائے وہاں موجود تھی بیٹے کی مرضی پر
وہاں تھی ثبت مُہر لختِ دل والد کی عرضی پر

یہاں بیٹا مگر ہے باپ سے اس بات کا خواہاں
پدر کر دے خدا کی راہ بیٹے کو خود قرباں

وہاں بیٹے کے باندھے دست و پا والد نے رسی سے
لٹایا خاک پر تنہا الگ لے جا کے وبستی سے

یہاں اللہ اکبر اندرونِ خیمۂ اطہر
جناب شہر بانو محوِ رنج و یاس بیٹھی تھی

شہادت کا پسر کو باپ خود جوڑا پہناتا ہے
لباس جنگ سے جسمِ منور کو سجاتا ہے

عبائے رحمت عالم پہنائی جسمِ اطہر پر
شہہ خیبر کے پٹکے سے کمر باندھی گئی کس کر

سجائے دونوں نیزہ و شمشیر و خنجر سے
دعا مانگی اٹھا کر دستِ رحمت ربِ اکبر سے

دعائے امامِ عالی مقام

الٰہی یہ مرا لختِ جگر ہے راحتِ جاں ہے
یہ تری راہ میں سو جان سے ہونے کو قرباں ہے

Marfat.com

خدائے دو جہاں مقبول ہو یہ مری قربانی
عطا ہو صبر اس کو جب ہو اس پر تیر بارانی

الٰہی صبر و ضبط و جوشِ استقلال دے اس کو
ہے لب تشنہ کئی دن سے سکوں فی الحال دے اس کو

دعائیں دیں کہا نورِ نظر جاؤ خدا حافظ
رہِ حق میں عدو سے جنگ فرماؤ خدا حافظ

اجازت لے کے جب میداں میں شیرِ ہاشمی آیا
عدوئے دین کی فوجوں پہ بادل خوف کا چھایا

حضرت علی اکبر میدانِ جنگ میں

میدانِ کربلا میں فاطمی نوجوان پشتِ سند پر سوار ہو کر جلوہ آرا ہوا چہرے کی تابش ماہِ تاباں کو شرما رہی تھی۔ سرو قامت نے اپنے جاں سے ریگستان کو بُستانِ حسن بنا دیا۔ جوانی کی بہاریں قدموں پہ نثار ہو رہی تھیں۔ سُنبل کاکل سے خجل برگِ گل اس کی نزاکت سے منفعل حسن کی تصویر مصطفیٰ کی تنویر حبیب خدائے دو جہاں کے جمال کا خطبہ پڑھ رہی تھی۔ چہرۂ تاباں محبوبِ حق کے رُخِ درخشاں کی یاد دلا رہا تھا۔ یہ اسد اللّٰہی شیر میدان میں آیا۔ ذوالفقار حیدری کو چمکایا اور اپنی مبارک زبان سے رجز شروع کی۔ اَنَا حُسَیْنُ ابْنِ عَلِیُّ نَحْنُ اَھْلِ الْبَیْتِ اوُلَی لِنَبِیُّ صَلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ جس وقت شاہ زادے عالی وقار نے یہ رجز پڑھی ہوگی کربلا کا چپہ چپہ اور ریگسان کا ذرہ ذرہ لرز گیا ہوگا۔ لیکن دشمنانِ دین کے دل پتھر سے بدرجہا بدتر تھے۔ جنہوں نے اس حسین کے فرزند فاطمہ کے دلبند کی زبان شیریں سے یہ کلمے سنے پھر بھی ان کی آتشِ عناد سرد نہ ہوئی اور کمینہ سینہ سے کینہ دور نہ ہوا۔ افواج شام نے ابنِ سعد سے پوچھا یہ سوار کون ہے جس کی تجلی نگاہوں کو خیرہ کرے دیتی ہے اور جس کی ہیبت سے بہادر لرزاں و ہراساں ہیں۔ شانِ شجاعت اس کی اک اک ادا سے ظاہر ہے۔ ابن سعد نے کہا کہ حسین کے فرزند ہیں۔ صورت و سیرت اپنے جدِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بہت مناسبت رکھتے ہیں۔ یہ سن کر افواج کو پریشانی ہوئی اور ان کے دلوں نے ان پر ملامت کی۔

Marfat.com

لشکر کی پشیمانی اور یزیدی انعام

اور کہا کہ نہایت ہی کمینہ پن ہے۔ اس آقا زادے کے مقابل جانا لیکن ابن سعد کے وعدے دنیا کے مال متاع کی حرص نے انہیں عاقبت کے انجام سے بے خبر کر دیا تھا۔ ادھر علی اکبر نے نعرہ مارا کہ ظالمانِ جفا کیش بنی فاطمہ کے خون کی پیاس ہے تو مرے سامنے آؤ۔ اگر فاتحِ خیبر کے بازو کا زور دیکھنا ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو لیکن کسی کو اس ہاشمی شیر کے سامنے آنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ آخر علی اکبر لشکرِ اعدا پر حملہ کرتے ہیں۔ علی اکبر کا یہ حملہ نہ تھا۔ غضبِ الٰہی کا نمونہ تھا۔ جوان کوفیوں اور شامیوں پر نازل ہوا۔ لاشوں سے جنگل پٹ گیا۔ افواجِ شام ہر اک محاصرہ کٹ گیا۔ میدانِ جنگ سے یزیدی لشکر کے قدم اکھڑ گئے اور سب کو اپنی اپنی جان بچانے کی فکر ہوئی۔ شہزادے کا پیاس سے بے قرار ہو کر خیمے میں آنا اور پانی طلب کرنا۔

گذارش کی اگر تھوڑا سا پانی بھی میسر ہو
خدا چاہے تو دم بھر میں فنا اعدا کا لشکر ہو

تسلی دی لگایا باپ نے بیٹے کو سینے سے
کہا نورِ نظر محروم ہیں ہم کھانے پینے سے

بہت نزدیک ہے اے لختِ دل وہ وقت آنے کو
کہ آئیں خلد سے حوریں تمہیں پانی پلانے کو

یہ کہہ کر سرورِ کونین نے انگشتری اپنی
پئے تسکین منہ میں لاڈلے فرزند کے رکھ دی

سرِ میداں چلے پھر شیرِ غراں کی طرح اکبر
جلالِ ہاشمی جلوہ نما تھا روئے انور پر

لشکرِ شام ہیبتِ علی اکبر سے لرزاں تھا۔ ہر اک بہادر اپنی بزدلی پر پشیماں تھا۔ عمر بن سعد نے طارق کو موصل کی حکومت دینے کا وعدہ کیا۔ طارق میدان میں بعد ہنر آزمائی کے فی النار ہوا۔ پھر اس کا بیٹا عمرو بن طارق آیا وہ جہنم پہنچا۔ پھر دوسرا بیٹا طلحہ طارق آیا وہ بھی فی النار ہوا۔ پھر مصراع جو کہ نامی گرامی پہلوان تھا آیا وہ بھی فی النار ہوا پھر کسی کو تاب نہ رہی۔

Marfat.com

جو میدان میں آتا علی اکبر پھر لشکر حملہ کیا۔ پھر تشنگی غالب آئی۔ پھر خیمہ میں آئے، شفیق باپ نے لختِ جگر کو سینے سے لگایا۔ چہرۂ گل گوں سے گرد و غبار صاف کیا۔ علی اکبر پھر میدان میں عمرو بن سعد نے تیر انداز کو حکم دیا کہ دور سے تیراندازی کرو۔ مختصر یہ ہے کہ زخمی ہو کر گھوڑے سے ڈھلکنے لگے۔ امام عالی مقام علیہ السلام کو آواز دی۔ امام عالی مقام علیہ السلام فوراً پہنچے اور بیٹے کی زخمی لاش کو آغوش میں لے کر کہنے لگے۔

بیٹے کو لے کے گود میں ابنِ بتول اب
دیکھا کہ مٹ رہی ہے شبیہہ رسول اب
آنسو بہا کے رکھ دیئے بیٹے کے لب پہ لب
فرمایا بیٹا چھوڑ کے جاتے ہو مجھ کو اب
دل سے گلے لپٹنے کی حسرت نکال لو
باہیں اٹھا کے باپ کی گردن میں ڈال دو

اکبر نے آنکھ کھول کے دیکھا رُخِ پدر
عارض پہ اشک آنکھوں سے ٹپکے ادھر اُدھر
فرمایا شہ نے زانو پہ رکھ کر پسر کا سر
روتے ہو کس لیے بھلا اے غیرتِ قمر
آؤ تمہیں میں آلِ محمد میں لے چلوں
غم ماں کا ہے تو آؤ تمہیں گھر میں لے چلوں

عثمان ابنِ علی کی شہادت

علی اکبر کی شہادت کے بعد فاطمی شیروں میں غیض و غضب کی لہر دوڑ گئی۔ جلالِ ہاشمی جوش پر آیا۔ انتقام کے جذبہ نے دلوں کو گرما دیا۔ بھوکے شیروں کی طرح نگاہ قہر سے لشکرِ یزید کی طرف دیکھا ہر اک کو زندگی بار نظر آنے لگی۔ عثمان ابنِ علی شیر خدا امام عالی مقام علیہ السلام کی خدمت میں آتے ہیں۔ نہایت ادب سے رکاب کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آقا مجھے بھی اکبر کی طرح راہِ حق میں قربان ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ امام عالی مقام علیہ السلام نے

Marfat.com

لاڈلے بھائی کو سینے سے لگایا اور اپنے ہاتھ سے فرزندِ فاتح خیبر کی کمر سے تیغِ ابدار حمائل کی ہاتھ میں نیزہ دیا۔ کاندھے پر ڈھال باندھی، بغل میں تیر و کمال کا ترکش لٹکایا اور صبر و رضا کی تلقین فرمائی۔ سر پر شفقت سے دستِ رحمت رکھا۔ میدان میں جانے کی اجازت دی اور زبانِ پاک سے فرمایا: جاؤ خدا حافظ!

عثمان ابنِ علیؓ میدانِ جنگ میں

رضا لے کر امامِ حق سے پھر عثمان بن حیدر
یزیدی فوج کیجانب بڑھے کھینچے ہوئے خنجر
کہا نعرہ خدا کا لے کر مردِ میداں نے
کہا یہ فوج سے غصے میں ابنِ شیر یزداں نے
جسے خواہش ہو مرنے کی وہ مرے سامنے آئے
جواں مردی کے جو ہر آنکھ میداں میں دکھلائے
مگر جب سامنے لڑنے کو کوئی بھی نہیں آیا
تو پھر عثمان نے گھوڑے کو اپنے ایڑ فرمایا
مثالِ شیر حملہ کر دیا اعدا کے لشکر پر
گرے سر بدنہادوں کے مثلاً گیند کٹ کٹ کر
قدم میدان سے افواجِ شامی کے لگے ہٹنے
جو افسر فوج کے تھے ابنِ حیدر سے لگے کٹنے
کیا یہ حکم ابنِ سعد نے پھر سارے لشکر کو
کہ گھیرو ہر طرف سے بڑھ کے آگے ابنِ حیدرؓ کو
تھا خولی بن یزید خنجرِ عثمان کی زد پر
نکل بھاگا مگر یہ روسیہ تلوار سے بچ کر
تن و تنہا پہ بادل ہر طرف سے فوج کے چھائے
علی کے لعل پر چاروں طرف سے تیر برسائے

Marfat.com

ہوا جب چور زخموں سے بدن عثمان کا سارا
تھا جاری خون کا ہر زخم سے مقتل میں فوارا

الغرض حضرتِ عثمان بن علیؓ میدانِ کربلا میں جذبہٗ شجاعت سے سرشارمۂ شہادت سے مخمور ہیں۔ تیر و سنان کے زخموں سے چور ہیں لیکن آپ کی تلوار کے وہی دم خم ہیں۔ لاشوں کے انبار لگا دیئے ہیں۔ دشمنوں کے چھکے چھڑا دیئے ہیں۔ بہادر ان کے سامنے آنے سے جی چراتے ہیں۔ عمرو بن سعد کو اپنی فوج کی شکست کے آثار نظر آتے ہیں۔ تیراندازوں کو حکم دیتا ہے کہ عثمان کے کوئی قریب نہ جاؤ دور سے ہی تیر برساؤ۔ سنگ باری کرو۔ پتھروں اور تیروں نے بدن کو چھلنی کر دیا۔ بنی اہان کے ایک ظالم نے عقب سے آ کر عثمان ابنِ حیدر پر تلوار کا وار کیا۔ ضرب کاری پڑی تھی۔ غازی پشتِ زین سے زمین پر آیا۔ امام عالی مقام علیہ السلام کو آواز دی۔ امامِ برحق فوراً اپنے برادر کے پاس پہنچے اور اپنے بھائی کی زخمی لاش کو میدان سے اٹھا کر لائے۔ خیمہ میں کہرام مچ گیا۔

عبدالرحمٰن بن عقیل کی شہادت

عبدالرحمٰن بن عقیل امامِ دوسرا سے میدان کی اجازت لے کر جاتے اور بہت سے شامیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر شہید ہو جاتے ہیں۔

شہادت جعفر بن عقیل

پھر جعفر بن عقیل میدان میں جاتے اور خوب ہاشمی جوہر دکھا کر بہت سے کوفیوں کو جہنم میں پہنچا کر جامِ شہادت نوش کرتے ہیں۔

شہادت محمد ابنِ علی

پھر امامِ عالی مقام علیہ السلام سے اجازت لے کر میدان میں محمد ابن جاتے لشکرِ شام کے ہوش گم کر دیتے اور شہید ہو جاتے ہیں۔ بنی اہان نے شہید کیا۔

Marfat.com

شہادت ابوبکر ابن علی

آپ بھی امامِ دوسرا سے میدان کی رضا لے کر افواج شام کے سینکڑوں سپاہیوں کو قتل کر کے شہید ہو جاتے ہیں۔

شہادت عبداللہ ابنِ مسلم

جب عقیل ابن ابوطالب کے چار لختِ جگر راہِ حق میں اپنی جانیں قربان کر چکے تو حضرت عبداللہ ابنِ مسلمؓ امام عالی مقام علیہ السلام کی خدمت میں آتے ہیں۔ دل میں اپنے چچاؤں کے انتقام کا جوش ہے۔ امامِ دین کی خدمت میں عرض کیا کہ سرکار مجھے بھی شہادت کا جام نوش کرنے کی اجازت دیجیے۔ سرکار نے اجازت دی اور خداحافظ فرما کر رخصت کیا۔ آپ دلیرانہ شان دکھاتے ہوئے میدان میں آئے۔ افواجِ شام عبداللہ کو دیکھ کر گھبرائی۔ آپ نے مبارز طلب کیا مگر کوئی مقابلے کے لیے نہ آیا۔ ابنِ سعد نے قدامہ پہلوان کو انعام کا لالچ دے کر میدان میں بھیجا۔

قدامہ ابنِ اسد شہزور یکتا پہلوان نامی
بہادر جنگجو شمشیر زن تھا یہ گبر شامی

مقابلے کے آیا سامنے اس مردِ غازی کے
دکھائے خوب جوہر جنگجوئی نیزہ بازی کے

کیے حملے پے در پے مردِ دلاور پر
مگر خالی گیا رہ وار کام آیا نہ کچھ جوہر

کہا غازی نے ہاں ہشیار ہو جا اے قدامہ اب
کہ ہے خنجر مرا تیغِ قضا برقِ جلالِ رب

یہ کہہ کر تیغ چھوڑی دفعتاً فرقِ قدامہ پر
مگر میداں سے یہ نامرد بھاگا پیٹھ دکھلا کر

Marfat.com

دشمن کا تعاقب میدان جنگ میں

تعاقب ابنِ مسلم کیا مرکب کو دوڑایا
مگر گھوڑے کو کچھ رفتار میں کمزور سا پایا

اتر کر اسپ سے پیدل چلے مغرور کے پیچھے
گریزاں تھی قضائے ناگہاں مغرور کے پیچھے

قدامہ نے کیا گھوڑے سے پھر کر وار نیزے کا
بچایا پڑ گیا لیکن جگر پر وار نیزے کا

ہوئے مجروح عبداللہ پر اسوار گھوڑے پر
لگا گلۂ ناپاک پر تیغِ دو دم بڑھ کر

ہوا کلہ جبڑا اڑ گیا ناری سیہ رو کا
بھیانک ہو گیا چہرہ سرِ میدان بدخو کا

کمر ہاتھ ڈالا پھر اٹھایا پشتِ مرکب سے
زمیں پر کر کے اونچا سر سے دے مارا نئے ڈھب سے

قدامہ کا لیا فی الفور عبداللہ نے گھوڑا
غنیمت کا ملا جو مال اس کو بھی نہیں چھوڑا

سلام ابنِ قدامہ سے کہا سالارِ لشکر نے
کہ مرد دلاور باپ کا قاتل سے بدلا لے

سلام آہستہ بولا میں ہمت کر نہیں سکتا
جواں ہوں دیدہ و دانستہ لیکن مر نہیں سکتا

بہادر میں نے ایسا کوئی دنیا میں نہیں دیکھا
نہ اس جاہ و جلالت کا کوئی انساں کہیں دیکھا

پکڑ کر تیغ عبداللہ نے پھر دونوں ہاتھوں میں
کیا اُن بزدلوں پہ حملہ جو بیٹھے تھے گھاتوں میں

Marfat.com

سپاہِ شام نے چاروں طرف سے آپ کو گھیرا
لگا بزدلوں نے موت کے اطراف میں ڈیرا

قلم گھوڑے کے ساق و پا کیے افواجِ دشمن نے
کیا مجروح عبداللہ کو اعدائے پُرغن نے

عقب سے آیا عمر ابنِ اصحی مردود صیدانی
پیا پے فرقِ پشت و دوش پر کی تیغ افشانی

شہادت پائی آخر اس جوانِ خلد ساماں نے
بلایا گلشنِ جنت میں عبداللہ کو رضواں نے

ہوا برباد سارا مسلمِ مرحوم کا گلشن
ہوئے مرغانِ صحرا صرفِ آہ و نالۂ و شیون

سرہانے آئے عبداللہ کے باچشمِ نم حضرت
جزاک اللہ کہہ کر ہو گئے مائل بہ غم حضرت

شہادت حضرت عونؓ و محمدؓ

حضرت عبداللہ ابنِ مسلم کی شہادت کے بعد امام عالیمقام علیہ السلام کے بھانجے عون و محمد اپنی والدہ حضرت زینب کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور والدہ سے میدان میں جانے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ حضرت زینبؓ نے فرمایا کہ ماموں جان سے جا کر اجازت لو۔ اگر وہ اجازت دے دیں تو جاؤ۔ راہِ حق میں قربان ہو جاؤ۔ یہ سن کر دونوں شہزادے امام عالی مقام علیہ السلام کی خدمت میں آتے ہیں اور میدان میں جانے کی رضا طلب کرتے ہیں۔ امامِ حق دونوں کی صورت دیکھ کر آب دیدہ ہوئے اور جگر کو تھام کر دونوں کو میں میدانِ جنگ میں جانے کی رضا دی۔

گھوڑوں کو سر جنگ اڑاتے ہوئے آئے
شان اپنی سواری کی دکھاتے ہوئے آئے

Marfat.com

نیزوں کو دلیرانہ ہلاتے ہوئے آئے
ایستاں سوئے اشرار بناتے ہوئے آئے
لرزہ تھا شجاعوں دلیروں کی نظر سے
تکتے تھے صفِ فوج کو شیروں کی نظر سے

لشکر میں یہ غل تھا وہ جانبار پکارے
لڑنا ہو جسے سامنے آ جائے ہمارے
ہم وہ ہیں کہ جاتے جب میداں میں اُتارے
رستم کو بھگا دیتے ہیں تلوار کے مارے
ہے قہرِ خدائے دو جہاں حرب ہماری
رُکتی نہیں دشمن سے کبھی ضرب ہماری

عون و محمد میدانِ جنگ میں

یہ دونوں شیر بجلی کی طرح میدان میں آئے
صدا قل میں مبارز کی زبانِ پاک پر لائے
نہ آیا اُن سے لڑنے کو پہلواں کوئی بھی نامی
بہادر اُن سے سارے خوف زن تھے کوفیو شامی
بڑھے خود رکھ لیا فوجِ عدو کو باڑ کے آگے
سپاہی سامنے سے ہر طرف بے ساختہ بھاگے
بڑھے خود رکھ لیا فوجِ عدو کو باڑ کے آگے
سپاہی سامنے سے ہر طرف بے ساختہ بھاگے
اشارا دور سے فوجوں کو ابنِ سعد کرتا تھا
مگر خود سامنے آتے ہوئے میداں میں ڈرتا تھا
یہ غالب تھے سرِ میداں سب فوجی رسالوں پر
تصدق تھی شجاعت حضرتِ زینب کے لعلوں پر

Marfat.com

قدم پیچھے ہٹے میدان سے افواجِ شامی کے
نظر آثار آئے سب عمر کو بدنظامی کے

بڑھے شبر و عمر غیرت دلائی سارے لشکر کو
کہا نرغہ میں ان کو لو چلاؤ تیغ و خنجر کو

لگی ہونے ہر اک سو سے جو ان پر تیر بارانی
ہوئے زخموں سے ان کے چور سارے جسمِ نورانی

بالآخر ہو گئے عون و محمد جاں بحق دونوں
شجاعت کا گئے دے کر مسلماں کو سبق دونوں

شہادت ابوبکر عبداللہ ابنِ حسن

حضرت عون و محمد کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر عبداللہ ابن حسن چچا کے سامنے آتے ہیں۔ اور آدابِ امامت بجالاتے ہیں۔ نہایت ادب سے گذارش کرتے ہیں کہ چچا جان مجھے بھی میدان میں جانے کی اجازت دیجیے۔ امامِ عالی مقام علیہ السلام نے حسن کے نورِ نظر کو سینے سے لگایا اور خدا حافظ کہہ کر میدانِ میں جانے کی اجازت دی۔ حضرت عبداللہ ابنِ حسن گھوڑے پر سوار ہو کر میدانِ کارزار میں آئے۔ یہ فرزندِ حسن حُسنِ جمالِ حسن کا آئینہ تھے۔ شباب کا عالم تھا۔ شجاعت آپ کی ہر ادا سے ظاہر تھی۔ بہادری آپ کے قدم چوم رہی تھی۔ نہایت شان و شوکت کے ساتھ گھوڑے کو میدانِ میں جولاں کیا اور گرجدار آواز میں کہا کہ شامیوں اے کوفیو! تم میں جو بہادر ہو مرے مقابلے کے لیے بھیجو۔ لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی جو اس فاطمی شیر کے سامنے آتا۔ کچھ دیر تو آپ نے انتظار کیا۔

حضرت ابوبکر عبداللہ رضی اللہ عنہ کا فوجِ شام پر حملہ

جب آپ نے دیکھا کہ کسی بہادر میں سامنے آنے کی ہمت نہیں۔ تو ناچار گھوڑے کو برق طرح اٹھا کر لشکرِ اعدا پر حملہ آور ہوئے اور نہایت تیزی سے سپاہِ شام کے سر قلم کرتے ہوئے وہاں پہنچے جہاں ابنِ سعد ایستادہ تھا اور آپ نے عزمِ محکم کرلیا کہ پہلے ابن سعد کو ہی

Marfat.com

جہنم میں پہنچائے۔ ابن سعد نے جب سامنے شمشیر عبداللہ کو دیکھا گھوڑے سے کود کر پیدل رسالے میں جا چھپا اور اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ چہرے پر اداسی چھائی ہوئی تھی، اچانک بختری ابن عمر نے کہا کہ کہاں گئی وہ تری سپہ سالاری۔ کیا اسی بہادری پر فوج کا سپہ سالار بنا ہے تو کیا بہادر ہے جو مرنے سے ڈرتا ہے اور ابنِ حسن کو اپنے لیے موت خیال کرتا ہے۔ ابن سعد نے شرمندہ ہو کر کہا بے شک میں اس دم موت کے پنجہ سے چھوٹ کر آیا ہوں۔ اگر اے بختری تو فوج کی افسری چاہتا ہے تو پانچ سو جوان اپنے ساتھ لے جا اور عبداللہ عبداللہ کا سر قلم کر لے لا۔ بختری نے کہا کہ مری بہادری کی تاریخ لکھی گئی ہے تو مری توہین کرتا۔ مجھے تھکے ماندے سے لڑنے کو بھیجتا ہے۔ ابنِ سعد نے کہا اس کو تھکا ماندا نہ سمجھ جلد تر جا بختری اپنے ساتھ پانچ سو فوجی لے کر۔ عبداللہ کے چاروں طرف دائرہ بنایا جب عبداللہ نے خود کو نرغہ میں دیکھا تو اپنے دونوں غلاموں کو آواز دی۔ فروزان اور اسد اپنے آقا کی آواز سن کر ہوا کی طرح گھوڑے دوڑا کر میدان میں آئے۔ ان کے پیچھے ہی محمد ابنِ انس بھی میدان میں پہنچ گئے۔ فروزان جو خاص عبداللہ کا غلام تھا، بڑا بہادر مردِ میدان تھا۔

فروزان اور بختری کی جنگ

مقابل بن کے عبداللہ کا خود بختری آیا
مگر فی الفور فروزان نے گھوڑے کو چمکایا
لیا نیزے کی زد پر بختری کو ڈانٹ بتلائی
قیامت آتے آتے سامنے ناپاک کے آئی

سواروں پر گرے تینوں دلاور برق کی صورت
کیا ہر ایک اشرار پر حملہ بصد شدت
کمالِ فن سے فروزان کے تھا بختری حیراں
بچا کر جان بھاگا سامنے سے بے سر و ساماں

بہت گھمسان کا تھا معرکہ میدان میں جاری
بہت تیزی سے تھے قصرِ جہنم کو رواں ناری

Marfat.com

شہادت اسد فروزان کی

فروزان و اسد دونوں افواجِ سام کے دریا میں ڈوب گئے۔ چاروں طرف سے تیروں اور نیزوں کی بوچھاڑ ہے۔ لڑتے لڑتے ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ فروزان زخموں سے چور چور ہیں، بازو شل ہو چکے ہیں۔ تمام جسم کا خون زخموں کے راستے سے بہہ گیا ہے۔ آپ اپنے آقا عبداللہ کو آواز دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ فوراً وفادار غلام کے قریب پہنچے اور اس کو اپنے گھوڑے پر اپنے پاس بٹھا لیا لیکن گھوڑا دو سوار کے بار اٹھانے کی قوت نہ رکھتا تھا۔ آپ پیدل ہو گئے اور فروزان جاں بحق ہو گئے۔ ادھر آپ فروزان کی نعش کو خیمہ میں چھوڑنے کے لیے آئے ادھر ظالموں نے اسد کو چاروں طرف سے گھیر کر شہید کر دیا۔ آپ مروزان کو چھوڑ کر پھر میدان میں گئے اور اسد کے قاتل کو فی النار کیا اور فوجِ اعدا پر اس زور کا حملہ کیا کہ میدان سے فوج فرار ہونے لگی۔ ابنِ سعد نے فوج کو ڈانٹا اور غیرت دلائی کہ تم ہزاروں ہو وہ تنہا ہے۔ اُدھر عبداللہ پر تشنگی کا غلبہ ہوتا ہے۔ آپ خیمے میں جاتے ہیں اور چچا جان سے پانی طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے چچا جان اگر تھوڑا سا پانی مجھے پلا دو تو تھوڑی دیر میں تمام لشکر کو فنا کر دوں۔ امام عالی مقام علیہ السلام نے فرزندِ حسن کو سینے سے لگایا اور کہا کہ نورِ نظر بہت دیر سے فاتح خیبر حوضِ کوثر پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ حورانِ جنت آپ کی پیشوائی کے لیے درِ جنت پر حاضر ہیں اور کہا۔

عبداللہ کا عزمِ میدان

حرام اے لختِ دل ہم پر یہاں دنیا کا پانی ہے
کہ آب تیغ و خنجر سے ہمیں تسکین پانی ہے
غرض صبر و سکون و ضبط کی تلقین فرمائی
کلیجے سے لگا کر ہر طرح کی ہمت افزائی
بڑھے میداں کو عبداللہ پھر صبر و سکوں پا کر
کہا مل میں مبارز پھر عدو کے سامنے جا کر

Marfat.com

مگر لڑنا عدو جاتے ہوئے تھے اس دلاور کا
کوئی افسر نہ آیا سامنے لڑنے کو لشکر کا

قریب آ آ کے ناری دور سے نیزے چلاتے تھے
یہ سب جنگ آزما میداں میں قسمت آزماتے تھے

ہوا زخموں چکنا چور جب مجروح شہزادہ
تو عبداللہ بن عقبہ سپاہِ شام کا پیادہ

حضرت عبداللہ درِ جنت پر

ہوئے واصل بحق بوبکر عبداللہ میداں میں
ہوا گم آسمانِ معرفت کا ماہِ میداں میں

جناں کا رخ کیا بزمِ جہاں سے ابنِ حیدر نے
شہادت پائی فرزندِ حسن سبطِ پیمبر نے

کلیجہ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر رہ گئے حضرت
کہا تم بھی گئے بیٹا ہمیں دے کر غمِ فرقت

حضرت قاسم معروضات و اجازت طلبی

شہید اخِ معظم ہوئے قاسم کے جب رن میں
خیالِ انتقام آیا یکایک قلبِ روشن میں

حضورِ شاہ میں آئے بصد منت گذارش کی
کمالِ عجز سے میدان جانے کی خواہش کی

امامِ دوسرا نے فرطِ غم سے منع فرمایا
کہا اے راحتِ جاں زندگی کا تم ہو سرمایا

ہو تم نورِ نظر تصویر ہو تم مرے بھائی کی
نظر تم میں جھلک آتی ہے شانِ مرتضائی کی

Marfat.com

میں تم کو سر کٹانے کے لیے کیونکر اجازت دوں
طبیعت مضطرب ہے کس طرح اذنِ شہادت دوں

اعزا و اقربا سب دے چکے جانیں رہِ حق میں
مٹے احباب سارے الفتِ خلاّقِ مطلق میں

نہ اکبر ہیں، نہ جعفر ہیں، نہ عبداللہ باقی ہیں
نہ اب عون و محمد بھی جہاں میں آہ باقی ہیں

فقط اب تم ہو یا بیمار اک سجاد باقی ہے
تمہیں دونوں سے اوجِ عالمِ ایجاد باقی ہے

نہیں دل گوارا تم بھی ہو داخل شہیدوں میں
تمہیں روح، رواں ہو لختِ جگر مری امیدوں میں

حضرت علی اصغر کی شہادت

ابھی جاری تھیں یہ باتیں چچا کی اور بھتیجے کی
ابھی مستور تھی صورت نگاہوں میں نتیجے کی

علی اصغر کے رونے اور سسکنے کی صدا آئی
سکینہ ننھے بھائی کو اٹھا کر گود میں لائی

کہا دیکھو تو ابا جان ان کو ہو گیا کیا ہے
یہ کیوں روتے ہیں ہچکی کیوں بندھی ہے ماجرا کیا ہے

حضرت علی اصغر میدانِ جنگ میں

امام عالی مقام علیہ السلام نے فرزند کو گود میں لیا وہ ننھی سی جان اپنی سوکھی زبان بار بار شفیق باپ کو دکھاتا ہے۔ حلق میں خشکی کی وجہ سے کانٹے پڑ گئے ہیں یہ نور کی تصویر تین دن سے پانی کو ترس رہا ہے۔ شہر بانو نے کہا کہ اصغر کے لیے پانی ان جفاکشوں سے مانگو۔ شاید اس معصوم و بے خطا پر اشقیا کو رحم آ جائے اور وہ اس کو تھوڑا سا پانی دے دیں۔ امامِ حق اپنے نورِ

Marfat.com

نظر، لختِ جگر، شیر خوار کو لے کر میدان میں جاتے ہیں۔ اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ آپ کو انجام کی خبر نہ تھی۔ بلکہ اس لیے کہ کل محشر روز جب اصغر کی پیاس کی بابت سوال ہو کہ اے دشمنانِ حسین تم نے اس معصوم کو بھی پانی نہ دیا تو یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں اصغر کی پیاس کا علم نہیں تھا ورنہ ہم ان کو تو ضرور پانی دے دیتے۔ اس عذر کو ختم کرنے کے لیے امام عالی مقام اصغر کو لے کر میدان میں جاتے ہیں اور کوفیوں سے فرماتے ہیں کہ تمہاری نظر میں اگر مجرم ہوں تو میں ہوں اس معصوم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ اے قوم آج جو مرے اس ننھے مسافر کو پانی پلائے گا میں وعدہ کرتا ہوں کہ محشر کے روز میں حوضِ کوثر پر سیراب کروں گا۔ حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کی یہ دردناک تقریر سن کر بھی ان ظالموں کو رحم نہ آیا۔ بلکہ ظالم حرملہ نے ایک ایسا تاک کر تیر مارا جو علی اصغر کے حلق سے پار ہو کر امام حق کی بغل سے نکل گیا۔ آپ دل کو تھامے ہوئے خیمہ میں آئے اور کہا کہ علی اصغر بھی کوثر کے جام پینے جنت کو روانہ ہو گئے۔ ہائے اس وقت شہر بانو کے دل پر کیا گذری ہوگی۔

حضرت قاسم کی دوبارہ اجازت طلبی

امام عالی مقام علیہ السلام مستورات کو صبر و رضا کی تلقین فرما رہے ہیں۔ ادھر حضرت قاسم کو خیال آیا کہ بچپن میں اباجان نے ایک نقش مرے بازو پر باندھا تھا اور وصیت کی تھی کہ جب تم کو ایسی مشکل پیش آئے جو کسی صورت سے حل ہوتی ہوئی نظر نہ آئے تو اس وقت تم کسی گوشے میں جا کر اس نقش کو پڑھنا اور اس میں لکھا ہو اس پر سختی سے عمل کرنا۔ جس وقت حضرت قاسم کو یہ خیال آیا آپ فوراً تنہائی میں تشریف لے گئے اور نقشِ معظم کو بازو پر سے کھول کر پڑھنے لگے۔ تمام کربلا کے ظلم وستم کا حال خط میں تحریر تھا اور آپ کے والد حضرت امام حسن نے بالکل کھول کر یہ صاف تحریر فرمایا تھا۔

مضمونِ خط اور قاسم

حسن نے صاف اپنے لختِ دل قاسم کو لکھا تھا
کہ اے جانِ تمنا عنقریب اک وقت آئے گا

Marfat.com

ہمارے بعد محشر کربلا میں اک بپا ہوگا
ہمارا خانداں کا خانداں جس میں فنا ہوگا

یزید روسیہ ہوگا حسینؓ پاک کا دشمن
وہ کاٹے گا بہاروں سے بھرا زہرا کا سب گلشن

تباہی آئے گی بیٹا نبی کے خانوادے پر
چلیں گے تیغ و خنجر دشت میں ہر شاہزادے پر

مرے لختِ جگر ہاں مرے نورِ نظر قاسم
مرے آنکھوں کی ٹھنڈک اے مرے پیارے پسر قاسم

چچا پر جب تمہارے دشت میں یہ وقت بد آئے
تمہیں جب قتل کرنے لشکرِ اہلِ حسد آئے

چچا پر تم بھی اپنی جان کو قرباں کر دینا
خدا کی راہ میں جانِ حزیں کو جان کر دینا

پڑھی جس وقت یہ تحریر شاداں ہو گئے قاسم
پدر کے وسعتِ علمی پہ حیراں ہو گئے قاسم

یہ تھا وہ علم جو اللہ نے بخشا تھا حیدر کو
یہی وہ علم تھا حاصل تھا جو شبیر و شبر کو

یہ تھا وہ علم جس کے شہر اعظم خود پیمبر تھے
یہ تھا وہ علم جس کے حضرتِ مولا علی در تھے

حضرتِ قاسم کا تیسری بار میدانِ جنگ میں جانے کی امام عالی مقام سے اجازت طلب کرنا، امامِ حق کا انکار کرنا قاسم کا خط دینا

سرکار نے جب خط کھول کر بغور ملاحظہ فرمایا۔ آنکھوں سے اشکوں کی لڑیاں جاری ہیں۔ دل ہے کہ بھر آتا ہے، پھر صبر و ضبط سے کام لے کر حضرت قاسم سے فرمایا۔ اے جانِ

Marfat.com

برادر، بھائی معظم کی یہ تحریر ایک غیبی اشارہ ہے۔ حکم خالق میں کس کا چارا ہے، اے آئینۂ جمالِ شیرِ خدا، اے مظہرِ اخلاقِ مصطفیٰ، خدا حافظ! جاؤ اور راہِ حق پر اپنی جان قربان کرو۔ میدان میں جا کر ہاشمی جوہر دکھاؤ۔ شہیدوں کے دفتر میں نام لکھاؤ۔ حضرت قاسم تمام جنگ کے ہتھیار اپنے جسمِ نورانی پر سجاتے ہیں۔ شجاعت قدم بوس ہو رہی ہے۔ گھوڑے پر سوار ہو کر میدانِ جنگ میں آتے ہیں۔

حضرت قاسم کی میدان داری اور افواج شام کی خواری

یہ شیرِ ہاشمی شہزادۂ یوسف تھا قاسم
یہ شمشیرِ یداللّٰہی یہ خنجر آزما قاسم

تمام آلاتِ حرب و ضرب سے آراستہ ہو کر
اجل اور دشمنوں کے درمیاں اک واسطہ ہو کر

نہایت ٹھاٹھ سے میداں میں آیا تیغ چمکائی
چمکتی دھوپ میں بجلی سی اک ہر سمت لہرائی

مبارز خواہ شہزادہ رہا کچھ دیر میداں میں
مگر تھا مردِ مدیاں کون فوجِ فتنہ ساماں میں

اشارے پر اشارا کر رہا تھا شمر ذی الجوشن
تھا ابنِ سعد کا دل بھی ہراس و خوف کا مسکن

نہ آئیں اشتعال انگیزیاں کچھ کام میداں میں
پریشانی ہزیمت تھی نمایاں عام میداں میں

کیا اس زور قاسم نے فوجِ شام پر حملہ
سرِ میداں بہادر چھوڑ بھاگے کلغی و شملہ

اُدھر قاسم کی ضربِ تیغ اپنا کام کرتی تھی
اِدھر اندیشہ لڑنے سے سپاہِ شام کرتی تھی

Marfat.com

بہادر تیغ زن نے جس طرف دوڑا دیا گھوڑا
جو زد پہ آ گیا ہرگز اُسے زندہ نہیں چھوڑا

ارزق شامی اور قاسم کی لڑائی

افواجِ شام میدان میں حضرتِ قاسم کے مقابلے کی تاب نہ لاکر میدان سے پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ قاسم نے آگے بڑھ کر ابنِ سعد سے کہا کہ اے لامذہب تیرا باپ تو بڑا بہادر مردِ میداں تھا۔ ایران کی فتح کا تاج اس کے سر پہ رکھا گیا۔ وہ ہر معرکہ میں شجاع ثابت ہوا۔ اصحابِ رسول کو اس کی بہادری پر ناز تھا تو ایسے دلاور کا بیٹا ہو کر قضا سے ڈرتا ہے۔ مرنے سے جی چراتا ہے۔ کیوں فوج کو کٹواتا ہے۔ اگر کچھ خم ہے تو مرے مقابلے میں آ۔ میں تین دن سے بھوکا پیاسا ہوں۔ پھر مجھ سے ڈرتا ہے۔ اپنے بہادر باپ کی لاج رکھ۔ میدان میں جواں مردی کے جوہر دکھا۔ الغرض حضرت قاسم نے ابنِ سعد کو بہت سے طعنے دیئے۔ بہت ہی ابھارا اور غیرت دلائی لیکن ابنِ سعد کو حضرت قاسم کے پاس اپنی موت نظر آتی تھی اور حضرت قاسم کی اُس پر ایسی ہیبت طاری ہوگئی تھی کہ اس پر کسی بات نے اثر نہ کیا۔

ابنِ سعد کا ارزق کی خوشامد کرنا

ابنِ سعد حضرت قاسمؑ کے سامنے سے ہٹ کر لشکر کے میمنہ میں پہنچا۔ جہاں ارزق پہلوان موجود تھا۔ شام والے ارزق کو ایک ہزار جوان کی طاقت کا مالک سمجھتے تھے اور مصر والوں کا بھی یہی خیال تھا کہ ارزق ایک ہزار جوانوں کی طاقت کا مالک ہے۔ ارزق یزید سے دوہزار روپے تنخواہ پاتا تھا۔ عمرو بن سعد نے ارزاق سے کہا کہ اے تجھ جیسے بہادر ہوتے ہوئے ابھی تک قاسم زندہ ہے۔ مجھے اس نوجوان کے سامنے شرمندہ نہ کر۔ میدان میں جا اور قاسم کا سر کاٹ کر لا۔ ارزق یہ سن کر غضب ناک ہو گیا اور اس نے ابنِ سعد سے کہا کہ تم مری تمام لشکر کے سامنے توہین کرتے ہو کہ مجھے ایک لڑکے سے لڑنے کو بھیجتے ہو جو کہ زخموں سے چور ہے، بھوکا پیاسا ہے، تھکا ماندہ ہے۔ ابنِ سعد نے یہ بات سن کر کہا کہ اے ارزق اسے لڑکا نہ سمجھ، تھکا ماندا نہ کہہ۔ وہ لاکھ تین دن کا بھوکا پیاسا ہے تجھے معلوم نہیں قاسم فاتحِ

Marfat.com

خیبر، شیرِ خدا کا پوتا ہے۔ اسے دیکھ کر حیدرِ کرار کا گمان ہوتا ہے۔ علی کی طاقت کا مظہر ہے۔ ارزق نے کہا کہ میں تو اپنی اس کے آگے جاتے ہوئے توہین محسوس کرتا ہوں خیر میں اپنے بڑے بیٹے کو میدان میں بھیجتا ہوں جو ابھی قاسم کا سر قلم کر کے لاتا ہے۔ یہ کہہ کر اپنے بڑے بیٹے کو میدان میں بھیجا۔ ارزق کا بیٹا اکڑتا ہوا میدان میں آیا۔ بڑا قوی ہیکل ڈیل ڈول گھوڑا کودتا ہوا قاسم کے مقابل ہوا اور تلوار اٹھانی چاہتا تھا کہ قاسم نے فوراً نیزہ سینے پر مارا۔ ارزق کا بیٹا فنونِ جنگ سے واقف تھا۔ ڈھال پر نیزے کو روکا اور نیزے کی انی توڑ دی۔

شکستہ پا کے نیزے کو اٹھائی تیغ قاسم نے
بدل کر پینترہ چھوڑی اُدھر تلوار ظالم نے

سپر پر شہزادے نے مگر تلوار کو روکا
بعجلت رخش کو پیچھے ہٹایا وار کو روکا

ہوئے تیغِ عدوئے پیلتن سے ڈھال کے ٹکڑے
بڑھے قاسم اڑانے دشمنِ بدحال کے ٹکڑے

عقل سے ڈھال لا کر دوسری ابنِ انس نے دی
مگر دیکھا کہ پشتِ دست شہزادے کی ہے زخمی

عمامہ پھاڑ کر ابنِ انس نے زخم کو باندھا
اُدھر ارزق کے بیٹے نے دوبارہ کر دیا حملہ

بدل کر پینترہ قاسم نے اُس کے وار کو روکا
بڑھا دی ڈھال آگے ڈھال پر تلوار کو روکا

بچایا وار غازی نے نہایت تیزدستی سے
گرا دشمن زمیں پر جھونک کھا کر جوش و مستی سے

گرا خود سر سے اُس کے چوٹ بھی کچھ آ گئی سر میں
لٹیں بالوں کی لیکن آ گئیں دستِ دلاور میں

جگائیں کھینچ کر رپٹا دیا گھوڑے کو غازی نے
دیا دشمن کو چکر ہر طرف مردِ حجازی نے

Marfat.com

زمیں پر دھڑ سے دے مارا گھسا کر ابنِ ارزق کو
کیا دوزخ میں داخل اُس عدوئے دینِ برحق کو

ارزق کا دوسرا بیٹا میدان میں

بڑھا قاسم سے لڑنے کے لیے مقتول کا بھائی
سرِ میداں اسے بھی کھینچ کر اُس کی قضا لائی

کیا آتے ہی اُس نے وار نیزے کا مجاہد پر
پکڑ نیزہ لیا غازی نے اُس کا یا علی کہہ کر

کمر میں ہاتھ ڈالا اور اٹھایا اسپ سے اپر
زمیں پر اس کو پٹکا پھر اسے دے کر کئی چکر

بھڑک کر تیسرا بھائی بہ جوشِ انتقام آیا
اجل کے ہاتھ میں ناکام بھی میداں میں کام آیا

ارادہ کر دیا ارزق نے خود میدان واری کا
تماشا کر رہی تھی فوج اُس کی آہ زاری کا

مگر چوتھا پسر میداں کی جانب باپ سے پہلے
پدر سے کہہ گیا میں جان دوں گا آپ سے پہلے

کیا شہزادۂ ذی جاہ پر حملہ مقابل سے
پڑی تلوار جب تلوار چھوٹی دستِ قاتل سے

کٹا شانہ سے داہنا ہاتھ گھوڑے سے گرا ناری
جہنم آشنا پہنچا جہنم تک بصد خواری

فضائے نور میں گونجیں صدائیں فتح و نصرت کی
نگاہیں جھک گئیں سجدے کو مشتاقِ شہادت کی

الغرض ارزق کے چاروں بیٹے ارزق کے سامنے حضرت قاسم کے ہاتھ سے دوزخ کا پروانہ لے کر نہایت ذلت کے ساتھ دوزخ کے راستے کو طے کر کے دوزخ میں پہنچ جاتے ہیں۔

Marfat.com

ارزق میدانِ جنگ میں

ارزق روتا ہوا میدان میں آتا ہے۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ غصہ میں دیوانہ ہو کر خود میدان میں آتا ہے۔ حضرت قاسم کے مقابلے میں ارزق کو دیکھ کر امام عالی مقام نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور رو کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ اے ربِ کائنات مرے قاسم کی لاج رکھنا۔ افواجِ شام کی اور اہلبیت کی نگاہیں میدان میں جم جاتی ہیں اور قاسم و ارزق کی لڑائی کا منظر دیکھنے لگے۔ ارزق نے میدان میں آکر پے در پے حضرتِ قاسم پر نیزے سے باروار کیے۔ مگر قاسم نے اس کے سب وار رد کر دیئے۔ ارزق نے جھلا کر قاسم کے گھوڑے کی پشت پر نیزہ مارا جس کی زد کھا کر گھوڑا مر گیا۔ حضرت قاسم پیدل ہو گئے۔ امام عالی مقام نے فوراً دوسرا گھوڑا قاسم کے لیے بھیجا۔ قاسم اس پر سوار ہو گئے اور آپ نے ارزق پر نیزے کے تین وار کیے۔ ارزق نے رد کر دیئے اور تلوار نکالی۔ حضرت، قاسم نے بھی فوراً تلوار ہاتھ میں لی۔ ارزق نے کہا یہ تلوار ترے پاس کہاں سے آئی۔ یہ تلوار تو میں نے ایک ہزار دینار دے کر زہر میں بجھوائی تھی۔ حضرت قاسم نے فرمایا کہ ترے بیٹے سے چھینی ہے تاکہ تمہیں اس کا مزہ چکھاؤں اور فرمایا کہ تم ایک مشہور جنگجو ہو کر اس قدر بے احتیاطی سے کام لیتے ہو کہ میدان میں لڑنے کے لیے آگئے اور گھوڑے کا تنگ ڈھیلا رکھتے ہو۔ اسے کسا بھی نہیں وہ زمین دیکھو پشتِ مرکب سے پھسلا جا رہا ہے۔ یہ سن کر ارزق گھوڑے کا تنگ دیکھنے کے لیے جھکا ہی تھا کہ قاسم نے اللہ اکبر کہہ کر تیغ اٹھا لی اور ارزق پر چھوڑی۔

ارزق کا قتل

کمر پر تیغ ماری کہہ کے الا اللہ غازی نے
دکھائی صولتِ شیرِ خدا کیا واہ غازی نے

دوبارا ہو کے لاش ارزق کی فرشِ خاک پر آئی
ندامت کی گھٹا ہر جا یزیدی فوج پر چھائی

Marfat.com

امامِ دوسرا نے بڑھ کے قاسم کی جبیں چومی
مبارک باد اوجِ آسماں نے دی زمیں جھومی

کہا قاسم نے عمِ محترم مل جائے گر پانی
باذن اللہ ہو فوجِ عدو کا زور سب فانی

طہورِ خلد کی شہہ نے بھتیجے کو بشارت دی
نوید حاضریِ بزمِ سلطانِ رسالت دی

حضرت قاسم کی شہادت

امام عالی مقام نے بہادر بھتیجے کو سینے سے لگایا اور صبر و رضا کی تلقین فرمائی۔ حضرت قاسم امامِ پاک کا دستِ کرم کو چوم کر پھر یزید کی لشکر پر حملہ کرتے ہیں۔ افواجِ شام قاسم کے سامنے آنے سے کتراتی تھیں۔ عمرو بن سعد تازہ دم فوج کو آگے بڑھاتا تھا۔ حضرت قاسم فوراً اُس کو حملہ کر کے پیچھے دھکیل دیتے تھے۔ ادھر اکیلا ہاشمی شہزادہ ہے۔ اُدھر بارہ ہزار فوج آمادہ ہے۔ قاسم کی جب تلوار چلتی ہے اجل تیزی کے ساتھ شامی اور کوفیوں کی گردن دبوچتی ہے۔ میدانِ کربلا محشر کا نمونہ بنا ہوا ہے۔ فوجِ یزید کے بہادر قاسم کی ہیبت سے لرزاں ہیں۔ سامنے آکر لڑنے کی کسی کو ہمت نہیں۔ آخر کار ابنِ سعد نے حکم دیا کہ قاسم کے قریب کوئی نہ آئے اور اس کے چاروں طرف حلقہ باندھ کر تیروں کی بارش کی جائے۔ القصہ ہمشکلِ مرتضیٰ پر چاروں طرف سے تیروں کا مینہ برستا ہے۔ جسمِ نورانی زخموں سے چھلنی ہو جاتا ہے۔ قوتِ بازو سست پڑ جاتی ہے۔ لیکن جلالِ ہاشمی روئے منور پہ جلوہ افشاں ہے۔ آپ بے حس و حرکت کھڑے ہیں۔

ابنِ سعد کی عیاری

یکایک عمرو ابنِ سعد نکلا تول کر خنجر
چلا دی بے حیا نے تیغ فوراً پشتِ قاسم پر

یہ عمرو سعد ازدی خانداں کا اک سپاہی تھا
سیکار و قوی ہیکل مجسم رو سیاہی تھا

Marfat.com

لٹا وہ زخم کاری تیغ کا پشتِ مبارک پر
گرا شہزادہ پشتِ زین سے یا عمّاہ کہہ کر
لپک شاہِ دیں نے تیغ ماری عمر کے سر پر
مگر رو کا سیہ باطن نے فوراً ہاتھ پر خنجر

کٹا کہنی سے دہنا ہاتھ چیخا زور سے ناری
گرا دھڑ سے زمیں پر خون کا چشمہ ہو جاری
کچل ڈالا خود اُس کی فوج کے گھوڑوں نے ظالم کو
کیا پائے اجل نے ریزہ ریزہ جسمِ سالم کو

سرِ بائیں اُدھر قاسم کی شہ کے اشک جاری تھے
اُدھر قاسم ہم آغوشِ وصالِ ذاتِ باری تھے
ہوئے قاسم بھی شاملِ اہلِ حق میں حق رسیدوں میں
اُنہیں بھی لا کے رکھا شاہِ والا نے شہیدوں میں

امام عالی مقام کا عزمِ جہاد اور حضرت عباس کی میدان داری

خدا کی شان ہے کہ اہلبیت کا جو شہزادہ میدان میں جاتا وہ شہادت کا مقام حاصل کرتا ہے کوئی بھی واپس دنیوی زندگی کے ساتھ نہیں آتا اور نہ ہی کوئی اپنی جان بچا کر دشمن کی پناہ لیتا ہے۔ مصیبت کے وقت بھی کسی نے ہمت نہ ہاری اور برضا و رغبت میدان جا کر راہِ حق میں جانیں نثار کیں۔ اہلبیت کے جوانوں نے خاکِ کربلا کے صفحات پر اپنے خون سے شجاعت و جواں مردی کے وہ بے مثال نقوش کھینچے ہیں جن کو تدسیل کرنا غیر ممکن ہے۔ جب یہ فاطمی چاند یعنی حضرت قاسم بھی کربلا میں ظلم و استبداد کے بادلوں میں چھپ گیا تو شہزادۂ کونین نے میدان کا عزم کیا۔ خونِ حیدر نے رگوں میں جوش مارا۔ جلالِ ہاشمی نے رُخِ انور کو نکھارا۔ خیمہ سے باہر آئے۔ گھوڑے پر سوار ہوئے تو حضرتِ عباس نے بڑھ کر ادب سے رکاب تھامی۔ دستِ اقدس کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ سرکار مرتے ہوتے ہوئے آپ میدان کو نہ جائیں۔ حضرت عباس اسلامی پرچم ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں۔ خیمہ کے محافظ ہیں۔ اگرچہ

Marfat.com

آپ ہر جنگِ مغلوبہ میں شریک رہے ہیں لیکن جوشِ شجاعت میں کوئی کمی نہیں ہے۔ امامِ حق سے میدان میں جانے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ شہہ دیں نے فرمایا کہ ہاں اک تم رہے ہو۔ اب تم مجھے تنہا چھوڑنے کو تیار ہو گئے۔ آخر کار شہہ دیں نے خدا حافظ کہہ کر حضرت عباس کو رخصت کیا۔ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آئے۔ ایک شمشیر ہے ایک ہاتھ میں بجائے نیزے کے اسلام کا جھنڈا ہے۔ لشکرِ شام پر حملہ آور ہوئے۔ میمنہ اور میسرے کی تمام ناقہ بندیاں توڑ ڈالیں۔ لاشوں کے میدان میں انبار لگا دیئے۔ سور ماؤں کے دل دہلا دیئے۔ جدھر آپ رخ کرتے تھے یزیدی فوج میں بھگدڑ مچ جاتی تھی۔ یکا یک آپ کی نظر خیمہ کی طرف پھرتی ہے۔ خیمہ پر خالی مشکیزہ نظر آتا ہے۔ آپ فوراً گھوڑے کی باک موڑ کر خیمہ کی طرف آتے ہیں اور آن کر دیکھتے ہیں سکینہ اور فاطمہ العطش العطش پکار رہی ہیں۔ جب حضرتِ عباس کو سکینہ نے اپنی سوکھی زبان دکھلائی اور دامن پکڑ کر مچل گئیں کہ مجھے پانی لے کے پلا دو۔ حضرت عباس نے جب معصوم سکینہ کی یہ حالت دیکھی آپکا دل بھر آیا۔ تمام خواتین خیمہ میں پانی کے لیے بیتاب ہیں۔ سب کی زبانیں خشک ہیں جس کی وجہ سے بولا بھی نہیں جاتا۔ گرمی کا موسمِ بے سایا جنگل اور تین دن سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ ملنا پھر بھی صبر وضبط کا یہ عالم ہے کہ ہر وقت شکرِ خدا۔ کوئی ایسا لفظ زبان پر نہیں آتا جس سے بے صبری ظاہر ہو۔

حضرت عباس نہرِ فرات پر

اٹھا کر مشکیزہ پشتِ زین پر خود رکھ لی دلاور نے
وہیں شست دریا کی طرف باندھی دلاور نے

سوارانِ محافظ کی طرف گھوڑے کو دوڑایا
علم کو راہ میں دابا لبِ خنجر کو چمکایا

کیا اک نعرۂ شیرانہ اور سوئے فرات آئے
قطع کرتے ہوئے اشرار کا دورِ حیات آئے

مخالف فوج دستے جو غازی سے الجھتے تھے
وہ تیغِ تیز کے ہاتھوں جہنم میں پہنچتے تھے

Marfat.com

بہت روکا بہت خنجر زنی کی فوجِ دشمن نے
مگر ٹکڑے اڑائے ناریوں کے تیغِ افگن نے
کٹے کائی کی صورت سامنے سے بزدلے دشمن
ہوئے فی النار خنجر سے گلے جتنے ملے دشمن

سپاہِ شام پر غالب امیرِ کائنات آیا
دلاور تیغ زن عباس غازی تاب فرات آیا
بڑھا کر دو قدم الٹا دیا گھوڑے کو دریا میں
ہر اک سفاک تھا غرق ندامت فوجِ اعدا میں

اشارا اسپ تازی کو کیا پانی کے پینے کا
پیاسا اگرچہ تھا رہوار لیکن تھا قرینے کا
لگا جب منہ سے آبِ نہر ہٹوں میں تری آئی
ہٹائی خود ہی سطح آب سے گردن بے رعنائی

بھری عباس نے فی الفور اپنی مشک پانی سے
کیا سیراب چشمِ تر کو دریا کی روانی سے
لیا چلو میں پانی اور پینے پر ہوئے مائل
مگر جب یاد آئے تشنہ لب دل ہو گیا گھائل

پڑھی لاحول پھینکا آپ نے اپنی کو چلو سے
اٹھائی مشک کاندھے پر ہوا رخصت لبِ جُو سے
غیور ایسے نہ جوئیں تشنگی میں بھی پیا پانی
رہے لب تشنہ آخر وقت تک گویا کیا پانی

رضا و صبر اس کا نام ہے اے نوعِ انسانی
کھڑے دریا میں ہیں لیکن پیا پھر بھی نہیں پانی
یہ فرزندِ علی شیر خدا تو خیر انساں تھے
فضائل آلِ ہاشم کے تمام ان میں نمایاں تھے

Marfat.com

نہ پینا پانی اُن کا داخلِ شانِ قناعت تھا
مگر گھوڑے کو کہیے کیوں وہ اس درجہ باہمت تھا

فرقِ مراتب انسانی وحیوانی

اثر تھا سب یہ صحبت کا یہ سب فیضانِ صحبت تھا
خدا کی شان حیواں خو شناسِ آدمیت تھا

اسی میدان میں تھے جانور بھی اور انساں بھی
اسی وادی میں تھے فرعون بھی عاجز مسلماں بھی

مگر تھا فرق اتنا آدمی میں اور حیواں میں
تفاوت صاف تھا ظاہر مسلماں تا مسلماں میں

وہ حیواں تھے جنہوں نے تشنہ لب انسان کو پاکر
نہ رکھا آب و دانہ تین دن تک بے گماں منہ پر

وہ انسان تھے جفا و جور جو کرتے تھے انساں پر
وہ انساں تھے جنہیں غرہ تھا اپنے ساز و ساماں پر

وہ انساں تھے جو تھے صرفِ بغاوت قدرتِ حق سے
وہ انساں تھے جو تھے جنگ آزما خلاقِ مطلق سے

یہ مسلم تھے مگر تھے عترتِ اطہار کے دشمن
یہ مسلم تھے مگر تھے احمد مختار کے دشمن

یہ وہ غدار تھے جن کو نہ تھا کچھ پاس ملت کا
غلط حیلہ تراشا تھا بقائے ملک و دولت کا

یہی وہ تھے بلا کر خود جنہوں نے چند ساعت میں
کیا مظلوم آلِ مرتضیٰ کو قتلِ غربت میں

بلاشک ایسے انسانوں سے وہ حیوان اچھے تھے
وہ گھوڑے ان بھگوڑوں سے علی الاعلان اچھے تھے

Marfat.com

حضرت عباس کی فرات سے واپسی

جب حضرتِ عباس پانی کی مشک بھر کر خیمے کی طرف روانہ ہوئے تو ہر طرف سے فوجی دستوں نے آپ کو روکا۔ آپ نے تلوار کو علم کیا اور جو بھی سامنے آیا۔ اس کو موت کا مزہ چکھایا۔ کبھی آپ کو پیدل رسالے آن کر روکتے تھے۔ کبھی سواروں کی فوج آپ کو گھیرنے کی کوشش کرتی تھی۔ مگر آپ شیرِ خدا فاتحِ خیبر کے نورِ نظر تھے۔ شجاعت آپ کی گرویدہ تھی۔ آپ کی تلوار بجلی کی طرح دشمنوں کے سروں پر چمکتی تھی۔ آپ جس طرف بھی رخ کرتے تھے دشمنوں کی کائی سی پھٹ جاتی تھی اور کسی بہادر شامی و کوفی میں یہ ہمت نہ تھی جو آپ کے سامنے آتا۔ جب یہ عالم ابنِ سعد نے دیکھا تو تازہ دم فوج کو اشارہ کیا کہ عباس کو نرغہ میں لے لیں۔

حضرتِ عباس پر یورشِ لشکر

میمنہ سے فوراً تازہ دم فوج بڑھتی ہے اور چاروں طرف سے حضرتِ عباس کو گھیرے میں لے لیتی ہے۔ ہر طرف سے غازی تلوار و خنجر، تیغ و تبر، تیر و شمشیر کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ یہ فاطمی نوجوان بھوکے شیر کی طرح یزیدی فوج پر حملہ آور ہوتا ہے۔ ہزاروں بے دین دم زدن میں جہنم واصل ہوتے ہیں۔ ہاشمی شیر کو جوشِ شجاعت میں جب مدہوش ہو کر جنگ میں مشغول پایا تو اچانک نوفل نے عقب سے داہنے بازو پر وار کیا۔ بازو قلم ہو گیا۔ غازی نے بائیں ہاتھ میں تلوار سنبھالی اور مشک کو بھی بائیں کاندھے پر لادا اور آپ نے بڑی شدت سے دشمنوں پر حملہ کیا۔ ذوقِ شہادت میں ایسے مدہوش ہیں کہ بازو کے کٹنے کا بھی آپ کو احساس نہ ہوا اور اُسی طرح جنگ میں مشغول ہیں۔ ایک شامی دوسرے بازو پر وار کرتا ہے۔ بائیاں بازو بھی قلم ہو جاتا ہے۔ مشک کو دانتوں سے پکڑ لیتے ہیں۔ جب دونوں بازو بے کار ہو گئے تو ایک جفاکش نے سامنے سے تیر مارا۔ جس سے مشک چر گئی۔ یزیدی فوج بے دست و پا پر چاروں طرف سے برچھی بھالے برسا رہی ہے۔ ان ظالموں نے بے دست و پا پر بھی رحم نہیں کیا۔ جب آپ زخموں سے چکنا چور ہو گئے تو امامِ حق کو پکارا اور اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔

Marfat.com

سرِ میداں یہ عالم جب شہہِ دیں کو نظر آیا
بڑھایا خیمے سے رہوار کو غصے میں فرمایا

سپہ سالارِ لشکر تف ہے تری اس دلیری پر
کیے جاتا ہے حملہ بسمل و بے جاں پہ مِل مِل کر

صفوں میں برہمی آئی بڑھے، سرکار آگے کو
بڑھا دی ذوالفقارِ حیدر کرار آگے کو

قریب حضرتِ عباس جب سلطانِ دیں پہنچے
شہیدِ راہِ حق تا سرحدِ خلدِ بریں پہنچے

علمبردارِ ملت ہو گئے قربان ملت پر
خدا کی راہ عباس نے دی جان ملت پر

یہ ستائے سپاہِ نورِ عینِ ساقیِ کوثر
ہوا واصل بحق پہنچا حضورِ داورِ محشر

شہادت عرصۂ پیکار میں عباس نے پائی
جگہ محبوب کے دربار میں عباس نے پائی

منظرِ یاس والم

وہ منظر کیسا غم آفریں، کیسا یاس وحسرت کا منظر ہوگا جب امام عالی مقام خود عزمِ میدان کر رہے ہوں گے۔ اب علی اکبر ہیں نہ عون ومحمد ہیں۔ نہ عثمان و جعفر ہیں۔ نہ قاسم وعبداللہ ہیں۔ نہ ابوبکر وعمر ہیں نہ حبیب ابنِ مظاہر ہیں۔ نہ زہیر بن قیس ہیں نہ عباس علمبردار ہیں۔ جو امام عالی مقام کو میدان جانے سے روکیں اور اپنی جانیں امام عالی مقام پر قربان کریں۔ صرف امام زین العابدین وہ بھی بیمار ہیں۔ کربلا میں ہر طرف بربادیاں چھائی ہوئی ہیں۔ ریاضِ دہر کی شاخ وکلی مرجھائی ہوئی ہے۔ فرشتے حیرت سے انگشت بدنداں ہیں۔ زمین وآسمان سکتہ کے عالم میں ہیں۔ وحوش وطیور اشک افشاں ہیں۔ خیمۂ پاک پر غم کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ ہر طرف قیامت کے آثار نظر آتے ہیں۔ ابھی

Marfat.com

سرکار تیاری میں مصروف ہیں کہ سامنے سے سجاد تشریف لاتے ہیں اور میدان میں جانے کی رضا طلب کرتے ہیں۔

شہہِ والا ابھی تیار ہونے بھی نہیں پائے
کہ دیکھا لڑکھڑاتے سامنے زین العابدین آئے

عمامہ سر پہ ہاتھوں میں عصا پہلو میں خنجر ہے
نظر ہے سوئے فوجِ اشقیا رُخ جانبِ در ہے

قریبِ شادین آئے جھکایا سر کو قدموں پر
ادب سے عرض کی اے قبلۂ کونین کے سرور

خدارا لاج اب رکھ لیجئے بیمار بیٹے کی
فُغاں سن لیجیے اپنے ضعیف و زار بیٹے کی

نہ فرمائیں حضور اقدام ابھی مجھ کو اجازت دیں
میں خواہانِ شہادت ہوں مجھے اذنِ شہادت دیں

تمنا ہے مجھے بھی آپ پر قربان ہونے کی
ہم آغوشِ شہیداں چین سے جنت میں سونے کی

مرے ہوتے ہوئے سرکار جائیں رَن میں ناممکن
میں یوں سرکار کو دیکھوں صفِ دشمن میں ناممکن

شہیدوں میں مرے بھی نام کو تحریر فرماؤ
عطا مجھ کو بھی اپنے ہاتھ سے شمشیر فرماؤ

شہادت کی سعادت کا مجھے پہنائے جوڑا
عنایت کیجیے اک تیز رو مجھ کو بھی اب گھوڑا

ضعیف و ناتواں ہیں ضعف سے لرزہ بدن میں ہے
مگر ذوقِ جہادِ عشق اتنا قلب و تن میں ہے

Marfat.com

امام عالی مقام کا زین العابدین کو ضبط کی تلقین فرمانا

شہہِ دیں نے لگایا پیار سے بیٹے کو سینے سے
تسلی دی کہا بیٹا نہ ہو بیزار جینے سے

ہو تم روحِ روانِ اہلِ بیتِ پاک دنیا میں
چلے گا تم سے ہی نامِ شہہِ لولاک دنیا میں

بقائے نسلِ سلطانِ رسالت کا سبب تم ہو
جہاں میں یادگارِ عترتِ محبوبِ رب تم ہو

یقیناً ناخدائے کشتیِ اہلِ عبا ہو تم
یقیناً قلزمِ وحدت کے موجِ آشنا ہو تم

ہو میرِ کاروانِ قافلہ تم آلِ حیدر کے
ہو تم سالارِ اعظم ملتِ محبوبِ داور کے

تمہیں دنیا میں رہ کر رہبری دنیا کی کرنا ہے
تمہیں ہر دورِ نیک و بد سے دنیا کے گذرنا ہے

اسیرانِ حرم ہیں سب تمہاری ہی حفاظت میں
ہو تم محرم خواتینِ حرم کے دشتِ غربت میں

یہ فرما کر لگایا آپ نے عابد کو سینے سے
عطا کیں نعمتیں وہ سب جو پائی تھیں مدینے سے

بنایا دم زدن لختِ دل کے دل کو آئینہ
علومِ معرفت سے بھر دیا سجاد کا سینہ

تسلی دی بنایا جانشیں پھر اپنا عابد کو
سرِ کربل کی ہر حالت کے ناظر اور شاہد کو

Marfat.com

امام عالی مقام کا عزمِ میدان

الغرض امامِ دوسرا نے اپنی تمام ذمہ داریوں کو امام زین العابدین کے حوالے کیا اور میدان میں جانے کی تیاری کی۔ قبائے مصری کو زیب تن کیا۔ عمامہ رسولِ خدا ﷺ سر پر باندھا۔ سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سپر پشتِ مبارک پر رکھی۔ فاتحِ خیبر، حیدرِ کرار کی ذوالفقارِ ابدار حمائل کی۔ حضرتِ جعفر کا نیزہ ہاتھ میں لیا۔ اس منظر کو اہلِ خیمہ کن آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے جن کے سر سے ان کے سردار کا سایا دنیوی زندگی میں ہمیشہ کے لیے جدا ہونے والا ہے۔ نونہالانِ اہلِ بیت پر یتیمی منڈلا رہی ہے۔ نازپروروں کے سر سے شفقتِ پدری کا سایہ اٹھنے والا ہے۔ ازواج سے سہاگ رخصت ہو رہا ہے۔ دکھے ہوئے اور مجروح دل امام کی جدائی کے غم سے کٹ رہے ہیں۔ سکینہ کی ترسی ہوئی آنکھیں پدر بزرگوار کا آخری دیدار کر رہی ہیں۔ آن دو آن کے بعد یہ جلوے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو رہے ہیں۔ اہلِ خیمہ کے چہروں کا رنگ اُڑ گیا ہے۔ سب کی نورانی آنکھوں سے موتی ٹپک رہے ہیں۔ حسرت و یاس کا عالم ہے جسموں مین تابِ حرکت نہیں۔ تصویریں ساکت کھڑی ہیں۔ خاندانِ مصطفیٰ ﷺ کی بے وطنی اور بے کسی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ بیکس قافلہ حسرت کی نگاہوں سے امامِ عالی مقام کے چہرۂ دل افروز پر نظریں جمائے ہوئے ہے۔ شہہ دین گھوڑے پر سوار ہیں۔

معروضاتِ شہر بانو خدمتِ امام میں

کیا جب قصد خیمے سے نکلنے کا شہہ دیں نے
تو روکا سامنے سے راستہ بانوئے غمگیں نے

امامِ دوسرا نے جب کی اپنی رَن کو تیاری
تو رو رو کر لگیں یہ عرض کرنے بیبیاں ساری

ادب سے شہر بانو نے گذارش کی شہہ والا
مری دنیائے راحت آج ہوتی ہے تہہ و بالا

Marfat.com

میں صدقے مجھ کو کس پر دشمنوں میں چھوڑے جاتے ہو
کہاں جاتے ہو مجھ سے ہائے کیوں منہ موڑے جاتے ہو

عدو جب پابجولاں ہم کو خیمہ سے نکالے گا
مرے کاندھے پہ بتلاؤ تو چادر کون ڈالے گا

لٹے گا قافلہ جب دوز ہوگا فتنہ کوشی کا
کیسے احساس ہوگا قیدیوں کی پردہ پوشی کا

عدو پردہ داری پہ ہوگا جب مائل اسیروں کی
کرے گا کون شاہا دستگیری ہم فقیروں کی

امام عالی مقام نے جب شہر بانو کی یہ باتیں سنیں تو ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تم کسریٰ کی شہزادی ہو۔ ناز ونعم کی پالی ہو۔ اے بانو وہ وقت بھی یاد کرو جب تم ایران سے قید کر کے مدینے لائی گئی تھی۔ اس وقت تمہارا کوئی پرسانِ حال نہ تھا اور تم کفر کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھیں اور اب اسلام کا لباس زیب تن کیے ہوئے ہو، اہلِ بیتِ مصطفیٰ ہو، خدا تمہارا نگہبان ہے، خبردار صبر وتحمل کے دامن کو نہ چھوڑنا۔ ورنہ سرِ محشر نانا جان کے سامنے شرمندگی ہوگی۔ شہر بانو سے سرکار یہ باتیں کر رہے تھے کہ حضرت زینب آپ کی ہمشیرہ نے ادب سے آپ کا دامن پکڑ لیا اور دل دہلا دینے والے لہجہ میں اس طرح عرض کرنے لگیں۔

حضرت زینب کی فریاد خدمتِ امام میں

جنابِ حضرتِ زینب نے یہ رو رو کے فرمایا
مرے بھائی مرے سر پہ تھا اب تک آپ کا سایہ

بتاؤ تو یہاں اب کیا مصیبت آنے والی ہے
ہمارے سر پہ کل کیسی قیامت آنے والی ہے

مرے ماں جائے بھائی کل بتاؤ تم کہاں ہوگے
میں پہنچوں گی وہاں کس طرح بھائی جہاں ہوگے

Marfat.com

مرے ماں باپ کی طرح سے مجھ کو پالنے والے
مرے سر پہ وفورِ غم میں چادر ڈالنے والے

پکاروں گی کسے میں بھائی کہہ کر بزمِ عالم میں
تسلی کون دے گا آن کر مجھ کو سرِ غم میں

مری ماں فاطمہ نے جب بلکتا مجھ کو چھوڑا تھا
کسی نعمت کا بھی اس وقت مجھ کو نہ توڑا تھا

مجھے گودوں میں ابا جان خوش ہو کر کھلاتے تھے
فرشتے خلد سے آ کر مجھے جھولا جھلاتے تھے

مصیبت ہائے اب مجھ پہ یہ کیسی آنے والی ہے
گھٹا رنج و الم کی ہر طرف سے چھانے والی ہے

امامِ دوسرا نے بہن کو فرطِ محبت سے
کلیجے سے لگایا اور فرمایا یہ شفقت سے

مری لختِ جگر پیاری بہن یہ کیا ہوا تم کو
نہیں لَا تَقْنَطُوْ مِنْ الرَّحْمَتِ اللّٰہ یاد کیا تم کو

ہے اے نورِ صبر و رضا سادات کا جوہر
مصائب میں نہ ہونا چاہیے قابو سے یوں باہر

رہا ہے کون دنیا میں رہے گا کون دنیا میں
ہے تاب دم زدن کس کو رضائے حق تعالیٰ میں

یقیں جانو بجز ذاتِ الٰہی ہے جہاں فانی
ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ روشن نصِ قرآنی

ہو تم چشم چراغِ خاندانِ فاطمہ زہرا
تمہیں دامانِ صبر چھوڑنا دیتا نہیں زیبا

خدارا قلب کو مضبوط رکھنا صبر سے رہنا
مصائب جھیلنا صدمے اٹھانا رنج و غم سہنا

Marfat.com

نہ ہرگز قتل پر مرے ذرا نوحہ گری کرنا
کبھی اصلا نہ سینہ کوبی و جامہ دری کرنا

خدارا صبر اے روحِ روانِ خانداں کرنا
وفورِ غم میں شکرِ خالق کون و مکاں کر

امام عالی مقام اور عزمِ جہاد

امامِ پاک سب کو صبر کی تلقین کرتے ہیں
دمِ آخر بھی تعلیمِ اُصولِ دین کرتے ہیں

خواتینِ حرم سے ہو رہے ہیں شاہِ دیں رُخصت
مکینِ خلد کی ہے جانبِ خلدِ بریں رخصت

رضاء و صبر کی سرکار نے تلقین فرما کر
بہ عزمِ جنگ اٹھایا ہاتھ پھر نیزہ و خنجر

تسلی دی خدا حافظ کہا سب خستہ حالوں کو
سپرد کر دیا اللہ کے اللہ والوں کو

الغرض حق و صداق کا روشن آفتاب خیمۂ اہلبیت سے طلوع ہوا۔ باطل کی سیاہ رات کے پردے آپس کی تجلیوں کی دھار سے چاک چاک ہو گئے۔ آرزوئے زندگی کا گرد و غبار اُس کے جلوؤں کو نہ چھپا سکا۔ باطل کی تاریکی اُس کی نورانی شعاؤں سے کافور ہو گئی۔ فضائے کربلا نور سے مامور ہو گئی۔ مصطفیٰ ﷺ کا لختِ جگر، زہرا کا نورِ نظر، شیرِ خدا کا دلارا، فاطمہ کی آنکھوں کا تارا، بے سہاروں کا سہارا گھر لٹا کر کنبہ کٹا کر سربکف راہِ حق میں جان قربان کرنے کو سرِ میداں موجود ہے۔ سامنے بیس ہزار لشکر جرار ہے۔ لیکن علی کے لعل کی پیشانیِ مصفا پر شکن بھی نہیں۔ دشمن کی فوجیں پہاڑوں کی طرح گھیرے ہوئے ہیں۔ ہر طرف تلواروں کی باڑ نظر آتی ہے۔ مگر فرزندِ مصطفیٰ کی نظر میں پرکاہ کے برابر اس کی حقیقت نہیں۔ سرمیداں اپنے ایک رجز پڑھی جو آپ کے ذاتی اور نسبی فضائل پر مشتمل تھی۔

Marfat.com

خطبۂ امام عالی مقام

اے ظالمانِ قوم تم مجھے خوب اچھی طرح جانتے ہو کہ میں فرزندِ رسول ہوں، جگر گوشۂ بتول ہوں، ابوطالب کا پوتا ہوں، شیرِ خدا مولا علیؓ کا بیٹا ہوں، مجھ کو ایذا دینا رسول کو ایذا دینا ہے۔ اے ظلم وستم کے پرستارو! جان لینا جان دینا سب خدا کے اختیار میں ہے۔ اگر تم خداوندِ عالم جل جلالہٗ پر یقین رکھتے اور مرے جدِّ امجد سیدِ کائنات پر ایمان لائے ہو تو ڈرو۔ قیامت کے دن میزانِ عدل قائم ہوگی۔ اعمال کا حساب کیا جائیگا۔ میرے والدین محترمین اپنی آل کے بے گناہ خونوں کا مطالبہ کریں گے۔ مرے نانا مقامِ محمود پر جلوہ فرما ہوں گے جن کی رضا پر نجات کا دار و مدار ہوگا۔ وہ اپنے نواسوں کا زخموں سے چور چور جسم دیکھ کر کیا ناراض نہ ہوں گے کیا ان سے پھر بھی کرم کی امید کی جائے گی۔ کیا وہ مرے اور جانثاروں کے ناحق خون کا بدلہ نہ لیں گے۔ ضرور لیں گے تم مرے اور مرے اطفال کا اب بھی قتل روا سمجھتے ہو اس ارادے سے باز آؤ۔ مجھے اب موقعہ دو کہ میں بلادِ عرب چھوڑ کر دنیا کے کسی اور حصہ میں چلا جاؤں۔ اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو ہم اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی رضا پر صابر و شاکر ہیں۔ اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ وَ رَضِیْنَا بِقَضَآءِ اللّٰہ امام عالی مقام زبانِ گوہر فشاں سے یہ کلمات سن کر کوفیوں میں سے بہت لوگ رو پڑے۔ دل سب کے جانتے تھے کہ وہ بر سرِ ظلم و جفا ہیں اور باطل کی حمایت کے لیے انہوں نے دارین کی روسیاہی اختیار کی ہے اور یہ بھی سب کو یقین تھا کہ فرزندِ رسول حق پر ہیں ان کے خلاف ادنیٰ سی حرکت بھی آخرت کی رسوائی و خواری کا موجب ہے۔ انِ ظالموں نے ایک لمحہ کے لیے امامِ حق کی تقریر سے اثر نہ لیا۔ بدنوں پر ایک پھریری سی آئی۔ ابنِ سعد شمر ذی الجوشن نے جب یہ دیکھا فوراً کہا کہ آپ سے ہمیں تعرض نہیں۔ صرف بات اتنی ہے کہ آپ ابنِ زیاد کے پاس جا کر یزید کی بیعت کرلیں اور جہاں چاہیں چلے جائیں۔

نظم بجوابِ سوال

یہ باتیں سن کے غصہ آ گیا سبطِ پیمبر کو
نگاہِ قہر سے دیکھا عدوئے دیں کے لشکر کو

Marfat.com

جلالِ ہاشمی جلوہ نما رُخ پہ نظر آیا
رگ و ریشہ میں خونِ فاتحِ خیبر ابھر آیا

اٹھائی ذوالفقارِ حیدرِ کرار ہاتھوں میں
لیا تیر و کمانِ جعفرِ طیار ہاتھوں میں

چمک سے تیغ کی خیرہ ہوئیں آنکھیں حریفوں کی
بنا لیں صورتیں فوجی جوانوں نے ضعیفوں کی

عیاں شیرِ خدا کا دبدبہ تھا روئے روشن سے
ٹپکی تھی یداللّٰہی جلالت پاک چتون سے

ہوئی رگ رگ جوشِ مرتضیٰ اک جھلک پیدا
نگاہِ قہر ساماں میں تھی بجلی کی چمک پیدا

سرِ میداں جو شیرِ ہاشمی کو پرغضب دیکھا
ہر اک دشمن نے اپنی موت کا اس کو سبب دیکھا

بڑھایا اسپ برق آسا کو کاوا دے کے میداں میں
پڑی بھگدڑ مچی ہلچل سپاہِ فتنہ ساماں میں

ابنِ قحطبہ شامی پہلوان کا میدان میں آنا

شیرِ یزداں کا پسر فاطمہ کا نورِ نظر مصطفیٰ کا لختِ جگر جلال کے عالم میں سرِ میداں جلوہ گر ہے ملائکہ آپ کی دلیری و شجاعت دیکھ کر حیران ہیں۔ سپاہِ شام امام عالی مقام کی ہیبت سے لرزاں ہیں۔ ہر طرف یزیدی فوج میں خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے کہ اتنے میں ابنِ قحطبہ شیرِ حق کے سامنے آتا ہے اور امامِ دین سے کہنے لگا کہ اے حسین تم نے تمام احباب و اقربا کو قتل کروا دیا ہے مگر ابھی تمہارے دل میں لڑائی کی ہوس ہے۔ یہ سن کر امام عالی مقام نے اس سے فرمایا کہ لڑنے کو میں آیا ہوں یا لوگ مجھ سے لڑنے کو آئے ہو۔ کیا میں نے تمہارا رستہ بند کیا ہے یا تم نے مرا رستہ بند کیا ہے اور مرے احباب و اقارب کو قتل کیا ہے۔ اب مجھے سوائے لڑائی کے کیا چارہ ہے۔ زیادہ باتیں نہ بنا اگر کچھ دم خم ہے تو مرے سامنے آ۔ یہ فرما

Marfat.com

کر آپ نے ایک ایسا نعرۂ زہرہ شگاف مارا کہ تمام لشکر یزید تھرا گیا اور ابنِ قحطبہ ظالم بدحواس ہو گیا۔ ہاتھ پیر نہ ہلا سکا۔ امامِ حق نے ناری کے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیئے اور ذوالفقارِ حیدری چمکا کر فوج پر حملہ کیا۔ صفیں الٹ پلٹ کر ڈالیں۔ میدان میں سگی پڑ گئی۔

چلی شاہ کی رن میں جب ذوالفقار — نہ پیدل رہا سامنے نہ سوار
یہاں تک کیا ظالموں کو ہلاک — ہوئی خون سے سرخ میداں کی خاک
دیئے رن کو پلٹے کئی دم بدم — ہزاروں کو پہنچایا ملکِ عدم
لعیں خوف سے منہ چھپانے لگے — جہنم میں بے دین جانے لگے
جدھر فوجِ دشمن پہ حملہ کیا — اُدھر ڈھیر لاشوں کا بس کر دیا
کیا دم میں لشکر کو زیر و زبر — لگے بھاگنے سب اِدھر اُدھر

ہزاروں کے دم میں کیے سر قلم
شجاعت نے خود شہہ کے چومے قدم

آخری دیدارِ حسین

جب لشکرِ شامی میدان چھوڑ کر بھاگ گیا تو امام عالی مقام نے نہرِ فرات کی گھوڑے بھاگ موڑی۔ شبر ملعون نے فوج کو للکارا کر کہا کہ دیکھو امام کو نہرِ فرات تک نہ جانے دینا افواجِ شام نے ہر طرف سے آپ کا راستہ روکا لیکن جو سامنے آیا اُس نے جہنم میں مکان پایا۔ آخر کار آپ نہرِ فرات پر پہنچ جاتے ہیں اور گھوڑے سے اُتر کر پانی کے کنارے کی طرف بڑھتے ہیں۔ شبر پکارتا ہے کہ اے فوجیو! بڑھو اور امام کو پانی نہ پینے دو اگر امام نے پانی پی لیا تو کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ لیکن اتنی کس کو جرأت تھی جو امامِ حق کے سامنے آئے۔ آپ نے پانی ہاتھ میں لیا اور گھوڑے کو بھی پانی پینے کا اشارہ فرمایا۔ لیکن گھوڑے نے پانی نہ پیا۔ آپ چاہتے تھے کہ شمر نے چیخ کر کہا کہ تم یہاں پانی پیتے ہو اور وہاں خیمہ لوٹا جا رہا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ نے پانی ہاتھ سے ڈال دیا اور گھوڑے کو خیمہ کی طرف بڑھایا اور خیمہ کے پاس جا کر دیکھا تو وہاں کوئی لوٹنے والا نہیں۔ آپ شمر کی عیاری کو سمجھ گئے اور خیمہ کے اندر گئے اور اہلبیت سے فرمایا۔ چادریں اوڑھو، جزع و فزع نہ کرو، مصیبت پر کمربستہ رہو،

Marfat.com

صبر و ضبط کا دامن یقین کے ہاتھوں سے مضبوطی سے تھام لو اور مرے بعد مرے یتیموں کو آرام سے رکھنا۔ مدینے پہنچ کر سب دوست و احباب سے مرا سلام کہنا۔ نانا کے دربار میں جا کر تمام ظلم و ستم کی روداد سنانا جو مجھ پر اور تم پر ہوئے ہیں اور جب تمہیں کسی مصیبت کا سامنا ہو تو مری مصیبت کو یاد کر کے صبر و شکر کرنا۔ رحمتِ عالم ﷺ سے عرض کرنا کہ کوفیوں اور شامیوں نے تمہارے لاڈلے حسین کو تین دن بھوکا پیاسا رکھا کر بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔ ننھی سی جان علی اصغر پر بھی رحم نہ کیا اس کو تیر مار کر شہید کر دیا۔ قافلہ اہلبیت کا پانی بند کیا اور ہر طرح کے ظلم و ستم اہلبیت پر ڈھائے۔ یہ سب احوال مرے ناز بردار نانا سے کہنا اور صبر کا دامن نہ چھوڑنا۔ سینہ کوبی نوحہ نہ کرنا۔ جو پیدا ہوا ہے اس کو فنا ہونا ضرور ہے۔ باقی اللہ کی ذات رہے گی۔ تمام بیبیوں کو صبر و سکون کی تلقین کرتے اور فرماتے ہیں کہ یہ مری آخری ملاقات ہے۔ اب میں دنیا سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہوتا ہوں۔

الوداعِ امامِ عالی مقام

الوداع اے اہلِ بیت مصطفیٰ — الوداع اے آلِ پاکِ مرتضیٰؓ
الوداع اے عترتِ ختمِ رسول — الوداع اے آلِ اطہارِ بتول
الوداع اے عابدِ بیمارِ مَن — الوداع اے مرے پیارے گلبدن
پھر اٹھایا گود میں بیمار کو — کاروانِ دین کے سالار کو
گود میں لے کر کہا فرزند سے — اپنے پیارے لاڈلے دلبند سے
اے لختِ جگر نورِ نظر — صبر کرنا ہر غم و آلام پر
زینب و کلثوم سے پھر یہ کہا — اب ہے تم سے بھی برادر الوداع
بولے پھر بالی سکینہ سے حسین — الوداع اے مری پیاری نورِ عین
شہر بانو سے بھی کی رخصت طلب — الوداع اے شاہ زادیِ عرب
وقتِ مشکل صبر کرنا ہم نشیں — کرنا مرے قتل پر نوحہ نہیں

اور خدا حافظ کہا رخصت ہوئے
سوئے میداں پھر رواں حضرت ہوئے

Marfat.com

قیامت خیز منظر

حضرت امام عالی مقام علیہ السلام جب خیمے میں اپنا آخری دیدار دے کر اور کاروانِ اہلبیت سے رخصت ہو کر پھر دلیرانہ شیروں کی طرح میدان میں آئے پھر یزیدی فوج خوف و ہراس کے بادل چھائے۔ سب کو اپنی موت نظر آنے لگی۔ ابنِ سعد اور شمرِ لعین نے جب فوج کی حالت دگرگوں دیکھی تو للکار کر کہا کہ حسین اُولِی الْاَمْرِ مِنْھُمْ کا باغی ہے اس کا قتل کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔ بڑھو اور چاروں طرف سے حسین کو گھیر کر قتل کر دو۔ امیر شام تمہیں مالا مال کر دے گا۔

امام عالی مقام کی شہادت

یہ سن کر دنیا کے کتے امام عالی مقام علیہ السلام کی تنہائی دیکھ کر غرانے لگے۔ ابن سعد نے کہا کہ اب اکیلے امام ہیں اور ہم نے نامی نامی پہلوان اسی وقت کے لیے محفوظ رکھے ہیں۔ اک اک جا کر امام سے مقابلہ کرو۔ اب یہ کہاں تک لڑیں گے۔ مشہور و معروف پہلوانوں کو امام عالی مقام علیہ السلام سے لڑنے کے لیے محفوظ رکھنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اعدائے دین یہ جانتے تھے کہ حسین کے بازوؤں میں قوتِ حیدرِ کرار موجود ہے۔ لیکن شہہِ دین کو اکیلا سمجھ کر چاروں طرف سے یلغار کرتے ہیں۔ اتنے مین ابنِ اسطح نامی یزیدی پہلوان پکارتا ہے کہ ٹھہرو، میں میدان میں جاتا ہوں اور ابھی حسین کا سر قلم کر کے لاتا ہوں یہ کہہ کر تلوار اٹھائی ار بہادری کی ڈینگیں مارتا ہوا امام عالی مقام کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ اے حسین میں ملکِ شام کا نامور پہلوان ہوں تمام اہلِ شام مری شجاعت کا لوہا مانتے ہیں۔ امام عالی مقام نے فرمایا تو مجھے جانتا نہیں جو مرے سامنے آتا ہے اس دلیری سے آتا ہے وہ ذلت کی موت مرتا ہے۔ اگر مرے مقابل اک اک کر کے آیا تو سب کام تمام کر دیا جائے گا۔ مجھے تنہا دیکھ کر حوصلہ مندیوں کا اظہار کر رہے ہو نامردو۔ مری نظر میں تمہاری کوئی حقیقت نہیں۔ شامی جوان یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور بجائے جواب کے امام دین پر تلوار کا وار کیا۔ شیر یزداں کے فرزند نے اس گھبرو کا وار بچا کر اس

Marfat.com

کی کمر پر تلوار ماری۔ کھرے کی طرح کٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ سارا غرور خاک میں مل گیا۔ اہلِ شام کو یہ اطمینان تھا کہ امام عالی مقام کے سوا اب اور تو کوئی باقی ہی نہیں رہا۔ امام کہاں تک نہ تھکیں گے۔ پیاس کی حالت دھوپ کی تپش، بھائی، بھتیجوں اور بیٹوں کی جدائی کا غم، اہلبیت کی بیکسی مضمحل کر چکی ہے۔ بہادری کے جوہر دکھانے کا وقت ہے جہاں تک ہو ایک ایک مقابلے کے لیے جاؤ کوئی نہ کوئی تو کامیاب ہو گا۔ اسی طرح نئے نئے دمبدم بہادر پیلِ پیکر، تیغ زن امامِ حق کے مقابل آتے رہے۔ مگر جو سامنے آیا اُس کا ایک ہی وار میں قصہ تمام فرمایا۔ کسی کے سر پر تلوار ماری تو زین تک کاٹ ڈالا کسی کو نیزے کی نوک اٹھا کر جہنم واصل کیا کسی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر گھوڑے سے اٹھایا اور زمین پر پٹک کر فی النار کیا۔ جتنے پہلوان تھے۔ امام عالی مقام نے سب کو دوزخ کا راستہ دکھایا۔ اب کسی میں یہ ہمت نہیں میدان میں آئے اور امام کا مقابلہ کرے۔

نہ آیا کوئی جب لڑنے کو حضرت سے سرِ میداں
اٹھائی تیغ سوئے فوج گھوڑے کو کیا جولاں

لگایا آپ نے پھر نعرۂ شیرانہ میداں میں
صدائیں ہر طرف تکبیر کی گونجیں بیاباں میں

ذرا گھوڑا بڑھا دیتے تھے جس جانب شہہِ والا
نظر آتے تھے دستے فوجِ دشمن کے تہہ و بالا

بدل ڈالا شہہِ گردوں نیش نے جنگ کا نقشہ
ہزیمت آشنا تھا فوجِ بے آہنگ کا نقشہ

سرِ میدان بھگدڑ مچ گئی دشمن کی فوجوں میں
کٹے سر غرق تھے اعدا کے بحرِ خوں کی موجوں میں

بچاتی جان سب پھرتی تھی فوجِ شام گھبرائی
نظر دشمن کو اپنی ہر جگہ آتی تھی پسپائی

بگڑتا شمر کو جب جنگ کا نقشہ نظر آیا
فریب و مکر سے ظالم شرارت پر اُتر آیا

Marfat.com

کری تدبیر ایسی ظالمانہ کینہ پرور نے
کیا مظلوم مستورات پر حملہ ستمگر نے

بڑھا خیمہ کی جانب لے کے دس اشرار کو ظالم
غرض تھی یہ ستائے عترتِ اطہار کو ظالم

دسوں نے خیمۂ اطہر کو چاروں سمت سے گھیرا
ارادہ تھا کہ مل کر لوٹ لیں اہلِ جفا ڈیرا

امامِ دوسرا نے دور سے دیکھا جو یہ عالم
صفِ اعدا سے باہر آ گئے ہوتے ہوئے برہم

کہا اے شمر تف ہے تیری اس بیہودہ حرکت پر
ترے اعمال بد سے حرف آتا ہے شرافت پر

نہ تجھ میں کوئی غیرت ہے نہ ہے کوئی حیا باقی
ترے دل میں نہیں اے بے حیا خوفِ خدا باقی

ہے ترے پاس بے تعداد لشکر فوجِ بے پایاں
ضرورت سے سوا رکھتا ہے ظالم جنگ کا ساماں

مگر تو اس قدر نامرد بزدل صاحبِ شر ہے
ہے مردوں سے گریزاں عورتوں پر حملہ آور ہے

اثر جب کچھ نہ دیکھا سرزنش کا بدشعاروں پر
شہہِ والا نے حملہ کر دیا اُن نابکاروں پر

تھی نامردوں میں کب ہمت جو بڑھتے دو قدم آگے
گرے اک دوسرے پر منہ کے بل آگے سے یوں بھاگے

امام عالی مقام کا پھر فوج پر حملہ

مثالِ شیر جھپٹے پھر شہہِ دیں لشکرِ بد پر
نہ چھوڑا اس کو زندہ آ گیا جو تیغ کی زد پر

Marfat.com

کمالِ جنگ تو انسان کی طاقت سے بالاتر
سرِ میداں تھا سب ہیبت زدہ وہ شام کا لشکر

عدو پہ حملہ جب ہوتا تھا شیرِ مرتضائی کا
نظر آتا تھا رنگ میداں میں حیدر کی لڑائی کا

محاذِ جنگ کا نقشہ دگرگوں جب نظر آیا
مچایا شبر نے اک شور ابنِ سعد چلایا

کہا شمر لعیں نے اے سپاہِ کوفی و شامی
تمہاری مائیں مرجائیں ہو تم کیوں وقفِ ناکامی

بڑھو ہاں اے دلاور کوفیو خنجر سنبھالو تم
بہادر شامیوں ہمت کرو نیزے اٹھالو تم

اثر اندازِ بیاں تھا شمر ظالم کا
مطیعِ حکم ہر فوجی جواں تھا شمر ظالم کا

بڑھے کرتے ہوئے پیدل رسالے تیر بارانی
سواروں نے باندازِ جنوں کی تیغ افشانی

سواروں نے پیادوں نے کیے حملے شہہِ دیں پر
مگر آیا نہ بَل چینِ جبیں پُرشانِ تمکیں پر

امام عالی مقام کی شہادت کے واقعات

محرم کی دس تاریخ ہے دن جمعہ کا ہے۔ ظہر کا وقت آ چکا ہے۔ میدانِ کربلا میں فاطمہ کے لعل پر چاروں طرف سے تیغ و تبر، برچھی و بھالے، تیر و سناں برس رہے ہیں۔ تین روز کی پیاس، سورج کی تپش، احباب اقربا کا غم، جسمِ نورانی زخموں سے چور چور تنِ نازنین پر بتیس زخم نیزے کے اور چالیس زخم خنجر کے تھے۔ تمام خون جسمِ اقدس کا زخموں کی راہ سے بہہ گیا ہے۔ امام عالی مقام کی ذاتِ نورانی پر بہتر زخم ظاہر اور بہتر زخم باطن کے لگے تھے۔ ظاہر کے زخم تو تیر و تلوار کے تھے اور باطنی زخم نونہالانِ اہلبیت کے تھے جو میدانِ کربلا میں بھوکے

Marfat.com

پیاسے راہِ مولا میں قربان ہو چکے تھے یہ امام عالی مقام علیہ السلام ہی کا جگر تھا کہ تمام کنبہ نظر کے سامنے فنا ہو گیا لیکن آپ کے صبر و استقلال میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔

امام عالی مقام کی آخری نماز

اُسی آن و بان سے میدانِ کارزار میں جلوہ فرما ہیں اور قوتِ رفتار ختم ہو چکی۔ تنویرِ مجسم بنے کھڑے ہیں۔ ایک بدباطن نے پشتِ نورانی پر نیزے کا وار کیا جو سینے کے پار ہو گیا۔ امام عالی مقام زمین کی طرف آئے۔ رُخ قبلے کی طرف ہے۔ جب امام عالی مقام زمیں پر جلوہ فرما ہوئے۔ اتنے میں شمر آیا اور امامِ دین کے سینے پر بیٹھا۔ امام عالی مقام نے اس کا نام معلوم کیا۔ اس نے کہا کہ میں شمر ہوں۔ آپ نے فرمایا تو مرا قاتل نہیں۔ مرے سینے سے اتر جا۔ پھر خول بن یزید آیا آپ نے فرمایا کہ تو بھی مرا قاتل نہیں وہ بھی پیچھے ہٹ گیا۔ سنان ابنِ انس آیا آپ نے فرمایا ہاں تو مرا قاتل ہے اور مری پشت پر نیزہ تو نے ہی مارا ہے لیکن مرا سرتن سے خولی بن یزید جدا کرے گا۔ اتنے میں خولی آیا آپ نے اس سے کہا کہ اپنا سینہ کھول اس نے اپنا سینہ کھولا آپ نے کہا صَدَّقْتَ یَا جَدِّی شمر بھی قریب ہی کھڑا تھا آپ نے شمر سے پوچھا کہ آج کیا دن ہے؟ اس نے جواب دیا جمعہ کا دن ہے۔ آپ نے پوچھا وقت کیا ہے؟ اس نے کہا جمعہ کا وقت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت خطیب منبروں پر خطبہ پڑھ رہے ہوں گے۔ مرے نانا کی تعریف کرتے ہوں گے۔ ان پر درود پڑھتے ہوں گے اور تو مرے سینے پر بیٹھا ہے۔ مجھے اتنی مہلت دے کہ میں اپنی آخری نماز ادا کر لینے دے لیکن شمر نے آپ کے نورانی گلے پر خنجر چلایا مگر ایک بال بھی نہ کاٹ سکا۔ آپ نے فرمایا اے شمر یہ جگہ وہ جس کو مصطفیٰ نے بارہا چوما ہے یہ مصطفیٰ کی بوسہ گاہ ہے جس کو تو کاٹنا چاہتا ہے۔ یہ نہیں کٹ سکتی ہاں جب میں سجدے میں ہوں تو پیٹ طرف گردن پر وار کرنا کیونکہ مری دلی تمنا ہے کہ میں نماز کی حالت میں شہادت کا جام نوش کروں۔ کیونکہ یہ مرے بابا کی میراث ہے کہ وہ نماز کی حالت میں زخمی ہوئے تھے۔ بس شمر آپ کے سینے سے اترا۔ امام نے اشارے سے تیمّم کیا اور قبلہ رو ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ کیا ناز کا عشق تھا کیا ذوقِ عبادت تھا کہ دمِ آخر نماز۔

Marfat.com

خدا کی یاد تھی دل میں زباں پر شکرِ باری تھا
دمِ آخر بھی درسِ ملتِ اسلام جاری تھا
عدو کو یاد احکامِ الٰہی کی دلاتے تھے
عذابِ آخرت سے بھی حریفوں کو ڈراتے تھے
تہہِ خنجر کیا سجدہ ادا فرضِ الٰہی کا
بنا داغِ جبینِ ناز شاہد بے گناہی کا

آسمان سے خون کی بارش

اِدھر امام عالی مقام میدانِ کربلا میں سربسجود ہیں اُدھر سنان ابنِ انس بدباطن سگِ خصلت نے تلوار کا وار کیا۔ نورانی پیکر خون میں نہا گیا اور آپ شہید ہو گئے۔ صادق جانباز نے عہدِ وفا پورا کیا اور دینِ حق پر قائم رہ کر اپنا گھر لٹایا، کنبہ لٹایا اور اپنی جان راہِ خدا میں اس اولوالعزم سے نذر کی کہ تاریخ کائنات مین اُس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ بھی روایت ہے کہ امام عالی مقام نے دمِ آخر بھی شمرِ لعین سے پانی طلب کیا اس کی یہ وجہ نہیں کہ آپ زندگی کے لیے پانی طلب کرتے تھے بلکہ وجہ یہ تھی کہ کل قیامت کے دن اگر ربِ کائنات شمر سے پوچھے کہ قتل کرتے وقت تو قاتل کو بھی کھانا پانی دیتے ہیں مگر تم نے حسین کو دمِ آخر بھی پانی نہ دیا۔ آپ نے عذر کو ختم کرنے کے لیے پانی طلب کیا کہ شمر بارگاہِ خداوندی میں یہ نہ کہے کہ دمِ آخر امام نے پانی مانگا نہیں ورنہ ضرور پانی دے دیتا۔ بس یہ وجہ تھی جو آپ نے پانی طلب کیا تھا جس کے جواب میں شمرِ لعین نے یہ کہا کہ نہرِ فرات کیا اگر تمام دنیا کا پانی مرے قبضے میں ہو پھر بھی تمہیں پانی کا قطرہ نہ دوں گا۔ امامِ حق نے یہ سن کر زمین پر ایڑی رگڑی فوراً پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ امام عالی مقام نے اپنے اختیار کا عالم شمر کو دکھایا اور کہا کہ اے شمر دنیا کا پانی ہمارے لیے حرام ہے۔ اب تو جنت میں جا کر آبِ کوثر پینا ہے کیونکہ روزۂ عشقِ دیدارِ الٰہی سے افطارا جاتا ہے اور روزۂ عبادت پانی سے اس حقیقت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا جو کہ خانوادۂ نبوت کا یہ جہاد حقیقت میں اسلام کی سربلندی اور حقوقِ انسانی کی بقا کے لیے تھا۔ اگر ایسے ماحول میں امام عالی مقام علیہ السلام میدانِ عمل میں نہ نکل کھڑے ہوتے تو اسلام کو دور سے

Marfat.com

ہی سلام کرنا پڑتا۔ انسانی حقوق ہمیشہ کے لیے فنا ہو جاتے۔ امام عالی مقام نے اپنی اور اپنے احباب و اقربا کی راہِ حق میں قربانی دے کر تمام بنی نوع انسان پر احسان کیا ہے۔ انسان کو زندہ رہنے کا حسین نے وہ درس دیا ہے جو آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے حسین نے انسان کو باعزت مرنے اور مر کر ہمیشہ زندہ رہنے کا سبق دیا ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ باطل کے سامنے حق کبھی بھی سر خم نہیں کرتا۔ کیا ہے حق کے مقابلے میں باطل طاقت لاکھوں گنا زیادہ ہو کر کربلا کے میدان میں قیامت برپا ہے۔

شہادتِ عظمٰی

جدا جب سر ہوا ابنِ علیؓ کا جسمِ انور سے
صدا اللہ اکبر کی نمایاں تھی کٹے سر سے

جہاں میں انقلابِ خوں بداماں برملا آیا
فلک کا شق ہوا سینہ زمیں پر زلزلہ آیا

چھپا اسلام کا خورشیدِ تاباں روزِ روشن میں
ہوئی ہر سمت تاریکی نمایاں روزِ روشن میں

اندھیرا چھا گیا سورج ہوا پنہاں نگاہوں سے
غبار اٹھا دُھواں بن کر زمیں کی سرد آہوں سے

اَجِنّہ کربلا میں نوحہ خواں معلوم ہوتے تھے
فرشتے ہر طرف صرب فغاں معلوم ہوتے تھے

شفق بن کر فضائے اوجِ گردوں سے لہو برسا
خدا کا قہر بے دینوں کے اُوپر کوبکو برسا

کفِ افسوس رو کر آہوانِ دشت ملتے تھے
زمینِ کربلا سے خون کے چشمے اُبلتے تھے

فلک نے خون کے آنسو بہائے غمزدہ ہو کر
ملائیک نے خدائے دوجہاں سے عرض کی رو کر

Marfat.com

الٰہی حشر کے منظر کی صورت اور کیا ہوگی
قیامت کس کو کہتے ہیں قیامت اور کیا ہوگی

امام احمد نے بیہقی میں ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے امام عالی مقام علیہ السلام کی شہادت دن ظہر کے بعد خواب میں حضورِ اکرم کی زیارت کی تو دیکھا کہ سرکار کے عنبریں گیسو بکھرے ہوئے ہیں۔ چہرۂ پُرنور گردآلودہ ہے اور دستِ اقدس میں خون سے بھرا ہوا ایک شیشہ ہے۔ میں نے سرکار سے عرض کیا کہ سرکار مرے ماں باپ سرکار کے قدموں پہ ہقربان یہ کیا ماجرا ہے؟ سرکار نے فرمایا کہ میں اس وقت کربلا کی سرزمیں سے آیا ہوں اور شیشہ میں مرے لاڈلے حسین کا خون ہے۔ جس کو ظالموں نے تین روز بھوکا پیاسا رکھ کر بڑی بے دردی سے قتل کر دیا یہ دیکھ کر میں بیدار ہوگیا اور وہ دن اور وہ وقت یاد رکھا۔

ابونعیم، بیہقی شریف میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اُسی دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے نورانی چہرہ پر گرد جمی ہے اور بال مبارک بکھرے ہوئے ہیں اور سرکار پریشان حال ہیں۔ میں نے بھی وہ وقت یاد رکھا۔

مرثیہ

ڈوبا شفق میں جب مہِ تابانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
یعنی حسین ابنِ علی جانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
بادِ خزاں تھی اور گلستانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
جب گر پڑا زمیں پہ وہ جانانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
خود مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرشِ زمیں سے اٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

آیا جو وقتِ ظہر تو سجدہ کیا ادا
تن پر جو دیکھے زخم تو شکرِ خدا کیا
طے آپ نے تمام مقامِ رضا کیا
دشمن نے جب کہ سر کو بدن سے جدا کیا

Marfat.com

خود مصطفیٰ (ﷺ) نے فرشِ زمیں سے اٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

خوں سے بھرا ہوا جو بدن کا لباس تھا
حور و ملک کا دیکھ اُسے دل اداس تھا
پر شاہِ کربلا کو نہ مطلق ہراس تھا
جس دم گرے زمیں پہ تو کوئی نہ پاس تھا
خود مصطفیٰ (ﷺ) نے فرشِ زمیں سے اٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

غارت گری

نظر غمگین آتی ہے ہر اک شے بزمِ عالم کی
جدھر دیکھو اُدھر چھائی ہے عالم پہ گھٹا غم کی

درندے اور پرندے فرطِ غم سے اشک افشاں تھے
زمیں والے ہی اک کیا آسماں والے بھی گریاں تھے

شہید اللہ کے محبوب کو جب کر چکے تاری
کیا جور و مظالم کا نیا اک سلسلہ جاری

سرِ اقدس خولی نے لیا اپنی حفاظت میں
لیا اسود نے کفشِ پا کو دامانِ عقیدت سے

بنی دارم کے اک مردک نے تلوار چوری سے
لیا پیٹی کو قیس اشعث نے سینہ زوری سے

تنِ اطہر پہ تھے اسلحہ جو سب لے گئے ظالم
اذیت جو بھی تھی میت کو دینی دے گئے ظالم

خیامِ اہلبیتِ پاک کو اشرار نے لوٹا
خواتینِ حرم کو لشکرِ خونخوار نے لوٹا

Marfat.com

لاشوں کا دفن

جب شامی اور کوفیوں نے خیمہ پاک کو لوٹ لیا تو شمر ملعون تلوار کھینچ کر امام زین العابدین کی طرف لپکنا چاہتا تھا کہ آپ کے اوپر تلوار کا وار کرے۔ یکا یک حمید ابنِ مسلم نے للکار کر کہا کہ اے شمر بیمار کو بھی قتل کرتا ہے۔ یہ کس مذہب میں روا ہے۔ حمید ابن مسلم نے یہ بات ذرا ترش رو ہو کر کہی تھی۔ شمرِ لعین عابد کے قتل سے باز آیا اور ان کے دست و پا زنجیر سے باندھ کر حراست میں لے لیا اور ان ظالموں ستم پروروں کو خواتینِ حرم پر بھی رحم نہیں آیا سب کو پا بجولاں کیا گیا۔ 11 محرم کو کوفیوں نے شامی اور کوفیوں کی لاشوں کو دفن کیا اور 12 محرم کو سر ہائے شہداء کو لے کر کوفے کی طرف چلے۔ خواتینِ حرم پا بجولاں ہیں یہ شہزادی ہیں جن کو جنت الفردوس کی شہزادی کہا جاتا ہے۔ تمام مسلمانوں کے سردار جن کی دونوں جہانوں پر حکومت ہے وہ محکوم ہیں جن کا نام نامی امام زین العابدین ہے اُن کے ہاتھ بھی لوہے کی زنجیر سے جکڑے ہوئے ہیں اور بیماری کی وجہ سے کمزوری کا یہ عالم ہے کہ کھڑا ہونے میں قدم لڑکھڑاتے ہیں لیکن ظالموں کو ان کی حالت پر بھی رحم نہیں آتا۔

شہداء کی لاشوں کی تلاش

قریبی گاؤں حاضریہ کے ابنائے اسد آئے
امامِ پاک کی نعشِ مُبیں پر روئے چلائے
مہیا کیں بصد آہ و فغاں لاشیں شہیدوں کی
عقیدت آفریں صد آفریں اُن خوش عقیدوں کے
جنازے کی نماز اول ادا کی اہلِ قریہ نے
نمایاں شان پھر دیکھی خدا کی اہلِ قریہ نے
شہیدوں کے بدن پر زخم سب تازہ نظر آئے
نئے منظر نئے جلوے نظر ہر لاش پر آئے

Marfat.com

معطر میتیں معلوم ہوتی تھیں شہیدوں کی
بہشتِ مغفرت لاشیں تھیں اُن جنت رسیدوں کی
علی کے چاند کو آلِ اسد نے دفن فرمایا
تہہِ خاکِ لحد سورج مدینے کا اتر آیا
ہوا مائل بہ دفنِ کشتگاں ہر مردِ فرزانہ
بنا گنجِ شہیداں کربلا کا دشتِ ویرانہ

سر مبارک اور ابنِ زیاد

جب لشکرِ شام اسیرانِ اہلبیتِ مصطفیٰ کو لے کر کوفے کے قریب پہنچے اور جلاد ابنِ زیاد کو اس کی خبر پہنچی تو ابنِ زیاد نے تمام شہر میں منادی کرا دی کہ کوئی شخص ہتھیار لے کر گھر سے باہر نہ نکلے اور ہر گلی کوچہ فوج کا پہرہ لگا دیا۔ یہ قدم ابنِ زیاد نے اس لیے اٹھایا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کچھ بھی ہے لیکن مرے ظلم وستم کو دیکھ کر کہیں لوگ برہم نہ ہو جائیں اور شہر میں نقضِ امن کی ہوا چل جائے۔ جب شہیدوں کے سر اور تمام اسیرانِ اہلبیت کوفے میں داخل ہوئے تو تمام شہر والے بے قرار ہو کر دیکھنے کو دوڑے اور سر ہائے شہیدوں کو دیکھ کر رونے لگے۔ سینہ پیٹنے لگے۔ امام زین العابدین نے جب یہ حال ملاحظہ فرمایا تو اُن رونے والوں سے کہا کہ تم تو شہداء کے غم میں رونے والے ہو ذرا یہ تو بتاؤ وہ کون لوگ ہیں جن ظالموں نے مصطفیٰ کے لعلوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے اور ان پر پانی بند کیا اور تین دن کا بھوکا پیاسا بڑی بے دردی کے ساتھ میدان کربلا میں شہید کر دیا۔ یہ سن کر سب رونے والے ندامت کے دریا میں غوطہ زن ہوئے۔

اظہارِ حقیقت

اس سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ ہر رونے والا سچا نہیں ہوتا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظالم اپنا ظلم چھپانے کو مظلوموں کا حامی بن جاتا ہے اور بظاہر روتا ہے غم زدہ صورت بناتا ہے لیکن سب فریب ہے۔

Marfat.com

دربار کی حالت

سرِ دربار پہنچا قافلہ جس دم اسیروں کا
وہاں مجمع تھا کوفے کے غریبوں اور امیروں کا

ہزاروں شہر کے پیرو جواں حاضر وہاں پر تھے
جفاء و ظلم کے بانی ستمگر سب جہاں پر تھے

عبیداللہ بولا شمر اور خولی یہاں آؤ
حسین ابنِ علی کے سر کو مرے سامنے لاؤ

حمید و شمر و خولی سر کو لائے طشت میں رکھ کر
عبیداللہنے نخوت سے پھیرا ساتھ ڈاڑھی پر

چھڑی چھوٹی تھی اک سیب کی دستِ ستم گر میں
چھو کے اس سے دیتا تھا لبِ دندان سرور میں

سرِ انور سے تھا مائل بہ گستاخی عبیداللہ
نمائش کر رہا تھا ظلم پیہم کی عبیداللہ

تھے اہلِ بزم میں کچھ لوگ خوش کچھ لوگ تھے برہم
اٹھے یکبار مجمع سے جنابِ زید بن ارقم

نہایت تلخ لہجہ سے کہا اے ابنِ مرجانا
تجھے اس فعل بد پر چاہیے عزت سے مر جانا

یہ وہ سر ہے کہ جو سردار ہے ہر اہلِ جنت کا
یہ وہ سر ہے جو ہے محبوب سلطانِ رسالت کا

تو جن ہونٹوں پہ اے ظالم چھڑی کو اپنی رکھتا ہے
انہیں ہونٹوں کو اے ظالم حبیبِ حق نے چوما ہے

عذابِ حشر سے قہرِ خداوندی سے ڈر ناری
لب و دندان حضرت کو نہ یوں مضروب کر ناری

Marfat.com

سنے فقرے یہ جب ابنِ زیاد کینہ پرور نے
کہا زید ابنِ ارقم سے بہ قہر و غیض خودسر نے
خدا تجھ کو رلائے اے معمر عقل کے دشمن
نہ ہوتا بے خرد گر تو اڑا دیتا تری گردن
نکل جا پیر لاعقل ابھی دربار سے میرے
وگرنہ جسم پر درے لگائے جائیں گے ترے

زید ابن ارقم کی تقریر

نکل کر زید نے فی الفور ہی قصرِ حکومت سے
وہیں تقریر فرمائی نہایت شان و شوکت سے
کہا اے کوفیوں تُف ہے تمہاری بے حیائی پر
اُتر آئے تم اہلبیت سے جنگ آزمائی پر
کرایا تم نے آلِ فاطمہ کو قتل غربت میں
جواب اِس کا خدا کو دو گے کیا جا کر قیامت میں
کیا ہے ابنِ مرجانا کو حاکم منتخب تم نے
لیا ہے قہرِ حق کو اپنے سر پہ بے سبب تم نے
عبیداللہ قاتل ہے محمد کے نواسوں کا
کرایا قتل اس نے کربلا میں بھوکے پیاسوں کا
اسے درپردہ دینِ مصطفائی سے عداوت ہے
بظاہر تو مسلماں ہے مگر فرعونِ خصلت ہے
کہے گی کیا نہیں اے کوفیوں دنیا قیامت تک
رہو گے بالیقیں دنیا میں تم رسوا قیامت تک

Marfat.com

حضرت زینب و ابنِ زیاد

جب اسیرانِ کربلا اور شہدا کے تمام سر جلاد ابنِ زیاد کے دربار میں حاضر ہوئے تو حضرت زینب کو بڑے غور سے دیکھا اور معلوم کیا کہ عورت کون ہے؟ اہلِ دربار میں سے کسی نے آہ بھر کر کہا کہ یہ فاطمہ زہرا کی لاڈلی دختر ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کی نورِ نظر ہے۔ مولا علی کی نورعین ہے۔ یہ سن کر ابنِ زیاد نے حضرت زینب سے بڑے سخت لہجہ میں مخاطب ہوا کہ اے زینب آج ہم اس فتح پر کیوں نہ خدا کا شکر کریں اور کیوں نہ خوشیاں منائیں کہ اللہ نے حکومت کے باغیوں کو رسوا کر دیا دربدر پھرایا۔ امیرِ شام کی مخالفت کا مزہ چکھایا۔ حضرت زینب نے فرمایا کہ خداوندِ قدوس کا ہم پر بڑا احسان ہے جس نے ہمیں اولادِ پیغمبر بنایا۔ ہمارے نانا کو تمام خدائی کا ہادی بنایا۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اس کی ذلت و رسوائی بھی چند روزہ ہے۔ وہ دن آنے والا ہے کہ خدا کے سامنے تو بھی گرفتار ہو کر پیش ہوگا اور بھرے محشر میں تری رسوائی ہوگی۔ ابنِ زیاد نے جواب دیا کہ اے زینب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ترے خاندان والے سب رسوا ہوئے اور ان کی زندگی کے لالے پڑے اور سب ذلت کے ساتھ قتل کیے گئے۔

مثنوی

سُن کے یہ طعنہ زنی بے دین کی
چوٹ کاری دل پہ زینب کے لگی
چیخ نکلی منہ سے برجستہ وہیں
ہل گئی جس سے کہ کوفے کی زمیں
اشک آنکھوں سے ہوئے اُن کی رواں
بندھ گئیں بس روتے روتے ہچکیاں
پھر کہا رو کر کہ اے ابنِ زیاد
ترے دل میں اب بھی ہے نارِ فساد

Marfat.com

اے ستمگر مرے ماں جائے حسین
ہیں حبیبِ خبریا کے نورِ عین

تو نے اس دنیا کی خاطر بے حیا
قتل فرزندِ پیمبر کو کیا

سن کے یہ بے دین کے لب سِل گئے
دیکھنے والوں کے بھی دل ہِل گئے

ابنِ زیاد اور عابد کی گفتگو

رہا کچھ دیر تو خاموش بے دیں ابنِ مرجانا
مگر انجام کو اپنے نہ مطلق اس نے پہچانا

یکا یک رخ بدل کر اس نے عابد پر نظر ڈالی
کہا تم کون ہو کیوں آئے ہو باس زبوں حالی

کہا عابد نے ہوں مظلوم و وقفِ بیکل ہوں میں
مریض غم علی ابنِ حسین ابنِ علی ہوں میں

سنا جب نام عابد کا تو بولا طیش سے مردک
تعجب ہے کہ زندہ ہے علی ابنِ حسین اب تک

نہایت غیض میں آ کر کہا عابد سے دوبارہ
خدا نے اے علی تجھ کو ابھی تک کیوں نہیں مارا

رہے خاموش جب عابد تو پھر بولا یہ جھنجلا کر
زباں کھولو جواب اس کا ابھی دو سامنے آ کر

کیا ارشاد عابد نے علی تھے اک مرے بھائی
شہید ان کو کیا لوگوں نے یوں ان کی قضا آئی

کہا ظالم نے ہنس کر مار ڈالا اس کو خالق نے
ہوئے خاموش پھر عابد کہا پھر ہنس کے فاسق نے

Marfat.com

سجاد کی خاموشی اور ابنِ زیاد

تمہیں کیا ہو گیا ہے بولتے تم کیوں نہیں فوراً
مرے احکام پر کرتے نہیں خم کیوں جبیں فوراً

پڑھیں سجاد نے فی الفوز دو آیات قرآنی
ہوا آیات سن کر بے حیا غرقِ پشیمانی

کہا غصے میں۔ ہے واللہ یہ بھی نسلِ حیدر سے
کیا جائے اسے بھی قتل فوراً تیز خنجر سے

مصاحب سے کہا دیکھو یہ بالغ ہے کہ نابالغ
مری نے دیکھ کر فتویٰ دیا یہ ہو گیا بالغ

ستمگر نے کہا جلاد سے ہاں مار دو گردن
ہے یہ دشمن کا بیٹا بھی یزید شامؓ کا دشمن

کلام عابد

جب جلاد ابنِ زیاد نے امام زین العابدین کو قتل کرنے کا حکم دیا تو زین العابدین نے ارشاد فرمایا کہ اے ابنِ زیاد اسیرانِ اہلبیتِ مصطفیٰ ﷺ میں صرف میں ہی ایک مرد ہوں اور خواتین حرم کا محرم ہوں اور تمام شہیدوں کے غم کے داغ مرے سینے میں ہیں۔ بہت غم رسیدہ ہوں یہ میں تجھ کو آگاہ کیے دیتا ہوں اگر تو نے مجھے بھی قتل کرا دیا تو دنیا میں ہی تجھ پر قہر خدا نازل ہوگا۔ مگر اس ظلم وستم کے خوگر نے ایک نہ سنی اور اپنی ضد پر اڑا رہا۔ اتنے میں حضرتِ زینب بے قرار ہو کر آگے بڑھتی ہیں اور عابد کو اپنے سینے سے لگایا اور ابنِ زیاد سے کہا اے ظالم میں بھی زندگی سے بے زار ہوں مجھے عابد سے پہلے قتل کر۔ تجھے بالکل بھی رحم نہیں آتا نونہالانِ مصطفیٰ میں صرف عابد ہی ایک بچے ہیں اور یہ بھی بیمار ہیں۔ تو محمد کا کلمہ پڑھتا ہے اور ان کی نسل کو ختم کرنے کے درپے ہے اور خداوندِ کریم تو نمازوں کے اندر حکم دے کہ مرے حبیب کی آل کی خیر مانگو اور تو خدا کے حبیب کی آل پر ظلم کرتا ہے۔ یہ کلمات حضرت

Marfat.com

زینب پر اسر درد میں غرق کے تمام سامعین چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ ابنِ زیاد بھی تھرا گیا اور جلاد سے کہا کہ عابد کو چھوڑ دو۔ اتنے میں اذان کی آواز آئی اور تمام درباری کوفے کی جامع مسجد میں جمع ہوئے۔

خطبہ ابن زیاد

ابنِ زیاد منبر پر بیٹھتا ہے اور خطبہ بیان کرتا ہے۔ بعد حمد کے اس نے یزید امیرِ شام کی توصیف و ثناء اور اپنی ستائش کی اور سپاہ کوفہ اور سپاہ شام کی بہادری کی تعریف کی اور قیام و اکرام اور بہادری کے خطابات دیئے اور برسر منبر حضرت علی امیر المومنین کی شان میں نہایت گستاخانہ جملے استعمال کیے اور امام عالی مقام کو کذاب نے کذاب کہا۔ یکا یک مسجد کے ایک حصے میں برہمی پیدا ہوئی اور لوگ شور کرنے لگے اُسی مجمع میں حضرت عبداللہ ازدی صحابی رسول بھی موجود تھے جن کی تقریباً 90 نوے سال تھی اور آپ نابینا تھے محاذِ جنگ صفین میں بھی آپ نے بہادری کے جوہر دکھائے تھے جنگ جمل میں حصہ لیا تھا وہ حسین کے شیدا تھے انہیں ابن زیادہ ملعون کی مولا علی اور امام عالی مقام کی شان میں بدکلامی کرنا کب گوارا ہوسکتا تھا جلال کے ساتھ اُٹھے اور نہایت جوش بھر آواز میں کہا۔

انہوں نے اٹھ کے مجمع سے کہا اے ابن مرجانا
غلط ہے اژدھام عام میں یہ تیرا ترانا
خرابات جہاں میں تو وہ کاذب ابن کاذب ہے
کنیزک زادہ وابن سمیئہ ابن خاذب ہے
نہیں ہے یہ خبر کذات تو اپنی حقیقت سے
تجھے مطابق کوئی مثبت نہیں نسلی شرافت سے
امیر المومنین کہتا ہے جس کاذب کو تو ظالم
ہے وہ بیدین فاسق بے حیا بے آبرو ظالم
تجھے غیرت نہیں کرتا ہے باتیں عارفوں کی سی
زمانے میں عیاں ہے تیری مکاری و ابلیس

Marfat.com

کرایا قتل تو نے مصطفیٰ کے راحت جاں کو
کیا فتنہ بپا ٹھکرا دیا احکام قرآں کو

بھرے مجمع میں یہ سنتے ہی ظالم گفتگو ساری
غضب کی آگ کے شعلوں سے سارا جل گیا ناری

ستمگر نے دیا فوراً ہی پھر حکم گرفتاری
کہا خدام سے لاؤ اسے بہ ذلت و خدای

کہا ازدی نے یا مبرور یا مبرور جلا کر
مگر خداد نے زہر حراست لے لیا آکر

عقیدت مند عبداللہ ازدی کے بھی گھبرائے
چھڑ کر چھین کر ان کو نگہبانوں سے لے آئے

حضرت عبداللہ ابن حفیف کی شہادت

جب حضرت عبداللہ کے عقیدت مند حضرت عبداللہ خدام ابن زیاد سے چھین کر گھر کے کیئے تو عبیداللہ ابن زیاد کو بہت طیش آیا اور اس نے فوجی دستے کو فوراً ان کی گرفتای کے لیے روانہ کیا اور حضرت عبداللہ کو گرفتار کر کے لے آیا۔

سزائے موت دی ظالم نے اُس شیدائے ملت کو
چھڑایا دار پر ابن حفیف پاک طینت کو

مگر ابھی اُس ظالم کی آتش غضب سرد نہ ہوئی اور اُس نے حکم دیا کہ تمام سرہائے شہدا کو نیزوں پر بلند کر کے سارے شہر میں پھرایا جائے حکم کے پاتے ہی ظالموں نے تمام شہدا کے سر نیزوں پر بلند کیے اور شہر میں گشت کرنے لگے زید بن ارقمؓ جو اصحابی ہیں فرماتے ہیں کہ جو کوئی شہدا کے سروں کو گلی کوچوں میں پھر رہے تھے میں اپنے مکان کی کھڑکی میں بیٹھا تھا تو میں نے امام عالی مقام کے سرانور کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا امر حست ان اصحاب الکھف والر قیم کانوا من ایا تنا یعجا یہ سنتے ہی مرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور مجھ سے نہ رہا گیا بے ساختہ عرض کیا کہ فرزند رسول خدا کی قسم آپ کا قصہ اُس سے بڑھ کر

Marfat.com

تعجب خیز ہے اور جب ابن زیاد کے دامنے واپس آکر سروں کو نیزوں سے اتار گیا تو امام حق کے لب ہل رہے تھے لوگوں نے کان لگا کر سنا تو یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے فلا تحسبن اللہ غافلا عما یعلمون جس سے ثابت ہوا کہ اللہ کی راہ میں قربان ہونے والے مرتے نہیں بلکہ وہ زندہ ہی رہتے ہیں اور ان کی زندگی کا قرآن شاہد ہے۔

رہ حق میں جو اپنی جان کو قربان کرتے ہیں
حیات دائمی کا اپنی وہ سامان کرتے ہیں

ہمیشہ زندہ رہتا ہے شہید فی سبیل اللہ
بلا شک آج بھی زندہ ہیں فرزند رسول اللہ

ندائے غیب یہ فرق شہددیں کی کرامت تھی
شہادت زندہ جاوید ہونے کی بشارت تھی

سرہائے شہدا اور اسیران اہلبیت کی روانگی

اسران کربلا کو کچھ دن کوفے میں رکھنے کے بعد ابن زیاد نے ایک فوجی رسالے کی نگرانی میں دمشق روانہ کر دیا زحرابن قیس اور شمر ذی الجوشن کوفی رسالے کا سالار مقرر کر دیا یہ ملعون سر منزل بھی آل اطہر پر ظلم تشدد کرتا چلتا تھا امام زین العابدین کے پائے مبارک میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑی پڑی ہیں ان جفاکشوں کو ایک بیمار پر رحم نہیں آتا اور اصول انسانی کے خلاف ہر طرح خاندان مصطفٰے کو تکلیف پہنچاتے ہیں کیونکہ بیڑیاں اُس کے پیروں میں ڈالی جاتی ہیں جس کے فرار ہونے کا خطرہ ہو۔ امام زین العابدین بیماری کی وجہ سے اس قدر لاغر تھے کہ بھاگنا تو درکنار رہا آپ سے منزل میں پیدل بھی نہیں چلا جاتا تھا۔ الغرض خاندان مرتضٰی کا یہ قافلہ مقام قرآن پر پہنچا وہاں ایک یہودی یحیٰی عبداللہ قصبہ حران کا سردار تھا اور سلیم اللہ کے عبادت خانے کا سردار تھا قافلے کی طرف آیا اور تمام اسیران کربلا کو دیکھ کر غم نہیں ہوا اور بہت سا مال وزر حضرت امام زین العابدین کی نظر فرمایا اور امام دوسرا کے سرِ انور پر نور کا سایا دیکھا لب سلطان دیں ہلتا دیکھ کر کان لگا کر سنا تو آپ کلام اللہ کی تلاوت فرمارہے تھے یہودی یہ ماجرہ دیکھ کر فوراً مسلمان ہوگیا۔

Marfat.com

یہودی کا مسلمان ہونا

یہودی مالک ایواں قریب کارواں آیا
پڑی سر پر نظر تو دیکھا سر پر نور کا سایا
لب سلطاں دین ہلتے ہوئے اُس کو نظر آئے
کلا م اللہ کے کچھ اپنے الفاظ فرمائے
یہودی یہ کرامت دیکھ کر ایمان لے آیا
طفیل شاہ دین اُس نے شرف اسلام کا پایا
کرامات شہِ دین سے مسلماں اُس کا ہو جانا
گوارا کر سکی اس کو نہ وہ افواجِ بیگانہ
اُسے بھی نہ اُن ستمگر ظالموں نے قتل کر ڈالا
ہوا لذت کشِ جامِ شہادت حق کا متوالا
کرامات رُونما ہر دن سرِ اقدس سے ہوتی تھی
پہنچتے تھے جہاں قیدی وہاں کی خلق روتی تھی

مقامِ موصل و اسیرانِ کربلا

جب دوسرا دن ہوا تو یہ کاروانِ حرم اسیری کے عالم میں آگے بڑھا اور سارا دن منزل طے کرتا ہوا موصل کے قریب پہنچا موصل کی حکومت گو یزید کے زیر اثر تھی لیکن موصل کا حاکم ظالم و جابر نہ تھا جب اس نے سنا کہ قاتلان امام عالی مقام خاندان مصطفیٰ کو قید کر کے لا رہے ہیں اور موصل میں ٹھہرنا چاہتا ہے تو اس نے فوراً حکم جاری کیا کہ قاتلان اہلبیت اہلِ بیت موصل میں داخل نہ ہوں کیونکہ یہ خونی ہیں فسادی ہیں بہرحال اس نے انہیں موصل میں داخل نہ ہونے دیا ناچار زُمرادین قیس اور شمر کو بمعہ اسیران کربلا کے ایک میدان میں ٹھہرنا پڑا اور سر انور کو ایک صاف ستھرے پتھر کے اُوپر رکھ دیا تاریخ کربلا میں مرقوم ہے کہ جس پتھر پر سر نورانی رکھا ہوا تھا اُس پر تازہ خون کے قطرے دیکھے گئے اور ہر عشرے دن اُس پتھر سے تازہ خون جاری ہوتا تھا پھر پتھر عہد عبدالملک ابن مروان میں ...... حکومت کے حکم سے گم کر دیا گیا

Marfat.com

امام عالی مقام کی کرامات عظیم کا اس سے پتا چلتا ہے۔

عزیز بن ہارون امیر حلب

اگلے روز موصل سے آگے سفر کیا اور دمشق کی طرف روانہ ہوا تو راستے میں مقام حلب پڑا دن آخیر ہو چکا تھا حلب کے پہاڑ پر ایک قصبہ آباد تھا جس کا امیر عزیز بن ہارون تھا اور قوم یہود سے تھا لیکن آدمی نیک تھا جب مظلوموں کا قافلہ حلب کے دامن میں پہنچا تو وہیں قیام کیا جب شام ہوگئی تو شہر بانو کی خادمہ شیریں نے عرض کیا کہ مرے پاس کچھ زیور ہے اگر آپ اجازت دیں تو اُس کو فروخت کر کے کچھ کھانے پینے کی چیز میں کپڑا خرید لاؤں جب بہت ضد کی تو شہزادی شہر بانو نے اجازت دے دی اجازت لے کر شریں پہاڑ پر گئیں تو شہر کا دروازہ بند تھا آپ دروازے کو کھٹکھٹایا امیر قصبہ وہاں موجود ہے اور اس نے خود ہی دروازہ کھولا اور باہر آ کر شیریں کو نام لے کر پکارا شریں نے معلوم کیا کہ اے امیر قصبہ تمہیں مرا نام کیسے معلوم ہوا عزیز ابن ہارون نے آہ بھری اور کہا کہ اے شیریں میں نے ابھی ابھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو خواب میں پریشان حال دیکھ کر پریشانی کا سبب معلوم کیا انہوں نے کہا کہ نبی آخرالزماں محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندوں کو یزید کی فوج نے شیریں کے نکاح عزیز بن ہارون کے بڑی بے رحمی و بیدردی سے شہید کر دیا اور خواتین حرم کو قید کر لیا ہے دمشق کی طرف جاتے ہیں تو آج رات کو اس پہاڑ کے نیچے ٹھہرے ہوئے ہیں میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے معلوم کیا آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچانتے ہیں فرمایا اے عزیزو! اللہ کے پیارے حبیب ہیں اللہ ان کی رضا چاہتا ہے۔ اور ان پر ایمان لائے ہیں جو اُن پر ایمان نہ لائے گا وہ دوزخ میں جائے گا میں نے یقین کامل کے لئے کچھ اور نشانی طلب کی تو فرمایا کہ تم شہر دروازے پر جا کر کھڑے ہو جاؤ شیریں نام کی ایک لونڈی دروازے پر آئے گی تم اُس کی مطابعت کرنا اور اُس کی بدولت مشرف با اسلام ہو جانا اور جب تو سر حسین امام عالی مقام کے پاس پہنچے تو ہمارا سلام وہ سلام کا جواب دیں گے چنانچہ میں خواب سے چونک کر فوراً دروازے پر آ گیا ہوں یہ تمام قصہ شریں نے شہر بانو سے بیان کیا یہ قصہ سن کر تمام اہلبیت حیران ہوئے اور صبح کو عزیز ابن ہارون نے یزیدی لشکر کو کچھ رشوت دے کر اہل بیت کے پاس آئے اور ہر ایک

Marfat.com

کے لیے قیمتی جوڑا لائے اور ہزار دینار امام زین العابدین کی نذر کیئے اور خود مشرف با اسلام ہو گئے پھر سر امام کے حضور سیدنا موسی علیہ السلام کا سلام عرض کیا تو سر انور نے سلام کا جواب دیا۔

حرم کا قافلہ جس دم حلب کے رو برو آیا
پئے خدمت اسیروں کی عزیز نیک خود آیا

سر اطہر کی اُس نے خواب میں توقیر دیکھی تھی
بزرگوں کی نظر سامنے تصویر دیکھی تھی

سلام اُس نے سر انور سے موسیٰ کو کہا آ کر
جواب اُس کا سر انور سے فوراً پالیا آکر

ہوا پر نور دل اُس کا چھٹی سب کفر کی ظلمت
یکا یک بھر گئی سینے میں اُس کے دین کی دولت

مسلماں ہوگیا شریں سے اُس کی ہوگئی شادی
یہ شریں شہر بانو کی کنیز پاک دامن تھی

عزیز نیک خو نے مال و زر ملبوس و سرمایا
حضور شہر بانو میں ادب سے نذر فرمایا

ابوالخنوق سپاہی

امام عالی مقام کے سر انور کا نگہبان بد بخت بد باطن ابو الخنوق سپاہی جو رات کو سر کی نگہبانی کرتا ہے اچانک اس کو خواب نے آ کر دبا لیا کہ کیا دیکھتا ہے کہ آسمان کے دروازے کھلے اور ایک نورانی تخت زمین پر اُترا جس پر حضرت آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے جب تخت زمین پر اتر گیا تو حضرت آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے جب تخت زمین پر اتر گیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے امام عالی مقام کے سر کو بوسہ دیا اور اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ اے فرزند مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ ترے قاتلوں کو سخت عذاب میں گرفتار کرے گا اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام کا تخت اُترا اور انہوں نے بھی سر انور کا بوسہ لیا اور اسی طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء تشریف لائے اور سب نے سر انور کو بوسہ دیا اور نہایت رنج و الم کا اظہار کیا پھر حضور اکرم

Marfat.com

ﷺ کا تخت اُترا جس پر فاطمہ علی جعفر طیار حمزہ بھی سوار تھے جب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے لاڈلے نور نظر کو اپنے آغوش میں لیا اور سرانور کی رو رو کر بلائیں لیں یہ حال دیکھ کر تمام انبیاء اشکبار ہو گئے اور ملائکہ چیخ اٹھے۔

نظم مثنوی

رو دیئے انبیاء و مُرسلیں
چیخ اُٹھے سب کے سب گردوں نشیں
سر کو پھر زہرا نے سینے سے لگا
رو کے یہ رب دو عالم سے کہا
اے خدائے دو جہاں تیرا حسینؓ
تیرے پیارے مصطفیٰ کا نور عین
بھوکا پیاسا کربلا میں ہو شہید
ظلم توڑے اس پر سب فوج یزید
زخمی تیروں سے کریں اس کا بدن
دشمنان دین اے رب زمن
بھوکا پیاسا تین دن رکھا اُسے
دشمنوں نے ظلم یہ اس پر کیئے
چومتے تھے جس گلے کو مصطفیٰ (ﷺ)
ظالموں نے تیغ دی اُس پر چلا
سُن کے یہ عرش الٰہی ہل گیا
آئی پھر یہ غیب سے فوراً صدا
آج کے اے فاطمہ آنسو ترے
یہ سمجھنا عرش عالی پر گرے

Marfat.com

غیبی صدا

گویا یہ ہاتف سے پھر آئی سدا
غم نہ کر اے میری پیار فاطمہؓ
دشمنوں سے ترا بدلا لوں گا میں
جو بھی تو مانگے گی وہی دوں گا میں

روز محشر دشمنوں کو برملا
سخت ذلت میں کروں گا مبتلا
مجھ کو اپنی کبریائی کی قسم
مجھ کو اپنی سب خدائی کی قسم

صبر کا تو پائے گی اجر و ثواب
دشمنوں پر سخت تر ہوگا عذاب

ابوالخنوق کی گستاخی

سرانور کا نگہبان ابو الخنوق سپاہی خواب کے عالم میں گستاخی کرتا ہے کہ یہ سر مری حفاظت میں اس کو ہاتھ نہ لگاؤ یہ یزید شام کی بیعت نہ کرنے کی سزا ہے جب اُس بے ادب سپاہی نے عالم خواب میں یہ گستاخی کی۔

بحرِ تویل

لیے بوسے رسولوں نے سر شاہ شہیداں کے
ہوئے اعجاز ظاہر خواب میں محبوب یزداں کے
ہوا فوجی نگہباں خواب میں مائل بہ گستاخی
اُسے فوراً ہی بڑھ کر ایک فرشتے نے سزا دے دی

Marfat.com

طمانچہ قہر کا ناری کے چہرے پر لگا ایسا
ہوا منہ سوجھ کر خنزیر کا ہوتا ہے منہ جیسا
ہوا گھبرا کے فوراً خواب سے بیدار یہ فوجی
پس آئینہ صورت مطلقاً بگڑی ہوئی دیکھی

سپہ سالار سے روداد شب ساری بیاں کر دی
جو صورت خواب میں دیکھی تھی سرتاپا عیاں کر دی
کہا جب لشکر نے ہے کیوں بدلی تیری صورت
خنوق مردہ دل پر یک بیک وہ چھا گئی ہیبت

کلیجہ پھٹ گیا کمبخت کا خوف الٰہی سے
لیا بدلہ اجل نے بد تمیزی کا سپاہی سے

گرجے کا پادری

یزیدی لشکر اور اسیران کربلا دمشق جاتے ہوئے ایک مقام پر پہنچے جہاں ایک بہت بڑا گرجا بنا ہوا تھا شام ہو چکی تھی فوج یزید نے گرجے کو دیکھ کر کہا کہ رات بھی ہو چکی ہے اور رات کو آرام بھی کرنا ہے اب بہتر جگہ کہیں نہیں مل سکتی ہے اس لیے مناسب ہے کہ آج رات کو ہم تمہارے گرجے میں رہنا چاہتے ہیں پادری نے کہا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو کہاں جاؤ گے شمر نے جواب دیا کہ ہم ابن زیاد کے سپاہی ہیں ایک باغی کا سر لے کر اور اُس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے دربار یزید میں حاضر کرنے کے لیئے دشمن لے جا رہے ہیں پادری نے پوچھا کہ جسے تم باغی کا سر کہتے رہے ہو وہ کہاں ہے مجھے بھی دکھاؤ شمر ملعون نے امام عالی مقام کا جب سر انور پادری کو دکھایا تو اُس پر ایک ہیبت طاری ہو گئی کہنے لگا کہ تمہارے ساتھ کافی فوجی آدمی ہیں اور ان سب کو گرجے کی جگہ کم ہے لہٰذا ان سروں کو اور قیدیوں کو گرجے میں رکھو اور تم لوگ سب باہر رہو شمر بیدین نے اس بات کو غنیمت سمجھا کہ سر اور قیدی محفوظ رہیں گے چنانچہ سر امام کو ایک صندوق میں بند کر کے ایک کوٹھری میں رکھا اور اسیران کو علیحدہ ایک مکان میں ٹھہرایا جب آدھی رات گزر چکی تو پادری

Marfat.com

کی آنکھ کھل گئی کیا دیکھتا ہے کہ جس کوٹھری میں امام دین کا سر رکھا ہوا تھا اُس کے روشن دانوں سے روشنی باہر نکل رہی ہے پادری نے اٹھ کر دیکھا تو کوٹھری میں چاروں نور جلوہ گر تھا جس کی کرنیں باہر بھی جا رہی تھیں پھر اُس نے دیکھا کہ کوٹھری کی چھت پھٹی تو حضرت خدیجہؓ اور دیگر ازواج مطہرات ﷺ ظاہر ہوئیں اور صندوق کھول کر سر انور کو دیکھنے لگیں پھر تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کہ جھانکنا بند کر کہ خاتون جنت تشریف لاتی ہیں پادری یہ آواز سن کر بے ہوش ہوگیا جب اُسے ہوش آیا تو اُسنے سنا کہ کوئی روتے ہوئے یوں کہہ رہا ہے کہ اسلام علیک اے مظلوم مادرا سے شہید مادر غم نہ کر میں روز محشر اللہ کے دربار میں دشمنوں سے ترا انتقام لونگی اور خداوند دو عالم سے ترا انصاف چاہوں گی یہ سن کر پادری پھر بے ہوش ہوگیا۔

پادری سُنتے ہی اس آواز کو
گر پڑا پھر خاک پر بے ہوش ہو
دیر تک سکتے کے عالم میں رہا
ہوش جب آیا تو دیکھا کچھ نہ تھا
تھرتھراتا پھر وہ اٹھا پادری
کھولی اُس نے جا کے فوراً کوٹھری
قفل کو صندوق کے پھر توڑ کر
باادب باہر نکالا اُس نے سر

پادری کا مسلمان ہونا

پھراس نے سرانور کو مشک و گلاب سے دھو کر مصلے پر رکھا پھر سر اقدس کے سامنے دست بستہ ادب سے کھڑے ہو کر فرض کی کہ اسے سردار مجھے معلوم ہوگیا کہ آپ اُن میں سے ہیں جن کے اوصاف میں توریت وانجیل میں پڑھے ہیں لیجئے گواہ رہیئے میں مسلمان ہوتا ہوں یہ کہہ کر پادری نے فوراً کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا

Marfat.com

ڈھول باجے کی ایجاد اور خوشی

جب اسیران کربلا خاندان مصطفیٰ دمشق کی حدود میں داخل ہوا اور یزید ناخلف کو اس کی خبر ہوئی تو اُس نے تمام شہر کو سجانے اور خوشیاں منانے کا حکم دیا اور گھروں سے تماشا دیکھنے کو باہر آنے کی تمام پبلک کو تاکید فرمائی تمام یزیدی ڈھول بجانے لگے اور خوشیاں منانے لگے انہیں ایام میں ایک صحابی رسول ﷺ تجارت کی غرض سے شام تشریف لائے ہوئے تھے اُن کا گذر ایک گاؤں پر سے ہوا تو آپ نے دیکھا کہ لوگ ڈھول تماشے، بجاتے ہیں خوشیاں مناتے ہیں حضرت سہیلؓ نے خوشیاں منانے کی وجہ معلوم کی تو یزیدوں نے جواب دیا کہ اہل عراق نے سرحسین یزید کو ہدیہ بھیجا ہے اہل دمشق اُس کی خوشی منا رہے ہیں جب حضرت سہیلؓ نے یہ سُنا تو ایک آہ بھری اور اشکبار ہوکر معلوم کیا کہ سر امام عالی مقام کس دروزے سے شہر میں داخل ہوگا یزیدوں نے بتایا کہ باب الساعۃ سے شہر میں داخل ہوگا حضرت سہیلؓ اس طرف دوڑے اور بہت دوڑ دھوپ کر کے باب الساعۃ پر پہنچے

سراہائے شہدا اور اسیرن کربلا کا دمشق میں داخلہ

اور اپنے دیکھا کہ ایک سر نورانی نیزے پر بلند ہے جو مشابہ ہے سر حضور اکرم ﷺ کے یہ منظر دیکھتے ہیں۔

مثنوی

رو پڑے بے ساختہ حضرت سہیل
ہوگئے غم داشتہ حضرت سہیل

اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی
روتے روتے ہوگئی حالت بری

آنسوؤں سے ہوگیا دامان تر
دل کی حالت ہوگئی ریز و زبر

Marfat.com

قیدیوں نے روتا اُن کو دیکھا جب
بولے اُن سے کون ہو تم اے عرب

بولے یہ کہ ہے سہیلؓ میرا نام
ہوں تمہارے جد امجد کا غلام

میں صحابی ہوں رسول پاک کا
ادنیٰ خادم ہوں شہید لولاک کا

الغرض جب حضرت سہیلؓ اسیران کربلا نے روتا ہوا دیکھا تو پوچھا کہ تم کون ہو جو ہمارے غم میں روتے ہو اور دوسرے لوگ خوشی منا رہے ہیں انہوں نے کہا میں تمہارے نانا جان کا ادنیٰ صحابی ہوں مرے لائق جو خدمت ہو فرمایئے میں فوراً بجا لاؤں گا یہ سن کر حضرت زینبؓ نے فرمایا کہ تم اتنا کرو کہ امام عالی مقام کے سرانور کو آگے کرا دو تا کہ لوگوں کی توجہ اُدھر ہو اور ہماری طرف سے نظریں ہٹ جائیں حضرت سہیلؓ نے یزیدوں کو چارسو دینار دیئے اور امام حق کے سرانور کو آگے کرا دیا اور تمام تماشایوں کی نظریں مستورات سے ہٹ کر سرانور کی جانب ہوگئیں سرانور کو تن نورانی سے جُدا ہونے تقریباً ؟؟روز ہو گئے تھے اور یہ امام عالی مقام کی کرامت ہے کہ جس گلی سے سر اقدس گذرتا تھا وہ گلی خوشبو سے مہک جاتی تھی ورنہ عام بات ہے کہ تیسرے روز ہی گٹے گوشت میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے شہ دین کی یہ شان کرامت تھی۔

اسیران حرم کا دربار یزید میں داخلہ

غرض دارلحکومت میں اسیران حرم آئے
علیؓ کے لاڈلے لخت جگر پابندِ غم آئے

دمشقی مرد وزن میں ہر طرف کہرام برپا تھا
کے سروں کو دیکھ کر ہر شخص روتا تھا

امیروں کی زیارت کے لیئے مفطر خدائی تھی
حسینؓ ابن علیؓ کے نام کی لب پر دُہائی تھی

Marfat.com

ہر اک جا شہر والوں کے تھے جھمگٹ شاہراؤں پر
نگاہیں ہر طرف سے اٹھ رہیں تھی بے گناہوں پر

اسیران حرم کو دیکھتے تھے چشم پُر نم سے
جگر پر ہاتھ تھے ارباب دل کے کثرت غم سے

جلوس عشرت اظہار آخر شہر میں آیا
دوبارہ زلزلہ پھر آج بزم دلہر میں آیا

سر دربار پہنچا قافلہ جس دم اسیروں ک
لرز اٹھا کلیجہ خوف سے روشن ضمیروں کا

زحر بن قیس کی تقریر

زحر بن قیس سالار جیش جب دربار یزید میں پہنچا تو نہایت ادب سے یزید کے سامنے حاضر ہوا اور عرض کی کہ سرکار میں مبارک باد دینے کے لیئے حاضر ہواں ہوں اور تمام باغیوں کے سر لایا ہوں مستورات کو سر برہنہ ساتھ لایا ہوں۔ امیر المومنین کو مبارک ہو کہ حسینؓ بن علیؓ جو حکومت کے باغی تھے اور جن سے ہر وقت بغاوت کا خطرہ تھا وہ مدینے سے مکے آئے اور مکے سے کوفے آئے اور حکومت کی بغاوت ہر گلی کوچے میں جاری کر دی عبیداللہ امیر کوفہ نے پہلے تو انہیں سمجھایا کہ امیر شام کی بغاوت ترک کر کے اس کی بیعت کر لو لیکن حسینؓ ابن علی نے ایک نہ مانی اور بغاوت کا سلسلہ جاری رکھا امیر کوفہ نے جب یہ دیکھا تو اُن کے خاندان پر پانی کی بندش کر دی تا کہ اپنی ضد اور حکومت کی مخالفت سے باز آجائیں گے مگر یہ تدبیر بھی ناکام ثابت ہوئی پھر اُن کو کہا کہ بیعت نہیں کرتے تو جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ الغرض ۱۰ محرم کو محاذ جنگ جاری ہوا اور بڑی مشکل سے باغیوں پر فتح حاصل ہوئی اور اُن کے سر اور اُن کے خاندان کو قید کر کے حاضر خدمت کیا ہے۔

تاثرات یزید

یزید نے شام نے یہ روح فرسا سن کے افسانہ
کہا با چشم پُر نم تف ہے تجھ پر ابن مرجانا

Marfat.com

قسم اللہ کی تری جگہ پر میں اگر ہوتا
نہ ہرگز خوش حسینؓ ابن علیؓ کے قتل پر ہوتا

جہاں تک ہوتا اُن کے قتل میں درگزر کرتا
لہو سے اُن کے اپنی آستیں ہرگز نہ تر کرتا

زحر بن قیس کو دربار سے باہر نکلوایا
صلہ ملعون کو اصلا عطا کوئی نہ فرمایا

یزید ناخلف کی تھی بلا شک یہ بھی عیاری
بظاہر اشک آنکھوں سے جو اُس نے کردیئے جاری

دربار عام

پھر یزید کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ کل عام دربار ہوگا تمام اہل شہر کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کل صبح دربار میں حاضرین کو باغیان حکومت کو جو سزا دی گئی ہے اُس کی روداد سنانا ہے تاکہ بغاوت کرنے والوں کو عبرت حاصل ہو دوسرے دن اہل دمشق دربار یزید میں حاضر ہوئے اور یزید نے تمام اسیروں اور تمام شُہدا کے سروں کو دربار میں طلب کیا اور ہر سر کی تفصیل معلوم کی پھر آخر میں شاہ شہیداں کا سر طلب کیا تو سر امام کو لے کر دربار میں حاضر ہوئے اور بھرے دربار میں بے خوف وخطرہ ہو کر فرمایا کہ یہ سر اُس کا ہے جو تمام جوانان جنت کا سردار ہے یہ سر اُس کا ہے جو حوض کوثر کا مختار ہے یہ سر اُس کا ہے جو خاندان مصطفیٰ ﷺ کا سالار ہے یہ سر اُس کا ہے جس کی شجاعت دنیا میں کوئی ثانی نہیں یہ سر اُس کا ہے جس پر تمام اوصاف انسانی ختم ہیں یہ سر اُس کا ہے جو تمام مخلوق میں عالی نسب ہے یہ سر اُس کا ہے جو تاجدار عرب ہے یزید نے جب امام عالی مقام کے یہ مناقب سنے تو غضبناک ہو کر جلاد کو حکم دیا کہ بشیر کی گردن اڑا دے چنانچہ بشیر کو شہید کر دیا گیا پھر یزید نے سرِ امام کو ایک طشت طلائی میں رکھا اور ہاتھ میں جو چھڑی تھی اس چھڑی کو لب ہائے امام پر رکھ کر بولا یہ وہی لب ہیں جو میری بیعت کا انکار کرتے تھے بار بار یہی نمائش کر رہا تھا اُس وقت محفل میں ایک صحابی۔

Marfat.com

حضرت ثمرہ ابن جُندب کا جوش

حضرت ثمرہ ابن جُندب موجود تھے جب آپ نے یزید کو سر انور کے ساتھ یہ گستاخی کرتے دیکھا تو کہنے لگے۔

ہوئے بیتاب ثمرہ ابن جُندب ان مظالم سے
کہا یہ غیض میں آکر سرِ دربا حاکم سے

یزید فتنہ ساماں بارہا میں نے دیکھا ہے
خُدا شاہد نبی (ﷺ) نے ان لب ودنداں کو چوما ہے

یہ بوسہ گاہ محبوب خدا کے ساتھ گستاخی
یزید شام اتنی بڑھ گئی ہے تیری بے باکی

گریں ہاتھوں پر تیرے بجلیاں قہر الٰہی کی
ہو ساری آبرو برباد تیری بادشاہی کی

نہیں زیبا یہ گستاخی پُر نور سے تجھ کو
جہنم کے شرارے تاکتے ہیں دور سے تجھ کو

کہا ظالم نے ثمرہ سے کہ ثمرہ تو صحابی ہے
وگرنہ قابل تعزیر یہ حاضر جوابی ہے۔

صحابی تو نہ ہوتا اگر رسول اللہ کا ثمرہ
ترا مقتل ابھی ہوتا یہی دربار کا کمرہ

کہا ثمرہ نے عزت ہے صحابی کی ترے دل میں
مگر ابن رسول اللہ پر یہ ظلم محفل میں

آخرکار یزید نے غضبناک ہو کر ثمرہ ابن جُندب کو دربار سے باہر نکلوا دیا اُس وقت دربار میں ایک یہودی موجود تھا جو تجارت کی غرض سے دمشق آیا تھا یزید نے اُس یہودی سے کہا کہ یہ سر باغیوں کے سردار کا ہے اور باقی سر اس کے ساتھیوں کے ہیں اور تمام قیدی اُس خاندان کے ہیں اس نے میری حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور مدعی امامت ہوا اور

Marfat.com

مرتے دم تک میری بیعت کا مخالف رہا یہ پیغمبر خدا ﷺ کا نواسہ ہے علی کا بیٹا اور ابو طالب کا پوتا ہے اس کے سر میں کچھ مذہبی جنوں تھا اُس کو کوفے کے گورنر نے بہت سمجھایا جب نہ مانا تو سپاہ کوفے نے اس سے جنگ کی اور اس کو بعد جنگ آزمائی کے بغاوت کی پوری سزا دی باغی کی یہی سزا ہے جو باغی ہو۔

یہودی تاجر کا جواب

یہودی نے یہ تمام باتیں سن کر یزید کو جواب دیا کہ میں حضرت داؤد کی اولاد میں سے ہوں اور اب تک داؤد علیہ السلام کی ستر ۷۰ پشت گذر گئیں ہیں لیکن یہودی اب بھی مری بے حد تعظیم کرتے ہیں مگر ایک تم ہو کہ کل تک رسول اکرم ﷺ جلوہ گر تھے اور تم نے اُن کے لاڈلے نواسے پر یہ ظلم وستم کیا اور آل پیغمبر کو قید کیا ہے تم محشر کے روز شافع محشر کو کیا مُنہ دکھاؤ گے خدا کے سامنے کس طرح جاؤ گے یزید یہ سن کر جھلا اٹھا اور کہنے لگا کہ اے یہودی اگر روم کا ایلچی وتجار نہ ہوتا تو تجھ کو ابھی قتل کرا دیتا یہودی نے بے ساختہ کہا کہ روم کے ایلچی کا تو پاس ہے وہ لحاظ ہے لیکن فرزند نبی کا کوئی لحاظ نہیں ہے یزید یہ سن کر اور غضبناک ہوا اور جلاد کو حکم دیا کہ اس کی گردن مار دے یہودی دوڑ کر سر امام کا بوسہ لیا اور جوش عقیدت سے کہنے لگا۔

غلام بے نوا ہوں آپ پر ایمان لاتا ہوں
مسلماں ہو رہا ہوں آپ کو شاہد بناتا ہوں
خدا کے سامنے روزِ جزا امداد فرمانا
مجھے نانا کی خدمت میں لب تسنیم لے جانا
گواہی مری دینا روبرو اللہ کے جاکر
مجھے قدموں پر ختم کرنا رسول اللہ کے جا کر
پڑھا کلمہ شہادت کا مسلماں ہو گیا فوراً
لگا کہنے یزید ناخلف اسلام کا دشمن

یزید نے جب یہودی کو مسلمان ہوتا ہوا دیکھا تو کہنے لگا کہ تو جان کے خوف سے مذہب تبدیل کرتا ہے اور مجھے دھوکہ دیتا ہے یہودی نو مسلم نے کہا کہ مری ایک جان کیا سو

Marfat.com

(۱۰۰) جانیں محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام پر قربان ہوں تو یہ آرزو دل میں رکھتا ہوں کہ میں اسلام پر فدا ہو جاؤں تو مجھے شوق سے قتل کردے مجھے یقین کامل ہے کہ میں امام عالی مقام پر نثار ہو کر دائمی زندگی پالوں گا یزید ناخلف نے اپنا ارادہ جفانہ بدلا اور اُس نومسلم کو بھی شہید کرا دیا اور قاتل حسینؓ ہونے کا ثبوت دیا۔

مستورات اطہار کی طلبی

پھر اس ظلم ستم کے بانی یزید نے مستورات اطہار کو دربار میں طلب کیا جب زینبؓ و کلثوم و سکینہ و سجاد دربار میں پیش ہوئے اور اُن کی نظر شاہ شہیداں کے سرِ انور پر پڑی تو سب کی یکبارگی چیخ نکل گئی اور

دیکھتے ہی سر امام دین کا
رو پڑیں کلثوم و زینب پارسا
ایسی روئیں تھام کر قلب و جگر
حاضریں کے سل ہوئے زیرو زبر

مچ گیا کہرام اک دربار میں
آگیا لرزہ در و دیوار میں
بولیں زینب میرے ماں جائے حسینؓ
مصطفیٰ (ﷺ) و فاطمہ کے نور عین

کچھ تو بولو بہن سے بھائی یہاں
آپ کے غم میں بہن ہے نیم جاں
روٹھے ہو گر زینب مغموم سے
بات کہہ دو دل کی تم کلثوم سے

رو پڑے یہ سن کر سب پیرو و جواں
بندھ گئیں خورد و کلاں کی ہچکیاں

حضرت زینب کا یزید سے کلام کرنا کہ اے یزید آج تجھے اقتدار ملک حاصل ہے لیکن

Marfat.com

یہ جاہ وحشمت یہ حکومت چند روزہ ہے نمرود اور فرعون جیسے جابر وظالم سب خاک میں ہیں اُن کی حکومت کا صرف فسانہ ہی دنیا میں باقی رہ گیا فرعون کا نام ونشاں بھی دنیا میں موجود نہیں ہے قارون کہاں ہے۔

مثالِ خواب دنیا کا یہ سارا کارخانا ہے
قیامت میں خدا کے سامنے اِک روز جانا ہے

ستم ہے ترے گھر کی عورتیں سب گھر کے اندر ہیں
نبی کی بیٹیاں بے پردہ و بے گھر ہیں بے در ہیں

ہمیں نامحرموں کے سامنے تو نے بلایا ہے
تماشائی ہمارا عام خلقت کو بنایا ہے

یزید کی شرمندگی

نبی (ﷺ) کو تو بھی ختم المرسلین تسلیم کرتا ہے
ابھی تو ملت اسلام تعظیم کرتا ہے

نبی زادوں پہ کب تک جور سے باز آئے گا
خدا کو حشر میں کل فتنہ گر کیا من دکھائے گا

یزید فتنہ ساماں نے سنی یہ گفتگو ساری
سرِ دربار اُس پر ہیبت حق ہوگئی طاری

کیا دریافت اے لوگو یہ دختر کس کی لڑکی ہے
کہا اہل شرف نے فاطمہ زاہرہ کی بیٹی ہے

یہ زینب ہے یہ ہمشیرہ حسینؓ ابن علیؓ کی ہے
نبی الانبیاء شاہ رسالت کی نواسی ہے

یزید شام کا سر جھک گیا فرط ندامت سے
رہا محفل میں تھوڑی دیر تک خاموش غیرت سے

Marfat.com

حضرت کلثوم کا یزید سے کلام

حضرت زینب ابھی ہچکیاں لے کر رو رہیں تھی اور اُس وقت حضرت کلثوم نے نہایت غمگین لہجہ میں یزید سے التجا کی کہ مجھ کو اجازت دے کہ میں اپنے ماں جائے کے سر کو سینے لگا کر اپنے دل کی حسرت نکالوں حضرت کلثوم کے یہ فقرے ایسے المناک تھے جن سے کہ یزید اجازت دینے پر مجبور ہو گیا اور اُس نے اجازت دے دی تو کلثوم دوڑ کر سرِ اطہر کو اپنے آغوش میں لے کر پیشانی کو بوسہ دیا اور تمام خواتین نے سرِ انور کی زیارت کی خواتین حرم سرِ انور کو بوسے دیتی تھی اور زار و قطار روتی تھیں کلثوم نے یزید سے کہا کہ اے شام کے ظالم حاکم تو اس گمان میں نہ رہ کہ ہم کو ستا کر تو دنیا میں چین سے رہے گا دیکھ شہیدوں کا خون ضرور رنگ لائے گا کیونکہ قاتل کبھی بھی سرخ رو نہیں ہوتا آل عبا کا خون ناحق تری سلطنت کو رنگین بنا کر تجھے دونوں جہاں میں رسوا کرے گا یزید نے تعجب سے کلثوم کی طرف دیکھا اور کہنے لگا کہ یہ خاتون بھی حسینؓ کی ہمشیرہ معلوم ہوتی ہے لوگو نے کہا یہ فاطمہ کی دختر ہیں علی کی نورِ نظر ہیں ان کو کلثوم کہتے ہیں یزید نے کہا کہ کلثوم تم نے سچ کو جھوٹ کہا تم کو خدا نے جھوٹا ثابت کر دکھایا جو تمہارے سامنے ہے۔

جواب یزید کو کلثوم کا

کلثوم نے ارشاد فرمایا کہ اے ظالم ہم جھوٹے نہیں ہیں ہم آج تک دین حق پر قائم ہیں جھوٹا وہ ہے جو احکام الٰہی کے خلاف اپنی زندگی گذارے اب تو خود اپنے دل سے فیصلہ کر لے کہ احکام الٰہی کی خلاف ورزیاں تو کر رہا ہے یا ہم کر رہے ہیں اللہ نے دین کو جبر و تشدد سے پاک فرمایا ہے اور تو نے جبر و تشدد کا بازار گرم کر رکھا ہے یزید یہ سن کر شرمندہ ہوا اور خاموش ہو گیا۔

یزید اور سجاد کا مکالمہ

کچھ دیر کے بعد یزید ناخلف نے امام زین العابدین کی طرف توجہ کی اور سجاد سے

Marfat.com

مخاطب ہوا کہ تم کون ہو کیوں غمگین نظر آتے ہو حضرت امام زین العابدین نے فرمایا کہ میں حسینؓ کا فرزند ہوں ہاشمی خاندان کا دلبند ہوں یزید شام یہ سن کر بولا کہ حسینؓ اس بات کے خواہاں تھے کہ مری خلافت چھین کر خود خلیفہ بنیں اُن کی یہ تمنا تھی کہ شہ نشین ممبر مسجد بنیں اُن کی یہ خواہش تھی شہنشاہ کہلائیں اُن کو یہ ارمان تھا کہ مجھ کو امیر المومنین کہا جائے اور مساجد میں مرا خطبہ پڑھا جائے لیکن خدا نے اُن کی ساری تمناؤں کو خاک میں ملا دیا یزید روسیہ کی یہ بے ہودہ گفتار سن کر امام زین العابدین نے قرآن عظیم کی دو۲ آیات تلاوت فرمائیں جن سے اہلبیت مصطفیٰ ﷺ کی شان اعلیٰ ظاہر ہو رہی تھی اور آل عبا پر ظلم کرنے والے کی توہین نمایاں تھی امام زین العابدین سے آیات قرآنی سن کر دربار میں سناٹا سا آ گیا اور تمام اہل دربار ایک سکتے کے سے عالم میں مبتلا ہو گئے اور سب کی نگاہیں یزید ناخلف اور امام زین العابدین کی طرف مرکوز ہو گئیں کہ اب یزید امام زین العابدین کو کیا جواب دیتا ہے اُدھر یزید پر بھی آیات قرآنی سن کر ندامت طاری ہو گئی اور کچھ دیر تصویر مجسم بنا رہا مگر ہدایت کی طرف مائل نہ ہوا کیونکہ اُس کے قلب میں حق قبول کرنے کی صلاحیت ختم ہو چکی تھی خالق کل نے اُس کے دل اور کانوں کو مُہر کر دیا تھا کچھ دیر خاموش رہا اور کھسیانہ ہو کر بد باطن غصے میں بھر جاتا ہے اور غضبناک ہو کر حکم دیتا ہے۔

یزید آیات قرآن سن کے عابد ہوا بد زن
کہا جلاد سے لے جائے اُن کی مار دے گردن

اٹھا جلاد لے کر تیغ اُن کے قتل کرنے کو
کہا سجاد سے تیار اب ہو جاؤ مرنے کو

جو دیکھا حال یہ کلثوم نے تو رو کے فرمایا
یزید نا خلف بے رحم کو یہ حال سمجھایا

ارے حاکم سرِ دربار یہ کیا ظلم کرتا ہے
ضعیف و زار ہے بیمار عابد خود ہی مرتا ہے

یہی ابن علیؓ کی آل میں یہ ایک باقی ہے
یہی محرم خواتین حرم کا دیکھ باقی ہے

Marfat.com

یہ کہہ کر آپ نے سوئے مدینہ یاس سے دیکھا
جمالِ مصطفیٰ کو دور رہ کر پاس سے دیکھا

پکارا المدد اے بے کسوں کے حامی و یار
کرو آسان مشکل جلد اے مشکل کُشا آ کر

گذارش کی کہ نانا جان دیکھو کیا قیامت ہے
یزید اس وقت ہی آمادہ قتل و ہلاکت ہے

نبوت کا چمن سارا ہوا برباد غربت میں
کرے گا قتل اب سجاد کو جلاد غربت میں

ہمارا بیکسی میں یا نبی (ﷺ) اب کون محرم ہے
فقط اولادیں سرکار کی سجاد کا دم ہے

مرے سجاد کو اب اے مرے نانا بچا لو تم
یزید شام کے دل خدارا رحم ڈالو تم

اِدھر کلثوم و زینب کی ابھی فریاد تھی جاری
اُدھر قلب یزید شام پر ہیبت ہوئی طاری

عیاں تھی حالت درباریان سلطنت اُس پر
تھے اکثر طعنہ زند باشندگان سلطنت اُس پر

کہا جلاد سے ہٹ چھوڑ دے سجاد کو فوراً
تہہ دامن چھپا لے خنجر بیداد کو فوراً

یزید آمادہ فوراً ہو گیا اظہار الفت پر
بٹھایا عابد بیمار کو تخت حکومت پر

با انداز محبت دیر تک کرتا رہا باتیں
ادب سے مختلف درباریوں نے کیں ملاقاتیں

پئے گفتن سکوں کچھ مضطرب سجاد نے پایا
اسی دوران میں ڈھلنے لگا دن وقت شام آیا

Marfat.com

نقارۂ یزید

چنانچہ سجاد اور یزید کی گفتگو جاری تھی کہ وقت شام قریب آ گیا اور نقارۂ شاہی بجا تو یزید کے بیٹے معاویہ نے کہا کہ یہ نوبت کس کے باپ کی بج رہی ہے امام زین العابدین نے کہا کہ تھوڑی دیر ٹھہر جا ابھی جواب دوں گا اتنے میں یزید نے کہا کہ اے عابد میرا بیٹا اور تم برابر ہو بولو تم اِس حال میں میرے بیٹے سے لڑ سکتے ہوں سجاد نے فوراً جواب دیا کہ ایک تلوار اپنے بیٹے کو دے دے اور ایک تلوار مجھے دے دے اور دربار عالم میں جنگ کا تماشا دیکھ لے تمام درباری سجاد کی اس ہمت و استقلال دیکھ کر حیران ہو گئے اور یزید بھی حیرت زدہ ہوا اور ہاشمی شیر کی بہادری وشجاعت کا اعتراف کرنا پڑا ابھی یزید اور درباری دریائے حیرت میں غوطہ زن تھے کہ یکا یک مسجد سے اذان کی آواز بلند ہوتی ہے اور جس وقت مؤذن اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً الرَّسُول اللّٰہ پر پہنچا تو امام زین العابدین نے فرزند یزید سے کہا۔

ارشاد سجاد

بتا مسجد میں یہ بجتی ہے کس کے باپ کی نوبت
جواب دے اس کا مجھے دے جلد تر اے صاحب نخوت
گونجے گی پنجگانہ روز و شب روز قیامت تک
یہ نوبت دائمی ہے مرے جدّ پاک کی بے شک
تمہاری ہے فقط دو دن کی یہ نوبت یہ نقارہ
بلند اللہ اکبر کا رہے گا تا ابد نعرہ
یزید شام سے عابدؓ نے فرمایا کہ اے سُلطاں
بتانا کس کے گھر جبریل لائے عرش سے قرآں
فرشتوں نے کہا کہ کس کے در کے آگے دربانی
ہوئیں ہیں کس پہ نازل عرش سے آیات قرآنی

Marfat.com

ہوئی ہے آئینہ تطہیر نازل تم پر یا ہم پر
رہا ہے کعبہ ایماں تمہارا یا ہمارا گھر

بتاؤ فرض ہے کس کی محبت اہل ایماں پر
تمہارے ہیں کہ ہیں نانا ہمارے شافع محشر

یہ باتیں صاحب قرآن کے فرزند کی سُن کر
سکوں طاری ہوا از خود یزید شام کے دل پر

جستجوئے قاتل امام

الغرض یزید امام زین العابدین کی تقریر دل پر سن کر بہت نادم ہوا اور کہنے لگا کہ اے عابد واقعی تم سردار ہو تمام اہل ایماں کے اور دوست ہو رب کائنات کے اور تمام اولیا کے سرتاج ہو مری یہ خواہش ہے کہ تم مجھ سے اپنی کوئی حاجت بیان کرو تاکہ میں اُسے پورا کر کے تمہیں خوش کروں امام زین العابدین نے ارشاد فرمایا کہ حاجت روا تو ہمارا اللہ تبارک وتعالیٰ ہے ہم رضائے حق پر راضی ہیں ہاں میں تجھے اپنا حق طلب کرتا ہوں اُسے پورا کر دے وہ یہ ہے کہ مجھے میرے باپ کے قاتل کو دے تاکہ میں انتقام حسرت کو پورا کروں یزید نے امام زین العابدین کا کلام سن کر تمام افسران فوج کوفہ کو بلایا اور ہر اک سردار سے پوچھا امام عالی مقام حسینؓ ابن علیؓ کا قاتل کون ہے یہ سن کر لوگوں نے کہا کہ امام کا قاتل خولی ہے جب خولی کو بُلا کر پوچھا تو وہ منکر ہوا اور کہا کہ ماشا اللہ میں نے امام عالی مقام کو قتل نہیں کیا شمر ملعون بھی قتل حسینؓ سے منکر ہو گیا ور سنان بن انس نے بھی قسم کھا کر انکار کر دیا چنانچہ جس افسر سے پوچھا جاتا تھا وہ قتل امام کا منکر تھا یزید اس اختلاف باہمی سے غضبناک ہو کر سرداران فوج کو جھڑکیاں دینے لگا اور کہنے لگا کہ انعام کے سب طالب ہیں مگر قتل حسینؓ کا کوئی اقرار نہیں کرتا لیکن لوگوں نے کثرت سے شمر کا نام لیا شمر نے جھلا کر کہا کہ قاتل سنان بن انس ہے لیکن یہ یزید کے کانوں تک نہ پہنچے اور سنان بن انس ڈر رہا تھا کہ کہیں شمر میرا دوبارہ نام نہ لے دے مگر شمر جان کے خوف سے کچھ ایسا بدحواس تھا کہ اسے یہ خبر بھی نہ تھی کہ کیا کہہ رہا ہوں جب یزید نے فوج کے تمام افسروں کو قتل امام کا منکر پایا تو پھر ایک ایک افسر سے علیحدہ

Marfat.com

معلوم کیا لیکن قاتل حسینؓ کا سراغ نہ لگا حاضرین دربار میں حکومت بھیلا ہوا ہے کسی میں یہ جرأت نہیں جو امام عالی مقام کے قتل کا اقرار کرے جب کسی طرح بھی پتہ نہ چلا تو یزید نے شمر لعین کو بلا کر کہا کہ تو بہت شر پسند ہے سچ بتا کہ امام کا قاتل کون ہے ورنہ ابھی سرِ دربار میں گردن مارنے کا جلاد کو حکم دیتا ہوں شمر لعین نے بے خوف ہو کہا۔

کہا یہ شمر نے اتنی حقیقت ہے جو سچ پوچھو
کہ اُن کے قتل کی بانی حکومت ہے جو سچ پوچھو

وہ قاتل ہے کہ مجبور شہ کو جس نے بیعت پر
وہ قاتل ہے کہ جس کو ناز قوت پر حکومت پر

وہ قاتل ہے عُبید اللہ کو جس نے حکومت دی
وہ قاتل ہے سپاہ کوفہ جس نے اعانت کی

وہ قاتل ہے خزانے کا کیا وا جس نے قاتل ہے
کیا برہم عرب کا جس نے شیرازہ

وہ قاتل ہے کیا اقرار خود انعام کا جس نے
وہ قاتل ہے چھپایا حکم خود اسلام جس نے

وہ قاتل ہے کیے جس نے فراہم جنگ کے ساماں
وہ قاتل ہے بھلا دی جس نے دل سے عزت قرآں

یزید شام نے باتیں سُنیں تو یہ شمر کی ساری
کہا شعلہ بداماں ہو کے غصہ سے کہ اے ناری

غلط الزام اِس قتلِ عمد کا مجھ کو دیتا ہے
تو قاتل ہے مگر سفاک میرا نام لیتا ہے

یزید اِس درجہ شمر زیادہ گو سے ہو گیا برہم
اٹھائی تیغ غصہ پھر مگر کچھ ہو گیا مدہم

سنان و شمر و خولی کی غلط گوئی پر لعنت کی
سرِ دربار ہر کوفی سپاہی پر ملامت کی

Marfat.com

شرارت ہر یہاں تک کوفیوں کی طیش میں آیا
بعد تذلیل سب کو قصر شاہی سے نکلوایا
ہر اک انعان ونعہ پر گالیاں کھائیں
غرض غارت گروں کی دل کی امیدئیں نہ برآئیں

ہوئی برباد عقبہ اور دنیا بھی نہ ہاتھ آئی
ملی دونوں جہاں کی کوفیوں کو ترہ رُسوائی
ستم اور ظلم کا انجام دیکھا اپنی نظروں سے
ہوئے بدنام کوفی اور گرے دنیا کی نظروں سے

مسلماں ہو کے بھی کہلائے وہ اسلام کے دشمن
نبی (ﷺ) کے کلمہ گو ہو کر بنے دوزخ کا سب ایں دمن
سُلگ اٹھا جگر نالہ لب اظہار سے نکلا
گروہ کوفہ لعنت برزباں دربار سے نکلا

یزید اور سجاد کی دوبارہ گفتگو

جب کوفے کے تمام افسران افواج کو یزید نے دربار سے نکلوا دیا پھر یزید نے نرم لہجہ میں امام زین العابدین سے کہا کہ فرمائیے اب آپ کیا چاہتے ہیں بلا تکلف فرمائے مری طرف سے دل میں بالکل خطرہ نہ کیجئے۔امام زین العابدین نے ارشاد کیا کہ مجھے تمام شہیدوں کے سر دے دے تا کہ اُن کے جسم کے ساتھ دفن کروں اور اپنے ہاتھ سے شہدا کی قبروں کو مٹی دوں یزید نے کہا مجھے یہ منظور ہے اور فرمائیے کیا حاجت ہے سجاد نے فرمایا کہ تمام اسیروں کو آزاد کر کے مدینے کو جانے کی اجازت دے یزید نے کہا یہ بھی منظور ہے اِس کے علاوہ اور کیا خواہش ہے امام زین العابدین نے ارشاد فرمایا کہ کل جمعہ ہے مجھے جامع مسجد دمشق میں جمعہ کا خطبہ اور نماز پڑھانے کی اجازت دے یزید نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد کیا یہ بھی منظور ہے الغرض جمعہ کے دن کا وقت آیا تو تمام اہل دمشق مسجد میں سمٹ کر آ گئے اور کیونکہ یہ مشہور ہو گیا تھا کہ کل جمعہ کا خطبہ اور نماز زین العابدین پڑھا ئینگے یزید نے جب

Marfat.com

اہل شہر کے تیور بگڑے ہوئے دیکھے تو سجاد کی اُس پر ایک ہیبت سی چھا گئی اور اس نے ایک دمشق کے خطیب کو اشارہ کیا کہ خطبہ بیان کرے وہ خطیب ممبر پر بیٹھا اور ال ابوسفیان کی خطبے میں مدحت سرائی کی اور آل رسول ﷺ کی توہین کی امام زین العابدین کو فوراً جلال آگیا اور آپ نے اپنی جگہ سے ہی کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ مسجد میں ہر شخص نماز پڑھنے کو آیا ہے واجب تو یہ ہے کہ خطبے میں پہلے حمد باری تعالیٰ ہو پھر شافع محشر ساقی کوثر ﷺ کی ثنا بیان ہو پھر اہلبیت کی تعریف ہو لیکن خالق کی بجائے یہاں مخلوق کی رضا منظور ہے مسلمانو کیا اسی کا نام خطبہ ہے کہ اللہ کے پیارے محبوب اور اُن کی آل کی اُن کے ممبر پر بیٹھ کر توہین کی جائے اور مجھ سے کل شام کے والی نے وعدہ کیا تھا کہ جمعہ کی نماز اور خطبے کے فرائض آپ انجام دیں گے وعدہ خلافی اور یہ دل آزاری کہ کھلے بندو اسلام کی آہاشت یہ کہ کر آپ خاموش ہونا چاہتے تھے کہ ہر طرف سے صدائیں بلند ہوئی کہ خطبہ سجاد پڑھیں اور خطیب بے ادب ممبر سے اتر آئے۔

❀❀❀❀❀

Marfat.com

باب نمبر18

امام زین العابدین کا خطبہ

جب یزید نے تمام نمازیوں کو اپنے خلاف غم و غصہ کا اظہار کرتے دیکھا اور سب کی یہ خواہش پائی کہ ممبر رسول پر بیٹھ کر فرزندِ رسول ﷺ خطبہ پڑھے اور بے ادب خطیب کو اُتارا جائے۔

یہ بیچینی کا منظر حکمراں کو جب نظر آیا
باندازِ سیاست حضرت عابد سے فرمایا

کر ارشاد خطبہ آپ حسرت سب کی بر آئے
دمشقی خطبہ خواں فی الفور ممبر سے اُتر آئے

مسلمانوں نے دیکھی منزلت سبط پیمبر کی
صدا مسجد میں گونجی ہر طرف اللہ اکبر کی

سرِ ممبر بہ عزو جاہ زین العابدین آئے
برائے خطبہ فرزندِ امام المرسلیں آئے

قبائے سبز در ہاشمی دستار سر پر تھی
ضعیف ناتواں عابد پہ جلوؤں کی نچھاور تھی

تجلی تھی رخِ روشن میں انوارِ الٰہی کی
قد مبوسی پہ مائل تھیں شعائیں تاج شاہی کی

رِدائے دوش میں تھیں جذب برق طور کی لہریں
نگاہ شرگیں سے جلوہ گر تھیں نور کی لہریں

نسیم خلد نے چومے قبائے ناز کے دامن
جبین حق نماز کے نور سے مسجد ہوئی روشن

Marfat.com

لبِ شریں سے بسم اللہ کے الفاظ جب نکلے
ہوا معلوم اوجِ عرش سے انورِ رب نکلے

امام زین العابدین نے پہلے حمد باری تعالیٰ اس فصاحت و بلاغت سے بیان کی کہ تمام فقیہان دمشق اور تمام مفتیان دمشق آپ کی فصاحت اور بلاغت دیکھ کر حیران ہو گئے پہلے آپ نے آیات قرآنی تلاوت کیں اُس کے بعد حدیث نبوی ﷺ بیان کی بعد حمد کے آپ نے نعت سرورِ کائنات فخر موجودات نبی کریم رؤف الرحم خلیق و حلیم بشیر و نذیر محبوب رب قدیر نور مجسم رسول معظم مختار دو عالم آفتاب لامکاں باعث ایجاد کُن فکاں نائب یزداں ہادیٔ ہر انس و جاں ﷺ کی۔

جامع مسجد دمشق میں ہل چل

شان سے بیان کی کہ سامعین نے ہر طرف مرحبا و سبحان اللہ کی صدائیں بلند کیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ساکنان شام کیا تم نہیں جانتے کہ خیر البشر کی اُمت ہو وہ خیر البشر جو خالق کل کا پیغام مخلوق کے پاس لائے وہ خیر البشر جو اسلام عرش بریں سے فرش زمیں پر لائے وہ خیر البشر جن کو سب ختم رُسل کہتے ہیں وہ خیر البشر جن کو جن و انسان و ملک مختار کل کہتے ہیں وہ خیر البشر جو محبوب رب العلمین ہیں وہ خیر البشر جو رحمت اللعلمن ہیں وہ خیر البشر جن کے سرِ انور پہ شفاعت کا تاج ہے وہ خیر البشر جن کا لقب صاحب معراج ہے وہ خیر البشر جو عرش کے مسند نشین ہیں وہ خیر البشر جو لامکاں کے مکیں ہیں وہ خیر البشر جن کا نام نامی محمد مصطفیٰ ﷺ ہے وہ خیر البشر جن کا ثنا خواں خود خدا ہے وہ خیر البشر جو بعد خدا ساری خدائی سے عالیٰ ہے وہ خیر البشر جن کا رتبہ تمام انبیاء سے بالا ہے وہ خیر البشر جو سب رسولوں کا امام ہے وہ خیر البشر کہ جس کے بعد خالق تمام مخلوق سے اونچا مقام ہے وہ خیر البشر جو امین کعبہٗ ہیں وہ خیر البشر جو مجلّہ قوسین کے دولھا ہیں خدا شاہد ہے میں ان کا ہی نواسہ ہوں وہ میرے نانا تھے مجھے فرزند نبی ﷺ کہتے ہیں میں فاطمہ کا پوتا ہوں مجھے دلبند عمل کہتے میں بھتیجا ہوں سلطان شہدا کا نور نظر ہوں میں اہلبیت مصطفیٰ ﷺ ہوں۔

Marfat.com

میں وہ ہوں بے خطا لوٹا گیا ہے کارواں میرا
ہوا ہے قتل دشتِ کربلا میں خانداں میرا
میں وہ ہوں پابجولاں شام تک لایا گیا جس کو
میں وہ ہوں جابجا زنداں میں ٹھہرایا جس کو

میں وہ ہوں جو خواتین حرم کا ایک محرم ہوں
میں وہ ہوں خود ہی اپنی بے کسی پر چشم پُرنم ہوں
وہ مستورات جن کے حق میں آیات حجاب اُتریں
نہ اپنے گھر کی چھوکٹ سے کبھی جو بے نقاب اُتریں

اُنہیں بے پردہ گلیوں میں پھرایا کوفے والوں نے
اُنہیں غربت میں لوٹا شام کے فوجی رسالوں نے
نبی کے گھر کی مستورات پر کیا کیا ستم ڈھائے
ستمگر ہائے اِس پردہ دری پر کچھ نہ شرمائے

یزیدِ شام کی گھبراہٹ

یہ وہ جملے تھے بن کر تیر جو دل سے گذرتے تھے
یہ وہ جملے جو ہر قلب کو مجروح کرتے تھے
فغاں کا شور مسجد سے اٹھا افلاک تک پہنچا
فلک کے آنسوؤں کا منہبد بھی فرشِ خاک تک پہنچا

سرِ مسجد نمازی سب دھاڑیں مار کر روئے
غمِ آلِ عبا میں اپنے سب ہوش و خرد کھوئے
صفیں مسجد تصویرِ غم و آلام تھیں ساری
تجاوز کر گیا جب حد سے شورِ گریہ و زاری

موذن سے کہا والی نے اب فوراً اذاں کہہ دے
بہت ہی جلد تکبیر اقامت بے گماں کہہ دے

Marfat.com

چنانچہ یزید نے موذن کو ڈانٹا کہ جلد تکبیر کہے موذن نے یزید کا حکم پاتے ہیں اقامت شروع کی اور باآواز کہا اللہ اکبر اللہ اکبر امام زین العابدین نے اُس کے جواب میں فرمایا لاریب اللہ مرارب ہے پھر موذن نے اَشْهَدُ اَنَّ محمد الرسول اللہ کہا تو سجاد نے اپنا عمامہ موذن کی طرف پھینکا اور کہا اے موذن بحق محمد ﷺ ٹھہر جا موذن فوراً ٹھہر گیا تو آپ نے تمام نمازیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

شہادت دو بتاؤ یہ محمد کس کے نانا ہیں
یزید شام کے یا آپ کے یا میرے نانا ہیں

رسول اللہ الانبیاء وہ محمد (ﷺ) ہیں
مرے دادا ہیں مرے عم واب کے جد امجد ہیں

ہوئے ہیں خانما برباد ہم اِس نام کی خاطر
ہوا کنبہ ہمارا سب شہید اسلام کی خاطر

اثر میں تھی عجب ڈوبی ہوئی تقریر غازی کی
تھیں آنکھیں آنسوؤں سے خود بخود تر ہر نمازی کی

دوبارہ پھر اُٹھا الم آثار مسجد میں
دوبارہ پھر ہوئی ہل چل بپا اکبار مسجد میں

یزید شام پھر بولا مُوذن سے علی الاعلاں
توقف کیوں ہے تکبیر اقامت ختم کرنا داں

نماز جمعہ اور سیاست یزید

الغرض یزید نے موذن کو ڈانٹ کر کہا کہ اقامت ختم کیوں نہیں کرتا کہیں اندرون مسجد میں کوئی ہنگامہ نہ ہو جائے تجھے نہیں دکھتا کہ مسجد کی تمام صفوں میں سجاد کی تقریر سے برہمی پھیلی ہوئی ہے اور ہر نمازی غم وغصہ میں بھرا نظر آتا ہے حکومت کی طرف سے سب مشکوک ہو گئے ہیں موذن نے فوراً اذانِ آقامت ختم کی اور نماز جمعہ شروع ہوئی۔

Marfat.com

نماز جمعہ کی صف بندیاں ہونے لگیں آخر
ہوئی قائم جماعت پیش رب العلمین آخر

فقر و اغنیاء شاہ وگدا یکساں نظر آئے
زمیں پر سر بسجد پیش حق انساں نظر آئے

فضائے ناموافق یہ حکومت سے نہ تھی پنہاں
نظر آتا تھا ہر فرد امیر شام سے نالاں

امیر شام نے تدبیر فوراً سوچ لی دل میں
بلایا حضرت عابد کو پھر اک بار محفل میں

بلایا شام کے ذی رُتب اشراف و عمائد کو
طلب فرمایا کوفے کے ہر اک سردار و قائد کو

سرِ دربار اک پُر زور تقریر سیاسی کی
سراسر کی اہانت کوفیوں کی بد حواسی کی

کہا ابنِ زیاد و ابن سعد و شمر پر لعنت
کہ ان اشرار نے کی کچھ نہ اہلبیت کی عزت

سنان ابن انس پر اور خولی پر ملامت کی
غرض تکذیب جو کرنی تھی سب کی قتل و غارت کی

کہا یہ بھی کہ ہے ابن زیاد اس ظلم کا بانی
کہا یہ بھی کہ ابن سعد نے کی یہ ستمرانی

کہا یہ بھی کہ کوفی میری بدنامی کا باعث ہیں
کہا یہ بھی یہ دشمن مری ناکامی کا باعث ہیں

کہا یہ بھی کہ راحت ابنِ مرجانا نہ پائے گا
حسینؓ ابنِ علیؓ کا خون ناحق رنگ لائے گا

امامِ دوسرا کا قتل کب منظور تھا مجھ کو
اُنہیں مد نظر رکھنا فقط محسور تھا مجھ کو

Marfat.com

نہیں میری خطا اس میں خدا پر مرے روشن ہے
مگر حکم قضا کے آگے کس کو تابِ گفتن ہے

یزید کی عیاری

معتبر کتب سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یزید اپنی بیوی ہندہ کو سرِ حسین پر نوحہ کرنے کا کہا اور خود بھی چشمِ پُرنم ہوا یزید کی بیوی ہندہ سرِ امام عالی مقام پر خوب دھاڑیں مار مار کر روئی جس سے یہ ثابت ہوا کہ ہر رونے والا سچا نہیں ہوتا بعض رونے والے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے ظلم وستم پر پردہ ڈالنے کے لیے بھی رونے لگتے ہیں جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف پر ظلم وستم کر کے خود روتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آتے اور جھوٹے خون کے دھبے لگا کر گلی کوچوں میں دکھاتے پھرتے اور گریہ زاری بھی کرتے رہے بالکل ایسی ہی آج ایک گروہ گریہ زاری کرتا ہے جھوٹے خون کی چادر رنگ کر گلی کوچوں میں پھرتا ہے اور یزید کی اُس عیاری کو عملی جامہ پہناتا ہے جو اُس نے تمام کوفے کے فوجی سرداروں کو سرِ دار لعنت و ملامت کیا اور اپنی بیوی ہندہ سے سید الشہدا کے سرِ اقدس پر نوحہ کرایا ورنہ امام عالی مقام کا قاتل خود یزید ہے کیونکہ ظلم کرنے والے سے ظلم پر کسی کو لگانے والا ظلم کرنے والے سے کہیں بڑھ کر مجرم ہے یزید نے ہی فوج کو کوفے بھیجا یزید نے ہی نعمان بن بشیر کو گورنری سے معزول کر کے ابنِ زیاد کو گورنر کوفہ کا مقرر کیا جب دمشق کے عوام کو اپنا مخالف دیکھا تو سیاست وعیاری سے کام لیا امام زین العابدین کو دربار میں شاہانہ لباس عطا کیا۔

کیا دربار میں سجاد کا اعزاز شاہانا
سرِ دربار عابد نے جو فرمایا وہی مانا
کی رخصت اُنہیں دربار سے توقیر وعزت سے
امیر شام پیش آیا ادب کے ساتھ حضرت سے
صفر کی بیسویں تاریخ سن اکسٹھ کا وہ تھا
بلادِ شام میں ہر عشق ممکن غیر ممکن تھا

Marfat.com

امیرِ کاروان اہل بیت مصطفیٰ (ﷺ) عابد
حضورِ قُرۃ العین شہیدِ کربلا عابد

روانگی کاروان اہل بیت کی مدینے منورہ کو

الغرض کاروان اہل بیت مصطفیٰ ﷺ صفر کی بیس تاریخ سنہ ۶۱ ھ کو دمشق سے مدینے کی طرف سفر کرنے کو تیار ہوا دمشق کے تمام مرد وزن پاسبان حرم کے قافلے کو الوداع کرنے شہر کے دروازے تک آئے اور ہزاروں مرد وزن دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے امام عالی مقام کے غم میں جان کھو رہے تھے قدم بوسی کے لیئے خورد کلاں ٹوٹے پڑتے تھے ہر طرف آلِ عبائے غم میں چیخ و پکار کی صدائیں گونج رہی تھیں روتے روتے اشراف دمشق کی ہچکیاں بندھ گئیں تھیں یزید اور افسران حکومت مارے حیا اور ندامت کے سر جھکائے ہوئے تھے یزید کچھ دور چل کر واپس ہو گیا جب قافلہ شہر سے باہر پہنچا تو امام زین العابدین نے نعمان سے فرمایا کہ تم لوگوں کو یہاں ٹھہرنے کو کہو میں کچھ دل کی باتیں بتاؤں گا کیونکہ مجھے مسلمانوں کی زحمت و تکلیف نہیں دیکھی جاتی انہیں رُکو۔

مخاطب شہر والوں سے ہوئے نعمان انصاری
کہا ہے قدر کے قابل یہ ہمدردی و غمخواری

ذرا ٹھہریں مسلماں جو یہاں تک آنے والے ہیں
امام دوسرا کچھ آپ سے فرمانے والے ہیں

رُکے سب لوگ ٹھہرا قافلہ حضرت نے فرمایا
مسلمانوں تمہارے دل میں ہے ایماں کا سرمایا

تم اپنے غمزدہ بھائی کو رخصت کرنے آئے ہو
خدا حافظ مجھے کہنے فقط تشریف لائے ہو

میں ہوں مرہون منت آپ کی مہماں نوازی کا
کیا ہے آپ نے اکرام جو کچھ اک حجازی کا

Marfat.com

خدائے پاک بے شک آپ کو اس کی جزا دے گا
یہ عاجز آپ کو تا زندگی دل سے دعا دے گا

ہمیشہ اتباع دین حق کرتے رہو لوگو
نڈر ہو کر اللہ سے ڈرتے رہو لوگو

مصیبت ناگہانی پیش گر آئے کبھی تم کو
اُسے آسان کرنے کی بتاتا ہوں گلی تم کو

مصائیب یاد کرنا کربلا والے شہیدوں کے
ابد تک ہیں حسینؓ پاک حامی نا اُمیدوں کے

اہل بیت کے قافلے کو کوچ

امام زین العابدین نے جب ساکنانِ دمشق کو ٹھہر جانے کا حکم کیا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ دین مصطفیٰ ﷺ کی دل سے اتباع کرتے رہو اور آپس میں اتحاد و اتفاق رکھو باطل کے سامنے ہر وقت سینہ سپر ہو کر اُس کو مٹانے کی کوشش کرو محبوب کبریا کی محبت میں فنا ہو جاؤ اہل بیت مصطفیٰ ﷺ سے محبت رکھو اسلام کے خلاف جو باتیں ہیں اُن سے بچتے رہو مصیبت کے وقت صبر و شکر سے کام لو اور اللہ تبارک تعالیٰ کی رضا پر راضی رہو جو کام کرو شریعت مصطفیٰ ﷺ کی ترازو پر تول کر کرو دنیا کی زیب و زینت سے دل کو محفوظ رکھو کیونکہ دنیا کی ہر شان و شوکت چند روزہ ہے فانی ہے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے ارشاد پر عمل پیرا رہو جو کہ باقی ہے اُس کو فنا نہیں اتباع دین کی نصیحت کر کے کاروان اہل بیت کربلا کی منزل پر گامزن ہوا۔ نعمان بن بشیر ۳۰ فوجی جوانوں کو لے کر ساتھ ہوئے جب منزل کربلا قریب آنے لگی تو خواتین حرم کے دل فرطِ غم سے دھڑکنے لگے روز عاشورہ کا خوف ناک منظر نظر کے سامنے آ گیا کربلا میں جابر ابن عبداللہ پہلے ہی سے موجود تھے کاروانِ اہل بیت کو دیکھ کر حاضرین کربلا کی بے ساختہ چیخیں نکل گئیں جب ذرا غم سے افاقہ ہوا تو جو سر شہدا کے دستیاب ہوئے اُن کو جسموں کے ساتھ دفن کیا اور فاتحہ پڑھ کر مدینے کی جانب چلنے کی تیاری کی۔

Marfat.com

مدینے کو روانہ کربلا سے سب ہوئے مل کر
مدینے کے قریب آئے جب اہل بیت پیغمبر
اٹھا شور قیامت خیمہ ہائے آل اطہر سے
زمین طیبہ پہ محشر ہوا قائم نئے سر سے
ہرے گنبد کی حد میں جس گھڑی یہ کارواں پہنچا
فغاں کا شور فرش طیبہ سے تا آسماں پہنچا
خواتین حرم نے روضۂ انور کو جب دیکھا
ہجوم یاس سے سوئے درِ محبوبِ رب دیکھا
نبی زادی نبی (ﷺ) کے سامنے سرگرم شکوہ تھی
شکستہ دل کی یہ آواز اک پُر درد نوحہ تھی

اہل بیتِ مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ درِ مصطفیٰ پر

حضرت اُمّ کلثوم نے اشک بار و بے قرار ہو کر روضۂ سرکار کی جالی ہاتھوں سے تھام کر دل ہلا دینے والی فریاد شروع کی۔

مثنوی نظم

اے خدا کے لاڈلے پیارے حبیب
اے مریضانِ مصیبت کے طبیب
سُننے والے خلق کی فریاد کو
ٹالنے والے ہر اک اُفتاد کو
رُخصت ہو کر جب گئے تھے تم سے ہم
اے شہہ دنیا و دیں سوئے حرم
تھا ہمارے سر پہ سایۂ حُسینؓ
ہم کو اس سے ہر گھڑی حاصل تھا چین

Marfat.com

کوفے والوں نے بلا کر مصطفیٰ (ﷺ)
کی ہمارے ساتھ خود مل کر دغا

یارسول اللہ ﷺ جب آپ کے اہل بیت کا قافلہ آپ سے رخصت ہو کر گیا تھا تو ہمارے حسینؓ کا سایا تھا ہمیں کسی طرح کی کوئی پریشانی نہ تھی سایۂ حسینؓ ہمارے دل کا چین تھا کوفے والوں نے ہمیں خود بلایا اور بلا کر ہماری یہ مہمانی کی کہ ہمارے لیے پانی بند کیا اور اہل بیت کے ۷۲ نفوس پر ۸۲ ہزار فوج خوں آشام کی چڑھائی کی اور چھوٹے چھوٹے بے گناہ معصوموں پر تیر چلائے خیموں کو چاروں طرف سے گھیرا تمام ظلم وستم ہم پر ڈھائے یارسول اللہ ﷺ ہم سے آئینہ علی اکبر گم ہو گیا یارسول اللہ ہم نے قاسم کی جوانی کی بہار اپنی آنکھوں سے لٹتی ہوئی دیکھی یارسول اللہ ﷺ ہم نے علی اصغر کو تیروں کی زد میں تڑپتے ہوئے دیکھا یارسول اللہ ہمارے سامنے عبداللہ کو کوفیوں نے چاروں طرف سے گھر کر بے دردی سے شہید کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کے نازوں کے پالے فاطمہ کے لعل سالار اہل بیت حسینؓ امام عالی مقام ماہ تاب مرتضیٰ کو ظلم وستم کی گھٹاؤں میں گم کر کے آئے نہ اب عباس ہیں نہ قاسم ہیں نہ عثمان ہیں نہ اکبر ہیں نہ عبداللہ ہیں نہ محمد ہیں نہ عون ہیں نہ ابوبکر عبداللہ ہیں ہم سب کو کھو کر آپ کی بارگاہ میں تنہا آئے ہیں یارسول اللہ ﷺ فریاد ہے۔

مراتب کی تمہارے کچھ نہ کی پرواہ دشمن نے
ہمیں لوٹا اکیلا جان کر غربت میں دشمن نے

ہمیں بے پردہ اونٹوں پہ پھرایا فتنہ کوشوں نے
اہانت کی ہماری جا بجا ملت فروشوں نے

نہ رحم آیا کسی کو بھی ہماری آہ زاری پر
نہ شرمایا کوئی مطلق ہماری بے قراری پر

پہنائیں بیڑیاں سجاد کے مجروح پیروں میں
نہ تھی بوئے وفا کچھ پُر جفا دیدہ دلیروں میں

پھرایا در بدر دشمن نے ہم کو شاہ راہوں پر
کسی کو بھی نہ رحم آیا ہماری سرد آہوں پر

Marfat.com

مسلمانوں ہمارے حال سے آگاہ ہو جاؤ
ہمارا غم بٹاؤ کچھ شریک آہ ہو جاؤ

زباں پر تھا اُدھر کلثوم کی یہ مرثیہ جاری
مدینے اُدھر تھے مردو زن سب گریہ و زاری

مدینے کے بزرگ و خورد و عورت مرد گھر گھر سے
بچشمِ خونفشاں جا کر ملے آل پیمبر سے

بھرئیں اطفال و مستورات سے گلیاں مدینے کی
نہ تھی پروا کسی کو فرطِ غم سے مرنے جینے کی

مدینے کے مہاجر زادے اور انصار زادرے سب
گھروں سے چل دیئے روتے ہوئے صحرا کو بے مرکب

قریشی ہاشمی سب پرسشیں احوال کو آئے
سبھی پیرو جواں عابد کے استقبال کو آئے

جلوسِ عابد دل ریش تا باب السلام آیا
نظر کے جب روضہ خیرالانام آیا

مچا کہرام شور گریہ اہل عزا اٹھا
در رحمت پہ اک طوفان محشر انتہا اٹھا

یہ عالم تھا ہجوم بے خودی جوش بے حد کا
ہرلب پر تھا نعرہ یا محمد (ﷺ) یا محمد (ﷺ) کا

ہوئے سجاد حاضر روضہ سلطان عالم پر
کلیجہ تھام کر پائین مرقد رکھ دیا پھر سر

مزار سرور دین کو لگایا اپنے سینے سے
سلام آقا کی خدمت کہا آ کر قرینے سے

کنارِ رحمت اللعلمیں میں لخت دل آیا
سکینہ بن کے سینے میں سکون مستقل آیا

Marfat.com

إن الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو
ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں

یزید پلید کے ظلم اور فسق و فجور کے حقیقی واقعات پر مشتمل جامع کتاب

تحقیق مزید فی مسئلہ یزید

المعروف بہ

کردارِ یزید

کا تحقیقی جائزہ

حسب الارشاد

حضور قبلہ عالم الحاج پیر **سید محمد باقر علی شاہ** صاحب دامت برکاتہم القدسیہ

زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

مصنف

محقق اہلسنت علامہ حافظ **شفقات احمد** صاحب نقشبندی مجددی کیلانی حفظہ

قادری رضوی کتب خانہ ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

تحفۃ القادریہ
سیدنا صدیق اکبر
خزینہ نعت
جہانِ اولیاء
سر الاسرار
قبولِ اسلام کے واقعات
کشف المحجوب
شاہانِ گوجر
انیس الطالبین
انوارِ مدینہ
حدائقِ بخشش
جنابِ رسول اللہ کی نماز
تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر
تحفہ حنفیہ
سیرت حضور مجدد اعظم
معجزاتِ رسولِ کریم
عامل بنانے والی کتاب
نماز کے احکام
نزہۃ المجالس
چشمہ فیضِ گنج بخش
آدابِ رسول
سیرتِ مصطفیٰ
کردار یزید
مولانا خان محمد قادری کی تقریریں
جنتی زیور
امام احمد رضا اور عشقِ مصطفیٰ
کیا آپ جانتے ہیں
فتوح الغیب
ازواج الانبیاء
مکتبہ حنفیہ
گنج بخش روڈ، لاہور
042 37213575
جلوۂ دستِ قدرت
میلادِ مصطفیٰ
چار زندہ نبی
سیرتِ غوثِ اعظم
جہانِ انبیاء
راہنمائے نقابت
مکاشفۃ القلوب
خطباتِ مجددیہ
خطباتِ نورانی
نورانی حکایات
شانِ حبیب الباری
قبروں کے حالات
غنیۃ الطالبین
مسلمان کا عقیدہ
تاریخ حبیب الٰہ
تاریخ گوجراں
تذکرۃ الاولیاء
سفرِ آخرت اور ہماری ذمہ داریاں

Marfat.com